ضمائر القرآن

ڈاکٹر ابو النصر محمد خالدی

شاہ ولی اللہ انسٹی ٹیوٹ، نئی دہلی

نام کتاب	:	ضمائر القرآن
مصنف	:	ڈاکٹر ابوالنصر محمد خالدی
سال طباعت	:	۲۲/نومبر ۲۰۰۲ء
صفحات	:	۵۶۰
قیمت	:	۳۰۰/روپئے
کمپوزنگ	:	تبریز عالم قاسمی
		اقراء کمپیوٹر سینٹر، اوکھلا، نئی دہلی، ۲۵۔
مطبوعہ	:	جے، کے، آفسیٹ جامع مسجد دلی، ۶۔
ناشر	:	شاہ ولی اللہ انسٹی ٹیوٹ، ڈی ۳۴/، ابوالفضل انکلیو، اوکھلا، نئی دہلی، ۱۱۰۰۲۵۔

فہرست مضامین



پیش لفظ

قرآن کریم رشد و ہدایت کا وہ ابدی منبع و سرچشمہ ہے، جسے خالق کائنات نے دنیا کے تمام انسانوں کی ہدایت ونجات کے لئے نازل فرمایا ہے، اور اس کو قیامت تک کے لئے کسی قسم کے تغیر وتبدل سے محفوظ رکھنے کا اہتمام کیا ہے، اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس کی حفاظت وصیانت کی ذمہ داری کسی اور پر نہیں ڈالی خود اپنے ذمہ لی ہے۔

رب کریم کا فرمان ہے کہ: "إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ" (ہم ہی نے قرآن کو اتارا ہے، اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں)۔

قرآن کے ابدی پیغام اور کتاب ہدایت ہونے کے باوجود آج کے دور کی طرح عہد وسطی میں بھی اس کے تراجم وتفاسیر سے بے اعتنائی وغفلت برتی گئی ہے، اسی عہد کے کچھ اس طرح کے واقعات مشہور ہیں کہ اکبر بادشاہ کے دربار میں جب علماء اور انگریز پادریوں کے مابین مذہبی مباحثے ومناظرے ہوتے تھے، تو انگریز پادری اپنی کج فہمی ولاعلمی کی وجہ سے قرآن کریم کے بعض واقعات واندراجات پر اعتراض کرتے تھے، تو ان کو معقول ومدلل جواب دینے کے بجائے بسا اوقات عہد اکبری کے علماء یہ کہہ دیتے تھے کہ یہ قرآن کریم میں موجود ہی نہیں ہیں، اور جب قرآن کریم کھول کر دیکھا جاتا تھا تو وہ حوالے نکلتے تھے۔

چونکہ انگریز پادری انگریزی ترجموں کی وجہ سے قرآن کے مباحث ومطالب سے خوب واقف تھے مگر افسوس ہمارے علماء قرآن کریم کے تراجم وتفاسیر سے بے خبر تھے، جس کی وجہ سے انگریز پادریوں کے سامنے بے بس ہو جاتے تھے، چونکہ ان کی زیادہ تر توجہ فقہ اور منطق وفلسفہ کی طرف مرکوز تھی۔

شیخ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کو قرآن کریم کے تئیں علماء کی بے توجہی

وبے اعتنائی بلکہ مجرمانہ غفلت کا احساس تھا، خود حضرت شاہ ولی اللہؒ کے عہد میں (جو دراصل عالمگیر اورنگ زیبؒ کے اقتدار کے اختتام کا دور ہے) قرآن کریم سے اسلامیان ہند کا تعلق روایتی طور پر قرآنی آیات کی تلاوت تک ہی محدود تھا، اس کے سمجھنے سمجھانے اور اس میں غور وفکر کرنے کا ماحول قطعاً نہ تھا، عوام وخواص شیخ سعدیؒ کی گلستاں وبوستاں، مولانا رومؒ کی مثنوی، شیخ فرید الدین عطارؒ کی منطق الطیر اور مولانا جامیؒ کی یوسف زلیخا اور نفحات الانس ہی کو اپنی اپنی مجلسوں ومحفلوں میں حلقے بنا بنا کر پڑھتے تھے اور جھومتے تھے، اور ان ہی کتابوں کو پڑھنے پڑھانے کو ذریعہ نجات تصور کرتے تھے۔

حضرت شاہ صاحبؒ نے اس بیمار ذہنیت کے خلاف عملی قدم اٹھایا اور ''فتح الرحمٰن'' کے نام سے قرآن کریم کا عام فہم وسلیس فارسی ترجمہ کیا اور اصول تفسیر پر بھی کتاب تصنیف کی۔

ماضی میں بعض علماء نے قرآن کریم کے تراجم وتفاسیر لکھنے کا اہتمام ضرور کیا تھا، مگر یہ کام کوئی منصوبہ بند طریقہ سے نہیں کیا گیا تھا، غالباً ان کے پیش نظر کوئی طویل المیعاد منصوبہ بھی نہیں تھا، البتہ وقتی جذبہ ضرور کارفرما تھا، جو ہر مومن کے دل میں موجزن ہوتا ہے۔

حضرت شاہ صاحبؒ نے، جنہیں مجددِ وقت ہونے کا شرف حاصل تھا، ایک وسیع پیمانے پر رجوع الی القرآن کی تحریک چلائی اور قرآن فہمی واحکام شناسی کے ذریعہ مسلمانوں کے اخلاق وکردار اور نظر وفکر کی اصلاح کی مخلصانہ جد وجہد کی اور قرآن کریم سے مسلمانوں کا صدیوں سے ٹوٹا ہوا رشتہ پھر سے جوڑ دیا، یہ آپ کا سب سے بڑا تجدیدی کارنامہ ہے۔

حضرت شاہ صاحب کی تحریک رجوع الی القرآن اس قدر منصوبہ بند تھی کہ آپ کے بعد بھی متحرک وفعال رہی، آپ کے عالی مقام صاحبزادوں نے بھی تحریک رجوع الی القرآن کو مزید ہمہ گیر وہمہ جہت بنانے کی مخلصانہ سعی بلیغ کی، آپ کے بڑے صاحبزادے سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ جیسے نکتہ شناس اور دیدہ ور مفسر ومتکلم اسلام نے آپ کی تحریک کو بام عروج تک پہنچانے میں کلیدی رول ادا کیا۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب نے فارسی زبان میں تفسیر ''فتح العزیز'' تصنیف کی اور اس میں قرآنی حقائق ومعارف کا دریا بہادیا، اس کے ساتھ ساتھ عوامی درس قرآن کریم کا ایسا شاندار اہتمام کیا جس میں صرف عوام ہی نہیں بلکہ نامور علماء اور قادر الکلام شعراء (مثلاً

شیخ ابراہیم ذوقؔ دہلوی، حکیم مومن خان مومنؔ اور مفتی صدرالدین آزردہ دہلوی) بھی شریک ہوتے تھے، اور فکرولی اللہی سے اکتساب فیض کرتے تھے۔

آپ کے دوسرے صاحبزادے حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ نے جب محسوس کیا کہ فارسی زبان جودراصل سرکاری زبان تھی، روبہ زوال ہے، اس کی جگہ اردو زبان لے رہی ہے، تو آپ نے نئے دور کے تقاضے کے مطابق قرآن کریم کا تحت اللفظ اردو ترجمہ کیا، اردو ترجمہ میں عربی جملے کی ترکیب اور ساخت کی بڑی پابندی کی، یہی لفظی رعایت اسی ترجمہ کی اصل روح ہے، اس کے باوجود زبان بہت ہی سادہ وشگفتہ ہے، اور عام فہم ہے، دراصل اس ترجمہ میں حضرت شاہ رفیع الدین صاحبؒ کی علمی قابلیت سے زیادہ ان کے خلوص وللہیت کا دخل ہے۔

آپ کے تیسرے صاحبزادے امام المفسرین حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ نے بھی بدلتے ہوئے حالات کے پیش نظر نوخیز ونوزائیدہ اردو زبان میں بامحاورہ ترجمہ کیا، آپ کا ترجمہ ''موضح قرآن'' نہ صرف قدیم اردوئے معلّٰی کا نمونہ بلکہ مراد خداوندی کو صحیح صحیح ادا کرنے کے لحاظ سے بھی ترجمہ اپنے صاحب دل مترجم ومفسر کی الہامی بصیرت کا شاہکار ہے، آپ کے تفسیری فوائد بھی نہایت ہی عجیب وغریب حکیمانہ نکات ومعارف پر مشتمل ہیں جو آج کے دور کے مترجمین ومفسرین کے لئے رہنمائی وآگاہی کے باعث ہیں۔

ان دونوں صاحبزادوں نے بھی تحریک رجوع الی القرآن کو آگے بڑھایا اور اس کو عوام وخواص میں مقبول ومحبوب بنایا۔

حضرت شاہ ولی اللہ کے نسبی خانوادہ کے بعد آپ کے روحانی وفکری خاندان کا دور آتا ہے، آپ کے روحانی وفکری خانوادہ نے بھی ''تحریک ولی اللہ اللہی'' کو مضبوط ومستحکم کرنے میں تاریخ ساز رول ادا کیا ہے۔

مابعد کے ان ولی اللہی فکر مترجمین ومفسرین اور علماء ومشائخ تفسیر میں ''من موہن کی باتیں'' کے مصنف حضرت شاہ فضل رحمان گنج مرادآبادیؒ، ''ترجمہ شیخ الہند'' کے مصنف شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ اسیر مالٹا، ''غایۃ البیان فی تفسیر القرآن'' کے مصنف مولانا احمد حسن محدث امروہوی، ''تفسیر عثمانی'' کے مصنف شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی، ''مشکلات القرآن'' کے مصنف علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ، ''بیان القرآن'' کے مصنف حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی

تھانویؒ، ''تفسیر ثنائی'' کے مصنف مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری، ''فتح المنان معروف بہ تفسیر حقانی'' کے مفسر و مصنف مولانا ابو محمد عبدالحق حقانی دہلوی، ''غرائب القرآن'' کے مصنف ڈپٹی نذیر احمد، ''ترجمان القرآن'' کے مصنف امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد، ''ترجمۂ فتح الحمید'' کے مصنف مولانا فتح محمد جالندھری، ''امام ولی اللہ دہلوی کی حکمت کا تعارف'' کے مصنف مولانا عبید اللہ سندھی، ''موضحۃ القرآن'' کے مصنف مولانا وحید الزماں، ''معارف القرآن'' کے مصنف مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی، ''تفسیر ماجدی'' کے مصنف مولانا عبدالماجد دریا آبادی، ''تفسیر بیان السبحان'' کے مصنف مولانا عبدالدائم جلالی، ''کشف الرحمٰن'' کے مصنف سحبان الہند مولانا احمد سعید دہلوی، ''ترجمان القرآن'' کے بانی، مدیر مولانا ابو مصلح سہسرامی ثم حیدر آبادی، ''محاسن موضح قرآن'' کے مصنف مولانا اخلاق حسین قاسمی ماہنامہ ''میثاق'' کے مدیر ڈاکٹر اسرار احمد صاحب اور آخر میں ''ضمائر القرآن'' کے مصنف ڈاکٹر ابوالنصر محمد خالدی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

ڈاکٹر ابوالنصر محمد خالدی مرحوم فکر ولی اللہی کی روشنی میں تحریک رجوع الی القرآن کے پرجوش حامی و مبلغ تھے، آپ نے اپنی گرانقدر تصنیف ''ضمائر القرآن'' کی ابتداء شیخ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی معرکۃ الآراء تصنیف ''الفوز الکبیر'' کے ایک اہم اقتباس سے کی ہے، جس سے آپ کی حضرت شاہ صاحب سے ذہنی وفکری وابستگی کا اظہار ہوتا ہے۔

آپ نے بھی ولی اللہی روایت کے مطابق قرآن فہمی کی تحریک کو مضبوط و مستحکم کرنے کی خاطر درس قرآن کریم کا بھی اہتمام کیا، جس میں ارباب علم و تحقیق شریک ہوتے تھے، اور آپ کے بیان کردہ تفسیری نکات وحقائق سے مستفیض ہوتے تھے۔

ڈاکٹر خالدی مرحوم نے اگرچہ تاریخ، ادب، اسلامیات اور دکنی ادبیات پر بہت کچھ لکھا ہے اور وہ سب ملک و بیرون ملک کے موقر جرائد ورسائل میں چھپے بھی ہیں، مگر آپ کی تحقیق وجستجو کا اصل میدان مطالعہ قرآن، اور درس قرآن ہی رہا ہے، اور یہی آپ کا اصل ذوق ومذاق تھا۔

آپ نے ''ضمائر القرآن'' کے علاوہ ''الاشباہ والنظائر فی القرآن الکریم'' اور ''قرآن میں الکاف تشبیہ'' جیسی اہم کتابیں تصنیف کیں ہیں، مگر یہ دونوں کتابیں اب تک زیور طباعت سے مزین نہ ہوسکیں ہیں، ان کے علاوہ ''قرآن مجید میں نباتی الفاظ'' اور ''قرآن مجید کی رجائیت انگیز آیتیں'' کے نام سے تحقیقی مقالات خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

غرضیکہ ڈاکٹر خالدی مرحوم...... کوئی مجہول وگمنام شخصیت کا نام نہیں ہے، جن کا تعارف

کرایا جائے، آپ اعلیٰ درجہ کے محقق، عظیم اسلامی اسکالر، عربی ادب ولغات کے ماہر اور صاحب طرز ادیب تھے، نصف صدی تک علم وتحقیق کے مرد میدان رہے ہیں، آپ کم وبیش (۴۰،۴۲) اہم تحقیقی وتنقیدی کتابوں کے عظیم مصنف تھے، آپ کی بعض تحقیقی کتابیں ندوۃ المصنفین دلی اور انجمن ترقی اردو ہند جیسے مستند ومعیاری اداروں سے چھپ چکی ہیں، اور ارباب علم وادب کے حلقوں میں مقبول ہوچکی ہیں، مولانا عبدالماجد آبادی، مولانا مفتی عتیق الرحمٰن عثمانیؒ اور مولانا ابوالحسن علی ندویؒ بھی آپ کے تحقیقی ذوق وتبحر علمی سے متاثر تھے۔

پیش نظر کتاب ''ضمائر القرآن'' دراصل اس کا موضوع قرآنیات بھی ہے اور عربی ادب کے قواعد نحو وصرف بھی ہے۔

قرآن کریم کی بعض ضمیر والی آیات کے معانی ومفاہیم کا تعین کتنا مشکل امر ہے جسے ترجمہ وتفسیر سے دلچسپی وشغف رکھنے والے اصحاب علم وفضل ہی جانتے ہیں کہ جب تک آیات میں استعمال ضمائر اور ان کے سیاق وسباق کا صحیح علم نہ ہو تو مقاصد تک رسائی بہت مشکل ہوتی ہے، بلکہ اکثر مفہوم ہی غلط ہوجاتا ہے، قرآنی آیات کے صحیح فہم وادراک اور ان کو اپنے مقاصد پر باقی رکھنا ایمان کا حصہ ہے، اور ان میں ادنی تساہل موجب سزا ہے۔

ڈاکٹر ابوالنصر محمد خالدی مرحوم نے ضمائر اور مراجع کی تعیین میں معتبر عربی کتب تفسیر سے مراجعت کی ہے، بڑی عرق ریزی، جگر کاوی اور وقت نظر ووسعت مطالعہ سے اصل منشاء خداوندی تک پہنچنے کی حتی المقدور کوشش کی ہے، اور اپنی طرف سے کوئی رائے دینے کے بجائے قدیم تراجم وتفاسیر ہی پر انحصار کیا ہے، البتہ بعض بعض مقامات پر مراجع کی تعیین میں جو بعض مترجمین ومفسرین کی طرف سے بے جا تکلف سے کام لیا گیا ہے، اس پر موصوف نے علمی انداز میں تنقیدیں کی ہیں، اور وہ باوزن تنقیدیں ہیں۔

مرحوم نے اگرچہ ''دیباچہ'' میں ازراہ عجز وانکسار تحریر فرمایا کہ یہ مقالہ مولوی یا اس سے اونچے درجہ کی تیاری کرنے والوں کے لئے نہیں لکھا گیا ہے، مگر میں سمجھتا ہوں کہ اس تحقیقی کتاب سے علماء اور اساتذہ فن ہی بھرپور استفادہ کرسکتے ہیں، کم پڑھے لکھے لوگوں کے لئے اس کتاب کو کما حقہ سمجھنا محال نہیں تو مشکل ضرور ہے، چونکہ فاضل مصنف نے عموماً ایک ایک ضمیر کے مراجع کے سلسلہ میں متعدد اقوال نقل کئے ہیں، اور ان اقوال میں جو لطیف معنوی فرق ہے، اس کو واضح

کرنے میں بڑی تفسیری گہرائی وگیرائی کا ثبوت دیا ہے۔

اسی طرح موصوف نے لغات القرآن کی تحقیق میں بھی اپنی غیر معمولی عربی دانی اور تبحر علمی کا ثبوت دیا ہے، میں نے یہ بات یوں ہی نہیں بیان کی ہے، بلکہ مجھے مصنف کے بیان کردہ بعض الفاظ کی تذکیر وتانیث کی صحت وعدم صحت کے متعلق عربی قوامیس اور عربی محاورات کی کتابوں سے رجوع کے دوران اندازہ ہوا کہ مصنف ضمائر القرآن نے قرآنی الفاظ کی تذکیر وتانیث کی تعیین کے باب میں کوئی دعوی بلا دلیل نہیں کیا ہے، بلکہ آپ کی تحقیق وجستجو کی پشت پر مضبوط دلیل اور برہان قاطع موجود ہے۔

میں نے لفظ ''امۃ'' اور لفظ ''ذہب'' کی تحقیق کے دوران مصنف کی دقت نظری کو شدت سے محسوس کیا، جس کا ذکر حواشی میں کر دیا ہے، اسی طرح لفظ ''ضیف'' کے متعلق مصنف کی رائے بالکل صائب ودرست ہے، اور قوامیس اور عربی محاورات آپ کی رائے کے موئید ہیں۔

ڈاکٹر خالدی مرحوم نے ضمائر اور ان کے مراجع کے تعین کے بعد ''توضیح''، ''انتباہ'' اور ''تشریح'' کے عنوانات سے آیات کی تشریحات وتوضیحات بیان کیں ہیں، اور ان آیات قرآنی کی تفسیری توضیحات وتشریحات کے بیان میں، مشہور اردو تراجم وتفاسیر میں تفسیر عثمانی (ترجمہ حضرت شیخ الہند محمود حسنؒ) ترجمان القرآن (مولانا ابوالکلام آزادؒ) ترجمہ فتح الحمید (مولانا فتح محمد جالندھریؒ) تفہیم القرآن (سید ابوالاعلی مودودی) اور تفسیر ماجدی (مولانا عبدالماجد دریا آبادی) سے بھرپور استفادہ کیا ہے، اس اعتبار سے مجموعی طور پر یہ کتاب اپنے موضوع اور فن میں منفرد اور مستند کتاب ہوگئی ہے، میری ناقص رائے میں اردو زبان میں ضمائر القرآن کے موضوع پر یہ واحد کتاب ہے، جو ماخذ ومصادر کی حیثیت سے آئندہ امت کو کام آئے گی۔

''ضمائر القرآن'' کی فنی اہمیت وافادیت کے پیش نظر یہ معرکۃ الاراء تصنیف، ''شاہ ولی اللہ انسٹی ٹیوٹ'' نئی دہلی کے زیر اہتمام شائع کی جارہی ہے، ''شاہ ولی اللہ انسٹی ٹیوٹ'' نئی دہلی کے قیام کے مقاصد واہداف میں ایک اہم مقصد قرآنیات کے موضوع پر لکھی ہوئی کتابوں کی اشاعت وترویج بھی ہے۔

اسی عظیم مقصد سے یہ مستند ومعتبر کتاب آپ کے ہاتھوں میں موجود ہے۔

بڑی ناسپاسی ہوگی کہ اگر میں اپنے کرم فرما اور علوم قرآنی سے دلچسپی رکھنے والے

بزرگ سائنس دان ڈاکٹر محمد نصیب قریشی صاحب دہلوی کا شکریہ ادانہ کروں، جن کی وساطت سے ضمائر القرآن کو بغور پڑھنے کا موقع ملا، اوران ہی کی فرمائش پر مصنف علام کے لائق وفائق اور سعادت مند صاجبزادے ڈاکٹر عمر خالدی صاحب (جنہیں، میں نے اپنی تصنیف سے زیادہ اپنے والد مرحوم کی تصانیف کی اشاعت وترویج کے لئے فکر مند پایا ہے) سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا، اگر چہ ڈاکٹر عمر خالدی صاحب پہلے سے میری کتابوں کے حوالے سے مجھ سے واقف تھے، مگر میں ان سے ناواقف تھا، انہوں نے پہلی ملاقات ہی میں ایسی محبت آمیز گفتگو کی کہ مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میں برسوں سے ان سے آشنا تھا۔

انہوں نے بھی ڈاکٹر محمد نصیب قریشی صاحب کی طرح اس کتاب کی اشاعت پر زور دیا، میں ان کے اصرار کی وجہ سے انکار نہ کرسکا، پھر تو انہوں نے فون اور خطوط کے ذریعہ سے اس قدر تقاضا کیا کہ میں نے ان کے مسلسل تقاضوں سے مجبور ہوکر "ضمائر القرآن" کی تصحیح، تنقیح اور تعلیق کا کام شروع کردیا، مگر یہ کام کافی محنت طلب اور وقت طلب تھا۔

میں، حضرت مولانا عمید الزماں کیرانوی صاحب مرتب "القاموس الوحید" کا بے حد ممنون ومشکور ہوں کہ انہوں نے مجھے لغات کی تحقیق میں بھرپور تعاون کیا اوراپنی ذاتی لائبریری سے عربی لغات کی کتابیں عنایت فرمائیں۔

مجھے یہ بھی احساس ہے کہ اگر برادر محترم مولانا مفتی احمد نادر القاسمی صاحب کی معاونت شامل نہ ہوتی تو اتنی جلدی اس کی اشاعت ممکن نہ ہوتی، میں ان کا بھی صمیم قلب سے شکر گزار ہوں، میں اپنے عزیز مولوی تبریز عالم قاسمی کا بھی شکریہ ادا کرنا ضروری خیال کرتا ہوں کہ جنہوں نے بڑی محنت ولگن اور باریک بینی سے قرآنی آیات کی کمپوزنگ کی ہے۔

آخر میں میری دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر ابوالنصر محمد خالدی مرحوم کی اس خدمت کو قبول فرمائے، اورامت کی ہدایت ورہنمائی کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

عطاء الرحمٰن قاسمی

چیئرمین

شاہ ولی اللہ انسٹی ٹیوٹ

ڈی ۳۴/ ۳۴، ابوالفضل انکلیو، اوکھلا، نئی دہلی۔

بتاریخ ۲۸/ نومبر ۲۰۰۲ء

کچھ مصنف کے بارے میں

ہمیں بہت کم خاندان ایسے ملیں گے جن کو اپنی سابقہ تین چار پشتوں سے زیادہ کی معلومات ہوں، پچھلی تین چار پشتوں سے متعلق بھی بعض کو صرف ناموں ہی کا علم ہوتا ہے، ان کے پیشے، مشاغل اور دیگر احوال سے واقفیت نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے، ہر چند کہ بعض کے یہاں تحریری طور پر یا سینہ بہ سینہ سلسلۂ نسب کی مکمل معلومات محفوظ ہوں، بہر حال زیادہ تفصیلات میں گئے بغیر محترم خالدی مرحوم کے آباء واجداد کے بارے میں اس حد تک علم ہے کہ وہ لوگ چودہویں صدی عیسوی میں محمد بن تغلق کے عہد میں چودہ سو پالکیوں کے ساتھ دکن کا رخ کئے تھے، اور اکثر کا تعلق اہلِ سیف سے تھا، چنانچہ نواب ناصر الدولہ (۱۸۲۹ء، ۱۸۵۷ء) کے دور میں آپ کے جدِ اعلیٰ عبداللہ حیدر خان فوج میں سلح دار تھے، کسی وجہ سے انہوں نے فوج کی ملازمت ترک کردی، اور اس واقعہ سے اہل خاندان کو مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا، عبداللہ حیدر خان کے بیٹے حسین خان تھے، اور حسین خان کے لڑکے کا نام محمد علی تھا، جو سیاہ فام ہونے کی وجہ سے کلن خان یا کالے خان کے نام سے مشہور ہوئے، ان کا پیشہ تجارت تھا، جو کچھ پونجی کمائی تھی اس سے حج کے لئے روانہ ہوگئے، ۱۸۷۰ھ میں حج سے واپس ہونے کے بعد کاروبار چھوڑ دیئے اور توکل کی زندگی بسر کرنے لگے، عزیز واقارب، دوست، احباب حاجی صاحب یا کالے شاہ کے نام سے پکارتے تھے، کالے شاہ کے دو لڑکے تھے، ایک کا نام محمد حسین خان تھا، اور دوسرے کا احمد خان، یہی محمد حسین خان میرے دادا تھے، جنہوں نے اپنے بڑے کنبے کی پرورش اور گزر بسر

کے لئے جلوخانہ سے قریب لارڈ بازار (چار مینار) میں ایک چھوٹی سی دکان کھول رکھی تھی، ان کے ذکور واناث ملا کر چودہ بچے، جن میں آٹھ بچے خوراک کی کمی یا طبی سہولتوں کی عدم موجودگی کے باعث پیدا ہوتے ہی، اور بعض شیر خواری ہی میں اللہ کو پیارے ہو گئے، بقید حیات سلامت رہنے والوں میں ترتیب وار غلام محی الدین (خوشنویس سنٹرل ریکارڈ آفس) محمد سیف الدین عرف غلام غوث خان ان کے بعد محمد شرف الدین اور غلام محمد، درمیان میں دو بہنیں تھیں تھوڑی سی عمر پا کر انتقال کر گئیں۔

یہ تھے میرے والد مرحوم — ان کا نام محمد شرف الدین حیدر آباد کے مشہور ولی اللہ حضرت بابا شرف الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۸۶ء) سے ان کے والدین کی عقیدت پر رکھا گیا، ان کی درگاہ پہاڑی شریف کے نام سے مشہور ہے، اور حیدر آباد شہر کے جنوب میں ایک اونچی پہاڑی پر واقع ہے۔

گو کہ ان کا نام محمد شرف الدین رکھا گیا تھا، لیکن وہ بعد میں ابو النصر محمد خالدی کے نام سے مشہور ہوئے، نام کی اس تبدیلی کی داستان بھی دلچسپ ہے، جو آگے آئے گی، حال حال تک ہمارے ملک میں عموماً اور متوسط اور غریب خاندانوں میں خصوصاً باضابطہ تاریخ پیدائش درج نہیں کی جاتی تھی، زیادہ سے زیادہ قمری ہجری مہینے کی تاریخ یاد رکھی جاتی تھی۔ ہمارے یہاں بھی یہی ہوا۔ چنانچہ میرے والد کو اپنا سن پیدائش معلوم نہ تھا۔ ایک بار انہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ ان کے والد، یعنی ہمارے دادا کا خیال تھا کہ وہ طغیانی موسی ندی ۱۹۰۸ء میں جو ماہ ستمبر میں آئی تھی اس وقت ان کی عمر ڈیڑھ سال کی تھی، اس حساب سے وہ غالباً ۱۹۰۶ء میں پیدا ہوئے۔ لیکن بعد کی تعلیمی اسناد میں سن ولادت ۱۹۱۶ء درج ہو گیا یا کر دیا گیا۔

میرے والد کی ابتدائی تعلیم مقامی درس گاہ میں ہوئی، رضاعی خالو رحیم الدین مرحوم سے اتنی اردو سیکھ لی تھی کہ فارسی شروع کرنے کے قابل ہو گئے، درجہ ہفتم کے فارسی نصاب کی حد تک استعداد پیدا کر لی، پھر مدرسہ دار العلوم میں شریک ہوئے جہاں سے ۱۹۲۸ء میں میٹرک کیا۔ پھر ۱۹۳۴ء میں جامعہ عثمانیہ سے بی، اے کی ڈگری لی، اس کے دو سال بعد ۱۹۳۶ء میں تاریخ

اسلام میں ایم۔اے کی ڈگری حاصل کرلی۔

زمانہ طالب علمی، والد مرحوم نے حیدرآباد کے علماء، صوفیاء اور شعراء اور ادباء کی صحبت میں گذارا، ان کی اردو، عربی، فارسی اور اسلامیات سے شغف اور مطالعہ کا ذوق دیکھتے ہوئے مشہور شاعر حضرت صفی اورنگ آبادی مرحوم نے ان کو ابوالنصر کا خطاب دیا۔ اسی کنیت کی نسبت سے احباب ''فارابی'' پکارنے لگے، آگے چل کر جامعہ عثمانیہ کے ایک استاد نے حضرت خالد بن ولیدؓ کی نسبت سے ''خالدی'' کے خطاب سے نوازا، خصوصاً اس وجہ سے کہ والد مرحوم کو تاریخ اسلام سے گہری دلچسپی تھی۔ ۱۹۳۹ء میں دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ میں ملازمت مل گئی جو بعد میں شعبہ تاریخ جامعہ عثمانیہ میں منتقل کردی گئی، میرے والد مرحوم جولائی ۱۹۴۶ء میں تعلیمی وظیفہ پر قاہرہ کی مشہور یونیورسٹی ''جامعہ فواد الاول'' میں داخل ہوئے، جہاں سے انہوں نے ۱۹۴۹ء میں ڈی، لٹ یعنی دکتورالآداب کی ڈگری حاصل کی، اس کے بعد وہ حیدرآباد لوٹے اور جامعہ عثمانیہ میں اپنے عہدہ پر فائز ہوگئے۔

تاریخ ہندودکن، تاریخ اسلام، دکنی زبان وادب اور قرآنیات وغیرہ آپ کی دلچسپی کے موضوعات تھے، آپ کے مضامین ومقالات علمی جرائد ورسائل میں شائع ہوتے رہتے تھے، آپ کی مطبوعہ کتابیں ۳۰ تیس ہیں، ان کے علاوہ غیر مطبوعہ کتابیں ۱۲ ہیں، ان مطبوعہ وغیر مطبوعہ کتابوں کی فہرست میری مرتبہ کتاب شمع فروزاں (حیدرآباد: عربی اینڈ سنس، ۱۹۹۲ء) میں دیکھی جاسکتی ہے۔

والد مرحوم جامعہ عثمانیہ سے سن ۱۹۷۶ء میں تدریسی خدمات سے سبکدوش ہوئے، وظیفہ کے بعد بابا کی تمام دلچسپیاں مطالعہ قرآن پر ہی مرکوز ہوگئیں، باوجود خرابی صحت اور ضعیف العمری وہ قرآنیات کے مطالعے میں مصروف رہتے تھے، اور قرآنیات سے متعلق نئی کتابوں کے متلاشی رہتے تھے۔ ان کی وہ تصانیف جو ان کی حیات میں چھپ نہ سکیں اس میں سرفہرست ''الاشباہ والنظائر فی القرآن الکریم اور ضمائر القرآن'' شامل ہیں۔

میرے والد کا آخری خط جو میرے نام انہوں نے لکھا تھا وہ ان کے آخری دنوں کی

دلچسپی کا صحیح غماز ہے، انہوں نے کہا ہے:

اللہ کا احسان ہے تمہارے توسط سے ایک تمنا بر آئی، کل ۲۸ر اکتوبر ۱۹۸۵ء الجمان (ایک عربی کتاب کا عنوان) کا نسخہ ملا، جزاک اللہ فی الدارین، أللهم اجعل عبدک نصر الله عمر من الصالحين الأخيار! انشاء اللہ ذرا اٹھنے بیٹھنے کے قابل ہوجاؤں تو قرآن فہمی میں ممد ومعاون ایک اور تالیف تیار ہوجائے گی، اللہ قبول فرمائے۔

والسلام

محمد خالدی

خط لکھنے کے پانچ روز بعد ان کی وفات ۳ر نومبر ۱۹۸۵ء کو ہوئی، والد مرحوم کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے میں نے ان کی کتاب ضمائر القرآن ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۹۸۷ء میں انجمن تاریخ حیدرآباد اور اسلامک اکیڈمی، نئی دہلی سے شائع کی، لیکن مطبع نے چھپائی میں اتنی غلطیاں کیں کہ کتاب کو اغلاط کے ساتھ اور وہ بھی قرآنی آیات کی غلطیوں کے ساتھ منظر عام پر لانا مناسب نہ سمجھا، ڈاکٹر محمد نصیب قریشی صاحب دہلوی کی اعانت سے مولانا عطاء الرحمٰن قاسمی صاحب سے ملاقات ہوئی، حضرت مولانا عطاء الرحمٰن قاسمی فاضل دیوبند ہیں، یہ ان کی مہربانی اور لطف وکرم سے کتاب کی مکمل تصحیح ہوئی اور اب آپ کے سامنے ہے۔

میں اللہ تعالٰی کا شکر گزار ہوں کہ ڈاکٹر قریشی اور مولانا عطاء الرحمٰن قاسمی کی کوششیں ثمر آور ہوئیں، اللہ تعالٰی دونوں حضرات کو اجر عظیم عطا کرے۔

ڈاکٹر عمر خالدی

۷ر ستمبر ۲۰۰۲ء

دیباچہ

قرآن کا مطالعہ کرنے والے کو یہ آسانی سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کتاب کی ہدایت زبان و مکان سے محدود نہیں، یہ ہر انسان کے لئے ہے، اور مطالعہ کرنے سے پہلے یہ تو معلوم ہی تھا کہ قرآن عربی زبان میں ہے، اس لئے اس کے معنویات و مندرجات کا مفہوم و مطلب کا حصہ سمجھنے اور ان کے معنی متعین کرنے کے لئے عربی زبان و ادب سے واقفیت ناگزیر ہے، ظاہر ہے، کہ "قرآنا عربیا" کے "غیر ذی عوج" معنی و مفہوم و مطلب کا دار و مدار اہل عرب کے طریقۂ تکلم کے مطابق ہونا چاہئے۔

جو لوگ قرآن کو "تنزیل العزیز الرحیم" مانتے ہیں، ان کے ایمان اور اس پر مبنی دستور العمل کی پہلی اور بنیادی کتاب قرآن ہی ہو سکتی ہے اور چودہ سو سال سے فی الواقع رہی بھی ہے، تاریخ شاہد ہے کہ اختلاف احوال و ظروف کے لحاظ سے کسی دستور کی تشریح و تعبیر کا میدان خواہ کتنا ہی وسیع ہو وہ بہر حال دستور کی زبان اس کے الفاظ اس کے جملوں، اس کے محاوروں اور اس کے اسلوب سے محدود ہی رہے گا۔

عرب جس فنی بیان سے بخوبی واقف تھے وہ صرف رجز و شعر تھا، کاہنوں کے کچھ ابہامی فقروں یا خطیبوں کے چند حکیمانہ جملوں کی ان کی تہذیبی زندگی میں کوئی قابل لحاظ حیثیت نہیں تھی، دوران تنزیل کے ایک ناقد عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس نے قرآن کی قدر کا ٹھیک اندازہ کرتے ہوئے کہا تھا: "واللہ ما ھو بالشعر ولا بالسحر ولا بالکھانۃ۔

قرآن کریم کے طریقۂ بیان اور اس کے طرز تخاطب کے سلسلہ میں حضرت شاہ ولی اللہؒ نے لکھا ہے: ''قرآن مجید کو ابواب وفصول میں اس طرح مرتب نہیں کیا گیا ہے کہ ہر سمت ایک جداگانہ باب یا فصل میں بیان کیا جاتا، قرآن کو ہم کو مکتوبات کے مجموعہ کی طرح فرض کرنا چاہئے جس طرح کہ بادشاہ اپنی رعایا کو وقت کی ضرورت کے مطابق ایک فرمان لکھتا ہے، اس کے بعد دوسرا، پھر تیسرا، تا آنکہ کئی فرامین جمع ہوجاتے ہیں، اور کوئی شخص ان کو جمع کرکے ایک مجموعہ مرتب کرتا ہے، چونکہ سورتوں کا اسلوب شاہی فرامین کے طریقے سے پوری مناسبت رکھتا تھا، اس لئے سورتوں میں بھی اسی طریقہ کی رعایت رکھی گئی ہے، جس طرح بعض مکتوب خدا کی حمد سے شروع کئے جاتے ہیں، بعض غرض کے بیان سے، بعض کاتب یا مکتوب الیہ کے نام سے اور بعض رقعے اور مشق عنوان کے ہوتے ہیں، بعض طویل اور بعض قصیر ہوتے ہیں، اسی لئے بعض سورتیں اسی طرح کی ہیں'' (الفوز الکبیر، تیسرا باب)۔

قرآن کے اس فرمانی، خطیبانہ، تقریری اسلوب بیان کی ایک خصوصیت یہ ہے:
''اخلاقی ہدایتیں، شرعی احکام، دعوت، نصیحت، عبرت، تنبیہ، ملامت، بشارت، تسلی، دلائل وشواہد، تاریخ قصے اور آثار کائنات کی طرف اشارے بار بار ایک دوسرے کے بعد آرہے ہیں، ایک ہی مضمون مختلف طریقوں سے مختلف پیرایوں میں بار بار دہرایا جاتا ہے، ایک مضمون کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا اچانک شروع ہوجاتا ہے، بلکہ ایک مضمون کے بیچ میں دوسرا مضمون یکا یک آجاتا ہے، مخاطب اور متکلم بار بار بدلتے ہیں، اور خطاب کا رخ رہ رہ کر مختلف سمتوں میں پھرتا رہتا ہے''۔ (تفہیم القرآن کے مقدمہ کا اقتباس)۔

''چینی یا آریائی زبانیں بولنے والوں کے لئے ایک سامی عربی زبان کی اشتقاقی واعرابی (نحوی) دشواریوں سے قطع نظر قرآن کے محاضراتی، مکالماتی، خطیبانہ انداز بیان میں خبروں کا انتشار معمولی دشواری نہیں ہے، حال یہ ہے کہ ایک ہی آیت میں کئی کئی

خبریں واحد و جمع یا مونث و مذکر اس طرح آجاتی ہیں کہ مرجع کی تلاش با معانِ نظر ہی معلوم ہو سکتی ہے، حد و انتہا یہ کہ: ایک ہی آیت بلکہ جز، آیت کے انداز ایک ہی خبر کا مرجع ابھی کچھ تھا، ابھی کچھ اور ہو گیا"۔ (تفسیر ماجدی کے افتتاحیہ سے)۔

قرآن کے معربوں اور مفسروں نے مدرسوں کی مشکلیں آسان کرنے کے لئے جو غیر معمولی قابلِ رشک کوششیں کی ہیں، ان میں خبروں کے مراجع کی توجیہہ بھی شامل ہے، ان بزرگوں نے جہاں کسی خبر کے مراجع میں اختلاف ہو سکتا تھا وہاں اس کی تشریح کی ہے، لکھا ہے کہ: ابو بکر محمد بن القاسم (۴-۹-۱۲-۷ ۳۴۷) جیسے مصنف جنہوں نے "کتاب فی تعیین الضمائر الواقعۃ فی القرآن"، جیسی کتاب لکھی (افسوس ہے کہ یہ کتاب اب قابلِ حصول نہیں رہی)۔

قرآن کی تدریس میں ان مضامین کے سیاہ کرنے والے کو بھی وہ دشواریاں پیش آئیں جو اس جیسے کم سواد مشائقین قرآن کو پیش آتی ہیں، از آں جملہ خبروں کے مراجع کی توجیہہ بھی تھی اس لئے آئندہ اوراق میں آئی ہوئی صرف ان چند ہی خبروں کے مراجع کی وضاحت کی گئی ہے جہاں ان کے تعیین میں ایک سے زائد اقوال ہیں۔

یہ مقالہ مولوی یا اس سے اونچے درجہ کی تیاری کرنے والوں کے لئے نہیں لکھا گیا ہے، اس کے مخاطب وہ لوگ بھی نہیں جو ابن الحاجب (م-٦٤٦ھ) مع شروح و حواشی درساً درساً پڑھے ہیں۔

یہ مقالہ عبد اللہ اسامہ سلمہ، نصر اللہ عمر سلمہ اور ان جیسے جدید تعلیم پانے والوں کے لئے ہے جو عربی سے نا آشنا نہیں اور قرآن کا مطالعہ کرتے ہوئے وقت ضرورت عربی طریقہ تکلم جاننے کے لئے رائٹ کی عربک گرامر سے مدد لیتے ہیں۔

جو کچھ پیش کیا جا رہا ہے وہ معنیً میری تصنیف تو ہے ہی نہیں، اپنی تالیف کہنا بھی غالباً درست نہیں، صرف یہ کہہ سکتا ہوں کہ مجموعہ بالا موضوع کے سلسلہ میں پچھلے بزرگوں نے جو کچھ کوشش کی تھی ان میں سے چند کے نتائج اپنی دکھنی (عثمانی) اردو میں یکجا

کردیئے ہیں، اس پر کچھ اضافہ نہیں کرسکا، البتہ جس مقام پر میں کسی تاویل سے اتفاق نہ کرسکا جہاں کوئی توجیہہ قرین صحت نہیں معلوم ہوئی وہاں مجھے اپنا خیال ظاہر نہ کرنا دیانت کے خلاف نظر آیا۔

یوں بھی کسی زبان کے اعلیٰ فنی ادب پارہ کا دوسری زبان میں منتقل ہوتا ناممکن ہوتا ہے، چہ جائیکہ "تنزیل رب العالمین" کا ترجمہ، رہی ترجمانی سو احقر اس کا اہل بالکل ہی نہیں، اپنی معمولی سمجھ کے مطابق زیر غور آیتوں کی صرف وضاحت کی ہے، اللہ خطا بخشنے والا ہے، کیا عجب کہ وہی اس عاجز کے قصوروں کی اصلاح و تلافی کے لئے کسی صالح تر شخص کو منتخب کرلے۔

سید رضا علی مرحوم کے فرزند جناب سید محمود علی صاحب نے ازراہ کرم اس مسودہ پر تنقیدی نظر ڈالی اور مفید مشورے دیئے، "جزاه الله خير الجزاء في الدنيا والآخرة" لیکن جو نقص رہ گیا ہو اس کی ذمہ داری اس عاجز کے سر رہے گی، والکمال للہ۔

احقر کے آدھوں آدھ شریک کار کی حیثیت تو ایسی ہے جو مدتوں پہلے ایک عرب بھائی نے بیان کی تھی:

وإنا وإيا معاً كرجلي نعامة ۔۔۔ على كل حالٍ من غنى وفقير

ایسے ساتھی کی شکر گزاری سے زبان قاصر ہے، اس موقعہ پر فرمودۂ رسول اللہ ﷺ بے اختیار یاد آجاتا ہے: "الدنيا متاعٌ وخير متاع الدنيا المرأة الصالحة" (مسلم۔ ۱/۴۶۴) والحمد للہ أولاً وآخراً۔

ابوالنصر محمد خالدی

جمادی الآخر ۳۰/اپریل ۱۹۸۴ء

۲۳۴۶۲

ا- فاتحہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

● "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ، اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ، اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ، صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ، غَیْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ" (اتا٦)۔

سب ستائش (یا سب شکر) اللہ ہی کے لئے ہے، جو سارے جہاں کا پالن ہار ہے، وہ بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے، روز جزا کا مالک ہے، خدایا ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں، اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں، ہم سب کو سیدھا راستہ بتا ان لوگوں کا راستہ جن کو تونے اپنی نعمت سے نوازا، نہ ان لوگوں کا راستہ جن پر تیرا غضب نازل ہوا، نہ ان لوگوں کا راستہ جو گمراہ ہوگئے۔

اَلْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ: سے مراد یہود ہیں۔

الضَّآلِّیْنَ: سے مراد نصاریٰ (عیسائی) ہیں۔

غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ کی تقدیر کلام غیر صراط المغضوب علیہم بھی سمجھی گئی ہے، صرف مضاف الیہ بیان کیا گیا اور مضاف محذوف ہے، عربی ادب وانشاء میں حذف موصوف وحذف مضاف کی مثالیں کثرت سے ملتی ہیں۔

۲-بقرہ

- "يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ كُلَّمَآ أَضَآءَ لَهُمْ مَشَوْا فِيْهِ وَ إِذَا أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا......الخ(۲۰)"

"كُلَّمَا أَضَاءَ لَهُمْ مَشَوْا فِيْهِ"

ض و ء، ن، ضوأ و ضاء و ضوء (بفتحتین) و ضیاء۔ روشن ہونا۔

باب افعال: "اَضَاءَ" یہ ان افعال میں سے ہے جو اپنے مجرد سے لازم ہونے میں موافقت رکھتا اور متعدی بھی مستعمل ہے، باب اِفعال کبھی لازم استعمال ہوتا ہے اور کبھی متعدی، صرف متعدی ہی نہیں۔

الف۔ اَضَاءَ لازم ہو تو "فيه في البرق أي في ضوءِ البرق" تقدیر ہوگی:

"كُلَّمَا أَضَاءَ الْبَرْقُ لِلضَّالِيْنَ مَشَوْا فِيْهِ اَىْ فِيْ ضُوْءِ الْبَرْقِ"

توضیح:

قریب ہے کہ بجلی کی چمک کافروں، مشرکوں اور منافقوں کی بصارت اچک لے جائے، جب کبھی ان لوگوں پر بجلی چمکتی ہے تو وہ اس بجلی کی روشنی میں چل پڑتے ہیں اور جب اندھیرا ہو جاتا ہے تو حیران و پریشان کھڑے کے کھڑے رہ جاتے ہیں۔

اور اگر خدا چاہتا تو ان کے کانوں کی سنوائی اور آنکھوں کی بینائی دونوں کو زائل کر دیتا بلاشبہ خدا ہر چیز پر قادر ہے۔

ب۔اَضَاءَ۔ متعدی ہو تو تقدیر ہو گی:

"كُلَّمَا أَضَاءَ الْبَرْقُ لِلضَّالِيْنَ الطَّرِيْقَ مَشَوْا فِي الطَّرِيْقِ"

اس صورت میں "اَضَاءَ" کا مفعول محذوف سمجھا جائے گا، یعنی "فیه، فی الطریق"۔

توضیح:

قریب ہے..... جب کبھی گم کردہ راہ لوگوں کے لئے بجلی نے راستہ روشن کیا تو وہ اس راستہ پر چل پڑتے ہیں اور جب اندھیرا ہو جاتا ہے تو الخ۔

- "وَإِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَأْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهِ وَادْعُوْا شُهَدَآءَ كُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ" (۲۳)۔

الف۔مِنْ مِثْلِهِ = مِنْ مِثْلِ مَا نَزَّلْنَا الخ "مِنْ"، بعضیہ، "ما" مصدریہ۔

توضیح:

اگر تم کو اس کلام میں جو ہم نے اپنے بندے پر اتارا ہے کچھ شبہ ہو تو اس جیسا کلام خواہ ایک آدھ سورت ہی سہی تم بھی بنا لاؤ۔

اور خدا کے سوا جو تمہارے مددگار ہوں ان کو بھی بلا لو اگر تم سچے ہو۔

ب۔مِثْلِهِ مثل عبدنا، محمد، ضمیر سے قریب ترین اسم من ابتدائیہ۔

تقدیر: ابتدؤا فی الاتیانِ بالسورة مِن مثل محمد

ہمارے بندہ محمد جیسا کوئی اور شخص پیش کر سکتے ہو تو پیش کر دو جو ایسا کلام سنائے جو محمد ﷺ سناتے ہیں۔

ج۔مِثْلِهِ = مثل التورٰة و الإنجیل

تقدیر: فَأْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِنْ كِتَابٍ مِثْلِهِ، فَإِنَّهَا تَصَدَّقَ مَا فِيْهِ

"مِنْ" بعضیہ، مطلب یہ کہ قرآن جیسی کتاب، انجیل یا تورات کی کوئی آیت لے آؤ وہ اس قرآن کی تصدیق کرے گی جو ہم نے محمد ﷺ پر اتارا ہے۔

یہ توجیہ بعید از قیاس معلوم ہوتی ہے، ابوالبقا عبداللہ العکبری (م۶۱۶) نے لکھا ہے: ہو سکتا ہے کہ زیر غور ضمیر کا مرجع انداد ہو، یہ لفظ اس آیت سے پہلے کی آیت میں آیا ہے......(فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ أَنْدَادًا۔ الخ)۔

أنداد. بصیغہ جمع ہے، لیکن اس وزن کے الفاظ بطور اسم جنس آتے ہیں، اس لئے ضمیر واحد ہے۔

عکبری کی یہ توجیہ قابل توجہ ہوتی اگر زیر غور ضمیر کا مرجع اس آیت میں نہ ہوتا یا موجود تو ہوتا مگر ایسے مرجع سے معنی میں کوئی پیچیدگی یا دشواری پیدا ہو جاتی۔

اس توجیہ کا شمار دراصل معبر میں قرآن کی ان توجیہوں میں ہے جن کا مقصد وہ حد بتا دینا ہے جہاں تک ایک مفسر جا سکتا ہے۔

- "وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ أَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ، كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا قَالُوْا هٰذَا الَّذِىْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَأُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا". الخ (۲۵)۔

به– بالرزق الذى هو من الثمار۔

توضیح:

اور اے پیغمبر جو لوگ ایمان لائیں اور نیک عمل کریں انہیں خوشخبری دیدو کہ ان کے لئے گھنے باغ ہیں جن میں نہریں بہتی ہوں گی جب انہیں ان باغوں سے کسی قسم کا میوہ کھانے دیا جائے گا تو وہ کہیں گے یہ تو ویسا ہی ہے جو ہمیں پہلے دنیا میں دیا گیا تھا اور ان کو باغ کی پیداوار سے ہم شکل روزی دی جائے گی۔

جنت میں ان کے لئے پاک بیویاں ہوں گی اور وہ اس جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔

● "إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِ أَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا، فَأَمَّا الَّذِيْنَ أٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ، وَأَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَآ أَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا، وَمَا يُضِلُّ بِهٖ إِلَّا الْفٰسِقِيْنَ" (۲۶)۔

اللہ اس سے ذرا نہیں شرماتا کہ مثال بیان کرے مچھر تک کی یا (چھوٹے ہونے میں) اس سے بھی بڑھ کر (کسی اور چیز کی) سو جو لوگ ایمان لائے وہ تو یہی سمجھیں گے کہ وہ (مثال) یقیناً حق ہے، ان کے پروردگار کی جانب سے، البتہ جو لوگ کفر اختیار کئے ہوئے ہیں وہ یہی کہتے رہیں گے کہ اللہ کا اس مثال سے کیا مطلب تھا، گمراہ بھی کرتا ہے، بہت سوں کو اس سے، اور راہ بھی دکھاتا ہے بہت سوں کو اس سے، ہاں وہ گمراہ کسی کو (بھی) اس سے نہیں کرتا بجز بے حکمی کرنے والوں کے (تفسیر ماجدی)۔

الف۔ "أَنَّهُ الْحَقُّ" = أَنَّ الْمَثَلَ حَقٌّ۔

توضیح:

جو لوگ ایمان لائے وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے جو مثل بیان کی ہے وہ ٹھیک ہے، اس مثل میں کوئی بات ناٹھیک نہیں ہے۔

ب۔ "أَنَّهُ" ان ضرب المثل: یعنی بحذف مضاف۔

جو لوگ ایمان لائے وہ کہتے ہیں کہ اللہ کا مثال بیان کرنا ٹھیک ہے، مثال بیان کرنے میں کوئی بات۔ الخ۔

ج۔ "أَنَّهُ" = أَنَّ الاستحياء۔

جو لوگ ایمان لائے وہ کہتے ہیں کہ اللہ کا مثل بیان کرتے نہ شرمانا ٹھیک ہے، اس میں شرمانے کی کوئی بات نہیں۔

د۔ "أَنَّهُ" = أن القرآن۔

جو لوگ ایمان لائے وہ کہتے ہیں کہ قرآن حق ہے باطل نہیں ہے۔

ج، د، قرین قیاس نہیں معلوم ہوتے، الف بہت واضح ہے۔

الف۔ "يُضِلُّ بِهٖ، يَهْدِيْ بِهٖ" مَا يُضِلُّ بِهٖ تینوں جگہ ضمیر مجرور متصل کا مرجع

حسب سابق "الف" یعنی المثل۔ یا "ب" یعنی بحذف مضاف، یُضِلُّ بضرب المثل یهدی بضرب المثل، مَا یُضِلُّ بضرب المثل۔

اللہ کی ضرب المثل بہت سوں کے لئے گمراہی کا اور بہت سوں کے لئے راہنمائی کا سبب بنتی ہے، اللہ کا ضرب المثل بیان کرنا فاسقوں ہی کے لئے گمراہی کا سبب ہے۔

ب۔ یُضِلُّ بِہٖ= یُضِلّ بالکفر= یَهْدِیْ بِهٖ= یهدی بالتصدیق ما یُضِلُّ بضرب المثل احداً۔

تقدیر: "یُضِلُّ اللّٰه بِالْکُفْرِ کَثِیْرًا وَیَهْدِیْ بِالْإِیْمَانِ کَثِیْراً وَمَا یُضِلُّ بِضَرْبِ الْمَثَلِ أَحَدًا وَلٰکِنْ یُّضِلُّ بِهِ النَّاسَ"۔

اللہ بہت سوں کو تو ان کے انکار کی وجہ سے گمراہ کرتا ہے اور بہت ساروں کو ان کے ایمان کی وجہ سے راہ راست دکھاتا ہے، اللہ بجز فاسقوں کے کسی اور کو اپنی بیان کی ہوئی مثال سے گمراہ نہیں کرتا۔

زور بیان سے اس مذہب کی تائید ہوتی ہے، لیکن ضمائر کے اختلاف سے کلام گنجلک ہو جاتا ہے، اور عربی مبین کا تقاضا ہے کہ:

"إذا کان جعل الضمائر المتناسبة عائدةً إلی واحدٍ، والمعنی فیها جید صحیح الإسناد کان أولیٰ من جعلها متنافرة"۔

اگر کسی جملہ میں ایک ہی قسم کی ضمیر کئی بار آئے اور ان سب کا مرجع ایک ہی اسم لینے سے معنی میں کوئی بگاڑ پیدا نہ ہو تو ایسی توجیہ و تخریج بہتر ہے، اس لئے کہ ایک ہی قسم کی ضمیروں کے مختلف مراجع لئے جائیں تو کلام میں ابہام آجاتا ہے، اور روانی میں رکاوٹ ہوتی ہے، ایسی رکاوٹ یا ایسا ابہام کلام مبین میں خرابی پیدا کر دیتا ہے۔

- "اَلَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ وَیَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ"(۲۷)۔

"مِیْثَاقِهٖ"=میثاق عهد اللّٰهِ۔

توضیح:

یہ لوگ اللہ کے پیمان کو مضبوط باندھ لینے کے بعد اس پیمان کو توڑ دیتے ہیں، اور جس چیز کو جوڑے رکھنے کا خدا نے حکم دیا ہے، اس کو توڑ دیتے ہیں، اور زمین میں خرابی کرتے ہیں، یہی لوگ خسارہ اٹھانے والے ہیں۔

انتباہ:

یہاں اس ضمیر کا لفظِ "جلالہ"[1] کی طرف راجع ہونا غلط نہ سہی لیکن اقرب الی الصواب نہیں معلوم ہوتا، لفظِ "جلالہ" یہاں مضاف الیہ ہے، مضاف الیہ کی طرف ضمیر عموماً اس صورت میں راجع ہوتی ہے، جب کہ مضاف الیہ اپنے مضاف کی خبر ہو، خواہ حقیقتاً یا حکماً، جیسے ورق الشجر، ذنب القرد، ید الغلام، یا شفا حفرۃ یا قرینۂ لفظی ومعنوی واضح ہو۔

آخر الذکر ضابطہ کی صرف تین مثالیں بطور نمونہ یہ ہیں:

وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَکَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَآ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ(۳۹)۔

"فِیْهَا"= فی النار۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ(۸۲)۔

"فِیْهَا"= فی الجنۃ۔

وَمَنْ یَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهِیْمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ وَلَقَدِ اصْطَفَیْنٰهُ فِی الدُّنْیَا وَاِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ(۱۳۰)۔

"اِنَّهٗ"=إن إبرٰهیم۔

(۱) فاضل مصنف کی عبارت میں لفظ "جلالہ" سے مراد "اللّٰہ" ہے، جیسا کہ "اللّٰہ" آیت بالا میں مذکور ہے، اسی طرح دوسرے لفظ "جلالہ" سے بھی مراد "اللّٰہ" ہی ہے (قاسمی)۔

● "كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ" (۲۸)۔

الف۔ "إِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ" = إِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُوْنَ۔

توضیح:

کافرو! تم خدا سے کیوں کر منکر ہو سکتے ہو، حالانکہ تم بے جان تھے تو اللہ نے تم کو جان بخشی، پھر اللہ ہی تم کو مارتا ہے، پھر اللہ ہی تم کو زندہ کرے گا اور پھر تم اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے۔ (فتح محمد، باظہار اسم)۔

ب۔ إِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ = إِلَى الْاَحْيَاء تُرْجَعُوْنَ. یہ مفہوم "يُحْيِيْكُمْ" سے واضح ہے۔
تم خدا کا...... زندہ کرے گا پھر تم اس زندگی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے جو ابدی ہے۔

ج۔ إِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ = إِلَى الْجَزَاءِ تُرْجَعُوْنَ، یہ مفہوم روز قیامت کے بیان سے ہویدا ہے۔
مطلب یہ کہ...... اللہ ہی تم کو زندہ کرے گا، پھر تم اپنے اعمال کے نتیجہ کی طرف لوٹ کر جاؤ گے اور اپنے کیے کا بدلہ پاؤ گے۔

د۔ "إِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ" = إلى الموضع الّذى يتولى اللّٰه الحكم بينكم فيه۔
تم خدا کا...... زندہ کرے گا پھر تمہیں اس جگہ جمع ہونا ہے جہاں اللہ تمہارے اعمال کا حساب کرے گا۔

ان میں پہلی صورت (الف) اقرب الى الصواب معلوم ہوتی ہے، بلحاظ نحو، ب، ج، د، د، کی گنجائش ہے۔

● "هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيْعًا ثُمَّ اسْتَوٰى إِلَى السَّمَاءِ فَسَوّٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ" (۲۹)۔

الف۔ فَسَوّٰهُنَّ = سوّ السماء.

السماء جمع سماوة. كتمرة وتمر وبرةٍ وبُرٍ وذرةٍ وذرٍ فَلَمَّا حذفت الهاءُ فی الجمع انقلبت الواو همزةً لو توعها طرفا قبلها الف زائدةٌ كما قلبوها فی الدعاء والكساء، لأنه من دعا يدعو وكسا يكسو، وقيل:

قلبت الواو انعاً؛ لأن الألف قبلها زائدة خفية ساكنة والحرف الساكن حاجز غير جصين، فكأنه قد تحركت وانفتح ماقبلها فقلبت أيضا فاجتمع ساكنان وهما لا يجتمعا ن فقلبت المنقلبة همزة لالتقاء الساكنين وكان قلبها إلى الهمزة أولى، لانها أقرب الحروف إليها......"۔

ب۔وقيل: "هن" عائد إلی السماء علی أنه اسم جنس فيصدق إطلاقه علی الفرد والجمع ويكون رداً به هذا الجمع......۔

توضیح:

وہ خدا ہی ہے جس نے پیدا کیا تمہارے لئے جو کچھ بھی زمین میں ہے سب کا سب، پھر اس نے آسمان کی طرف توجہ کی اور انہیں سات آسمان درست کر کے بنا دیئے اور وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے (تفسیر ماجدی)۔

- وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْبِئُوْنِيْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ. قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَاعِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ" (۳۱،۳۲)۔

كلّها: كل الاسماء، عرضهم، عرض المسميات عرض الأشياء. عرضهم لم يقل عرضها لأنه أراد مسميات الأسماء فيهم من يعقل وفيهم من لا يعقل، فغلب جانب من يعقل علی جانب مالا يعقل فَجَمَعَهُمْ بضمير من يعقل.

عرضهم يعنی أصحاب الأسماء فلذلك ذكر الضمير الأسم ما يعرف

به ذات الشئ.

توضیح:

پھر خدا نے آدم کو چیزوں کے نام سکھادیئے سب کے سب، پھر ان اسماء کے مسمیات (چیزیں) فرشتوں کے سامنے پیش کئے، پھر فرمایا: ان چیزوں کے نام بتاؤ! فرشتے بولے: تو پاک ہے ہمیں تو کچھ علم نہیں، مگر ہاں وہی جو تو نے ہمیں علم دیا ہے، بے شک علم والا تو ہی ہے حکمت والا۔

- "فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ، وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ، وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ"(۳۶).

پھر شیطان نے دونوں کو پھسلا دیا اس درخت کے باعث اور جس میں تھے اس سے انہیں نکلوا دیا، اور ہم نے کہا (اب) تم سب نیچے اتر جاؤ ایک دوسرے کے دشمن ہو کر اور تمہارے لئے زمین ہی پر ٹھکانا اور ایک معیاد تک نفع اٹھانا ہے (تفسیر ماجدی)۔

الف۔ عَنْهَا=عن الجنة، سیاق میں اس کا ذکر پہلے آیا ہے، فحوائے کلام سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

تقدیر: منها هم الشيطان عن الجنة.

شیطان نے آدم وحوا کو جنت سے پھسلا دیا۔

ب۔ فَاَزَلهما الشيطان عنها= أزلّ آدم و حواء الشيطٰن عن الشجرة بجنة۔

ضمیر سے قریب ترین اسم "الشجرۃ" ہے۔

حرف جر عن، یہاں سببیہ و تعلیلیہ ہے۔

پھر شیطان نے آدم وحواء کو شجر کی وجہ سے وہاں سے پھسلا دیا جہاں وہ دونوں جس ماحول میں تھے۔

ج۔عَنۡهَا= عن الطاعة عصى آدم ربه سے مفہوم نکلتا ہے، کیونکہ اللہ نے حکم دیا تھا کہ آدم وحواء شجر کے قریب نہ جائیں، لیکن یہ شیطان کے بہکانے ہی سے سہی، نافرمانی تو کی۔

د۔عَنۡهَا= عن الحالة التي كانوا عليها من الرفاهية من الجنة و كلا منها رغداً سے ذہن اس طرف بھی جاتا ہے۔

مطلب یہ کہ شیطان آدم وحواء کو اس حالت سے ڈھلکا دیا جس میں وہ تھے۔

ہ۔عَنۡهَا= عن السماء.

آدم وحواء کو شیطان نے آسمان سے پھسلا دیا۔

ان سب توجیہوں میں پہلی توجیہ صحت سے قریب اور آخری غالباً بعید از قیاس ہے۔

باقی توجیہیں باہم قریب المفہوم ہیں۔

- "قُلۡنَا اهۡبِطُوۡا مِنۡهَا جَمِيۡعاً. الخ"

اس آیت میں "منها" من الجنة واضح ہے۔

ہم نے کہا: تم سب جنت سے اتر جاؤ، جب تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت پہنچے تو اس کی پیروی کرنا کہ جنہوں نے میری ہدایت کی پیروی کی ان کو نہ کچھ خوف ہوگا، اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔

تاہم یہاں ان توجیہوں کی گنجائش نکل سکتی ہے، جن کی تفصیل اسی سورت کی آیت (۳۶) میں کی گئی ہے۔

- "وَاسۡتَعِيۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَالصَّلٰوةِ، وَ اِنَّهَا لَكَبِيۡرَةٌ اِلَّا عَلَى الۡخٰشِعِيۡنَ" (۴۵).

الف۔اِنَّهَا: إن الصلوٰة۔

صلوۃ گردن کشوں ہی پر گراں گزرتی ہے، اطاعت کیشوں پر وہ آسان ہے۔

ب۔اِنَّهَا= إنّ الاستعانة۔

توضیح:

راہ خدا میں داخلی وخارجی جو جو رکاوٹیں پیش آتی ہیں، انہیں دور کرنے میں صبر اوراللہ کی فرماں برداری گردن کشوں ہی پرگراں گزرتی ہےنہ کہ اطاعت کیشوں پر۔

انتباہ:

قال الزجاجی: الأصل فی الصلوۃِ اللزوم، صلاۃ کے بنیادی معنی کسی کام کو اپنے لئے ناگریز جاننایا ماننا ہے۔

وقال الأزهری: إنَّمَا الصلوٰۃ لزوم مافرض اللّٰہ والصلوۃ من أعظم الفرض۔ اللہ کے اوامر ونواہی کی پابندی کرنا صلوۃ ہی ہے، اس میں صلاۃ سب سے بڑا فرض ہے۔

ج۔إنَّهَا: ان إجابة رسول اللّٰہ۔

صلوۃ گردن کشوں...... رسول اللہ کی دعوت، اللہ کا پیغام قبول کرنا کافروں پر گراں ہے۔

د۔إنَّهَا= إن العبادة۔

صلوۃ گردن کشوں...... عبادت کافروں پر گراں گزرتی ہے۔

ھ۔إنها: إن الكعبة۔

صلوۃ گردن کشوں پر...... یہودیوں اور نصرانیوں کو کعبہ کے سامنے جھکنا گراں گزرتا ہے۔

و۔إنها: إن الأمور التی أمربها بنو اسرائيل ونهوا عنها۔

صلوۃ گردن کشوں پر...... یہودیوں کو جو جو احکام دیئے گئے تھے وہ سب ان پر گراں گزرتے ہیں۔

ز۔إنها: إن الصبر والصلوۃ۔
کلام عرب میں کبھی کبھی دو اسم مذکور ہوتے ہیں مگر ان کے لئے ضمیر واحد ہی آتی ہے۔

انتباہ:

پہلا اور دوسرا قول بالمعنی ایک ہی اور اقرب الی الصواب ہے، دوسرے اقوال پراز تکلف ہونے کے باوصف اس لئے بیان کئے گئے ہیں کہ میدان مراجعت کی حدبندی ہو جائے۔

- "الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ"(۴۶)۔

الف۔ إليه رَاجِعُوْنَ= إلى الرب راجعون۔

توضیح:

اپنے رب سے ڈرنے والوں کا گمان غالب ہے کہ وہ اپنے پروردگار سے ملنے والے ہیں اور یہ کہ وہ اپنے پروردگار کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

ب۔ إليه= إلى لقاء الرب، یہ مذہب "ملاقوا ربهم" سے نکل رہا ہے اپنے رب سے ڈرنے......وہ اپنے پروردگار کا سامنا کرنے والے ہیں۔

ج۔إليه: إلى الموت، یا،إلى العود۔
عربی مبین میں آخر الذکر تاویل کی گنجائش نکالنا بے ضرورت معلوم ہوتا ہے۔

- "وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَاهُمْ يُنْصَرُوْنَ"(۴۸)۔

"نفس" عربی میں مؤنث سماعی ہے۔
"تجزی نفس" کام آنے والا نفس، جملہ میں مقدم پہلا نفس، عن نفسٍ جس نفس کے کام آئے، جملہ میں موخر، دوسرا نفس۔

الف۔"لایقبل منها"، لایقبل من النفس الشافعة ۔کام آنے کی خواہش

الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ"(٦٠)۔

الف۔"منه" من الحجر المضروب.

توضیح:

اور جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لئے خدا سے پانی مانگا تو ہم نے کہا چٹان پر اپنا سونٹا یعنی لاٹھی مارو، اور موسیٰ نے لاٹھی ماری تو اس چٹان سے بارہ چشمے پھوٹ بہے اور سب لوگوں نے اپنا اپنا پن گھٹ معلوم کرلیا، پھر وہ اس سے سیراب ہوئے ہم نے حکم دیا کہ خدا کی دی ہوئی روزی کھاؤ اور پیو، مگر زمین میں فساد کرتے نہ پھرو۔

ب۔"منه"من الضرب من الضرب، اس صورت میں"من" برائے سبب ہوگا، اور جب موسیٰ نے......لاٹھی ماری تو اس مار کی وجہ سے بارہ چشمے پھوٹ بہے۔

- "وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خَاسِئِيْنَ، فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ"(٦٥،٦٦)۔

الف۔"جعلناها"= جعلنا القرية "بَيْنَ يديها"= بين يدى القرية "خلفها"= خلف القرية۔

توضیح:

اور تم ان لوگوں کو خوب جانتے ہو جو تم میں سے ہفتہ کے دن مچھلی کا شکار کرنے میں حد سے تجاوز کر گئے تھے، تو ہم نے ان سے کہا ذلیل وخوار بندر ہو جاؤ اور ہم نے اس شہر (علاقہ، قریہ، قصبہ، آبادی) کو ان بستیوں کے لئے جو اس قصبہ کے آگے اور جو اس کے پیچھے آباد تھیں عبرت گاہ اور پرہیزگاروں کے لئے ذریعہ نصیحت بنادیا۔

بتعبیر دیگر اس سزایافتہ قصبہ کے گردو نواح اور اس کے قرب وجوار میں جو جو

بستیاں تھیں ان سب کے لئے یہ شہر ایک عبرت اور پرہیزگاروں کے لئے نصیحت گاہ میں تبدیل کردیا گیا۔

ب۔ ''جعلنا''= جعلنا كينونتهم قردة خاسئين، اس صورت میں لفظ ''كُونُوا'' سے ضمیر اس کے مصدر کی طرف راجع ہوسکتی ہے۔

''بَيْنَ يَدَيْهَا''= بين يدى القرية ''خلفها'' خلف القرية.

ہم نے نافرمان قوم کے دھتکارے ہوئے بندر ہوجانے (یا کردیئے جانے) کے واقعہ کو ان بستیوں کے لئے جو اس قصبہ کے آگے اور جو اس کے پیچھے آباد تھیں سامان عبرت اور پرہیزگاروں کے لئے وجہ نصیحت بنادیا۔

ج۔ ''جعلنها''=جعلنا الأمة، ''بين يديها''= بين يدى القرية و كذا خلفها۔

ہم نے اس امت کو اس کے ہم زمانوں اور اس کے جانشینوں کے لئے اور ان بستیوں کے لئے جو اس قصبہ کے آگے اور جو اس کے پیچھے آباد تھیں عبرت انگیز اور اس کو پرہیزگاروں کے لئے باعث نصیحت بنادیا۔

د۔ ''جعلنها''= جعلنا الحالة، بين يديها= بين يدى القرية، و كذا خلفها۔

ہم نے ان کافروں کی حالت ان بستیوں کے لئے جو اس...... عبرت انگیز بنادی اور اس کو پرہیزگاروں الخ۔

ھ۔ ''جعلناها''=جعلنا المسخة. ''بين يديها''= بين يدى القرية و كذا خلفها۔

ہم نے بگاڑ (مسخ) کو ان بستیوں کے لئے...... باعث عبرت اور اس کو پرہیزگاروں الخ۔

و۔ ''وجَعَلْنَا'' جَعَلْنَا الحيتان، ''بين يديها'' بين يدى القرية، وَكَذَا ''خَلْفَهَا''۔

ہم نے ان مچھلیوں کو جو بنواسرائیل سنیچر کے دن پکڑتے، اور شکار کرتے تھے، ان بستیوں کے لئے...... سامان عبرت بنادیا الخ۔

ز۔ ''جَعَلْنَهَا''= جَعَلْنَا العُقُوبَةَ.

ہم نے یہودیوں کو ان کی نافرمانی کی وجہ سے جو سزا دی اس سزا کو باعث عبرت

بنادیاالخ۔

جیم، دال، ھا، واؤ، ز، سب بعید از عربیت ہیں، یہ تفسیر میں معاون ہیں ترجمانی اس طرح ہونی چاہئے کہ "مَابَیْنَ یَدَیْهَا وَخَلْفَهَا" کی ضمیروں اور "جَعَلْنَاهَا" کی ضمیر میں تخالف نہ ہونے پائے، اس لحاظ سے "ھا" مرجع قریبہ از روئے الفاظ **اقرب الی الصواب** ہوگا اور از روئے معنی توجیہہ "ب" یعنی دھتکارے ہوئے بندر ہو جانے کی وجہ سے عبرت و موعظت بنانے کی گنجائش نکلتی ہے۔

اس صورت میں بھی "مَا بَیْنَهَا وَمَا خَلْفَهَا" اور "جَعَلْنَاهَا" والی ضمیروں میں تخالف کا کوئی احتمال نہیں رہتا۔

مطلب یہ کہ اس واقعہ کا مشاہدہ کرنے والوں اور اس کے آثار دیکھنے والوں دونوں کے لئے ہم نے اس کو عبرت انگیز اور پرہیزگاروں کے لئے نصیحت اخذ کرنے کا ذریعہ بنایا۔

● **"وَإِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادَّارَءْتُمْ فِيهَا، وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ" (۷۲)۔**

الف۔ فِیْهَا = فِی النَّفْسَ نفس عربی میں مؤنث سماعی ہے۔

توضیح:

جب تم نے ایک شخص کو قتل کیا، پھر اس مقتول کے بارے میں جھگڑنے لگے اور باہم ایک دوسرے پر الزام لگانے لگے، لیکن جو بات تم چھپا رہے تھے خدا اس کو ظاہر کرنے والا تھا۔

گویا جھگڑے کی علت مقتول، مقتول کی ذات اور اس کی شخصیت تھی۔

ب۔ "فِیْهَا" = فی القتلة.

جب تم نے ایک شخص کو قتل کیا، پھر اس قتل کے بارے میں جھگڑنے لگے الخ گویا جھگڑنے کی علت قتل تھی شخص ضمناً آیا۔

یہ مفہوم "قتلتم" کے مصدر سے ظاہر ہے۔

ج۔"فِیْهَا"= فی الشبهة۔

جب تم نے ایک شخص کو قتل کیا پھر ایک دوسرے پر تہمت لگانے لگے اور اس پر جھگڑنے لگے۔

مطلب یہ کہ کسی نے کہا سوتیلے بھائی نے قتل کیا، کسی نے کہا بیوی نے جان لی اور تیسرے نے کسی اور ہی شخص کا نام لیا قاتل متعین نہیں ہوسکا، قاتل روپوش ہوگیا یا فرار ہوگیا یا مشتبہ ہوگیا۔

یہ قول بہت بعید از قیاس معلوم ہوتا ہے، کیونکہ آیت کے سیاق وسباق سے اس کی تائید نہیں ہوتی۔

- "فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا، كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى وَ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ"(۷۳)۔

الف۔"إِضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا" إِضْرِبُوْا القتيل ببعض البقرة المذبوحة.

ہم نے کہا اس ذبح کی ہوئی گائے کے گوشت کا ایک تکہ مقتول کے جثہ پر مارو اس طرح خدا مردوں کو زندہ کرتا ہے، اور تم کو اپنی قدرت کی نشانیاں دکھاتا ہے تاکہ تم سمجھو۔

ب۔"اِضْرِبُوْهُ"= إِضْرِبُوْا النفس، اضربوا ذالنفس کہہ سکتے ہیں اس لئے کہ: (۱) نفس اگرچہ مؤنث سماعی ہے مگر معناً مذکر، اس لئے ضمیر مذکر لائی گئی، یا یہ کہ: (۲) نفس معنیٰ ذو نفس ہے مضاف حذف ہونے کی وجہ سے وہ مضاف الیہ کا قائم مقام ہوا اور یہ مذکر ہے۔

- "فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ، ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا، فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ"(۷۹)۔

الف۔"يَشْتَروا به" يشتروا بالكتب.

توضیح:

تباہی ہے ان لوگوں کے لئے جو اپنے ہاتھوں سے شرع کی کتاب لکھتے ہیں، اور پھر لوگوں سے کہتے ہیں: یہ نوشتہ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ اس خود ساختہ نوشتہ کے ذریعہ تھوڑا سا فائدہ حاصل کریں، ان پر افسوس ہے کہ بے اصل باتیں اپنے ہاتھوں سے لکھتے ہیں، اور خرابی ہے، ان کے لئے اس کی بدولت جو وہ حاصل کرتے ہیں۔

ب۔ "یشتروا بہ" یشتروا بالقول، یہ مفہوم "یَقُوْلُوْنَ" کے مصدر سے ماخوذ ہے، تباہی ہے...... تاکہ اپنے اس قول کے ذریعہ کہ یہ خدا کا کلام ہے، تھوڑا سا فائدہ حاصل کریں۔

- "وَلَقَدْ جَاءَ كُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ"(۹۲)۔

"مِنْ بَعْدِهٖ" دیکھئے: اس سورۃ کی آیت نشان (۵۱)۔

اس آیت کے سیاق میں تین احتمال اور بھی ہیں:

الف۔ "مِنْ بَعْدِهٖ" = من بعد مجیئ موسٰی بالبینٰت.

توضیح:

موسیٰؑ تمہارے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے پھر بھی تم ایسے بے انصاف نکلے کہ ان نشانیوں کو دیکھنے کے بعد بچھڑے کو معبود بنا بیٹھے حالانکہ تم اپنے ہی حق میں ظلم کرتے تھے۔

ب۔ "مِنْ بَعْدِهٖ" = من بعد تدبر الآیات، أی بعد النظر فی الایات۔

یعنی موسیٰؑ تمہارے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے پھر بھی تم ایسے بے انصاف نکلے کہ ان نشانیوں پر غور و فکر کرنے کے بعد بھی ایک بچھڑے کو معبود بنا بیٹھے الخ۔

ج۔ "مِنْ بَعْدِهٖ" = مِنْ بعدِ الْعِجْلِ أی بعد حدوثہ بحضرتکم.

تفسیری معنی:

موسیٰ تمہارے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے ان نشانیوں سے اللہ ہی کا معبود ہونا بالکل واضح تھا، مگر تم ایسے کوڑ مغز ظالم نکلے کہ جو بچھڑا تمہارے ہی سامنے دھاتوں سے گھڑا گیا تھا تم نے اسی کو اپنا معبود کھڑا کر دیا۔

اس تفسیر کی تائید غالباً اس وجہ سے ہوتی ہے کہ ضمیر سے قریب ترین اسم ''عجل'' ہی ہے۔

- **"وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ، وما هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ، وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِمَا يَعْمَلُوْنَ" (٩٦).**

الف۔ ''هُوَ'' اَحَدُهم.

تقدیر: وما أحدهم مزحزحه من العذاب تعميره.

توضیح:

تم یقیناً یہودیوں کو اپنی زندگی کا اور لوگوں سے زیادہ دلدادہ پاؤ گے اور مشرکوں میں بھی اس طرح کے لوگ ملیں گے ان میں سے ہر ایک کی یہ خواہش ہے کاش وہ ہزار برس تک زندہ رہ سکتا مگر اس کو اتنی لمبی عمر مل بھی جائے تب بھی وہ اپنے آپ کو عذاب سے نہیں بچا سکتا، جو کام یہ کر رہے ہیں خدا اس کو دیکھ رہا ہے۔

ب۔ ''هو'' تعمير الف سنة، (ہزار سالہ عمر)۔

تم یقیناً...... زندہ رہ سکتا تو یہ ہزار سالہ عمر بھی ایسی چیز نہیں ہے کہ اس کو الخ...... یہ ہزار سالہ عمر بھی ایسی بات نہیں ہے کہ طویل العمری کے خواہش مند کو عذاب سے بچا سکے۔

اس صورت میں ''اَنْ يُّعَمَّرَ'' بدل ہوگا ضمیر ''هُوَ'' کا، اور بدل کا ضمیر مفسر ہونا اختلافی

ہے، یعنی بدل عموماً کسی ضمیر کی تفسیر نہیں کرتا اور نہ وہ کسی ضمیر کا قائم مقام ہوتا ہے۔

• "قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِينَ" (۹۷)۔

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ جو کوئی جبریلؑ کا مخالف ہے تو انہوں نے اس (قرآن) کو آپ کے قلب پر اللہ کے حکم سے اتارا ہے، وہ تصدیق کرنے والا ہے، اس (کلام) کا جو اس کے قبل سے ہے اور ہدایت ہے اور ایمان لانے والوں کے لئے خوشخبری ہے، (تفسیر ماجدی)۔

توضیح:

کہہ دیجئے کہ جو شخص جبریلؑ کا دشمن ہوا (اس کو اپنے ہی غصہ کی آگ میں جلنا چاہئے) جبریلؑ نے قرآن کو خدا کے حکم سے تمہارے قلب پر نازل کیا ہے۔

الف۔ "فإنه نزّله" إن جبريل نزل القرآن۔

کہہ دیجئے...... جاننا چاہئے اللہ نے جبریلؑ کو قرآن دے کر تمہارے قلب پر نازل کیا۔

ب۔ "فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ" فإنَّ اللّٰه نزل جبريل بالقرآن عَلٰى قَلْبِكَ،

اس صورت میں "مصدقاً" حال ہوگا، "نزل" کی ضمیر واحد غائب منصوب متصل ہے، کہہ دیجئے...... قرآن تمہارے قلب پر نازل کیا اور وہ اس کلام کو سچا بتانے والا ہے جو اس سے پہلے اللہ نے دوسرے پیغمبروں پر نازل کیا اور سیدھی راہ دکھانے اور ایمان والوں کو خوش خبری دینے والا ہے۔

ج۔ "بين يديه"= بين يدى جبريل،

اس صورت میں "مصدقاً" حال ہوگا جبریلؑ سے، کہہ دیجئے...... قلب پر نازل کیا اور جبریلؑ اس کلام کو سچا بتانے والا ہے جو اس سے پہلے اللہ نے الخ۔

پہلا قول اقرب الی الصواب ہے۔

● "وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ، وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ، وَمَا اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ، وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ، فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِهٖ، وَمَاهُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ الخ" (۱۰۲)۔

ترجمہ: اور یہ لوگ پیچھے لگ گئے اس (علم) کے جو سلیمانؑ کی بادشاہت میں شیطان پڑھا کرتے تھے اور سلیمانؑ نے (تو کبھی) کفر نہیں کیا، البتہ شیطان (ہی) کفر کیا کرتے تھے، لوگوں کو سحر کی تعلیم دیتے اور (پیچھے لگ گئے) اس (علم) کے بھی جو بابل میں دو فرشتوں ہاروت وماروت پر اتارا گیا تھا اور وہ دونوں کسی کو بھی (اس) فن کی باتیں نہ بتلاتے تھے جب تک کہ یہ نہ کہہ دیتے کہ ہم تو بس ایک (ذریعہ) امتحان ہیں، سو تم کہیں کفر نہ اختیار کرلینا مگر (لوگ) ان دونوں سے وہ (سحر) سیکھ ہی لیتے جس کے سے وہ جدائی ڈال دیتے درمیان مرد اور اس کی زوجہ کے حالانکہ وہ (فی الواقع) کسی کو بھی اس کے ذریعہ سے نقصان نہ پہنچا سکتے مگر ہاں ارادہ الٰہی سے، اور وہ یہ چیز سیکھتے ہیں جو انہیں نقصان تو پہنچا سکتی ہے، اور انہیں نفع نہیں پہونچا سکتی، اور (یہ بھی خوب جانتے ہیں کہ جس نے اسے اختیار کرلیا اس کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور بہت ہی بری چیز ہے جس کے عوض میں انہوں نے اپنے آپ کو بیچ ڈالا ہے، کاش وہ (اتنا ہی) جانتے (تفسیر ماجدی)۔

الف۔ "اِتَّبِعُوْا" = اِتَّبَعَ الْيَهُوْد،

یہود ان چیزوں کے پیچھے پڑ گئے جو سلیمانؑ کے زمانہ میں شیاطین پڑھا کرتے تھے۔

ب۔ "اِتَّبَعُوْا" = اتبع من كان فى زمان سليمان،

سلیمانؑ کے زمانہ کے لوگ ان چیزوں کے پیچھے پڑ گئے جو اس زمانہ کے شیاطین الخ۔

ج۔ "اتبع بعض من كان فى زمان محمد ﷺ"۔

محمد ﷺ کے زمانہ میں وہ لوگ اپنے باپ دادا سے سنی ہوئی ان چیزوں کے پیچھے پڑ گئے جو سلیمانؑ کے زمانہ میں شیاطین پڑھا کرتے تھے(۱)۔

الف۔"یُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ"= یُعَلِّمُوْنَ الشیاطینُ،

اور سلیمانؑ نے کفر نہیں کیا، اس نے کفر کی کوئی بات نہیں کی، شیاطین ہی کفر کرتے تھے اور شیاطین ہی لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔

ب۔"یعلمون الناس السحر"= یعلمون الذین اتبعو ماتتلوا الشیاطین،

اور سلیمانؑ...... سلیمانؑ نے کفر کی کوئی بات نہیں کی، شیطان ہی نے کفر کیا اور لوگ شیاطین کی پڑھی ہوئی باتوں کی پیروی کرتے تھے وہ لوگوں کو سکھاتے تھے۔

یعنی عام لوگوں کو جادو سکھانے والے اساتذہ شیطان کے شاگرد اور اس کے چیلے تھے۔

الف۔"فَیَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهَا"= یتعلمون النّاس من الملکین،

"من" برائے غایت۔

لوگ دو فرشتوں سے جادو سیکھتے تھے۔

ب۔"مِنْهَا"= من السحر وما أنزل،

"من"، برائے بعض۔

مطلب یہ کہ لوگ دو چیزیں سیکھتے تھے ایک تو از قسم سحر اور دوسرے فرشتوں پر جو کچھ اتارا گیا تھا اس میں سے بھی کچھ۔

ج۔"منها"= من الفتنة والکفر،

یہاں بھی من برائے بعض ہے۔

یہ مفہوم "نحن فتنة فلا تکفر"، سے ماخوذ ہے، تقدیر یہ ہوگی:

یتعلم الناس من الفتنة والکفر مقدار مایفرقون به بین المرءِ وزوجه۔

یعنی لوگ فتنہ برپا کرنے والی اور اللہ سے کفران نعمت کرنے والی اتنی باتیں سیکھ

(۱) مراد حضورؐ کے زمانے میں موجود بعض یہود ونصاری ہیں (تاکی)۔

لیتے تھے جوزن وشوہر کے درمیان تفرقے ڈالنے والی ہوتی تھیں۔

الف۔"وَمَاهم بضارين بِه"= وَمَا الشياطين بضارين به الخ۔

ب۔وما الشياطين بضارين به۔

ج۔ وما اليهود بضارين به۔

المراد علماء اليهود۔

اور جادوگر خواہ شیاطین ہوں یا علماء یہود اس ذریعہ سے بغیر اذن الٰہی کسی کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے تھے اور وہ باتیں سیکھتے تھے جو ان کو فائدہ پہنچانے والی نہیں بلکہ الٹا ضرر رساں تھیں۔

"وَلقد علموا"[1] علموا الساحرون[2] علموا الشياطين= علماء اليهود۔

لیکن اس کے باوجود یہ جادوگر (خواہ وہ شیاطین انس وجن ہوں یا علماء یہود خوب جانتے تھے۔

"اشتراهُ، اشتر السحرا واشتر الكفر"۔

جو ایسے جادومنتر کا (یا کفر کی باتوں کا) خریدار ہوگا اس کی آخرت میں کچھ بھلائی نہیں ہوگی۔

"مااشتروا به"= ماشروا بالذى"۔

اور جس چیز کے عوض انہوں نے اپنی جانیں بیچ ڈالیں وہ بہت بری تھی کاش ان کو اس کی سمجھ ہوتی۔

● "اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ، اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ، وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ"(۱۲۱)۔

"يتلونه"= يتلون الكتب، تلاوته= تلاوة الكتب، يؤمنون به= يؤمنون بالكتب، من يكفر به= من يكفر بالكتب۔

توضیح:

جن لوگوں کو ہم نے کتاب عطا کی ہے وہ اس کتاب کو ایسا ہی پڑھتے ہیں جیسا کہ پڑھنے کا حق ہے، ایسا کرنے والے ہی اس کتاب پر ایمان رکھنے والے ہیں اور جو اس کو نہیں مانتے وہ خسارہ میں ہیں۔

زیر غور آیت میں "یؤمنون بہ ویکفر بہ"، کی ضمیر مجرور کا مرجع کتاب ہی ہے، اللہ یا محمد ﷺ یا ہدیٰ کو مرجع قرار دینا کلام مبین سے مطابقت نہیں رکھتا۔

خیال رہے کہ عربیت کی رو سے ایک مکمل جملہ کی سب ضمیروں کا مرجع ایک رہے اور اس سے معنی میں پیچیدگی یا التباس نہ ہو تو اولیٰ وانسب یہی ہے کہ ضمیروں کے مرجعوں میں اختلاف نہ ہو۔

- "وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ"(۱۲۳)۔

دیکھئے: اس سورت کی آیت رقم (۴۸) فقرہ (۱۳):

- "وَوَصّٰى بِهَا اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ، يٰبَنِىَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ"(۱۳۲)۔

الف۔ "وَصّٰى بِهَا" = وَصّٰى بالکلمة،

یہ مرجع "أسلمت لرب العالمین"، سے ماخوذ ہے، اور ضمیر مؤنث مجرور متصل سے بھی قریب ترین ہے۔

توضیح:

ابراہیمؑ نے اپنے بیٹوں کو کلمہ اسلام کی وصیت کی اور یعقوبؑ نے بھی اپنے بیٹوں سے یہی وصیت کی کہ اے میرے بیٹو خدا نے تمہارے لئے یہی دین پسند فرمایا ہے، تو مرنا تو

مسلم ہی مرنا۔

ب۔ "وَصّٰی بِهَا" = وصّى بالملّةِ،

زیرِ غور آیت سے ذرا ہی پہلے ہے "ومن يرغب عن ملة إبراهيم"، "ها" کا مرجع اسی آیت سے ماخوذ ہے۔

یعنی ابراہیمؑ نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ وہ اپنی روش ترک نہ کریں۔

ج۔ "وصّى بها" = وصى بكلمة، وهى: إن الله اصطفىٰ الخ۔

ابراہیمؑ نے اس کلمہ کے ذریعہ وصیت کی کہ خدا نے تمہارے لئے دین اسلام پسند کیا ہے سو تم مرنا تو مسلم ہی مرنا۔

د۔ "وصّى بها" = وصى بالطاعة، اللہ ہی کی اطاعت کرنے کی وصیت کی۔

ھ۔ "وصّى بها" = وصى بكلمة الإخلاص وهى: لا إله إلا الله، کلمہ توحید کی وصیت کی۔

و۔ "وصّى بها" = وصّى الوصية، ابراہیم نے وصیت کی اور بطور وصیت کہا جیسے اردو میں اسم پہلے آتا ہے، کہتے ہیں: چال چلا، رونا رویا، کھانا کھایا مار ماری وغیرہ۔

آخری تین توجیہیں امکانی یا زیادہ سے زیادہ احتمالی کہی جا سکتی ہیں۔

- "قُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَا اُنْزِلَ اِلٰى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَا اُوْتِىَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَا اُوْتِىَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ، لَانُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ" (۱۳۶)۔

"لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِنْهُمْ" = نحن المؤمنون لانفرق بين أحدٍ من النبين،

الف۔ "له" لجميع المذكور، یعنی ضمیر واحد مذکر بتاویل اسم اشارہ "ذلک"۔

توضیح:

مومنو! کہو کہ ہم خدا پر ایمان لائے اور جو کتاب ہم پر اتری اس پر اور جو صحیفے ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ و اسحٰقؑ و یعقوبؑ اور ان کی اولاد پر نازل ہوئے ان پر اور جو کتابیں موسیٰؑ و عیسیٰؑ کو ملیں ان پر اور ان کے علاوہ دوسرے پیغمبروں پر ان کے پروردگار کی طرف سے جو جو وحی نازل ہوئی (جو کچھ اتارا گیا) ان سب پر ایمان لائے ہم ان پیغمبروں میں سے کسی میں فرق نہیں کرتے اور ہم ان سب پیغمبروں کو اور جو جو ان پر وحی کی گئی اس کو تسلیم کرتے ہیں۔

ب۔ "نحن له مسلمون"= نحن لرب النبيين مسلمون۔

ہم پیغمبروں میں فرق نہیں کرتے ان سب پر ایمان لائے ہیں اور ان کو اللہ ہی کا پیغمبر مانتے ہیں، اور ہم سب اس کو اپنا پروردگار مانتے جو ان کا بھی پروردگار تھا۔

ج۔ "له مسلمون"= لإبراهيم مسلمون،

ہم اللہ کے پیغمبروں...... اور ہم ابراہیمؑ کے فرماں بردار ہیں۔

تیسرا قول بتاویل بعید درست ہو سکتا ہے، مثلاً: یہ کہنا پڑے گا کہ ابراہیمؑ کی اطاعت اللہ ہی کی اطاعت تھی، ان کا حکم اپنی طرف سے نہیں تھا۔

- "قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ، وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ" (۱۴۴)۔

الف۔ "أنه"= أنه الحق= أنّ التوجه إلى المسجد الحرام حق فولّ وجهك. سے ماخوذ ہے۔

توضیح:

یہ تمہارے منھ کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا ہم دیکھ رہے ہیں، لو ہم اسی قبلہ کی طرف تمہیں پھیر دیتے ہیں جسے تم پسند کرتے ہو سو تم مسجد حرام کی طرف رخ پھیر دو اب جہاں کہیں تم ہو اس کی طرف منھ کر کے نماز پڑھو۔

وہ لوگ جنہیں کتاب دی گئی ہے جانتے ہیں کہ مسجد حرام کی طرف رخ کرنے کا یہ حکم ان کے پروردگار کی طرف سے ہے، اور مسجد حرام کی طرف رخ کرنا برحق ہے، الف، ب، وجیم سب قریب المعنی ہیں، البتہ د، کی گنجائش بتاویل ہی نکل سکتی ہے۔

- "اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَاءَ هُمْ" (۱۴۶)۔

الف۔"یعرفونه"= یعرفون کون بیت الحرام قبلةً،

توضیح:

جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی وہ جانتے ہیں کہ بیت الحرام ابراہیمؑ اور ابراہیمؑ سے پہلے کے انبیاء کا قبلہ رہا ہے، اور وہ بیت الحرام کے قبلہ ہونے کو اسی طرح جانتے پہچانتے ہیں، جس طرح وہ اپنی اولاد کو پہچانتے ہیں، مگر ان میں سے ایک گروہ جانتے بوجھتے اس حقیقت کو چھپا رہا ہے۔

ب۔"یعرفونه"= یعرفون محمداً بالوصف العین المشخص،

ج۔"یعرفونه"= یعرفون الحق و التحول إلى الكعبة،

د۔"یعرفونه"= یعرفون العلم ،

ھ۔"یعرفونه"= یعرفون القرآن،

ب۔ جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے، وہ بیت المقدس سے بیت الحرام کی

طرف قبلہ کے من جانب اللہ بدلے جانے کو اسی طرح جانتے الخ۔

ج۔ جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی وہ محمدؐ کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ واقعی نبی مرسل ہیں، ان کا یہ جاننا ایسا ہی ہے جیسا کہ وہ اپنی اولاد الخ۔

دال اور ہائے ہوز بیان کلام سے غیر متعلق ہے، گو "مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَ كَ مِنَ الْعِلْم"، سے تاویل کی گنجائش موجود ہے۔

● "وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا الخ" (۱۴۸)۔

الف۔ "هُوَ"، کل باعتبار لفظ، مُوَلِّيهَا مُوَلِّيَ وِجْهَة۔

تقدیر: لكل إنسان وجهة موليها نفسه.

توضیح:

ہر انسان کے لئے ایک رخ ہے جس کی طرف وہ اپنے آپ کو موڑتا ہے تم بھلائیوں میں آگے بڑھو تم جہاں بھی ہو گے اللہ تم کو پالے گا، اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

ب۔ هو = الله.

تقدیر: لكل إنسان وجهة هو موليها إياه، اللّٰه هو الذى يؤميهم أمرهم باستقبالها.

توضیح:

اس صورت میں مولی کے معنی قاعدہ قانون بنانے اور اس کو نافذ کرنے والے ہوں گے۔

مطلب یہ کہ: اللہ نے ہر انسان کو اس کی زندگی کا ایک رخ بنادیا جو چاہے اس رخ پر چلے اور جو نہ چاہے دوسری راہ اختیار کرلے، اللہ العلیم کی "تجلی"، ہر معلوم پر اس کے اقتضاء کے عین مطابق ہورہی ہے۔

● "وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَإِنَّهُ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ الخ" (۱۴۹)۔

"إِنَّهُ لَلْحَقُّ" = إن الاستقبال لحق (۱)۔

توضیح:

تمہارا گزر جس مقام پر بھی ہو وہیں نماز کے وقت اپنا رخ مسجد حرام کی طرف پھیر دو، کیونکہ مسجد حرام کی طرف رخ کرنا تمہارے پروردگار کی طرف سے بالکل برحق ہے تم لوگ جو کچھ کرتے ہو اللہ اس سے بے خبر نہیں ہے۔

ملاحظہ: ضمیر منصوب متصل واحد مذکر غائب کو استقبال قبلہ کی بجائے تحویل یا تصریف یا اس جیسے الفاظ سے بھی ظاہر کیا جاسکتا ہے، لیکن لفظ آمر یا امر من الاوامر سے ظاہر کرنا شاید بعید از قیاس ہو گو ضمیر سے لفظاً وہی مصدر قریب تر ہے۔

● "إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ أُولٰئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ (۱۶۱) خٰلِدِيْنَ فِيْهَا...... (۱۶۲)۔

"خٰلِدِيْنَ فِيْهَا" = خلدين فى اللعنة، عليهم لعنة، سے ظاہر ہے۔

توضیح:

جن لوگوں نے کفر کی روش اختیار کی اور کفر کی حالت ہی میں مرے ان پر اللہ اور فرشتوں اور سب انسانوں کی پھٹکار ہے اور یہ اسی پھٹکار میں ہی رہیں گے ان کی سزا میں کوئی کمی ہوگی اور نہ ان پر کوئی توجہ کی جائے گی۔

(۱) جب حضور اکرمؐ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو بعض حلیف یہودیوں کی دلجوئی کی خاطر ۱۶ یا ۱۷ مہینے تک بیت المقدس کی طرف رخ کرکے نماز ادا کرتے رہے، پھر آپ کو مسجد حرام کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنے کا حکم ہوا (قاسمی)۔

یادداشت:

اگر کسی جملہ میں ایسی ضمیر آئے جو اسی جملہ کے کسی اسم کی طرف راجع نہیں ہو سکتی یا ہو سکتی ہے، مگر اس سے معنی میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے تو ایسی صورت میں مرجع کی تلاش کے لئے دوسرے جملوں کی طرف توجہ ضروری ہے ورنہ نہیں۔

یہاں ضمیر مجرور مؤنث واحد کا مرجع جہنم فرض کرنا غیر ضروری معلوم ہوتا ہے۔

- "إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُ الْعَذَابَ وَ تَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ"(۱۶۶)۔

"تَقَطَّعَتْ بالمتبوعين والتابعين الأسباب"۔

پیشوا جن کی دنیا میں پیروی کی گئی تھی وہ اپنے پیروؤں سے بے تعلقی ظاہر کریں گے جب وہ عذاب دیکھ لیں گے، اور پیشوا اور ان کے پیرو دونوں کے اسباب منقطع ہو جائیں گے۔

ملحوظہ:

دونوں گروہوں کے باہمی تعلقات کٹ جائیں گے، یہ تعلق، خواہ نسبتی ہو یا قومی یا لسانی یا وطنی کسی قسم کا کوئی تعلق کام نہیں آئے گا۔

- "وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا، كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ" الخ (۱۶۷)۔

"فنتبرأ منهم"= قال التابعون نتبرّؤهم من السادة والرؤساء كانوا فى الدنيا۔

الف۔"يريهم"= يرى التابعين وكذا فى أعمالهم وعليهم وماهم۔

توضیح:

اور وہ لوگ جو دنیا میں ان سرداروں کی پیروی کرتے تھے کہیں گے کاش ہم کو پھر ایک موقع دیا جاتا تو جس طرح یہ بے زاری ظاہر کر رہے ہیں ہم بھی ان سرداروں سے بیزار ہو کر دیکھا دیتے، اللہ گمراہ کرنے والے پیشواؤں کی پیروی کرنے والوں کے اعمال انہیں اس طرح دیکھا دے گا کہ وہ حسرت کرتے رہ جائیں گے اور وہ آگ سے نہیں نکل سکیں گے۔

ب۔"یُرِیْهِمْ"، ضمیر منصوب متصل اور"اَعْمَالُهُمْ وَعَلَیْهِمْ"، کی ضمیر مجرور متصل نیز ضمیر مرفوع متصل سب کا مرجع پیشوا اور پیرو ہے۔

اور وہ لوگ...... اللہ گمراہ کرنے والے پیشوا اور ان کی پیروی کرنے والوں کے اعمال انہیں اس طرح الخ۔

مطلب یہ کہ: گمراہ کرنے والے پیشوا اور ان کے نادان پیرو سب کے اعمال ان کے لئے حسرت ویاس کا سبب بنیں گے۔

- "اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْکِتٰبِ وَ یَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا اُولٰٓئِكَ مَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ" الخ (۱۷۴)۔

الف۔"یشترون به"= یشترون بالکتمان"ب"، برائے بدل۔

توضیح:

جو لوگ یعنی بد نہاد علماء دین خدا کی کتاب کے بعض حصوں کو یعنی اس کے احکام کو عام لوگوں سے پوشیدہ رکھتے ہیں وہ اپنی اس پوشیدگی کے بدلے تھوڑی سی قیمت حاصل کرتے ہیں، یہ اپنے پیٹوں میں صرف آگ بھرتے ہیں۔

ب۔"یشترون به"= یشترون ما أنزل اللّٰه،

یہ لوگ اللہ کی کتاب سے وہ کچھ چھپاتے ہیں جو اللہ نے نازل فرمایا ہے اور نازل

شدہ کلام چھپانے کے بدلے تھوڑی سی قیمت، الخ۔

اس صورت میں مضاف محذوف ماننا ہوگا یعنی:

"یکتم ما أنزل اللّٰہ"۔

تنبیہ:

معنی اگر بغیر حذف واضح ہوں تو پھر کسی محذوف کی ضرورت نہیں رہتی، یہ عربی مبین کا ایک عام کلیہ ہے۔

ج۔ "یشترون بہ" = یشترون بالکتب۔

یہ لوگ خدا کی کتاب کے بدلے تھوڑی سی قیمت حاصل الخ۔

یہ مرجع ضمیر مجرور متصل سے قریب ترین ضرور ہے، لیکن آیت کے دروبست اور فحوائے کلام کے لحاظ سے پہلا مذہب اقرب الی الصواب معلوم ہوتا ہے، والعلم عند الخبیر۔

اسی صورت کی آیت رقم (۷۹) بھی دیکھئے۔

- "لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ، وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ، وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ، وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا، وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ، اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا، وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ" (۱۷۷)۔

الف۔ "اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى" = اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حبِ الْمَالِ ذَوِي الْقُرْبٰى، اس صورت میں مصدر مضاف الی المفعول الاول۔

توضیح:

نیکی یہ نہیں ہے کہ تم مشرق ومغرب کو قبلہ سمجھ کر ان کی طرف منہ کر لو بلکہ نیکی یہ ہے کہ لوگ خدا پر، فرشتوں پر، اور خدا کی کتاب پر، اور پیغمبروں پر، ایمان لائیں اور مال باوجود عزیز رکھنے کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں اور مانگنے والوں کو دیں اور گردنوں کو چھڑانے میں خرچ کریں، نماز پڑھیں اور زکوۃ دیں اور جب عہد کریں تو اس کو پورا کریں اور سختی اور تکلیف میں معرکہ کارزار کے وقت ثابت قدم رہیں، یہی لوگ ہیں، جو ایمان میں سچے ہیں اور یہی ہیں جو خدا سے ڈرنے والے ہیں (فتح محمد)۔

ب۔ "اتَی المال علی حبه"= علی حب المعطی للحال، مصدر مضاف إلی الفاعل۔

نیکی یہ نہیں ہے کہ...... اور اپنا مال اپنی ذات کی محبت میں یعنی اپنی نجات کے لئے اور اللہ سے قرب حاصل کرنے کے لئے رشتہ داروں، الخ۔

ج۔ "اتَی المال علی حبه"= علی حب اللّٰه مصدر مضاف، إلی المفعول۔

نیکی یہ نہیں ہے کہ...... نیکی یہ ہے کہ لوگ خدا پر فرشتوں پر خدا کی کتاب پر اور پیغمبروں پر ایمان لائیں اور خدا کی محبت میں اپنا مال رشتہ داروں، الخ۔

د۔ "وَ اٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّهٖ"= اٰتَی الْمَالَ علی حب الاتیان۔

نیکی یہی نہیں...... اور خوشی خوشی بطیب نفس اپنا مال رشتہ داروں الخ۔

بطور تفسیر کہہ سکتے ہیں اپنا مال ظالم کا منہ بند کرنے یا اپنا کام نکالنے یا کسی دباؤ کے تحت نہیں، بلکہ خوشی خوشی رشتہ داروں وغیرہ پر خرچ کرنا نیکی ہے۔

- "كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرَا نِ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ، فَمَنْ بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ فَإِنَّمَا إِثْمُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ

يُبَدِّلُوْنَهٗ"(۱۸۰،۱۸۱)۔

الف۔ "مَنْ"= متولي الإيصاء دون الموصى له "سمعه"= سمع المتولي إيصاء "اثمه"= إثم التبديل، "يبدلونه"= يبدلون المتولون الإيصاء۔

وصیت کی تعمیل کرنے والے نے وصیت سنی اور بعد میں اس وصیت میں تبدیلی کردی تو اس تبدیلی کا گناہ وصیت میں تبدیلی کرنے والوں پر ہوگا، اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔

ب۔"من"= الموصی، "بدله"= بدل الموصى أمر الله، "سمعه"= سمع الموصى حكم الله أو أمر الله، یہ "كُتِبَ عَلَيْكُمْ" سے ظاہر ہے۔

"إثمه"= إثم تبديل أمر الله، "يبدلونه"= يبدلون الموصون أمر الله۔

وصیت کرنے والے نے وصیت کے بارے میں اللہ کا حکم سنا اور سننے سمجھنے کے بعد وصیت کے حکم میں من مانے تبدیلی کردی تو اس تبدیلی کا گناہ ان لوگوں پر ہوگا جنہوں نے اللہ کے حکم میں تبدیلی کردی (خبردار رہو) اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔

تاویل کی حدیں متعین کرنے کے لئے نحویوں نے "بدله"، کی ضمیر منصوب متصل واحد مذکر غائب کے مرجع کی دو صورتیں اور بتائی ہیں۔

ج۔"بدله"= بدل المعروف، معروف، نیکی۔

نیکی کا دستور۔

اسی طرح "سمعه"= سمع المعروف، "إثمه"= إثم التبديل۔

توضیح:

وصیت کے بارے میں جس کسی نے اللہ کے بتائے ہوئے نیکی کا دستور سننے سمجھنے کے باوجود اس میں الٹ پھیر کردی تو الٹ پھیر کا گناہ الٹ پھیر کرنے والوں ہی پر ہوگا، اللہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔

د۔ "بدله" = بدل الحق، اسی طرح: "سمعه" = سمع الحق۔
حق، فریضہ، پابندی۔

توضیح:

وصیت کے بارے میں اللہ نے متقیوں پر جو فرض عائد کیا ہے اور ان کو جس امر کا پابند کیا ہے اس میں کسی نے کمی بیشی کی تو اس تبدیلی کا گناہ ان لوگوں پر ہوگا جنہوں نے یہ کمی بیشی کی اللہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔

- "فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ" (۱۸۲)۔

الف۔ "بَيْنَهُمْ" = بين الموصين الوارثين "فلا إثم عليه" = فلا إثم على المصلح، المصلح، لفظاً غیر مذکور مگر فعل "اصلح" سے ظاہر ہے۔

توضیح:

اگر کسی کو وصیت کرنے والے کی طرف سے اس کے کسی وارث کی پاس داری یا حق تلفی کا اندیشہ ہو اور وہ شخص وصیت میں تبدیلی کر کے وارثوں میں شریعت کے حکم کے موافق صلح کرادے تو صلح کرانے والے پر اس تبدیلی کا کچھ گناہ نہیں بے شک خدا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

- "اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ، فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ، وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ" (۱۸۴)۔

الف۔ "يُطِيْقُوْنَهٗ" = يطيقون الصوم۔

توضیح:

چند مقررہ دنوں کے روزے ہیں، اگر تم میں سے کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں اتنی تعداد پوری کرلے اور جو لوگ بتکلف روزہ رکھ سکتے ہوں، یعنی جن کو روزہ رکھنے سے نقصان ہوتا ہو تو وہ فدیہ دیں، ایک روزہ کا فدیہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے، جو اپنی خوشی سے زیادہ بھلائی کرے تو یہ بھلائی کرنے والے کے لئے بہتر ہے، لیکن اگر تم سمجھو تو تمہارے حق میں اچھا یہی ہے کہ روزہ رکھو۔

- "شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ، فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ، وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ" (١٨٥).

الف۔ "فیه"= فی الشَّهْرِ، "فَلْيَصُمْهُ"= فَلْيَصُم الشهر، صوموا شهر رمضان۔

رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا، جو لوگوں کا راہ نما اور اس میں ہدایت کی کھلی نشانیاں ہیں، جو حق و باطل کو الگ الگ کرنے والا ہے، تو جو کوئی تم میں سے اس مہینہ میں موجود ہو، چاہئے کہ پورے مہینہ کے روزے رکھے اور جو بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں رکھ کر ان کا شمار پورا کرے (فتح محمد)۔

ب۔ "فِیْهِ"= فی فرض الصوم وتعظیمه والحض علیه،

اس صورت میں قرآن سے مطلب اس کا صرف وہ جز ہوگا جو روزوں سے متعلق ہے۔

توضیح:

قرآن رمضان کے روزوں کی فرضیت کے بارے میں نازل ہوا ہے، قرآن لوگوں کا راہ نما الخ۔

یہ دوسرا قول بعید از قیاس نہیں ہے، عربی مبین میں اس طرح کی متعدد مثالیں موجود ہیں، نزول قرآن فی شان عائشہ وفی شان فلاں وفلاں بکثرت استعمال ہوتا ہے۔

- "وَلَا تَأْكُلُوْا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ"(۱۸۸)۔

الف۔"تدلوا بھا"= تدلوا بالأموال،

تم لوگ نہ تو آپس میں ایک دوسرے کے مال ناروا طریقہ سے کھاؤ اور نہ حاکموں کے آگے ان اموال کو اس غرض سے پیش کرو کہ تمہیں دوسرے کے مال کا کوئی حصہ قصداً ظالمانہ طریقہ سے کھانے کا موقع مل جائے (تفہیم)۔

حاکموں کو رشوت دے کر ناجائز فائدے اٹھانے کی کوشش نہ کرو (حاشیہ تفہیم)۔

ب۔"تدلوا بھا"= تدلوا بالحجة أو شهادة الزور، یہ اسم لفظوں میں مذکور نہیں ہے، دھوکا، فریب یا جھوٹی گواہی جیسا مفہوم فحوائے کلام اور لفظ باطل سے ماخوذ ہے۔

توضیح:

تم لوگ......اور نہ حاکموں کے آگے کسی کے مال میں اپنی ملکیت کا دعوی دائر کرو (جھوٹی دلیلوں اور جھوٹی گواہی کے ذریعہ حاکم عدالت روداد مقدمہ کے لحاظ سے تمہارے موافق فیصلہ کرے) کہ تمہیں دوسروں کے مال کا کوئی حصہ الخ۔

- "لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ، فَاِذَا

اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ، وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰكُمْ، وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ"(۱۹۸)۔

الف۔"مِنْ قَبْلِهٖ"= مِنْ قبلِ هدى، هدٰكم سے ظاہر ہے۔

توضیح:

اس کا تمہیں کچھ گناہ نہیں کہ حج کے دنوں میں (تجارت وغیرہ کے ذریعہ) اپنے پروردگار سے روزی طلب کرو اور جب عرفات سے واپس ہونے لگو تو مشعر حرام میں خدا کا ذکر کرو اور اس طرح ذکر کرو جس طرح اس نے تم کو سکھایا اور ہدایت سے پیشتر تم لوگ ان طریقوں سے محض ناواقف تھے (فتح محمد)۔

ب۔"مِنْ قَبْلِهٖ"= من قبل الرسول۔

اس کا تمہیں کچھ......تم کو سکھایا ورنہ رسول کی بعثت سے قبل تم لوگ بھٹکے ہوئے تھے۔

الف وب۔میں بہت ہی قریب المعنی ہیں۔

- "كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً، فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ، وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ، وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ، فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ"(۲۱۳)۔

الف۔"لِيَحْكُمَ"= ليحكم الكتب۔

تقدیر:ليحكم الكتب بين الناس۔

"وَمَا اختلف فيه"= وَمَا اختلف فى الكتب، "اُوْتُوْهُ"= اوتوا الكتب

"بِإِذْنِہٖ"= بِإِذْنِ اللّٰہِ۔

کتاب کی طرف حکم کی نسبت مجازی ہے، "کتاب ینطق بالحق"۔

ہمارے پاس کتاب ہے جو سچ سچ کہہ دیتی ہے (سورۂ مومنون/۶۲)۔

"کِتَابُنَا یَنْطِقُ" (سورۂ جاثیہ/۱۹)۔

نبی دراصل اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کرتا ہے، اس لئے یہ کہنا غلط نہ ہوگا:

"لِیَحْکُمَ"= لیحکم اللّٰہ۔

تقدیر: انزل اللّٰہ الکتب لیحکم بہ بین الناس۔

اور اللہ کی کتاب سے فیصلہ عملاً نبی ہی کرتا ہے اس لئے "لیحکم"= لیحکم النبی الکتب۔

دین اصلاً کتاب کے ذریعہ دیا گیا، اس لئے "أوتوہ" سے أوتوا الکتب مراد لینا بالکل درست ہوگا۔

"أُوتوہ" أُوتوا الکتب، "باذنہ"= بِإِذْنِ اللّٰہِ۔

زیرِ غور آیت میں لفظ "امۃ" کا فارسی مترادف کیش اور ہندی میں شاید دھرم مناسب رہے گا (۱)۔

ضمیروں کی مذکورہ بالا تشریح کے لحاظ سے آیت کی توضیح کچھ اس طرح ہوگی:

ابتدا میں تو سب انسانوں کا دین ایک ہی تھا، بعد میں اختلاف پیدا ہوئے تو خدا نے راست رو لوگوں کو جنت کی خوش خبری اور کج رو لوگوں کو دوزخ سے ڈرانے والے پیغمبر بھیجے اور ان پیغمبروں کے ساتھ حامل حق کتاب اتاری تا کہ انسانوں کے درمیان جو اختلافات پیدا ہو گئے تھے، پیغمبر از روئے کتاب ان اختلافات کا فیصلہ کرے، (یعنی حق و باطل واضح کر کے بتائے کہ سعادت کی راہ کون سی ہے، اور شقاوت کی کون سی) اور دین کے بارے میں انہی لوگوں نے اختلاف کیا جنہیں کتاب دی گئی تھی، ان لوگوں نے کھلی ہدایتیں آنے کے باوجود اس لئے اختلاف کیا کہ وہ آپس میں ایک دوسرے پر زیادتی کرنا

(۱) "اُمّۃ": امت، جماعت، مدت، طریقہ، دین، امت کے مجازی معنی طریقہ اور دین کے بھی آتے ہیں: عرب والے بولتے ہیں: فلان لا امۃ لہ یعنی فلاں کا کوئی دین اور طریقہ نہیں ہے۔ (لغات القرآن بحوالہ عمدۃ القاری ج ۵ صفحہ ۱۹۸)۔

چاہتے تھے، جو لوگ اللہ کی کتاب قرآن پر ایمان لے آئے، اللہ نے انہیں اپنے اذن سے اس امر حق کی طرف رہبری کی جس کے بارے میں لوگوں نے اختلاف کیا تھا۔

بعض مفسر کہتے ہیں: "مَا اخْتَلَفَ فِيْهِ"، میں ضمیر مجرور متصل سے محمد ﷺ اور "اُوْتُوْهُ"، کی ضمیر منصوب متصل سے مراد توراۃ یا انجیل ہو سکتی ہے۔

مطلب یہ کہ یہود و نصاریٰ نے توراۃ و انجیل میں آپ ﷺ کی بعثت کی پیشگوئی کا علم رکھنے کے باوجود آپ ﷺ کی نبوت سے اختلاف کیا۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ "أوتوه"، کی مذکور الصدر ضمیر عیسیٰ کی طرف راجع ہے۔

- "كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ، وَعَسٰى أَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ، وَعَسٰى أَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَاتَعْلَمُوْنَ"(۲۱۶)۔

الف۔"هُوَ كُرْهٌ"= اَلْقتال كره= القتال مكروه۔

توضیح:

مومنو! تم پر خدا کے رستہ میں لڑنا فرض کر دیا گیا ہے، لڑنا تمہیں ناگوار تو ہوگا مگر عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بُری لگے اور وہ تمہارے حق میں بھلی ہو اور عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بھلی لگے اور وہ تمہارے لئے مضر ہو اور ان باتوں کو خدا ہی جانتا ہے تم نہیں جانتے۔

ب۔"هُوَ كُرْهٌ"= فرض القتال یہ "كُتِبَ عَلَيْكُمْ" سے ظاہر ہے۔

مطلب یہ کہ: مومنو! تم پر خدا کے رستہ میں لڑنا فرض کیا گیا ہے، لڑنے کا حکم تم کو ناگوار تو ہوگا الخ۔

- "يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ، قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ، وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَإِخْرَاجُ اَهْلِه مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ، وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ

الخ"(۲۱۷)۔

"یسئلون"= یَسْئَلُوْنَ الْکُفَّار،

"عَنِ الشَّھْرِ الْحَرَامِ قِتَالٌ فِیْہِ"= قِتَالٌ فِی شَھْرِ الْحَرَامِ،

"کُفْرٌ بِہٖ"= کُفْرٌ بِسَبِیْلِ اللّٰہِ۔

"اِخْرَاجُ اَھْلِہٖ"= اِخْرَاجُ اَھْلِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ،

"مِنْہُ"= مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَوْ مِنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ، الاسلام،

تقدیر:"یَسْئَلُوْنَکَ الْکَافِرُوْنَ عَنِ الشَّھْرِ الْحَرَامِ قِتَالٌ فی الشَّھْرِ الْحَرَامِ؟ قُلْ: قِتَالٌ فِی الشَّھْرِ الْحَرَامِ وَمَا تَفْعَلُوْنَ مِن الصَّدِّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لِمَنْ اَرَادَ الاسلام وَمِنْ کُفْرِکُمْ بِاللّٰہِ وَاِخْرَاجِکُمْ اَھْلَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ مِنْہُ اَکْبَرُ جُرماً عِنْدَ اللّٰہِ"۔

توضیح:

آپ سے کافر طنزاً پوچھتے ہیں کیا اس مہینہ میں جنگ کرنا درست ہے؟ جس مہینہ میں جنگ کرنا اباً عن جدٍ حرام قرار دیا گیا ہے، آپ کہئے! اللہ کی راہ میں جنگ کرنا کوئی برائی نہیں ہے، راہ خدا میں رکاوٹ ڈالنا، راہِ خدا، اسلام کا انکار کرنا، مومنو پر مسجد حرام کا رستہ بند کرنا اور مسجد حرام کے باشندوں کو نکال کر باہر کرنا حقیقی برائی تو یہی ہے۔

"بِہٖ"، ضمیر مجرور کا مرجع اسم جلالہ یا حج بتانا بے محل تکلف کی وجہ سے صحیح نہیں معلوم ہوتا ہے۔

- "وَلَاجُنَاحَ عَلَیْکُمْ...... وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَافِیْ اَنْفُسِکُمْ فَاحْذَرُوْہُ"الخ (۲۳۵)۔

الف۔"فَاحْذَروہ"= فَاحْذَرُوا اللّٰہ،

اور جانے رہو کہ جو کچھ تمہارے دل میں ہے اللہ اس کو جانتا ہے اللہ سے ڈرتے رہو اور جانے رہو کہ اللہ بخشنے والا اور بہت بُردبار ہے۔

ب۔ "فَاحْذَرُوهُ"= فَاحْذَرُوا مَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ، ضمیر سے قریب ترین اسم۔

اور جانے رہو کہ جو کچھ تمہارے دل میں ہے، اللہ اس کو جانتا ہے جو کچھ دلوں میں ہے اس سے خبر دار رہو (کہیں ایسا نہ ہو کہ فاسد خیال فاسقانہ عمل پر ڈالے) اور جانے رہو کہ اللہ الخ۔

- "مَنْ ذَالَّذِىْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً"(۲۴۵)۔

"يُضٰعِفَهٗ"= يُضٰعِفُ قَرْضًا حَسَنًا،

مرجع اسم نکرہ موصوفہ۔

توضیح:

کون ایسا ہے جو اللہ کے لئے اچھا کام کرے، پھر اللہ اس کام کا اجر نسبتاً کئی گنا زیادہ عطا کرے یعنی اصل استحقاق سے بہت زیادہ بڑھا کر۔

یادداشت:

اصطلاح قرآنی میں قرض سے مراد ہر وہ رقم ہے جو انسانی بھلائی کے لئے مخلصانہ خرچ کی جائے، زیر درس آیت کے ہم مفہوم آیتوں کے لئے دیکھئے: (سورۂ مائدہ کی (۱۲) اور سورۂ حدید کی (۱۱، ۱۸) اور سورۂ تغابن کی (۱۷) اور سورۂ مزمل کی (۲۳) آیتیں)۔

- "اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ، لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ، مَنْ ذَالَّذِىْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ يَعْلَمُ مَابَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ، وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ اِلَّا بِمَاشَآءَ، وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَ هُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ"(۲۵۵)۔

الف۔ "يَعْلَمُ مَابَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ"= يَعْلَمُ مابين أيدى مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فى الأرض وما خلف ما فى السَّمٰوٰتِ والأرض۔

جو کچھ اس میں ہے سب۔

"لَايحيطون"= لايحيطون ما فى السموات وما فى الأرض،

"ما" موصولہ واحد و جمع دونوں میں سے کسی ایک کے لئے آسکتا ہے، یہاں بصیغہ جمع ہے۔

"حِفْظُهما" حفظ السموات والأرض،

سموات، مادہ س م و ی، ناقص واوی و یائی۔

ہر بلند چیز جو انسان کے سر پر ہو سما ہے، یہ اصلاً سماءۃ ہے، اور حسب قاعدہ مؤنث بھی مستعمل ہے، اہل عرب اس کو بطور اسم جنس جمع بھی بولتے ہیں، اس لحاظ سے اس کی ضمیر بھی مذکر آئی ہے، حتیٰ کہ لفظ سموات بھی سماء کی جمع ہے، بطور اسم جنس استعمال ہوتا ہے، جیساکہ اسی آیت میں ہے، سورۂ یٰسین میں بصیغہ جمع اس طرح ہے:"اَوَلَيْسَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْأَرْضَ بِقَادِرٍ عَلٰى اَنْ يَخلُقَ مِثْلَهُمْ الخ" (۸۱)۔

اور سورۂ طلاق میں ہے:"اَللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ الخ"(۱۲)، س م و ی: کی تعریف اسی سورۃ کی آیت (۲۹) میں گزر چکی ہے، دیکھئے: فقرہ (۷)۔

توضیح:

اللہ وہ ہے کہ اس کے سوا کوئی اور الٰہ ہے ہی نہیں، اللہ زندہ ہے سب کو سنبھالنے والا ہے، اسے نہ اونگھ آسکتی ہے، نہ نیند، جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب کا سب اسی کا ہے، کون ایسا ہے جو اس کے پاس بغیر اس کی اجازت کسی کی سفارش کرسکے وہ جانتا ہے جو آسمانوں اور زمین (کی ہر ہر مخلوق) کے سامنے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے اور ان میں سے کوئی بھی اس کی معلومات میں سے کسی ایک چیز کا بھی احاطہ نہیں کرسکتے، لیکن اگر اللہ خود ہی

چاہے تو ایسا ہو سکتا ہے، اس کی کرسی نے آسمانوں اور زمین کو سمار کھا ہے اور اللہ پر ان دونوں یعنی آسمانوں اور زمین کی نگرانی ذرا بھی گراں نہیں اور وہ عالی شان ہے، عظیم الشان ہے۔

ب۔ "اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ" = اَیْدِیْ من و خَلْفَ مَنْ،

"ما"، موصولہ کی طرح مَن بھی واحد یا جمع میں کسی ایک کے لئے آسکتا ہے۔

"لَا یُحِیْطُوْنَ" = لایحیطون من۔

مطلب یہ کہ: کون ایسا ہے...... جو کچھ ہر ہر مخلوق کے آگے ہے، اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے اللہ وہ سب کو جانتا ہے اللہ سے کچھ بھی پوشیدہ نہیں ہے۔

"یوءدہ"، کی ضمیر منصوب متصل کو بعضوں نے کرسی کی طرف پھیرا ہے، یہ اہل عربیت کے لئے غالباً نامانوس توجیہ ہے۔

ج۔ "مابین أیدیھم" = مابین أیدی الناس، "وَمَا خَلْفَھُمْ" = مَاخَلْفَ الناس۔

"لَایُحِیْطُوْنَ" = لایحیطون الناس۔

آیت میں انسان یا الناس لفظوں میں مذکور نہیں ہے تاہم معنوی قرینہ سے، اس تخریج کی تائید ظاہر ہے۔

توضیح غالباً اس طرح ہوگی: (والعلم عند اللہ، الخبیر)۔

اللہ وہ ہے کہ اس کے سوا کوئی الہ نہیں...... اللہ وہ سب کچھ جانتا ہے جس کا علم انسان کو دیا گیا ہے اور اللہ وہ بھی جانتا ہے جو انسان سے مخفی ہے، کوئی ایک انسان یا کئی انسان مل کر بھی اللہ کے علم کا احاطہ نہیں کر سکتے، ہاں اللہ اگر خود ہی چاہے تو وہ جس کو چاہے جتنا علم دینا چاہے دے سکتا ہے، اور دیتا بھی ہے، اللہ کی حکومت اور اس کا اقتدار سارے آسمانوں اور زمین پر اور کل کائنات پر حاوی ہے، الخ۔

یادداشت:

یہ توجیہ اس لئے بھی قابل غور ہے، کہ از روئے قرآن اللہ نے اپنی جملہ مخلوقات

میں علم اور اس کے اظہار سے صرف انسان ہی کو نوازا ہے کسی اور کو نہیں اور اگر کچھ علم دیا ہے تو اتنا نہیں جتنا کہ انسان کو دیا ہے۔

- "اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِىْ حَآجَّ اِبْرٰهِمَ فِىْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ" (۲۵۸)۔

الف۔"فِي رَبِّهٖ" = في رب إبراهيم۔

توضیح:

کیا تم نے اس شخص کے حال پر غور کیا جس نے ابراہیمؑ سے جھگڑا کیا تھا جھگڑا اس بات پر کہ ابراہیمؑ کا رب کون ہے، اور اس بنا پر کہ اس شخص کو اللہ نے حکومت دے رکھی تھی۔

ب۔"فِي رَبِّهٖ" = في رب نمرود،

أن أتاه اللّٰهُ المُلْكَ، مفعول له.

جھگڑے کی وجہ یہ تھی کہ اللہ نے نمرود کو حکومت وسلطنت عطا کی تھی۔

"فِي رَبِّهٖ" في رب نمرود، کے لحاظ سے معنی ہوں گے:

کیا تم نے اس شخص کے حال پر غور نہیں کیا جس نے ابراہیمؑ سے جھگڑا کیا تھا جھگڑا اس بات پر کہ نمرود کا رب کون ہے، چونکہ اللہ نے اسے سلطنت وحکومت سے نوازا تھا، اس لئے وہ اپنے آپ ہی کو رب سمجھ بیٹھا تھا۔

ملحوظہ:

اس صورت میں "رَبِّهٖ وَاٰتٰهُ"، کی ضمیروں میں مناسبت رہتی ہے کلام فصیح کا اقتضاء بھی یہی ہے۔

پہلی صورت میں غالباً ضمیروں کی مناسبت کے لئے کہا گیا ہے، کہ "أتاه"، میں

بھی ابراہیمؑ مراد ہیں، نبوت سے زیادہ اقتدار اور کیا ہو سکتا ہے، اور نقلی دلیل میں کہتے ہیں: ابو حذیفہ کا قول ہے "أتاه"، سے مراد یہ ہے کہ اللہ نے ابراہیمؑ کو نبوت کے ملک سے نوازا تھا۔

- "قَالَ إِبْرٰهِيمُ فَإِنَّ اللّٰهَ يَأْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ"(۲۵۸)۔

"بِهَا"= بالشمسِ، شمس عربی میں مونث سماعی ہے۔

توضیح:

ابراہیمؑ نے کہا خدا تو سورج کو پورب سے نکالتا ہے، آپ اس کو پچھم سے نکالئے۔

یادداشت:

زیر غور آیت کے علاوہ درج ذیل سورتوں میں بھی سورج مونث ہی آیا ہے، (۶، انعام ۷۸)بَازِغَةً، اَفَلَتْ۔

یہاں شمس کی طرف اشارہ مذکر ہذا کی توجیہ کے لئے دیکھئے: المتکبر، ذوالفقار احمد نقوی، بھوپال ۱۲۹۷)۔

(۱۸، کہف، ۱۷، طلعت، ایضاً ۸۶، وجدھا تغرب، ۹۰، وجدھا تطلع ۲۰، طٰہٰ ۱۳۰، ۳۶، یٰسین ۳۸، تجری، ایضاً ۴۰، تدرک، ۸۱، تکویر ۱، کوّرت)۔

"جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاءً"۔

(۱۰، یونس ۵، دلیلاً، ۲۵)۔

فرقان (۴۵، سراجاً ۱۷، نوح ۱۶) کی توجیہ کے لئے کسی مفصل و مطول تفسیر سے رجوع کیا جاسکتا ہے۔

- "أَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا قَالَ

اَنّٰی یُحْیِ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا، فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ، قَالَ كَمْ لَبِثْتَ، قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ، قَالَ بَلْ لَبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ إِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ الخ"(۲۵۹)۔

الف۔"قَالَ كَمْ لَبِثْتَ"= قَالَ اللّٰه"۔

"لَمْ يَتَسَنَّهْ"= لم يتسنه الشراب۔

ایضاً:لم يتسنه الشراب و الطعام۔

" لم يتسنه الغذاءَ"۔

توضیح:

یا اسی طرح بطور مثال اس شخص کو دیکھو جس کا گذر ایک ایسے گاؤں میں ہوا جو اپنی چھتوں پر اوندھا گر پڑا تھا، اس شخص نے کہا خدا اس کے باشندوں کو مرنے کے بعد کیوں کر زندہ کرے گا؟ تو خدا نے ایسا کہنے والے کی روح قبض کر لی اور سو برس تک اس کو اسی حالت پر رکھا، پھر اس کو زندہ کیا اور پوچھا یہاں تم کتنی مدت ٹھیرے رہے تو اس نے جواب دیا کہ ایک دن یا اس سے بھی کم وقت تک رہا، خدا نے کہا تم تو سو برس تک پڑے رہے اپنے کھانے پینے کی چیزوں کو دیکھو، اتنی مدت گزر جانے کے باوجود سڑی گلی نہیں اور اپنے گدھے کو بھی دیکھو۔

ب۔"قَالَ رَجُلُ نِالَّذِیْ شَاهَدَ مَوْتَهُ وعمر إلى حين إحيائِهِ"۔

یا اسی طرح...... زندہ کیا تو ایک پیر مرد نے جو زندہ شدہ شخص کی موت کے وقت موجود تھا اور اس کے دوبارہ زندہ ہونے تک بقید حیات تھا پوچھا، تم کتنی مدت تک الخ۔

یہ مرجع بتکلف درست ہو سکتا ہے، البتہ "لم يتسنه"، کی ضمیر شراب یا شراب وطعام یا غذا کی طرف راجع ہو سکتی ہے، اس سے معنی میں واضح تبدیلی نہیں آتی۔

● "يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى، كَالَّذِىْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ، فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا لَايَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَىْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا"(۲۶۴)۔

الف۔"اَصَابَهٗ" اَصَابَ وَابِلٌ تُرَابًا، یہ مرجع سے قریبی اسم کی بناء پر۔

"تَرَكَهٗ صَلْدًا"= تَرَكَ وَابِلٌ تراباً صَلْدًا أيضاً،

توضیح:

مومنو!اپنے صدقات احسان رکھنے اور ایذادینے سے اس شخص کی طرح برباد نہ کردیناجو لوگوں کو دکھانے کے لئے مال خرچ کرتاہے،اور خدااور روز آخرت پر ایمان نہیں رکھتا،ایسے ریاکار کے مال کی مثال اس چٹان کی سی ہے جس پر تھوڑی سی مٹی پڑی اور اس مٹی پر زور کا مینہ برس کر اس مٹی کو صاف کرڈالے،(اس پر کچھ اگنے کی نوبت ہی نہیں آئی)اسی طرح یہ ریاکار لوگ اپنے دکھاوے کے اعمال کا کچھ بھی صلہ حاصل نہیں کرسکیں گے،خدا ایسے ناشکروں کوراہ راست نہیں دکھایا کرتا۔

ب۔"اَصَابَهٗ" صَفْوانًا، تَرَكَهٗ= تَرَكَ صَفْوَانًا صَلْدًا۔

مومنو!......ریاکار کے مال کی مثال ایسی چٹان کی سی ہے جس پر تھوڑی سی مٹی پڑی اس چٹان پر زور کی بارش ہوئی اور چٹان صاف ہوگئی،روئیدگی کے قابل نہیں رہی،اس طرح یہ ریاکار لوگ اپنے اعمال الخ۔

● "وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَ تَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ، فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ"(۲۶۵)۔

الف۔"أصابَهَا"= اَصابَ وَابِلٌ الْجَنۃَ "اُكُلَهَا"= اُكُلَ جَنَّةٍ، "لَمْ

یُصِبْهَا"= لَمْ یُصِبْ جَنَّةٌ۔

توضیح:

جو لوگ خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اور خلوص نیت سے اپنا مال خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایک باغ کی سی ہے، جو اونچی جگہ پر واقع ہو جب اس باغ پر مینہ برسے تو دوگنا پھل لاتا ہے، اور اگر اس باغ پر مینہ نہ بھی برسے تو پھوار ہی سہی کچھ نہ کچھ اگتا ہے، خواہ تھوڑا سہی اور خدا تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے۔

الف۔ "اَصَابَهَا"= اَصَابَ رَبْوَةً، ربوۃ ضمیر سے قریب ضرور ہے، مگر ربوۃ کا ذکر باغ کا محل وقوع بنانے کے لئے ہے، "ها"، ضمیر منصوب منفصل مؤنث کا اس طرف رجوع بعید از قیاس ہے، گو معنی کسی نہ کسی طرح بن جاتے ہیں۔

- "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّاۤ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ، وَلَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِیْهِ، اِلَّاۤ اَنْ تُغْمِضُوْا فِیْهِ الخ"(۲۶۷)۔

"مِنْهُ"= مِنَ الْخَبِیْثِ، "اٰخِذِیْهِ"= اٰخِذِیْ الْخَبِیْثِ، "فِیْهِ"= فِی الْخَبِیْثِ۔

الف۔ "اَلْخَبِیْث"، پر وقف اور "مِنْهُ"، سے دوسری خبر کی ابتداء ہے۔

توضیح:

اے ایمان لانے والو! جو مال تم نے کمائے ہیں اور جو کچھ ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالا ہے، اس میں سے راہ خدا میں بہتر حصہ خرچ کرو اور دینے کے لئے خراب چیز الگ کرنے کا ارادہ نہ کرو کہ اس میں سے خرچ کریں حالانکہ اگر کوئی خراب ناکارہ چیز تمہیں دے تو تم اس کا لینا گوارہ نہ کرو الا یہ کہ اس کو قبول کرنے میں تم اس کی خرابی کو نظر انداز کر جاؤ۔

ب۔ اگر "اَلْخَبِیْثَ"، پر وقف نہ ہو اور کلام متصل ہو تو:

"مِنْهُ" مِمَّا كسبتم ومما اَخْرَجْنَا الخ "اخذيه، وفيه"= "اَلْخَبِيْثُ"=

معنی کچھ اس طرح ہوں گے:

مومنو!...... بہتر حصہ خرچ کرو اور اپنے کمائے ہوئے اور اللہ کے زمین سے نکالے ہوئے مال میں سے کچھ دینے کے لئے گھٹیا حصہ نکالنے کا ارادہ مت کرو، تم جانتے ہو کہ اگر کوئی تمہیں الخ۔

- "إِنْ تُبْدُوْا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِیَ، وَإِنْ تُخْفُوْهَا وَ تُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ"(۲۷۱)۔

"نَعِمَّا هِیَ" نَعِمَّا الصَّدَقَات المبدأة وَكَذَا فِیْ تخفوها وتُؤ تُوْها، هُو"= الاخفاء، یعنی الاخفاء خیرٌ لکم، اسم لفظوں میں مذکور نہیں قول تخفو، سے ظاہر ہے۔

اگر تم صدقات کھلم کھلا دو تو یہ بھی اچھا ہے اور اگر صدقات پوشیدہ طور پر حاجت مندوں کو دو تو یہ پوشیدہ طور پر دینا بھی تمہارے لئے بہتر ہے۔

- "اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَايَقُوْمُوْنَ إِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِیْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ، ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا، وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا، فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰی فَلَهٗ مَاسَلَفَ، وَاَمْرُهٗ إِلَی اللّٰهِ، وَمَنْ عَادَ فَاُولٰئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ"(۲۷۵)۔

الف۔ "اَمْرُهٗ إِلَی اللّٰهِ"= اَمرالْمُنْتَهِی عَنِ السُّوْءِ أی اَجْرُ المنتهی عَنِ السُّوْءِ۔

توضیح:

اللہ نے لین دین کو حلال قرار دیا اور سود بیاج کو حرام، پس جس کسی کو بھی اس کے پروردگار کی طرف سے یہ نصیحت آجائے اور وہ سود خواری سے باز آجائے تو جو کچھ پہلے ہو چکا وہ ہو چکا اب سود سے باز آجانے والے کا اجر اللہ کے ذمہ ہے اور جو پھر سود لینے لگا تو

ایسے لوگ دوزخی ہیں کہ ہمیشہ دوزخ میں جلتے رہیں گے۔

ب۔"اَمْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ"= امر ذی الربوا أی فِی اَنْ یُّثْبِتَهٗ علی الانتها أو یُعِیْدَه إلی المعصیة۔

اللہ نے...... پہلے جو کچھ ہو چکا وہ ہو چکا جو سود لیتا تھا اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے تو اس کو اپنی سود خواری سے باز رکھے، چاہے گناہ پر رہنے دے، لیکن جو موعظت کے بعد بھی سود لینے لگ گیا تو ایسے لوگ الخ۔

ج۔"أَمْرُهٗ"= أمرما سلف: أی فی العفو عنه، اس سے بطور تفسیر بعضوں نے "أمر العفو" مراد لیا ہے۔

مطلب یہ کہ اس موعظت سے پہلے جو جو سود خواری میں مبتلا تھے، ان سے باز پرس نہیں ہو گی، لیکن جو موعظت کے بعد بھی سود خواری کریں تو ایسے لوگ الخ۔

د۔"أمرُه"= أمر الربوا فی أمر تحریمه وغیر ذلک۔

پہلے جو کچھ ہو چکا وہ ہو چکا اب سودی کاروبار جاری رہنے یا نہ رہنے کا معاملہ اللہ کے ذمہ ہے، مومنوں کو نصیحت کی جاتی اور انہیں بتادیا جاتا ہے کہ اللہ نے سود کو حرام قرار دیا ہے، اور اس کے بعد بھی سود خواری کریں تو ایسے لوگ الخ۔

ملحوظہ:

مندرجہ بالا وضاحت کی فحوائے کلام سے تائید نہیں ہوتی۔

- "یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا تَدَایَنْتُمْ بِدَیْنٍ اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی فَاكْتُبُوْهُ، وَلْیَكْتُبْ بَّیْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ، وَلَایَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ یَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْیَكْتُبْ، وَلْیُمْلِلِ الَّذِیْ عَلَیْهِ الْحَقُّ وَلْیَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا یَبْخَسْ مِنْهُ شَیْئًا، فَاِنْ كَانَ الَّذِیْ عَلَیْهِ الْحَقُّ سَفِیْهًا اَوْضَعِیْفًا اَوْ لَایَسْتَطِیْعُ اَنْ یُّمِلَّ

هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ، وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ، فَإِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰهُمَا الْاُخْرٰى، وَ لَايَاْبَ الشُّهَدَآءُ إِذَا مَادُعُوْا وَلَا تَسْئَمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا إِلٰى اَجَلِهٖ، ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَاَدْنٰى اَلَّا تَرْتَابُوْٓا إِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا، وَ اشْهِدُوْٓا إِذَا تَبَايَعْتُمْ، وَلَايُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ، وَإِنْ تَفْعَلُوْا فَإِنَّهٗ فُسُوْقٌ بِكُمْ، وَاتَّقُوا اللّٰهَ، وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ، وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ" (٢٨٢)۔

اُكْتُبُوْهُ:	اكتبوا الدين
عَلَّمه:	علم اللّٰه الكاتب
عَلَيْهِ:	على المديون (دام لینے والا)
مِنْهُ:	من الدين
عليه:	على المديون
هو:	المديون
وليه:	ولى المديون
تكتبوه:	تكتبوا الدين
اَجله:	أجل الدين
فَإِنَّهٗ:	إن الأخرأ والأباء

توضیح:

ا-ایمان والو! جب ادھار کا معاملہ کسی مقررہ مدت تک کرنے لگو تو قرض کی مقدار وادائی کی مدت لکھ لیا کرو اور لازم ہے کہ تمہارے درمیان لکھنے والا ٹھیک لکھے اور لکھنے والا لکھنے سے انکار نہ کرے جیسا کہ اللہ نے اس کو سکھایا ہے، اسی طرح لکھے اور دستاویز کا مضمون وہ شخص لکھوائے جس کے ذمہ قرض کی ادائی واجب ہے، اور قرض دار اللہ سے جو اس کا پروردگار ہے ڈرتا رہے اور قرض کی مقدار میں کچھ کمی نہ کرے، پھر اگر وہ جس کے ذمہ قرض کی ادائی واجب ہے، نادان ہو یا ناتوان ہو اور کسی وجہ سے وہ اس قابل نہ ہو کہ خود لکھوا سکے تو ضروری ہے کہ اس کا (قرض دار کا) کارکن معاملہ ٹھیک ٹھیک لکھوادے اور اپنے مردوں میں سے دو گواہ کرلیا کرو پھر اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ان گواہوں میں سے جسے تم پسند کرتے ہو گواہ بنالو تاکہ ان دو عورتوں میں سے اگر ان دو میں کوئی بھول جائے تو دوسری اس کو یاد دلادے، اور جب گواہ بلائے جائیں تو چاہئے کہ جن کو گواہی کے لئے بلایا گیا ہے وہ گواہی سے انکار نہ کریں، معاملہ چاہے چھوٹا ہو یا بڑا اس کی میعاد تک دستاویز کے لکھنے میں کاہلی نہ ہو، یہ کتاب اللہ کے نزدیک زیادہ قرین انصاف ہے، اور گواہی کو درست رکھنے والی ہے اور اس بات سے زیادہ قریب ہے کہ تم شبہہ میں نہ پڑو، لیکن اگر کوئی سودا دست بدست ہو جیسے تم آپس میں لیتے دیتے ہی رہتے ہو تو اگر ایسے لین دین کو نہ لکھا جائے تو تم پر کوئی گناہ نہیں مگر بیچتے خریدتے ہو تب بھی گواہ کرلیا کرو اور کسی لکھنے والے یا گواہی دینے والے کو ستایا نہ جائے اور اگر تم ان کو ستاؤ گے تو یہ تمہارے لئے ایک گناہ ہوگا، اور اللہ سے ڈرتے رہو، اللہ تمہیں صحیح عمل کے طریقے سکھاتا ہے، اور وہ ہر چیز کو اچھی طرح جاننے والا ہے۔

انتباہ:

ضمیر منصوب متصل کی تعبیر بعضوں نے حق سے اور بعض نے کتاب سے کی ہے، دین ہو یا حق وکتاب تینوں اسم اس آیت سے ظاہر ہیں، حسب ذوق عربیت اور حسب فہم ان میں سے قاری جو مناسب سمجھے اختیار کرلے وہ حقیقت سے دور نہیں ہوگا، اور یہی صورت "تکتبوه" کی ضمیر منصوب متصل میں ہوگی، البتہ "ولیه"، میں بعض عالموں نے "ولی الذی له الحق"، مرادلی ہے، یعنی قرض دینے والا لکھوالے یہ ممکن تو ہے مگر بعید از صحت معلوم ہوتا ہے۔

- "وَإِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ، فَإِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِى اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ، وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ، وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَإِنَّهٗٓ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ، وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ"(۲۸۳)۔

الف۔"إِنَّهٗ" إن الشان۔

توضیح:

اور اگر تم سفر پر ہو اور دستاویز لکھنے والا نہ مل سکے تو کوئی چیز رہن یا قبضہ میں رکھ کر قرض لے لو اور کوئی کسی کو امین سمجھے رہن کے بغیر قرض دیدے تو امانت دار کو چاہئے کہ صاحب امانت کی امانت ادا کردے اور خدا سے جو اس کا پروردگار ہے ڈرے اور دیکھو شہادت کو مت چھپانا جو شہادت چھپائے گا تو بے شک اس کا دل گناہگار ہے اور خدا تمہارے سب کاموں سے واقف ہے۔

ب۔"إنه"= إن من۔

اور اگر...... چھپائے گا وہ دل کا گناہ گار ہوگا۔

۳- آل عمران

- "هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ، فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَاتَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ، وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ، وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا، وَمَا یَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ"(۷)۔

"مَاتَشَابَهَ مِنْهُ"= مَاتَشَابَهَ مِنَ الْكِتٰبِ، "اِبْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ"= اِبْتِغَاءَ تَاْوِیل المتشابه، "وَمَا یعلم تأویلَهٗ"= مایعلم تأویل المتشابه، اٰمَنَّا بِهٖ= اٰمَنَّا بالمتشابه۔

توضیح:

وہ خدا ہی ہے جس نے آپ پر کتاب اتاری، اس کتاب میں محکم آیتیں ہیں اور وہی کتاب کا مدار ومعیار ہے اور دوسری آیتیں متشابہ ہیں (اخبار غیب سے متعلق) سو وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے شورش کی تلاش میں وہ کتاب کے اسی حصہ کے پیچھے ہو لیتے ہیں جو متشابہ ہے اور متشابہ کے غلط سلط مطلب کی جستجو میں لگے رہتے ہیں در آں حالیکہ متشابہ کا ٹھیک ٹھیک مفہوم اللہ ہی جانتا ہے اور پختہ علم والے کہتے ہیں، ہم اس متشابہ پر ایمان لائے وہ سب ہمارے پروردگار کی طرف سے ہے اور نصیحت تو بس دانشمند ہی قبول کرتے ہیں۔

"مَایَعْلَمُ تَاوِیْلَه" کی ضمیر مجرور کا مرجع بعضوں نے "الکتٰب" بتایا ہے،

● "رَبَّنَا إِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَارَيْبَ فِيْهِ الخ"(۹)۔

اے ہمارے پروردگار تو سب لوگوں کو اس روز جمع کرنے والا ہے جس روز کے واقع ہونے میں کوئی شک ہی نہیں ہے، اور اللہ تو اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔

ب۔"فیه"= فی الجمع:= "جامع الناس"، سے ظاہر ہے۔

اے ہمارے پروردگار تو سب لوگوں کو جمع کرنے والا ہے، سب لوگوں کے جمع ہونے میں کوئی شک نہیں الخ۔

ج۔"فِیه"= فی الحساب۔

اے ہمارے پروردگار بے شک تو سب لوگوں کو ایک روز جمع کرنے والا ہے، اس روز لوگوں کو اپنا حساب دینا پڑے گا، اس حساب میں کوئی شبہ نہیں الخ۔

د۔"فیه"= فی العرض۔

اے ہمارے پروردگار...... اس روز سب اللہ کے آگے پیش ہوں گے پیش ہونے میں کوئی شبہ نہیں الخ۔

جیم ودال اصلا تفسیری مراجع ہیں از روئے عربیت بعید از بیان ہیں، اسی طرح:

ھ۔"فیه"= فی الحکم: أی لاریب فی هذا الحکم۔

مطلب یہ کہ! اے ہمارے پروردگار آپ ایک وقت سب لوگوں کو جمع کرنے والے ہیں، اس بات میں کوئی شبہ نہیں، ایسا واقعہ پیش آنے میں کوئی شبہ نہیں۔

"فَكَيْفَ إِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيومٍ لَارَيْبَ فِيْهِ"۔

الف۔"فیه" فی الیوم، قریب ترین اسم نکرہ موصوفہ کوئی شبہ نہیں، یہ بھی تکلف ہے، القول قول لاول۔

● "قَدْكَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا، فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ اُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ، وَاللّٰهُ

يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ'' الخ (۱۳)۔

''يَرَوْنَهُمْ مِثْلَيْهِمْ''= يَرَوْنَ الناس الفئة الكفر مثلی فئةٍ تقاتل فی سبیل اللّٰہ۔

توضیح:

دیکھنے والے بچشم سر دیکھ رہے تھے کہ کافر گروہ مومن گروہ سے دوچند ہے مگر نتیجہ نے ثابت کردیا کہ اللہ اپنی فتح و نصرت سے جس کو چاہتا ہے مدد دیتا ہے، دیدۂ بینار کھنے والے کے لئے اس واقعہ میں بڑا سبق موجود ہے۔

- ''شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ'' (۱۸)۔

الف۔ ''اِنَّهٗ''= اِنَّ الشّان۔

اللہ گواہی دیتا ہے کہ حقیقت میں اللہ کے سوا کوئی اور الٰہ نہیں ہے، اللہ ہی الٰہ ہے فرشتوں اور اہل علم کی گواہی بھی یہی ہے، وہ عدل سے انتظام رکھنے والا ہے، اللہ کے سوا کوئی اور الٰہ نہیں ہے، اللہ ہی الٰہ ہے وہ زبردست اور حکمت والا ہے۔

ب۔ ''اِنَّهٗ''= اللّٰہ۔

اللہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ وہی ہے، اللہ ہی الٰہ ہے، اللہ کے سوا کوئی اور الٰہ نہیں ہے فرشتوں الخ۔

- ''يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا، وَّ مَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ اَمَدًا بَعِيْدًا'' (۳۰)۔

الف۔ ''بَيْنَهَا وَ بَيْنَهٗ''= بَيْنَ النفس وَبَيْنَ مَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ''ما'' موصولہ۔

توضیح:

جس روز ہر شخص اپنے اعمال کی نیکی موجود پائے گا اور ان کی برائی بھی دیکھ لے گا

تو آرزو کرے گا اے کاش اس میں (عمل کرنے والے ہیں) اور اس برائی میں دور کی مسافت ہو جاتی۔

ب۔ "بینه" = بین الیوم۔

وہ دن آنے والا ہے جب ہر شخص اپنے کئے کا پھل حاضر پائے گا، خواہ اس نے بھلائی کی ہو یا برائی، اس روز آدمی یہ تمنا کرے گا کہ کاش ابھی یہ دن اس سے (عمل کرنے والے سے) بہت دور ہوتا!

- "إِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ إِنِّيْ نَذَرْتُ لَكَ مَافِيْ بَطْنِيْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ إِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ، فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ إِنِّيْ وَضَعْتُهَا اُنْثٰى وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ، وَ لَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى وَإِنِّيْ سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ" (۳۵،۳۶)۔

"وَضَعْتُهَا" = وَضعت ما في بطنها، وَضَعَتِ الموجودة في بطنها، "ها" الموجودة۔

توضیح:

اور وہ وقت یاد کرو جب کہ عمران کی بیوی نے عرض کی اے میرے پروردگار میں نے تیری نذر مانی ہے اس بچہ کی جو میرے پیٹ میں ہے کہ وہ آزاد رکھا جائے گا سو تو یہ مجھ سے قبول کر، تو سننے والا اور جاننے والا ہے۔

پھر جب اس نے لڑکی جنی تو بولی اے میرے پروردگار میں تو لڑکی جنی، حالانکہ اللہ تعالیٰ زیادہ جانتے ہیں اس کو جو انہوں نے جنی، اور وہ لڑکا جو انہوں نے چاہا تھا اس لڑکی کے برابر نہیں، اور میں نے اس کا نام مریم رکھا الخ۔

- "ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ إِلَيْكَ" (۴۴)۔

الف۔ "نوحیه" = نوحی ذالك من أخبار الغيب، یعنی ضمیر اسم اشارہ کے

قائم مقام ہے۔

اے محمد یہ غیب کی خبروں میں سے ہے ہم جو کچھ آپ کو وحی کے ذریعہ بتا رہے ہیں، وہ غیب کی خبریں ہیں۔

ب۔ "نوحیہ" = نوحی (ن ب ء) نباء الغیب، مرجع بحذف مضاف۔

اے محمد یہ خبر غیب کی خبروں میں سے ہے ہم آپ کو غیب کی خبر پر مطلع کر رہے ہیں۔

- "اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ الخ" (۴۵)۔

"بِكَلِمَةٍ مِنْهُ" = بکلمةٍ مِنَ اللّٰه، اِسْمُهُ = إسم الکلمة = أی اسم المخلوق المکون المسیح عیسی، ضمیر کی تذکیر باعتبار معنیٰ ہے۔

وہ وقت یاد کرو جب فرشتوں نے کہا اے مریم! اللہ آپ کو خوشخبری دے رہا ہے، اپنی طرف سے ایک کلمہ کی کہ ان کا نام و لقب مسیح عیسیٰ ابن مریم ہوگا۔

- "اَنِّیْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ اَنِّیْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ، الخ" (۴۹)۔

الف۔ "فانفخ فیه" = فی مثل هیئةِ الطیر، یکون طیراً، یکون المثل طیراً۔

توضیح:

اور عیسیٰ مسیح بنو اسرائیل کے لئے پیغمبر ہوگا اور وہ کہے گا میں تمہارے پروردگار کی طرف سے نشانی لے کر آیا ہوں، میں تمہارے لئے مٹی کے پرندوں کی مانند ایک صورت (مجسمہ) بنائے دیتا ہوں تو وہ پرندہ سے مشابہ (مجسمہ) میں دم کر دیتا ہوں پھر اس پرندہ سے مشابہ صورت (مجسمہ) اللہ کے حکم سے سچ مچ پرندہ بن جاتا ہے۔

ب۔"فِیْهِ"= فِی المهیآء۔

"ھیئة"=اصلاً مصدر ہے، اور یہاں مفعول، سورۂ لقمان میں ہے:"ھٰذَا خَلْقُ اللّٰہ"، یعنی مخلوق اللہ یعنی ھیئة بمعنی مھیامادہ:ہ ی ء۔

مطلب یہ کہ: میں تمہارے لئے پرندوں کی شکل وصورت جیسی ایک صورت گھڑ دیتا ہوں، پھر اس گھڑی ہوئی شکل وصورت میں دم کردیتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے سچ مچ ایک پرندہ بن جاتا ہے۔

ج۔"فِیْهِ"= فی المخلوق، یعنی خلق کا مفعول محذوف ہے۔

تقدیر:اِنِّیْ اَخْلُقُ لکم من الطین خلقا کَھَیْئَةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِی الْمَخْلُوْق فیکون المخلوق طَیْرًا۔

...... میں تمہارے لئے مٹی سے ایک مخلوق بناؤں گا، اس کی شکل پرندہ سے مشابہ ہوگی پھر اس مخلوق میں پھونک ماروں گا تو وہ سچ مچ پرندہ بن جائے گا، الخ۔

د۔"فِیْهِ"= فی الطیر۔

اور عیسی مسیح...... پرندوں کی مانند ایک پرندہ بنادیتا ہوں پھر اس پرندہ میں دم کردیتا ہوں۔

ملحوظہ:

یہ توجیہ ظاہر کلام سے بہت دور معلوم ہوتی ہے۔

الف اور "ب" قریباًہم معنی ہیں۔

- "اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنَ"(۵۹)۔

"خَلَقَهٗ"= خَلَقَ اٰدَمَ، قَالَ لَهٗ قَالَ لِجَسَدِ اٰدَمَ بحذف مضاف۔

توضیح:

بے شک عیسیٰؑ کا حال اللہ کے نزدیک مثل آدمؑ کے حال کے ہے، اللہ نے آدمؑ کو مٹی سے بنایا پھر جسد آدمؑ سے کہا: وجود میں آجاؤ، چنانچہ وہ وجود میں آگئے (تفسیر ماجدی)۔

- "اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ، فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْ بَعْدِ مَاجَآءَ كَ، مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَ اَبْنَاءَ كُمْ وَنِسَآءَ نَا وَ نِسَآءَ كُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ، ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ" (۶۰،۶۱)۔

الف۔"فیہ"= فی عیسٰی۔ یہاں گفتگو اصلاً عیسٰیؑ کے بارے میں ہو رہی ہے کہ ایا وہ آفریدۂ خدا ہیں یا نہیں۔

توضیح:

یہ امر حق آپ کے پروردگار کی طرف سے ہے، سو آپ کہیں شبہ کرنے والوں میں نہ ہو جائیں، اس علم کے آچکنے کے بعد پھر جو کوئی آپ سے عیسٰیؑ مسیح کے مخلوق ہونے کے بارے میں جھگڑا کرے تو اے محمد اس سے کہو آؤ! ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں اور تمہارے بیٹوں کو بھی اور اپنی عورتوں کو بھی اور تمہاری عورتوں کو بھی اور اپنے کو بھی اور تمہارے تئیں بھی، پھر ہم خشوع سے دعاء کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت بھیجیں۔

ب۔"فیہ"= فی الحق، قریب ترین اسم حق ہے۔

یہ امر حق آپ کے پروردگار کی طرف سے ہے..... پھر جو کوئی آپ سے اس حق کے بارے میں جھگڑا کرے تو اے محمد الخ۔

- "بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ" (۷۶)۔

الف۔"عہدہ"= عہد اللّٰہ۔

توضیح:

آخر اللہ پر بہتان باندھنے والوں سے باز پُرس کیوں نہ ہوگی؟ ضرور ہوگی اور جو شخص بھی اللہ سے کئے ہوئے اپنے عہد کو پورا کرے گا اور برائی سے بچ کر رہے گا بے شک اللہ برائی سے بچنے والوں کو محبوب رکھے گا۔

"عَهْدِهٖ"= عهد من۔

آخر......اور جو شخص اپنے عہد و پیمان پر قائم رہے گا، اور برائی الخ۔

- "وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ......" (۷۸)۔

الف۔ "تَحْسَبُوْهُ" تَحْسَبُوا المحرف، یہ مرجع "يلوٗن ألسنتهم" سے ظاہر ہے۔

توضیح:

اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت پر بیچ ڈالنے والوں میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو آسمانی صحیفے پڑھتے ہیں زبان کو اس طرح الٹ پھیر کرتے ہیں کہ تم سمجھو کہ یہ الٹ پھیر سے بگاڑا ہوا لفظ (یا جملہ) بھی صحیفہ کی عبارت ہے جبکہ وہ کتاب کا جز نہیں ہوتا۔

مطلب یہ کہ: توریت وغیرہ جیسی کتاب پڑھتے ہوئے کسی لفظ یا جملہ کو اپنی رائے کے مخالف پاتے ہیں تو اس کو اپنے موافق طلب معنی میں ڈھالنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ب۔ "تَحْسَبُوْهُ"= تَحْسَبُوا الشبه الكتب، مضاف محذوف۔

تقدیر: يلوٗن أَلسنتهم بشبه الكتب۔

ان میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو اپنے آسمانی صحیفے پڑھتے ہوئے اپنی زبان کو ٹیڑھا کر دیتے ہیں تاکہ تم کتاب کے ایسے حصہ کو جس کو انہوں نے مشتبہ بنا دیا ہے اصل کتاب ہی میں سے سمجھو۔

- "اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ، خٰلِدِيْنَ فِيْهَا" (۸۷، ۸۸)۔

"فيها"= دیکھئے: بقرہ کی آیت (۱۶۲) فقرہ (۳۲)۔

● ”اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ کُفَّارٌ فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰی بِهٖ“...... الخ (۹۱)۔

”بِهٖ“ = مِلْءُ الْاَرْضِ۔

توضیح:

بے شک جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور مرگئے اس حال میں کہ وہ کافر تھے سو ان میں سے کسی سے ہرگز نہ قبول کیا جائے گا زمین بھر بھی سونا، اگرچہ وہ زمین بھر سونا معاوضہ میں دینا چاہے۔

انتباہ:

ایک معرب نے ”به“ کی ضمیر کا امکانی مرجع ”ذَهَبٌ“ لکھا ہے، یہ قلم کی چوک ہے، ضمیر کا تمیز کی طرف رجوع ہونا خلاف اصل ہے، یہ بھی خیال رہے کہ ”ذَهَبٌ“ عربی میں مؤنث سماعی ہے[1]۔

● ”قُلْ یٰاَهْلَ الْکِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا“ الخ (۹۹)۔

”تَبْغُوْنَهَا“ = تَبْغُوْنَ السَّبِیْلَ سبیل عربی میں مونث سماعی ہے۔

آپ کہئے کہ اے اہل کتاب! جو ایمان لاچکا ہے اسے تم کیوں اللہ کی راہ سے ہٹا رہے ہو، اس راہ میں کجی نکال نکال کر، درانحالیکہ تم خود گواہ ہو کہ مومن سیدھی راہ پر ہے۔

یادداشت:

درج ذیل سورتوں میں بھی لفظ سبیل بطور تانیث آیا ہے:

۷، اعراف/۴۵، ۶۸۔

(۱) والذَهَبُ التِبْرُ ویُؤَنَّثُ (القاموس المحیط صفحہ ۲۷)۔

(ذ ھ ب) الذَّهبُ معروف ویُؤَنَّثُ فَیُقَالُ هِیَ (الذَّهَبُ) الحَمْراءُ وَیُقَالُ إِنَّ التانیث لغةُ الحجازِ وبِهَا نَزَلَ القُرآنُ، (المصباح المنیر صفحہ ۱۱۰)۔

الذَّهَب (مص) ج اذهاب وذُهُوب وذُهُوب وذُهْبان والقطعة منه ذَهَبَة التِبْر وقد یؤنث (المنجد صفحہ ۲۳۰)۔

۱۱، ہود ر ۱۹۔

۱۲، یوسف ر ۱۰۸۔

۱۴، ابراہیم ر ۳۔

۱۵، حجر ر ۷۶۔

انتباہ:

سورۂ اعراف ہی میں سبیل مذکر بھی آیا ہے (آیت ر ۱۴۶)۔

- "وَإِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا، وَإِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا" الخ (اعراف:۱۴۶)۔

اگر ان کافروں کو سیدھا راستہ نظروں کے سامنے ہی ہو تب بھی وہ اس راستہ کو اختیار نہیں کریں گے اور اگر ٹیڑھا راستہ دکھائی دے تو وہ اس ٹیڑھے راستہ پر چل نکلیں گے۔

- "وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖ إِخْوَانًا، وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا الخ" (۱۰۳)۔

الف۔ "منها" = من الشفا، شفا اپنے مضاف الیہ "حفرة" کی لازمی خبر ہے، اس لئے ضمیر بھی مؤنث استعمال ہوئی ہے۔

توضیح:

اور اللہ کا یہ انعام اپنے اوپر یاد کرو کہ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی سو تم اس کے انعام سے آپس میں بھائی بھائی بن گئے، اور تم آگ کے گڑھے کے کنارہ تھے سو اللہ نے تمہیں آگ کے گڑھے کے کنارہ سے بچالیا۔

ب۔ "فَاَنْقَذَكُمْ مِنْهَا" = فَاَنْقَذَكُمْ من النار، اقرب مذکور.

اور تم لوگ آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے سو اس نے تمہیں آگ سے بچالیا، اور اس طرح الخ۔

اور اس نے تمہیں آگ کے گڑھے سے بچالیا اور اس طرح الخ۔

ب اور ج درست نہیں معلوم ہوتے، کیونکہ "منها" = من الحفرة.

وہ گڑھے میں تھے نہ آگ میں کہ وہاں سے بچایا جاتا، آگ سے بچالینے سے گڑھے سے نکال لینا ضروری نہیں اور گڑھے سے نکال لیا جائے تو لازمی نہیں کہ اس کے کنارہ سے بھی ہٹالیا جائے، البتہ خطرہ کے کنارہ سے ہٹالینے کا لازمی نتیجہ خطرہ ہی سے بچالینا ہے، خواہ وہ خفیف ہو یا شدید۔

اس طرح ضمیر کا مرجع شفا زیادہ بلیغ اور زیادہ معنی خیز ہے۔

- "مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيْحٍ فِيْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ الخ" (۱۱۷)۔

"يُنْفِقُوْنَ" = يُنْفِقُوْنَ الكافرون، فيها = في الرِّيْحِ۔

"رِیح عربی میں مونث سماعی ہے۔

"ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ" = ظَلَمَ الْقَوْمُ اَنْفُسَهُمْ، "مَاظَلَمَهُمْ" = مَاظَلَمَ اللّٰهُ قَوْماً۔

توضیح:

یہ کافر جو کچھ اس دنیوی زندگی میں خرچ کرتے ہیں اس خرچ کی مثال تو ایسی ہے جیسی کہ ایک ہوا ہے جس میں سخت سردی (پالا) اور وہ ہوا ایسے لوگوں کی کھیتی کو لگ جائے جنہوں نے اپنے آپ پر ظلم کیا ہے، پھر وہ ہوا اس قوم کی کھیتی کو برباد کردے تو اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا وہ خود اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں۔

یادداشت:

لفظ ریح بطور مؤنث سماعی درج ذیل سورتوں میں بھی آیا ہے:
انفال ر ۴۶، یونس ر ۲۲، انبیاء ر ۸۱، حج ر ۳۱، سباء ر ۱۲، ص ر ۳۶، احقاف ر ۲۴، حاقہ ر ۶۔
باعتبار لفظ ایک بار مذکر سورۂ روم میں ہے:
"وَلَئِنْ اَرْسَلْنَا رِيْحًا فَرَاَوْهُ مُصْفَرًا" (۵۱)۔
فعل کی تانیث کے باوجود تذکیر کے لحاظ سے صفت بھی مذکر
سورۂ یونس میں ہے: "جَآءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ"۔
اور تانیث کے لحاظ سے صفت بھی مؤنث سورۂ انبیاء میں ہے:
"وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ عَاصِفَةً" اور "وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا"
بھی اسی قبیل سے ہے۔

- "اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ، بَلٰۤى اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ، وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ، وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ" (۱۲۴-۱۲۶)۔

توضیح:

وہ وقت یاد کیجئے جب آپ مومنوں سے کہہ رہے تھے کیا یہ تمہارے لئے کافی نہیں ہے کہ تمہارا پروردگار تمہاری مدد تین ہزار اتارے ہوئے فرشتوں سے کرے، کیوں نہیں، بشرطیکہ تم نے صبر و تقوی قائم رکھا، اگر وہ دشمن تم پر فوراً آپڑیں گے تو تمہارے

پروردگار تمہاری مدد پانچ ہزار نشان کئے ہوئے فرشتوں سے کرے گا۔

الف۔ "جَعَلَهُ" = جَعَلَ المدد، يُمْدِدْكُمْ. سے ماخوذ ہے۔

"بِہ" بالمدد۔ اللہ نے مدد کو کچھ اور نہیں بنایا بلکہ اس مدد کو خوش خبری بنایا یعنی:

یہ مدد اللہ نے اس لئے کی کہ تم خوش ہو جاؤ اور اس مدد سے تمہیں دل جمعی حاصل ہو جائے ورنہ نصرت تو بس زبردست اور حکمت والے اللہ کی طرف سے ہے۔

ب۔ "جَعَلَهُ" جَعَلَ الإمداد: مدد دینا، "بہ" = بالإمداد. مصدر یہ بھی "يُمْدِدْكُمْ" سے ماخوذ ہے، اور اس میں اب آئندہ بھی دینے کا مفہوم ہے۔

......اور یہ امداد دینا اللہ نے اس لئے ہی منظور کیا کہ تم اس مدد ملنے سے خوش ہو جاؤ اور تمہیں اس مدد ملنے سے دل جمعی حاصل ہو جائے اور نصرت یاوری تو زبردست الخ۔

ج۔ "جَعَلَهُ" = جَعَلَ العدد خَمْسَةَ الافِ. سے ماخوذ ہے۔

مطلب یہ کہ نبی نے تو اللہ کی طرف سے تین ہزار فرشتوں کی تعداد کو امداد کے لئے کافی خیال کیا تھا، ہم از راہِ شفقت اس پر مزید دو ہزار کا اضافہ کئے دیتے ہیں اور یہ تعداد اس لئے کہ تم اس سے خوش ہو جاؤ اور اس تعداد کثیر سے تمہاری دل جمعی ہو جائے۔

د۔ "جَعَلَهُ" = جَعَلَ الإنزال، اس کے پہلے کی آیت کے لفظ "مُنْزَلِينَ" سے ماخوذ نشان زدہ فرشتوں کا برائے امداد اترنا اس لئے ہے کہ تم ان کے نزول سے خوش ہو جاؤ اور ان کے اترنے سے تمہیں خاطر جمعی حاصل ہو۔

ضمیر کی تلاش میں زیر غور آیت کو چھوڑ کر اس سے پہلے والی آیت کی طرف جانا غیر ضروری ہے۔

ہ۔ "جَعَلَهُ" = جَعَلَ النصر، النصر. سے ماخوذ ہے۔

یہ یاوری اس لئے کہ تم اس سے خوش ہو جاؤ اور اس یاوری سے تمہاری دل جمعی ہو جائے۔

و۔ "جَعَلَهُ" = جَعَلَ التَسْوِيم، علامت، نشانی، قریب ترین اسم سے، ماخوذ مصدر

"بہ"، بالتسویم، عام فرشتوں اور کسی دوسری مخلوق کے ذریعہ نہیں بلکہ فرشتوں کی علامت کے ذریعہ۔

اس لئے کہ تم اس علامت سے خوش ہو جاؤ اور تمہیں اس علامت سے دل جمعی حاصل ہو الخ۔

یہ تخریج بعید از صواب معلوم ہوتی ہے۔

ز۔ "جَعَلَهُ"= جعل الوعد، یہ "إِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا یَاْتُوْکُمْ" سے ماخوذ تفسیری توجیہ ہے، زیر غور کلام میں "وع د" کا کوئی باب یا صیغہ مذکور نہیں ہے سمجھانے کے لئے یہ تاویل اختیار کرنے میں غلطی کا احتمال ہے۔

- "وَلَقَدْ كُنتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ" (۱۴۳)۔

الف۔ "تَلْقَوْهُ"= تَلْقَوْا الْمَوْتَ "رَاَيْتُمُوْهُ"= رَاَيْتُمُوْا الموت۔

توضیح:

اور تم موت کی تمنا کر رہے تھے قبل اس کے کہ موت سے ملو سو اس کو (موت کو) تم نے کھلی آنکھ سے دیکھ لیا۔

ب۔ "تَلْقَوْهُ"= تَلْقَوْا العدو، رَاَيْتُمُوْهُ= رَاَيْتُمُوْا العدوَ،

اور تم تو موت کی آرزو کر رہے تھے قبل اس کے کہ دشمن کے سامنے آؤ سو اس کو (دشمن کو) تم نے اب اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔

یہ توجیہ تفسیری ہے، اس میں جنگ احد سے کچھ ہی پہلے کے واقعات سے مدد لی گئی ہے۔

- "إِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ، وَإِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَالَّذِیْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ بَعْدِهٖ" (۱۶۰)۔

الف۔"مِنْ بَعْدِہٖ"= مِنْ بَعْدِ اللّٰہِ،

توضیح:

اگر اللہ تمہارا ساتھ دے تو کوئی تم پر غالب نہیں ہو سکتا اور اگر اللہ تمہارا ساتھ چھوڑ دے تو کوئی ایسا ہے جو اللہ کے بعد تمہارا ساتھ دے؟ کوئی نہیں۔

ب۔"مِنْ بَعْدِہٖ"= مِنْ بَعْدِ الخذلانِ،

اگر اللہ تمہاری یاری ترک کر دے تو اس ترک و طرد کے بعد کون ایسا ہے جو تمہارا ساتھ دے؟ کوئی نہیں۔

- "اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا"(١٦٥)۔

"مِثْلَيْهَا"= مِثْلَى مُصِيْبَةٍ أصبتم، "مصيبة" نكره موصوفه۔

کیا جس وقت تم پر مصیبت آپڑی، حالانکہ تم اپنے دشمن کو اس سے دو چند مصیبت پہنچا چکے تھے تو تم بول اٹھے، یہ حادثہ کہاں سے آیا تو آپ کہہ دیجئے وہ تمہارے ہی طرف سے رونما ہوا۔

- "اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيْمَانًا" (١٧٣)۔

"لَهُمْ" لِلْمومنين فَاخْشَوْهم، فَاخشَوْا إجماع الناس واستعادهم الحرب زادهم إِيْمَانًا، زَاد المومنين القول إِيمانا۔

توضیح:

مومن ایسے لوگ ہیں کہ ان سے کہنے والوں نے کہا کہ لوگوں نے تمہارے خلاف فوج اور سامان حرب اکٹھا کر لیا ہے (اور تم ان سے مقابلہ کی سکت نہیں رکھتے) ان سے ڈرو لیکن لوگوں کے اس قول نے مومنوں کی قوت ایمانی اور بڑھادی۔

• "إِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهُ، فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ الخ" (۱۷۵)۔

"اَوْلِيَاءُ هُ" = اَوْلياء الشَّيْطٰنِ۔

الف۔ "لَاتَخَافُوْهُمْ" = لَاتَخَافُوْا أولياء الشَّيْطٰنِ اقرب مذکور۔

یہ تو شیطان ہی ہے جو تمہیں اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے سو تم شیطان کے دوستوں سے مت ڈرو مجھ ہی سے ڈرو۔

ب۔ "تَخَافُوْهُمْ" = تَخَافُوْا الشيطِيْنَ، یہاں شیطان بطور اسم جنس استعمال ہوا ہو تو: مطلب یہ ہوا کہ شیطانوں سے مت ڈرو یہ شیطان اپنے اپنے دوستوں سے انسانوں کو ڈراتے ہیں۔

ڈرانے کا اصل محرک شیاطین ہیں نہ کہ ان کے دوست۔

یہ تو شیطان ہی ہیں جو تمہیں اپنے دوستوں سے ڈراتے ہیں سو تم ان شیطانوں سے مت ڈرو الخ۔

ج۔ "تخافون" تخافوا الناس،

آیت رقم "۱۷۳" میں ہے: "قَالَ لهم الناس إن الناس قد جمعوا لكم فاخشوهم الخ"۔

بعض لوگوں نے مومنوں سے کہا تمہارے خلاف لوگوں نے فوج اور سامان حرب اکٹھا کر لیا ہے ان لوگوں سے ڈرو مگر مومنوں کے ایمان تو ایسی باتوں سے پختہ ہو گئے۔

• "وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ" (۱۸۰)۔

"هُوَ" البخل اسم غیر مذکور لیکن فعل "يَبْخَلُوْنَ" سے صاف ظاہر ہے۔

جن لوگوں کو اللہ نے اپنے فضل سے نوازا ہے، اور پھر وہ بخل سے کام لیتے ہیں وہ اس خیال میں نہ رہیں کہ یہ بخل ان کے لئے اچھا ہے، نہیں یہ بخل ان کے حق میں نہایت بُرا ہے۔

۴- نسآء

- "یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّنِسَآءً، وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَ لُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ"(۱)۔

الف۔"منها"= مِنَ النَّفْسِ زوْجَهَا. "زَوْجَهَا"= زوْجَ النفس وَزوْجَهَا من تلكَ النفس وزَوْجَهَا بِهٖ= باللّٰهِ۔

مِن برائے ابتدائے غایت۔

توضیح:

لوگوں اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک نفس سے پیدا کیا اور اسی نفس سے اس کا جوڑا پیدا کیا، پھر اس نفس اور اس کے جوڑے سے دنیا میں بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیئے، اور خدا سے جس کے نام کو تم اپنی حاجت بر آری کا ذریعہ بناتے ہو ڈرو اور قطع رحم مت کرو کہ آفرینش میں ایک ہی جوہر سے ہو۔

- "وَاٰتُوا الْیَتٰمٰۤى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِیْثَ بِالطَّیِّبِ، وَلَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَهُمْ اِلٰۤى اَمْوَالِكُمْ، اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِیْرًا"(۲)۔

الف۔"اِنَّهٗ"= إن الأكل۔

توضیح:

یتیموں کے مال ان کو واپس دیدو اچھے مال کو برے مال سے مت بدلو اور ان کے مال اپنے مال کے ساتھ ملا کر نہ کھاؤ ایسا کھانا بہت بڑا گناہ ہے۔

ب۔"إِنَّهُ" إن التبدل.

......اچھے مال کو برے مال سے نہ بدلو اور ان کے مال اپنے......ایسی تبدیلی بہت بڑا گناہ ہے۔

ج۔"إِنَّهُ"= عليها على تأويل الضمير بمنزلة الإشارة كأنه قيل: إن ذالك......ایسا کھانا اور ایسی تبدیلی بہت بڑا گناہ ہے۔

- "وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً، فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓئًا مَّرِيْٓئًا"(۴)۔

الف۔"مِنْهُ"= من الصداق. "كُلُوْهُ"= كُلُوْا ذالك الشيء من الصداق "مِنْ"بعضیہ۔

توضیح:

عورتوں کے مہر خوش دلی کے ساتھ ادا کرو، البتہ اگر وہ خود اپنی خوشی سے مہر کا کچھ حصہ تمہیں دیدیں تو تم مہر کا یہ حصہ مزے سے کھا سکتے ہو۔

ب۔"مِنْهُ"= من المال، كُلُوْا من مال الصداق صداق سے ماخوذ ہے۔

ج۔منه و كُلُوْه= من الإيتاء، اتو. سے ماخوذ ہے۔

......اگر وہ خود اپنی مرضی سے اپنے مہر کا کچھ حصہ تمہیں دے دیں تو تم یہ دین مزے سے کھاؤ۔

آخر الذکر توجیہ بتاویل بعید ہی درست ہو سکتی ہے۔

● "وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا"(۸)۔

"منه"= من المقسوم، اس آیت کے لفظ قسمت سے ظاہر ہے۔

توضیح:

اور جب ترکہ کی تقسیم کے وقت کنبہ کے لوگ یتیم اور مسکین آئیں تو اس متروکہ میں سے ان کو بھی کچھ دو اور ان کے ساتھ بھلے مانسوں کی سی بات کرو۔

● "وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ، إِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا، وَسَآءَ سَبِيْلًا"(۲۲)۔

الف۔"إِنَّهٗ"= إن النكاح= نكاح الأبناء نساء اٰباءِ هِمْ۔

توضیح:

اور جن عورتوں سے تمہارے باپ نکاح کر چکے ہوں ان سے ہر گز نکاح نہ کرو، مگر پہلے جو ہو چکا سو ہو چکا، ایسا نکاح ایک سخت بے حیائی کا فعل ہے، نہایت ناپسندیدہ اور بُرا چلن ہے۔

ب۔"مَاقَدْ سَلَفَ" سے بعضوں نے یہ سمجھا کہ اس سے زنا مراد ہے، اور ضمیر متصل کا مرجع اسی کو قرار دیا ہے۔

مطلب یہ کہ إِنَّهٗ كان: ان مَا قَدْ سَلَفَ مِنَ الزّنا۔

كان الزنا لايزال فاحشةً في الماضي وَالْمُسْتَقْبل۔

نکاح مقت، تو اب قطعی ممنوع ہو گیا، رہا زنا سو وہ ہمیشہ ہی سے بُرا تھا، وہ تو قابل گرفت و قابل سزا رہے گا ہی۔

ملحوظہ:

اس کی بعد والی آیت میں بھی "إلاَّ مَاقَدْ سَلَفَ" کا مطلب یہ ہے کہ: جو جو رشتے اب حرام کر دیئے گئے ہیں ایسے رشتے اگر سابق میں ہوئے ہوں تو ان پر اب کوئی سزا نہیں ہوگی، مگر ایسے رشتے اب باقی نہیں رہیں گے۔

- **"وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا، إِنْ يُّرِيْدَآ إِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا، إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا"(۳۵)۔**

الف۔"إِنْ يُّرِيْدَا"= إن يريدا الحكمان بينهما= بَيْنَ الزَّوْجَيْنِ۔

توضیح:

اور اگر تم لوگوں کو کہیں میاں بیوی کے تعلقات بگڑنے کا اندیشہ ہو تو ایک حکم قرابت داروں میں سے اور ایک عورت کے قرابت داروں میں سے مقرر کرو وہ دونوں حکم اصلاح کرنا چاہیں گے تو اللہ میاں اور بیوی کے درمیان موافقت پیدا کر دے گا اور اللہ سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے۔

ب۔"يُرِيْدَا"= يريد الحكمان، "بَيْنَهُمَا" بَيْنَ الْحَكَمِيْنِ۔

اور اگر...... وہ دونوں حکم اصلاح کرنا چاہیں گے تو اللہ ان دونوں حکموں میں موافقت پیدا کر دے گا اور صلح صفائی ہو جائے گی الخ۔

گویا یہ جملہ محذوف ہے یعنی حکمین کے اتفاق سے زوجین میں اتفاق ہو گا۔

ج۔"يُرِيْدَا"= يُرِيْدَ الزَوْجان "بينهما" بين الحكمين۔

...... مقرر کرو، میاں اور بیوی دونوں صلح صفائی چاہیں گے تو اللہ میاں بیوی میں موافقت پیدا کر دے گا۔

● "مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ......" (۴۶)۔

"مَوَاضِعِهٖ" = مواضع الكلام۔

کلم کا واحد کلمہ، باعتبار جمع ضمیر مضاف الیہ مؤنث ہونی چاہئے تھی مگر یہاں کلم سے کلام مراد ہے، خواہ وہ توراۃ وانجیل کا ہو یا قرآن کا۔

ضمیر واحد غائب مجرور کی تذکیر اسی وجہ سے ہے۔

اور یہ جو یہودی بن گئے ہیں ان میں کچھ ایسے ہیں کہ کلام کو اپنے محل ومقام سے پھیرتے اور اس میں ردوبدل کردیتے ہیں۔

● "يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰۤى اَدْبَارِهَاۤ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّاۤ اَصْحٰبَ السَّبْتِ، وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا" (۴۷)۔

الف۔ "نَلْعَنَهُمْ" نَلْعَنَ الوجوہ۔

اے لوگو! جنہیں کتاب دی گئی تھی مان لو اس کتاب کو جو ہم نے اب نازل کیا ہے، جو اس کتاب کی تصدیق وتائید کرتی ہے جو تمہارے پاس پہلے سے موجود تھی، اس پر ایمان لے آؤ قبل اس کے کہ ہم چہرے بگاڑ کر انہیں پیچھے پھیر دیں یا ان چہروں کو اس طرح لعنت زدہ کردیں جس طرح سبت والوں کے ساتھ ہم نے کیا تھا اور یاد رکھو اللہ کا حکم نافذ ہوکر رہتا ہے (تفہیم)۔

ب۔ "نَلْعَنَهُمْ" نَلْعَنَ أصحاب الوجوہ بحذف مضاف۔

اے وہ لوگو!...... پھیر دیں یا ان اہل کتاب پر جو قرآن پر ایمان نہیں لائے اسی طرح لعنت زدہ کردیں الخ۔

ج۔ "نَلْعَنَهُمْ" = نعلن الذين أوتوا الكتاب۔

اے وہ لوگو!...... پھیر دیں یا ان اہل کتاب پر جو قرآن پر ایمان نہیں لائے اسی طرح لعنت زدہ الخ۔

● "اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ، وَكَفٰى بِهٖۤ اِثْمًا مُّبِيْنًا" (۵۰)۔

الف۔ "بِہٖ" = بالکتٰب ضمیر سے قریبی اسم۔

توضیح:

دیکھو تو سہی یہ اللہ پر بھی جھوٹے افترا گھڑنے سے نہیں چوکتے ان کے صریح گنہگار ہونے کے لئے جھوٹ کا یہی ایک گناہ کافی ہے۔

ب۔ "بِہٖ" = بالافتراء، بلحاظ معنی۔

دیکھو...... اور ان کے صریح گناہ گار ہونے کے لئے یہی افتراء کافی ہے۔

- "فَقَدْ اٰتَيْنَا اٰلَ إِبْرٰهِيمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا" (۵۴)۔

"اٰتَيْنٰهُمْ" = اتینا آل إبراهيم۔

- "فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ" (۵۵)۔

الف۔ "مِنْهُمْ" = مِنْ ال إبراهيم، "به" بإبراهيم "عَنْهُ" عن إبراهيم۔

ہم نے آل ابراہیم کو کتاب اور دانائی عنایت فرمائی تھی اور بڑا ملک بھی بخشا تھا، تو آل ابراہیم میں سے کوئی ابراہیمؑ پر ایمان لایا اور کسی نے اس سے روگردانی کی۔

ب۔ "مِنْهُمْ" = من ال إبراهيم "به" = بمحمد ﷺ "عنه" = عن محمد ﷺ، فحوائے کلام سے ظاہر ہے، اگرچہ اسم مذکور نہیں ہوا آل ابراہیم میں سے کوئی محمدؐ پر ایمان لایا اور کوئی اس سے (محمدؐ سے) روگردان ہوا الخ۔

- "اَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَا اُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ" (۶۰)۔

الف۔ "يَكْفُرُوْا بِهٖ" = يَكْفُرُوْا بِالطَّاغُوتِ۔

یہاں طاغوت مذکر اور زُمَر، (آیت ۱۷) میں مونث ہے۔

● ”وَالَّذِيْنَ اجْتَنِبُوْا الطَّاغُوتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْا إِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى فَبَشِّرْ عِبَاد“(۱۷)۔

اے نبی تم نے دیکھا نہیں ان لوگوں کو جو دعوی تو کرتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں اس کتاب پر جو تمہاری طرف نازل کی گئی ہے، اور ان کتابوں پر بھی جو تم سے پہلے نازل کی گئی تھیں مگر چاہتے یہ ہیں کہ اپنے معاملات کا فیصلہ کرانے کے لئے طاغوت کی طرف رجوع کریں، حالانکہ انہیں طاغوت سے کفر کرنے کا حکم دیا گیا تھا، شیطان انہیں بہکا کر راہِ راست سے بہت دور لے جانا چاہتا ہے (تفہیم)۔

ب۔ ”كَفَرُوْ بِهٖ“= كفروا بالتحاكم یعنی تحاكم إلى الطاغوت۔

...... طاغوت کی طرف رجوع کریں، حالانکہ انہیں طاغوت کی طرف فیصلہ کے لئے رجوع کرنے سے منع کیا گیا تھا الخ۔

نفس تحکیم سے انکار کرنے کا حکم نہیں دیا گیا، طاغوت کی تحکیم ممنوع قرار دی گئی تھی۔

● ”وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَا فَعَلُوْهُ إِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ“ الخ (٦٦)۔

الف۔ ”مَافَعَلُوْهُ“= مَافَعَلُوْا المكتوب= الحكم۔

توضیح:

اگر ہم نے انہیں حکم دیا ہوتا کہ آپ اپنے کو ہلاک کر دو یا یہ حکم دیا ہوتا کہ اپنے گھروں سے نکل جاؤ تو اکثر تو ایسے ہوتے جو اس حکم پر عمل نہیں کرتے ان میں سے صرف چند ہی ایسے نکلتے جو اس پر عمل پیرا ہوتے۔

ب۔ ”مَافَعَلُوْهُ“= مَافَعَلُوْا الإخْرَاج اُخْرُجُوْا سے ماخوذ مصدر، ضمیر سے قریبی مصدر۔

اگر ہم نے...... ان میں سے کم ہی آدمی اپنے آپ کو ہلاک کرنے پر عمل کرتے۔

- "وَإِنَّ مِنكُمْ لَمَن لَّيُبَطِّئَنَّ، فَإِنْ أَصَابَتْكُم مُّصِيبَةٌ قَالَ قَدْ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيَّ إِذْ لَمْ أَكُن مَّعَهُمْ شَهِيدًا، وَلَئِنْ أَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللَّهِ لَيَقُولَنَّ كَأَن لَّمْ تَكُن بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ مَوَدَّةٌ يَا لَيْتَنِي كُنتُ مَعَهُمْ فَأَفُوزَ فَوْزًا عَظِيمًا"(۷۲،۷۳)۔

"قَالَ"= قَالَ الْمُبْطِئُ، كَأَنْ لَمْ تَكُنْ بَيْنَكُمْ وَبَينَهُ مودة اس کا کہنے والا عبارت میں مذکور نہیں ہے، فحوائے کلام سے ظاہر ہے کہ کہنے والا اللہ ہے۔

"بَيْنَهُ"= بَيْنَ القائل الْمُبْطِئ، مَعَهُمْ مَعَ المومنين۔

توضیح:

ہاں تم مومنوں میں سے کوئی آدمی ایسا بھی ہے جو لڑائی سے جی چراتا ہے اور اگر تم پر کوئی مصیبت آئے تو یہ جی چرانے والا مبطی کہتا ہے: اللہ نے مجھ پر بڑا فضل کیا کہ میں ان لوگوں کے ساتھ نہیں گیا۔

الف۔ اور اگر اللہ کی طرف سے تم مومنوں پر فضل ہو تو مبطی کہتا ہے اور اس طرح کہتا ہے گویا تم میں اور اس میں دوستی یاری کا کوئی تعلق تھا ہی نہیں، کاش میں بھی ان کے ساتھ ہوتا تو بڑا کام بن جاتا۔

ب۔ "بَيْنَهُ"= بَيْنَ الرَّسُوْل۔

اس لحاظ سے معنی غالباً اس طرح ہوں گے:

اور اگر اللہ کی طرف سے تم پر فضل ہو تو مبطی کہتا ہے، اور اس طرح کہتا ہے گویا تمہارے (جیسے مومنین مخلص) اور رسول کے درمیان یاری مددگاری کا کوئی تعلق نہیں تھا اور یہ (مومنین) جہاد میں رسول کا ساتھ نہیں دیں گے، اور میری طرح فتح یا شکست کے منتظر رہیں گے کہ اگر فتح ہو جائے تو ان کی طرح میرا بھی کام بن جائے اور غنیمت بآسانی

ہاتھ آجائے۔

ملحوظہ:

"منکم" سے ظاہر ہے کہ یہاں ذکر ان مسلموں کا ہے جن کا ایمان ابھی پختہ نہیں ہوا تھا، انہیں کو اللہ کی راہ میں جنگ کے لئے ابھارا جارہا ہے۔ وَالعلم عند الخبیر.

- اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ، لَیَجْمَعَنَّکُمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ لَارَیْبَ فِیْہِ، وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا"(۸۷)۔

الف۔"فِیْہِ"= فی الیوم۔

توضیح:

اللہ ہی الہ ہے کوئی اور الہ نہیں ہے، وہ تم سب کو اس قیامت کے دن اکٹھا کرے گا جس دن کے آنے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔

ب۔"فِیْہِ"= فی الجمع۔

اللہ ہی الہ ہے...... تم سب کو قیامت کے دن جمع کرلے گا جمع ہونے میں شبہ نہیں۔

ملحوظہ:

زیر غور آیت کا آل عمران کی نویں اور پچیسویں آیت دوسرا اور چوتھا فقرہ سے مقارنہ مفید رہے گا۔

- وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُہٗ جَھَنَّمُ خَالِدًا فِیْھَا وَغَضِبَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَلَعَنَہٗ وَاَعَدَّلَہٗ عَذَابًا عَظِیْمًا(۹۳)۔

"فِیْھَا"= فی جھنم۔

توضیح:

اور جو شخص ایک مومن کو قصداً مار ڈالے گا تو اس کا بدلہ دوزخ ہے وہ مار ڈالنے والا ہمیشہ دوزخ میں رہے گا الخ۔

عربی میں "جَهَنَّمُ" مؤنث سماعی ہے، اس لئے اس کی ضمیریں بھی مؤنث آئی ہیں ضمیر مستتر کی مثالیں:

- فَأُولٰئِكَ مَأْوٰهُمْ جَهَنَّمُ، وَسَآءَ تْ مَصِيْرًا (۹۷)۔

تقدیر: ساء ت جهنم و مصيراً.

اسی طرح اسی سورۃ کی آیت ۱۱۵/اور فتح/۶، ق/۳۰ اور سورۂ اسراء/۹۷، جنت اور ضمیر متصل ومجرور اور اسم کی خبروں کو لانا وصف کے لئے دیکھئے:

بقرہ/ ۹۳، ۱۲۱، ۱۶۹۔ توبہ/ ۴۹۔ حجر/ ۴۳، ۴۴۔ نحل/ ۲۹۔ اسراء/ ۱۸۔ مریم/ ۶۸، ۷۰، ۷۱، ۷۲۔ طہ/ ۷۴۔ انبیاء/ ۹۸۔ فرقان/ ۶۵، ۶۶۔ عنکبوت/ ۵۴۔ یٰسین/ ۶۳۔ ص/ ۵۶۔ رحمان/ ۴۳۔ نباء/ ۲۱۔

- "وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَأً، وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ إِلٰى اَهْلِهٖ إِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا فَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ، وَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ إِلٰى اَهْلِهٖ و تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ، فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ، تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ، وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا"(۹۲)۔

"اَنْ يَّصَّدَّقُوْا" = أن يصدقوا أهل المقتول، وَ إن كان المقتول من قومٍ عدو لكم، وإن كان المقتول من قومٍ بينكم وبينهم أهله، أهل المقتول من لم

يجد (رقبةً مُؤْمِنَةً)۔

توضیح:

کسی مومن کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ دوسرے مومن کو مار ڈالے اگر ایسا قتل نادانستگی یا بھول چوک سے ہو جائے تو جو مومن کسی مومن کو غلطی سے قتل کردے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ قاتل ایک مومن کو غلامی سے آزاد کردے اور مقتول کے وارثوں کو خون بہا بھی پورا پورا ادا کردے اگر مقتول کے وارث خون بہا معاف کردیں تو وہ ایسا کر سکتے ہیں یہ ان کے لئے بہتر ہے لیکن:

اگر وہ مقتول مومن کسی ایسے گروہ سے ہو جس سے تمہاری دشمنی ہو تو ایسے قتل کا کفارہ ایک مومن غلام آزاد کرنا ہے، اور اگر مقتول کسی ایسی قوم کا شخص تھا جس سے تمہارا معاہدہ ہو تو مقتول کے وارثوں کو پورا خون بہا دیا جائے گا، اور ایک مومن غلام کو آزاد کرنا ہوگا۔

اور اگر کوئی مومن قاتل خون بہا دے سکتا ہے اور نہ مومن غلام آزاد کرنے کی استطاعت رکھتا ہے تو اس کو مسلسل دو مہینے روزے رکھنے ہوں گے، یہ اس گناہ پر اللہ سے توبہ کرنے کا طریقہ ہے اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

انتباہ:

آخری صورت کی ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ خون بہا کی استطاعت رکھتا ہے، لیکن مومن غلام آزاد نہیں کر سکتا یا اس کے برعکس سو اس کی تفصیل کے لئے فقہی مطولات سے رجوع کیا جا سکتا ہے، ضمیروں کی وضاحت سے اس کا تعلق نہیں ہے۔

- وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ، اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا، اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُبِيْنًا، وَإِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ

فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ، فَإِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ، وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً، وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ، وَ خُذُوْا حِذْرَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا(۱۰۱،۱۰۲)۔

توضیح:

اے مومنو جب تم لوگ سفر کے لئے نکلو تو کوئی مضائقہ نہیں اگر نماز میں اختصار کرو خصوصاً جب کہ تمہیں اندیشہ ہو کہ کافر تمہیں ستائیں گے، کیونکہ وہ کھلم کھلا تمہاری دشمنی پر اترے ہوئے ہیں۔

اے نبی جب تم جنگ کرتے وقت سپاہیوں کے درمیان ہو اور حالت جنگ میں انہیں نماز پڑھانے کھڑے ہو تو چاہئے کہ جملہ سپاہیوں میں سے ایک گروہ تمہارے ساتھ کھڑا ہو اور وہ ہتھیار لئے رہے، پھر جب وہ سجدہ کرے تو پیچھے چلا جائے اور دوسرا گروہ جس نے ابھی نماز نہیں پڑھی آگے آکر تمہارے ساتھ پڑھے اور وہ بھی اپنے ہتھیار لئے چوکنا رہے، کیونکہ کفار اس تاک میں ہیں کہ تم اپنے ہتھیاروں اور اپنے سامان کی طرف سے ذرا غافل ہو تو تم پر یکبارگی ٹوٹ پڑیں، اگر تم بارش کی وجہ سے تکلیف محسوس کرو یا بیمار ہو تو ہتھیار علاحدہ کر دینے میں کوئی مضائقہ نہیں، مگر پھر بھی چوکنے رہو، یقین رکھو کہ اللہ نے کافروں کے لئے رسوا کن عذاب مہیا کر رکھا ہے۔

"وَإِذَا كُنتَ فِيهِمْ الخ"۔

الف۔"فِيهِمْ"= في المومنينَ المقاتلين، "مِنْهُمْ"= من المقاتلينَ۔

الخائفين بالعدو، سب سپائی دشمن کے مقابلہ پر ہیں اور ہر آن دشمن کا حملہ متوقع ہے"يَأخُذُوْا أسلحتهم"= يأخذوا المقاتلون أسلحتهم، "اَلَّذِيْنَ يُصَلُّوْنَ مَعَكَ فإذا سجدُوْا"= سجد المصلون "فَلْيَكُوْنُوْنَ"= فَلْيَكُنْ المصلون من ورائكم۔

ب۔"فيهم"= في الضاربين في الأرض= مسافر۔

اس صورت میں پوری آیت کا تعلق حالت سفر سے ہوگا، حالت جنگ ضروری نہیں، گو عادتاً یہی ہوتا ہے کہ جنگ قیام گاہ سے دور نکل کر کی جاتی ہے، قطعہ یا ایسے ہی کسی طرح کے محفوظ مقام کے سپاہی، خواہ سفر نہ کریں، مگر حالت جنگ کی وجہ سے دشمن کے حملہ کے اندیشہ سے وہ کسی وقت خالی نہیں رہ سکتے۔

انتباہ:

رسول اللہ ﷺ نے مختلف جنگی حالات میں صلوٰۃ خوف مختلف طریقوں سے پڑھائی ہے، تفصیل فقہی کتابوں کے باب "صلوۃ الخوف" میں ملے گی۔

- وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْئَةً اَوْ إِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهِ بَرِيْئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّ إِثْمًا مُّبِيْنًا(۱۱۲)۔

الف۔"بِهِ"= بِالإِثْمِ۔

توضیح:

پھر جس نے کوئی خطا یا گناہ کر کے اس گناہ کا الزام کسی بے گناہ پر تھوپ دیا اس نے تو ایک دروغ بیانی اور صریح گناہ کا بار سمیٹ لیا۔

ب۔"بِہٖ"= المکسوب۔
پھر جس نے کوئی خطایا گناہ کیا اور اپنے ایسے کئے ہوئے کام کو کسی بے گناہ کے سر تھوپ دیا تو اس نے الخ۔

ج۔"بِہٖ"= بالکتب۔
پھر جس نے کوئی......اس فعل کو کسی الخ۔

د۔"بِہٖ"= أحد المذکورین، خطایا، اسم۔
پھر جس نے کوئی خطا کیا ہو یا گناہ کیا ہو اور اس نے اپنی خطا یا اپنے گناہ کو کسی بے گناہ کے سر تھوپ دیا تو اس خطایا اس گناہ کا بار اپنے سر لے لیا یعنی دوہرا گناہ کیا۔

● "وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ......"(۱۱۳)۔

الف۔"مِنْهُمْ"= من الناس اسم مذکور نہیں۔
اے نبی! اگر تم پر اللہ کا فضل نہ ہوتا اور اس کی رحمت تمہارے شامل حال نہ ہوتی تو لوگوں میں سے ایک گروہ نے تو تم کو غلط فہمی میں مبتلا کرنے کا فیصلہ کر ہی لیا تھا (تفہیم)۔

ب۔"مِنهم"= من المنافقین۔
اے نبی! اگر تم پر اللہ کا فضل نہ ہوتا...... تو منافقوں کے ایک گروہ نے الخ۔

● "وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ"(۱۲۹)۔

"تَذَرُوْهَا"= اَلْمُمَيَّلُ عَنْهَا: اَلْمُمَيَّلُ عَنِ الزَّوْجَةِ۔
مرجع لفظوں میں مذکور نہیں ہے، البتہ "لَا تَميلوا کلَّ المیل" سے ظاہر ہے۔

توضیح:

وہ بیوی جس کی طرف اس کے شوہر کی رغبت کم ہو یا بالکل نہ ہو اور وہ شوہر اس کو

طلاق بھی نہ دے اور بے توجہی کرتا رہے اور تم خواہ کتنا ہی چاہو اپنی ایک سے زائد بیویوں میں ہرگز عدل نہیں قائم کرسکو گے تو ایسا نہ کرنا کہ ایک ہی طرف ڈھل جاؤ اور اپنی بیویوں میں سے کسی کو ایسی حالت میں چھوڑ دو کہ وہ بیچ ادھر لٹک رہی ہو۔

- ــيَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ، اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا(۱۳۵)۔

الف۔"بِهِمَا "=یعنی الغنی و الفقیر= بالأغنیاء وَالفقراء۔

اورب برائے بدل۔

یہ اس صورت میں کہ اِن شرطیہ کا جواب محذوف ہو، محذوف ہوگا:

فَلْيَشْهَدَ عَلَيْهِ ولايراعی الغنی لغناه ولا الفقير لفقره.

"اللّٰه اَوْلٰى بِهِمَا"جواب شرط نہیں ہوگا چونکہ پہلے مالدار اور مفلس کا ذکر لفظوں میں آیا تھا،اس لئے ضمیر اُدھر پھیری گئی۔ مطلب یہ کہ:

توضیح:

اے ایمان والو انصاف پر قائم رہو اور خدا کے لئے سچی گواہی دو ایسی سچی گواہی دینے سے تمہارا یا تمہارے ماں باپ اور قرابت داروں کا نقصان ہی کیوں نہ ہو، اگر کوئی دولت مند ہے تو اس کی دولت مندی کا خیال کر کے، یا اگر کوئی مفلس ہے تو اس کی ناداری کا لحاظ کر کے اس کے خلاف گواہی دینے سے مت رکو، تونگروں اور ناداروں کی بجائے اللہ اس بات کا زیادہ سزاوار ہے کہ اس کا لحاظ رکھا جائے۔

ب۔بھما ب برائے بدل اور اللہ "أولیٰ بھما" جواب شرط ہو تو "بھما" یعنی

الغنی و فقر الفقیر۔

مطلب یہ کہ:

اے ایمان والو...... اگر ایک مال دار ہے اور دوسرا نادار تو ان دونوں کی بجائے اللہ اس بات کا سزاوار ہے کہ اس کا لحاظ رکھا جائے مال دار یا نادار کی موافقت یا مخالفت کا خیال کئے بغیر ٹھیک ٹھیک اور سچی گواہی سے مت رکو۔

ج۔ "بهما"=بالفریقین یعنی ہر دو فریق خواہ مالدار ہوں خواہ نادار یعنی...... فریقین معاملہ خواہ دونوں مالدار ہوں یا دونوں نادار تم کسی کا پاس و لحاظ کئے بغیر بے لاگ سچی شہادت دینے سے مت رکو، بہر حال ان دونوں کی بجائے اللہ اس بات کا زیادہ سزاوار ہے کہ اس کا خیال کیا جائے۔

- وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُبِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ، إِنَّكُمْ إِذًا مِّثْلُهُمْ، إِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا(١٤٠)۔

"مَعَهُمْ"= مع الكافرين و المُسْتَهزِيين۔

الف۔في حديث غيره: في حديث غير الكفر و الاستهزاء۔

اے مومنو اللہ اس کتاب میں تم کو پہلے ہی حکم دے چکا ہے کہ جہاں تم سنو کہ اللہ کی آیتوں کا انکار کیا جا رہا ہے اور ان آیتوں کی ہنسی اڑائی جا رہی ہے تو تم ان کافروں اور ہنسی اڑانے والوں کے ساتھ مت بیٹھو، جب تک یہ لوگ کفر و استہزا کی بات چھوڑ کر کسی اور دوسری بات میں نہ لگ جائیں، ورنہ تم بھی انہیں میں شمار کئے جاؤ گے، یقیناً اللہ تعالیٰ منافقوں اور کافروں کو ایک ساتھ جہنم میں داخل کرے گا۔

ب۔"في حديث غيره"= في حديثٍ غير الاستهزاء قریب ترین فعل سے ظاہر ہے۔

اے مومنواللہ...... یہ لوگ ہنسی و مسخری چھوڑ کر کسی اور بات میں نہ لگ جائیں۔
ج۔فِی حَدِیْث غیرہ= فی حدیث غیر الکفر۔
اے مومنواللہ...... یہ لوگ کافرانہ بکواس چھوڑ کر اور دوسری بات میں نہ لگ جائیں۔

- –اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا(۱۴۹)۔

الف۔"تُخْفُوْهُ"= تخفو الخیر۔
اگر تم بھلائی کو ظاہر کروگے یا بھلائی چھپا کر کروگے یا برائی سے درگزر کروگے تو خدا بھی معاف کرنے والااور صاحب قدرت ہے۔
ب۔"تُخْفُوْهُ"= تخفوا السوء۔
اس سے پہلے کی آیت:"لایحب اللّٰہ الجھر بالسوء من القول إلا من ظلم" دونوں آیتوں کوملانے سے تقدیر کلام کچھ اس طرح ہوگی:
انّه تعالى أباح الجهر بالسوء لمن كان مظلوماً، قال له: إن تبدوا خيراً بدلاً من السوء أو تخفوا السوء أو تعفوا عن سوءٍ فالعفو أولىٰ۔
اگر تم کسی برائی کی بجائے بھلائی ظاہر کروگے یا برائی کو جو ظالم نے مظلوم پر کی اس کو مخفی رکھوگے اور اس برائی سے درگزر کروگے تو یہ بہتر ہوگا اور اللہ بھی معاف کرنے والا صاحب قدرت ہے۔

- "وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مَالَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا(۱۵۷)۔

"قَوْلِهِمْ"= قول الیهود، فیه، فی القتل= فی قتل عیسیٰ۔
الف۔"مَاقَتَلُوْهُ"= مَاقَتَلُوْا عیسیٰ۔

یہ آیت اس سے پہلے کی آیت "وَیکفرھم" پر معطوف ہے اور یہ جار مجرور متعلق ہے محذوف سے، تقدیر کلام یوں معلوم ہوتی ہے:

ویقول الیھود إنا قتلنا المسیح، ففعلنا بھم مافعلنا، لعناھم وجعلنا قلوبھم قاسیة۔

توضیح:

یہود کو ان کے کفران نعمت اور مریم پر بہتان باندھنے اور ڈھٹائی سے یہاںتک کہہ دینے کی وجہ سے کہ ہمیں نے مسیح ابن مریمؑ اللہ کے رسول کو قتل کر دیا ہے ہم نے (اللہ نے) ان یہود کو اپنی رحمت سے دور پھینک دیا، ان کو ذلیل وخوار کیا اور ان کے دل سخت کر دیئے۔

ان یہودیوں نے عیسیٰؑ ابن مریم کو قتل کیا اور نہ ان کو صلیب پر چڑھایا بلکہ قتل کی بات یہودیوں کے لئے مشتبہ ہو گئی اور جن لوگوں نے عیسیٰؑ ابن مریم کے بارے میں اختلاف کیا وہ بھی شک میں پڑے ہوئے ہیں، ان کے پاس بھی عیسیٰؑ ابن مریم کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے، محض گمان کی پیروی ہے، یقیناً انہوں نے مسیح کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے مسیح کو اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ زبردست طاقت رکھنے والا اور حکیم ہے۔

ب۔ "مَاقَتَلُوْهُ"=مَاقَتَلُوْا الظَّنَّ۔

محاورۂ عرب میں قتل کے ایک معنی کسی بات کو قطعیت سے کہنے یا کرنے کے بھی آتے ہیں، معنی ہوں گے: ماصح ظَنَّهُمْ وَمَا تحققوه: یقیناً قتل عیسیٰؑ کے بارے میں یہود کا گمان محض گمان ہی ہے یقین سے وہ کوئی بات نہیں کہہ سکتے، اور اگر ظن کے معنی بالفرض علم لئے جائیں تو معنی یوں ہوں گے: لَمْ يَكُنْ علم الیھود بقتل المسیح علما أُحِيْطَ بِهِ إِنَّمَا كَانَ ظَنًّا۔

قتل عیسیٰؑ مسیح کے بارے میں یہودیوں کو کوئی بات یقینی طور پر معلوم نہیں ہو سکتی۔

ملحوظہ:

والظاهر قول الجمهور انّ الضمير يعود إلى عيسى يجعل الضمائر كلها كشيءٍ واحدٍ فلا تختلف والمعنى صحيح بليغ۔

"قَتَلُوْهُ" میں ضمیر منصوب منفصل واحد غائب مذکر کا مرجع عیسیٰؑ ہے معنی میں کوئی الجھن نہیں اور جیسا کہ پہلے بھی توجہ دلائی گئی ہے ایک ہی مکمل جملہ میں ضمیروں کے مراجع میں توافق عربی کلام کی خوبی ہے۔

- —وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ، وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا(۱۵۹)۔

الف۔ "يُؤْمِنَنَّ بِهٖ"= يُؤْمِنَنَّ أحد بعيسى "قبل موته" قبل موت أحدٍ، يكون= يكون عيسى عليه السلام عليهم على الناس۔

تقدیر: وَإنْ أهل الكتب أحد إلاّ يومن بعيسى قبل موته۔

اور اہل کتاب میں سے کوئی شخص ایسا نہیں ہوگا جو اپنی موت سے پہلے عیسیٰؑ پر ایمان نہ لائے اور قیامت کے روز عیسیٰؑ ایمان لانے والوں پر گواہ ہوں گے۔

ب۔ "يومِنَنَّ بِهٖ"= يومنن بعيسى "قبل موته"= قبل موت عيسى۔

اور اہل کتاب میں سے کوئی شخص ایسا نہیں ہوگا جو عیسیٰؑ کی موت سے پہلے عیسیٰؑ پر ایمان نہ لائے۔ الخ

یعنی مسیح کی طبعی موت جب کبھی اور جہاں کہیں بھی واقع ہوگی اس وقت وہ سارے اہل کتاب جو عیسیٰؑ کی رسالت کے منکر تھے اب آپ کی وفات کے وقت آپ پر ایمان لے آئیں گے۔

- —يٰاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا، فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ

فَسَيُدْخِلُهُمْ فِىْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا (۱۷۴،۱۷۵)۔

الف۔ "بِهٖ" = باللّٰه، "رَحْمَةٍ مِنْهُ" = رَحْمَةٍ مِنَ اللّٰهِ "إِلَيْهِ" = إلى اللّٰهِ۔

توضیح:

اے لوگو! تمہارے پاس یقیناً ایک دلیل تمہارے پروردگار کے پاس سے آچکی ہے، اور ہم تمہارے اوپر ایک کھلا ہوا نور اتار چکے، جو لوگ اللہ پر ایمان لائے اور اللہ کو مضبوط پکڑے رہے ان کو وہ اپنی رحمت اور فضل میں داخل کرے گا، اور انہیں اپنی طرف پہنچنے کا سیدھا راستہ دکھائے گا۔

ب۔ "بِهٖ" = نورٌ مبين یہ لفظ اس سے پہلی والی آیت میں موجود ہے۔

"إِلَيْهِ" = إلى الموعود۔

جو لوگ اللہ پر ایمان اور قرآن پر عمل کرتے رہے اللہ ان کو اپنی رحمت اور فضل میں داخل کرے گا، اور انہیں اپنی سیدھی راہ دکھائے گا کہ اس پر چلنے سے لوگ ان سب باتوں کے امیدوار ہوں گے جن کا اللہ نے اپنے لوگوں سے وعدہ کیا ہے۔

۵-مائدہ

- -يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ، وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ، فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ(۴)۔

"عَلَيْهِ"= علی الأکلِ۔

الف۔المصدر المفهوم من قوله "فَكُلُوْا" سے ظاہر ہے۔

توضیح:

ایمان والے تم سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لئے کون سی چیزیں حلال ہیں ان سے کہہ دو کہ تم کو سب پاکیزہ چیزیں حلال اور وہ شکار بھی حلال ہے جو تمہارے لئے ان شکاری جانوروں نے پکڑا ہے جن کو تم نے سدھار کھا ہے اور جس طریق سے خدا نے تمہیں شکار کرنا سکھایا ہے اس طریق سے تم نے ان کو سکھایا ہو تو جو شکار وہ تمہارے لئے پکڑ رکھیں اس کو کھایا کرو اور کھانے پر خدا کا نام لیا کرو۔

ب۔"عَلَيْهِ"= علی ما أسکن علیکم۔

......جو شکار تمہارے لئے پکڑ رکھیں اس کو کھاؤ اور پکڑے ہوئے شکار پر خدا کا نام لیا کرو۔

ج۔ "عَلَيْهِ" = على ما علمتم من الجوارح = عليه عند إرساله۔

.....اور شکاری جانوروں کو چھوڑتے وقت ان پر خدا کا نام لیا کرو۔

- "يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا، اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى" الخ (٨)۔

هو: العدل۔

صیغہ امر "إعدلوا" سے ظاہر ہے۔

توضیح:

اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کی خاطر راستی پر قائم رہنے والے اور انصاف کی گواہی دینے والے بنو، کسی گروہ کی دشمنی تم کو اتنا مشتعل نہ کر دے کہ انصاف سے پھر جاؤ، عدل کرو، عدل خدا ترسی سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے (تفہیم)۔

- "فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً، يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ" الخ [1] (١٣)۔

"مَوَاضِعِهٖ" = مواضع الكلام۔

دیکھئے: النساء (آیت رقم/٤٦) فقرہ (٧)۔

- "يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ" (١٦)۔

"يَهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ" = يهدى بكتٰب مُبين = يهدى بالكتٰب = بالقرآن۔

"رِضْوَانَهٗ" = رضوان الله "بِاِذْنِهٖ" = بِإذْنِ اللّٰهِ۔

(١) ترجمہ: سو ان کے عہد توڑنے پر ہم نے ان پر لعنت کی اور کر دیا ہم نے ان کے دلوں کو سخت، پھیرتے ہیں، کلام کو اس کے ٹھکانے سے۔ (ترجمہ شیخ الہند صفحہ ١٤٤)۔

توضیح:

اے اہلِ کتاب ہمارا رسول تمہارے پاس آ گیا ہے جو کتاب الٰہی کی بہت سی باتوں کو تمہارے سامنے کھول رہا ہے جن پر تم پردہ ڈالا کرتے تھے اور بہت سی باتوں سے درگذر بھی کر جاتا ہے، تمہارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی آ گئی ہے اور ایک حق نما کتاب اس حق نما کتاب کے ذریعہ اللہ ان لوگوں کو جو ان کی رضا کے طالب ہیں سلامتی کے طریقے بتاتا ہے اور اپنے اذن سے ان کو اندھیروں سے نکال کر اجالے کی طرف لاتا ہے اور راہ راست کی طرف ان کی راہ نمائی کرتا ہے۔

انتباہ:

ضمیر مجرور متصل واحد غائب مذکر "یَهْدِیْ بِهٖ" کی تخریج رسول سے بھی ہو سکتی ہے، اس رسول کے ذریعہ اللہ ان لوگوں کو جو اللہ کی رضا کے طالب ہیں الخ۔

- فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا یَّبْحَثُ فِی الْاَرْضِ لِیُرِیَهٗ كَیْفَ یُوَارِیْ سَوْءَةَ اَخِیْهِ، قَالَ یٰوَیْلَتٰۤی اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِیَ سَوْءَةَ اَخِیْ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِیْنَ (۳۱)۔

الف۔ "لِیُرِیَهٗ" = لِیُرِیَ اللّٰهُ قَابِیْلَ۔

توضیح:

اللہ نے ایک کوا بھیجا جو زمین کھودنے لگا...... تاکہ قابیل کو بتائے کہ وہ کوے اپنے بھائی کی لاش کس طرح چھپائے، یہ دیکھ کر قابیل بولا، افسوس مجھ پر میں اس کوے جیسا بھی نہ ہو سکا کہ میں اپنے بھائی کی لاش چھپانے کی تدبیر کر سکتا۔

ب۔ "لِیُرِیَهٗ" = لیری الغراب قابیل۔

غراب قابیل کے علم کاذریعہ بنا،اس لئے مجازاً اس کی طرف فعل کی نسبت بالکل درست ہے، ضمیر کے مرجع سے اس اسم کا قریب ترین ہونا بھی اس معنی کی تائید کرتا ہے، مطلب یہ کہ پھر اللہ نے ایک کوا بھیجا جو زمین کھودنے لگا کہ یہ کوا قابیل کو بتائے الخ۔

ملحوظہ:

"اَخِیْهِ"= أخي الغراب،تقدير: ليرى قابيل كيف يوارى الغراب سوءة أخيه الغراب الميت۔

تشریح:

اللہ نے ایک کوا بھیجا جو زمین کریدنے لگا،اس لئے بھیجا کہ اللہ قابیل کو یہ بتائے کہ جس طرح کوا اپنے بھائی کی لاش کو چھپاتا ہے قابیل بھی اپنے بھائی کی لاش چھپائے۔

یہ تشریح اقرب از صواب تو شاید نہیں ہے تاہم قابل غور معلوم ہوتی ہے۔

- "اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَافِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لِیَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ مَاتُقُبِّلَ مِنْهُمْ، وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ"(۳۶)۔

"بِهٖ"= مَا فِی الْاَرْضِ۔

مفہوم کے لحاظ سے ضمیر تثنیہ ہوگی،اس لئے کہ "ما في الأرض" اور "مثله معه"، کے معنی ہوں گے: زمین میں جو کچھ ہے وہ اور اس کے برابر دوسری مقدار۔ لیکن:

وَحّد الضمير في به، وإن كان قد تقدم شيئان معطوف عليه ومعطوف۔

الف۔إمَّا: لغرض تلازمهما كما قالوا: رُبَّ يومٍ وليلةٍ مربي۔

ب۔إمَّا: لإجراء الضمير مجرى إسم الإشارة، كأنه قال: ليفتدوا بذلك۔

بسر الكلام: دو چیزوں کا ذکر کرتے ہوئے تثنیہ کی بجائے واحد کا صیغہ کلام عرب

میں شاذ ہے نہ نادر۔

توضیح:

جن لوگوں نے کفر کی راہ اختیار کی ہے، (وہ کبھی پاداش عمل سے بچنے والے نہیں) اگر ان کے قبضہ میں وہ تمام (مال و متاع) آجائے جو روئے زمین میں موجود ہے اور اتنا ہی اور بھی (کہیں سے) پالیں پھر یہ سب کچھ روز قیامت کے عذاب سے بچنے کے لئے فدیہ میں دیدیں جب بھی ان سے قبول نہیں کیا جائے گا، ان کے لئے عذاب دردناک ہے (ترجمان القرآن)۔

- "وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ" الخ (۴۵)۔

الف۔ "مَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ" = من تصدق القصاص بصاحب الحق من مجروح "فِيْهَا" = فِي التوراة "هُوَ" = التصدق "لَهٗ" = المتصدق۔

توضیح:

تورات میں ہم نے یہودیوں کے لئے یہ حکم لکھ دیا تھا (لازم کر دیا تھا، فرض کر دیا تھا) کہ جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک، کان کے بدلے کان، دانت کے بدلے دانت اور تمام زخموں کے لئے برابر کا بدلہ، پھر جو شخص قصاص کا صدقہ کر دے (قصاص معاف کر دے) تو یہ صدقہ متصدق کے لئے کفارہ ہے۔

تشریح:

الف نے جیم کے زخم لگایا جیم نے بدلہ نہیں لیا بلکہ معاف کر دیا، جیم کی یہ نیکی اس

کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گی۔

مجروح نے جارح کو اللہ کے واسطے معاف کر دیا تو مجروح کی یہ معافی اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گی۔

ب۔ "لَهُ" = للجارح یہ اسم سیاق کلام سے ظاہر ہے۔

تشریح:

پھر جو شخص قصاص معاف کر دے تو یہ صدقہ خطاکار کے لئے کفارہ ہے، خطاکار سزا نہیں پائے گا، مجروح نے جارح کو معافی دیدی تو جارح کا گناہ معاف ہو جائے گا۔

جس طرح قصاص کفارہ ہے، اسی طرح معافی بھی کفارہ ہے اور معاف کرنے والے کا اجر اللہ دینے والا ہے۔

بعض مفسروں نے جارح و مجروح کی بجائے لفظ قاتل و مقتول استعمال کیا ہے۔

ملحوظہ:

ص، د، ق، کے ایک معنی شرم ساری سے جرم کا اقرار کر لینا بھی آتا ہے، اس لحاظ سے آیت کے معنی اس طرح ہو سکتے ہیں کہ "مَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ" یعنی مصدق نے اقرار جرم کر لیا تو اقرار جرم خود ایک کفارہ ہے۔

لیکن یہ تاویل غلط نہ سہی کمزور ضرور ہے، البتہ اس کا اطلاق انسان کے معمولی قولی و فعلی خطاؤں پر ہو سکتا ہے، جیسا کہ بعض صحابہ سے رسول ﷺ کے قول و فعل سے ظاہر ہے۔

- —وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰةِ، وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰةِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً

لِلْمُتَّقِيْنَ(۴۶)۔

الف۔ "اٰثَارِهِمْ"= اٰثار النبيين، پہلا "بين يَدَيْهِ" بين يدى عيسى، دوسرا: "بَيْنَ يَدَيْهِ" بَيْنَ يَدى إنجيل۔

توضیح:

ہم نے بنی اسرائیل میں بہت سے نبیوں کے بعد مریم کے بیٹے عیسیٰؑ کو بھیجا، توارۃ میں سے جو کچھ اس کے (یعنی ابن مریم کے) سامنے موجود تھا وہ اس کی تصدیق کرنے والی تھی، اور خدا ترس لوگوں کے لئے سراسر ہدایت اور نصیحت تھی۔

ب۔ "اثارهم"= اثار الذين كتب عليهم هذه الأحكام۔

ہم نے بنو اسرائیل میں بہت سے ان لوگوں کے بعد جنہیں یہ احکام دیئے گئے تھے مریم کے بیٹے عیسیٰؑ کو بھیجا، عیسیٰؑ تورات میں سے الخ۔

- —وَاِذَا نَادَيْتُمْ إلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًاوَّ لَعِبًا، ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ(۵۸)۔

الف۔ "إتَّخَذُوْهَا"= إتَّخَذُوْا الصَّلٰوة۔

توضیح:

جب تم نماز کے لئے منادی کرتے ہو تو وہ نماز کی ہنسی اڑاتے ہیں اور اس سے کھیلتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ عقل نہیں رکھتے۔

ب۔ "إتَّخَذُوْهَا"= اتخذوا المنادة: يعود الضمير إلى المصدر المفهوم من ناديتم۔

جب تم نماز کے لئے منادی کرتے ہو تو وہ اس منادی کا مذاق اڑاتے اور اس سے کھیلتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ عقل نہیں رکھتے۔

● -لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ...... تَرٰى كَثِيْراً مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَبِئْسَ مَاقَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِى الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ(۷۸،۸۰)۔

بنواسرائیل کی نافرمانیوں پر داوٗد اور عیسیٰ ابن مریم کی زبان سے لعنت بھیجی گئی ہے، تم بنواسرائیل کے بہت سے نافرمانوں کو دیکھو گے کہ وہ کھلے کافروں سے دوستی رکھتے ہیں، کیا ہی برا سامان بھیجا انہوں نے اپنے واسطے وہ یہ کہ اللہ کا غضب ہوا ان پر اور وہ ہمیشہ عذاب میں رہنے والے ہیں۔

● -وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَااتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْراً مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ(۸۱)۔

"وَلَوْ كَانُوْا يوْمِنُوْنَ"= وَلَوْ كَانَ اليهود يُوْمِنُوْنَ۔

"مَااتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ"= مااتخذ الكافرين أولياء۔

توضیح:

اگر یہود، اللہ پر اور نبی پر اور جو کچھ نبی پر اترا اس پر بھی ایمان لائے ہوتے تو وہ کافروں کو ہرگز دوست نہ بناتے لیکن ان یہودیوں کی اکثریت بدکار ہے۔

انتباہ:

اگر کوئی مفسر "كَانُوْا" کا اسم "الكافرون" قرار دے تب بھی "اتخذهم" کی ضمیر منصوب کا مرجع حسب حال رہے گا۔

ابوبکر محمد قفال (م۳۶۵ھ) کی رائے کے لحاظ سے تقدیر کلام یہ ہوگا:

"وَلَوْ كان هؤلاء الكافرون المتولون يؤمنون بالله وبمحمد وما أنزل إليه مااتخذ اليهود المشركين أولياءهم" مطلب یہ کہ:

اور وہ مشرک جن کو یہود نے اپنا دوست بنا رکھا ہے، اللہ پر، محمد ﷺ پر اور قرآن پر ایمان لائے ہوتے تو یہ یہود ان سے دوستی نہ کرتے۔

● "لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ، فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ

اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ، ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوْآ اَيْمَانَكُمْ" الخ(۸۹)۔

الف۔ "کفارتہ" = کفارة قسم الحنث: قسم توڑنے کا کفارہ، قسم پوری نہ کرنے کا کفارہ۔

ضمیر کی یہ تخریج باعتبار معنی ہے، لفظوں میں اس کا ذکر صراحت سے نہیں ہے۔

توضیح:

تمہاری قسموں میں سے جو قسمیں بے معنی ہوں ان پر خدا تم سے مواخذہ نہیں کرے گا مگر ان قسموں پر مواخذہ کرے گا جو تم نے جان بوجھ کر کھائی ہیں، قسم توڑنے کے گناہوں کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا؟ اوسط درجہ کا کھانا جیسا تم اپنی بیوی بچوں کو کھلایا کرتے ہو، یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانے کی بجائے کپڑا پہنا دینا، یا ایک غلام آزاد کرنا اور اگر ان میں سے کوئی چیز بھی میسر نہ ہو تو پھر تین دن روزہ رکھنا ہے، یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب کہ تم قسم کھا کر توڑ دو۔

ب۔ "کَفَّارَتُہٗ" = کفارة ماعقدتم۔

"ما" موصولہ اور مضاف محذوف، حنث محذوف۔

تقدیر: کفارة حنث ماعقدتم۔

اس قسم (سوگند) کے توڑنے کا کفارہ جو تم نے جان بوجھ کر ارادۂ مضبوطی سے کھائی تھی دس مسکینوں کو کھانا کھلانا الخ۔

ج۔ "کَفَّارَتُہٗ" = کفارة العقد۔

"ما" مصدریہ اور مضاف محذوف، تقدیر: کفارة حنث تعقید القسم۔

قسم کی مضبوطی کو توڑنے کا کفارہ دس مسکینوں کو الخ۔

یعنی بغیر ارادہ کئے یونہی بے سمجھے بوجھے کھائی ہوئی قسم پر کچھ نہیں۔

د۔ "کفارتہ"= کفارۃ الحلف۔

یمین حلف کے معنی میں ہے اور حلف مذکر ہے۔

انتباہ:

جو اسم بصیغہ جمع آئے اس کے لئے ضمیر مؤنث آتی ہے، یہاں ایمان کا واحد یمین بھی مؤنث سماعی ہے اس کے باوجود یہ کہنا کہ ایمان گو جمع ہے مگر باعتبار معنی واحد یمین ہے اور یمین مترادف حلف ہے ایک بے محل بات ہے، اسی طرح "نسقیکم ما فی بطونہ" کی ایک تخریج کو یہاں منطبق کرنے کی کوشش بھی بالکل غیر ضروری ہے۔

دیکھئے: سورۂ نحل آیت نمبر (٦٠)۔

- ‑یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ(٩٠)۔

"اِجْتَنِبُوْہ"= اجتنبوا الرِّجسَ۔

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو شراب اور جوا اور بت اور پانسے یہ سب ناپاک کام گندے شیطانی کام ہیں اس ناپاکی، گندگی سے بچتے رہو تاکہ نجات پاؤ۔

انتباہ:

"رجس" یہاں نکرہ موصوفہ واقع ہے "إنما شان الخمر" جیسا کوئی محذوف ماننے کی بالکل ضرورت نہیں، البتہ بطور تفسیر کہہ سکتے ہیں:۔

"اِجْتَنِبُوْہ"= یعنی اجتنبوا الخمر والمیسر والأنصاب والأزلام کُلَّ ذالكَ رِجْسٌ فاجتنبوہ۔

● "يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَاقَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ، عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ"الخ (۹۵)۔

الف۔ "يَحْكُمُ بِهٖ"= يحكم بمثل ماقتل،وبال أمره: وبال أمرتن: أمر الجاني۔

توضیح:

اے لوگو جو ایمان لائے ہو احرام کی حالت میں شکار نہ کرو اور اگر تم میں سے کوئی جان بوجھ کر ایسا کر گزرے تو جو جانور اس نے مارا اس کے ہم پلہ ایک جانور اس مویشی میں سے نذر دینا ہوگا جس کے ہم پلہ ہونے کا فیصلہ تم میں سے دو عادل آدمی کریں اور یہ نذرانہ کعبہ بھیجا جائے گا، یا یہ نہ ہو سکے تو اس گناہ کے کفارہ میں چند مسکینوں کو کھانا کھلانا ہوگا، یا اس کھانے کے بدل روزے رکھنے ہوں گے تا کہ جس محرم سے یہ گناہ سرزد ہوا ہے وہ اپنے کئے کا مزہ چکھے، پہلے جو کچھ ہو چکا اسے اللہ نے معاف کر دیا لیکن اب اگر کسی نے ایسی حرکت کی تو اس سے اللہ بدلہ لے گا۔

ب۔"وَبَالَ اَمْرِهٖ"= وَبَالَ امر اللّٰهِ۔

اے لوگو جو ایمان لائے ہو احرام کی حالت میں شکار نہ کرو...... بدل روزہ رکھے تا کہ جس محرم سے یہ گناہ سرزد ہو وہ اللہ کے حکم (سزا) کا مزہ چکھے پہلے جو کچھ ہو چکا الخ۔

● –اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ، وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَادُمْتُمْ حُرُمًا، وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ(۹۶)۔

الف۔ "طَعَامُهٗ" طعام صيد البحر۔

تقدیر: أحل لكم صيد البحر وأكل صيد البحر۔

توضیح:

تمہارے فائدے کے لئے دریا کا شکار اور اس شکار کا کھانا حلال کر دیا گیا۔

ب۔ "طعامه" طعام البحر۔

...... دریا کا شکار اور دریا کا کھانا حلال کر دیا گیا۔

دریا کا کھانا سے مراد شکار کیا ہوا ہو یا بغیر شکار کیا ہوا۔

"طعام" مصدر ہے، اس لئے اس سے مراد مطعوم ہو سکتا ہے۔

کھائی جانے والی اشیاء سے یہاں غالباً جھینگا اور مچھلی وغیرہ مراد ہے۔

- يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَاتَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَلَكُمْ تَسُؤْكُمْ، وَاِنْ تَسْئَلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَلَكُمْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا، وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ(۱۰۱)۔

الف۔ "عَنْهَا" (اول و دوم) = عَن أشياء۔

توضیح:

اے لوگو جو ایمان لائے ہو ایسی چیزوں کے بارے میں سوال نہ کرو کہ اگر انہیں بتادیا جائے تو وہ تمہیں بُری لگیں اور اگر قرآن نازل ہونے کے دور میں ایسی چیزوں کے بارے میں پوچھو گے تو تم پر ظاہر کر دی جائیں گی اب تو خدا نے ان چیزوں سے درگزر فرمادیا ہے۔

"اَنْ تَسْئَلُوْا عَنْهَا" کی ضمیر مجرور مؤنث کا مرجع ایسی اشیا ہو سکتا ہے جن کے متعلق دریافت کرنا مذموم نہیں، دریافت پر بتادیا جائے گا، جیسے مطلقہ کی مدت عدت یہ معنی قرینہ حالیہ سے ظاہر ہوتے ہیں۔

ب۔ "عَنْهَا" = عَنِ الْمَسْئَلَةِ، یہ مفہوم "لاتَسْئَلُوْا" اور "إِنْ تَسْئَلُوْا" سے ماخوذ ہے۔

مطلب غالباً یہ ہے:

ایسی چیزوں کے احکام مت دریافت کرو کہ اگر وہ بتادیئے جائیں تو ان پر عمل کرنا تم پر شاق گزرے ایسی صورت میں کہ ابھی قرآن کا نزول جاری ہے اگر اللہ سوال کا جواب دے اور احکام بتائے تو پھر ان پر عمل کرنا سخت دشوار ہو جائے گا۔

اللہ نے ایسے سوالوں کی طرف توجہ نہیں فرمائی ان سے درگزر فرمایا۔

والعلم عند الخبیر۔

- يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَاحَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَاعَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ،تَحْبِسُوْ نَهُمَا مِنْ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْكَانَ ذَاقُرْبٰى، وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ اِنَّا اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ(١٠٦)۔

الف۔ نَشْتَرِيْ بِهٖ" = نشتری بالقسم ثمنا ولو کان من نقسم له قریباً مِنّا =

"اَلْقَسَمُ" = الحلف = الیمین: سوگند۔

توضیح:

اے ایمان والو جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آجائے اور وہ وصیت کر رہا ہو تو اس کے لئے شہادت کا نصاب یہ ہے کہ وصیت کے وقت تم میں سے دو صاحب عدل آدمی گواہ بنائے جائیں یا اگر تم سفر کی حالت میں ہو اور موت کی مصیبت پیش آجائے اور وہاں اپنے جانے پہچانے لوگ موجود نہ ہوں تو دوسرے لوگوں میں سے دو شخصوں کو گواہ کرلیا

کرو، پھر اگر ان گواہوں کی نسبت کوئی شک میں پڑ جائے تو نماز کے بعد دونوں گواہوں کو روک لیا جائے اور وہ خدا کی قسم کھا کر کہیں کہ ہم کسی ذاتی فائدے کے عوض قسم یعنی حلف بیچنے والے نہیں ہیں اور خواہ کوئی ہمارا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو اس کی رعایت کرنے والے نہیں اور خدا کے واسطے کی شہادت کو ہم چھپانے والے بھی نہیں ہیں اگر ہم نے ایسا کیا (شہادت پوشی کی) تو ہم گناہ گاروں میں شمار ہوں گے۔

ب۔"نَشْتَرِیْ بِہٖ"= نشتری باللّٰہِ۔

اے ایمان والو جب تم میں سے ...... وہ خدا کی قسم کھا کر کہیں کہ ہم کسی ذاتی فائدے کے عوض اللہ کو بیچنے والے نہیں الخ۔

اللہ کو بیچنے کی تفسیر، مثلاً: اللہ کا نام لے کر اپنا فائدہ کرنا وغیرہ۔

ج۔"نَشْتَرِیْ بِہٖ"= نشتری بتحریف الشھادۃ۔

اے ایمان والو...... ہم کسی فائدے کے عوض شہادت میں تحریف کرنے والے نہیں ہیں اور خواہ کوئی الخ۔

پہلا اقرب الی الصواب معلوم ہوتا ہے۔

- اِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِیْ عَلَیْكَ وَعَلٰی وَالِدَتِكَ، اِذْ اَیَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ، تُكَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰةَ وَالْاِنْجِیْلَ، وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّیْنِ كَهَیْـَٔةِ الطَّیْرِ بِاِذْنِیْ فَتَنْفُخُ فِیْهَا فَتَكُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِیْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِیْ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰی بِاِذْنِیْ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ(۱۱۰)۔

"تَنْفُخُ فِیْهَا"= تَنْفُخُ فی الطیر، الطیر مونث۔

تقدیر: وإذا تضع من الطین طائراً صورة مثل صورة الطائر الحقیقی فتنفخ فیها فتکون طائراً حقیقةً بِإذْن اللّٰہ۔

توضیح:

پھر تصور کرو اس موقع کا جب اللہ فرمائے گا کہ اے مریم کے بیٹے عیسیٰؑ یاد کرو میری اس نعمت کو جو میں نے تجھے اور تیری ماں کو عطا کی تھی میں نے روح پاک سے تیری مدد کی تو گہوارے ہی میں لوگوں سے بات کرتا تھا اور بڑی عمر کو پہنچنے پر میں نے تجھ کو کتاب اور حکمت اور توراۃ اور انجیل کی تعلیم دی میرے حکم سے مٹی کا پتلا پرندہ کی صورت کا بناتا اور اس صورت میں (اس مصنوعی پرندے میں) پھونکتا تھا تو میرے حکم سے وہ مصنوعی پرندہ کی صورت سچ مچ پرندہ بن جاتا تھا اور تو اچھا کرتا تھا مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو میرے حکم سے اور تو مردوں کو میرے حکم سے نکالتا تھا۔

پھر جب بنی اسرائیل کے پاس صریح نشانیاں لے کر پہنچا اور جو لوگ ان میں سے منکر حق تھے انہوں نے کہا یہ نشانیاں جادوگری کے سوا کچھ نہیں ہیں تو میں نے ہی تجھے ان سے بچایا۔ اور جب میں نے حواریوں کو اشارہ کیا کہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ: تب انہوں نے کہا ہم ایمان لائے اور گواہ رہو کہ ہم مسلم ہیں۔

"تَنْفُخُ فِیْهَا" تنفخ فی الهیئة= اَلْهَیْئَةِ الَّتِیْ تکون الکاف صلة لها۔

تقدیر: وَإذْ تصنع من الطین هیئةً مثل هیئة الطیر فتنفخ فیها أی فی الهیئة الموصوفة بالکاف المنسوب خلقها إلی عیسی۔

...... تو میرے حکم سے پرندہ کی شکل کے مشابہ ایک پرندہ گھڑتا اور پھر اس مشابہ شکل میں پھونک مارتا تو وہ حقیقی پرندہ بن جاتا الخ

زیر غور آیت کا آل عمران کی (۴۹) ویں آیت، فقرہ (۹) سے مقارنہ مفید رہے گا۔

- "قَالَ اللّٰهُ اِنِّیْ مُنَزِّلُهَا عَلَیْكُمْ فَمَنْ یَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّیْٓ

أُعَذِّبُهُ عَذَابًا لَّآ أُعَذِّبُهٗۤ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ"(۱۱۵)۔

الف۔ "مُنَزِّلُهَا"=منزل المائدة،"لا أُعَذِّبُهٗ اَحَدًا"= لاأعذب التعذيب أحدا، یعنی لاأعذب مثل التعذيب أحدا۔

توضیح:

اللہ نے فرمایا میں خوان تم پر نازل کرنے والا ہوں، مگر اس کے بعد تم میں سے جو کفر کرے گا اسے میں ایسی سزا دوں گا جو دنیا میں کسی اور کو ایسی سزا نہ دوں گا۔

ب۔ "لَاأُعَذِّبُهٗ اَحَدًا"= لاأعذب مثل عذاب الكافر۔

اللہ نے فرمایا میں خوان تم پر نازل کرنے والا ہوں مگر خوان کے نازل ہو جانے کے بعد بھی تم میں سے جو کفر کرے گا اس کو ایسا عذاب دوں گا جیسا خوان اترنے سے پہلے کفر کرنے والوں کو دیا جائے گا بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت عذاب۔

٦-انعام

- ۔وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ[1] فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ (٧)۔

الف۔ "لَمَسُوْهُ" = لمسوا الكتٰبَ۔

توضیح:

اے پیغمبر اگر ہم تم پر کاغذ میں لکھی لکھائی کتاب اتار بھی دیتے اور لوگ اس کتاب کو اپنے ہاتھ سے چھو کر بھی دیکھ لیتے تب بھی جنہوں نے حق کا انکار کیا ہے وہ تو یہی کہے جاتے کہ یہ تو ایک کھلا جادو ہے۔

ب۔ "لَمَسُوْهُ" = لَمَسُوْا القرطاسَ۔

اے پیغمبر! اگر ہم تمہارے اوپر کوئی کاغذ میں لکھی کتاب اتار بھی دیتے اور لوگ اس کاغذ کو اپنے ہاتھ سے الخ۔

- "وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ" (٨)۔

"عَلَيْهِ" = عَلَى الرَّسُوْلِ = علی محمد۔

اسم مذکور نہیں ہے فحوائے کلام سے ظاہر ہے۔

---

(۱) قرطاس: ج قراطیس، جس پر لکھا جائے (راغب) لکھنے کی جھلی (سیوطی) (لغات القرآن جلد ۵، صفحہ ۹۳) (قاسمی)۔

توضیح:

اور کافر کہتے ہیں کہ اس شخص (محمد، پیغمبر) پر فرشتہ کیوں نازل نہیں کیا گیا (کہ وہ اس کی پیغمبری کی تصدیق وتوثیق کرتا)۔

- وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّ لَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ(۹)۔

"جَعَلْنٰهُ" جعلنا الرسول، "لجعلناه"= جعلنا الملك۔

توضیح:

اور اگر ہم رسول کو فرشتہ بنا کر بھیجتے تب بھی ہم اس فرشتہ کو انسان بنا کر ہی بھیجتے اور اس طرح ان کافروں کو اس شبہ میں مبتلا کر دیتے جس میں وہ اب مبتلا ہیں۔

- قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، قُلْ لِّلّٰهِ،كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ، لَيَجْمَعَنَّكُمْ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَارَيْبَ فِيْهِ، اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَايُؤْمِنُوْنَ(۱۲)۔

الف۔"لَارَيْبَ فِيْهِ"= فِي الْيَوْمِ۔

توضیح:

ان سے پوچھو آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ کس کا ہے کہئے سب کچھ اللہ ہی کا ہے، اللہ نے اپنے اوپر رحم وکرم کا شیوہ لازم کر لیا ہے قیامت کے روز وہ یقیناً تم سب کو جمع کرے گا، اس وقت کے آنے میں کوئی شبہ نہیں مگر جن لوگوں نے اپنے آپ کو تباہی کے خطرہ میں ڈال لیا ہے وہ ایمان نہیں لاتے۔

ب۔"لَارَيْبَ فِيْهِ"= لاريب في الجمع، المصدر الفهوم من ج م ع۔

ان سے پوچھو...... روز قیامت سب لوگوں کے اکٹھا ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے الخ۔

زیر غور ضمیر سے مشابہ ضمیریں اس سے پہلے آل عمران (۹، ۲۵ اور النساء ۸۷) میں گزر چکی ہیں۔

- "قُلْ إِنِّیٓ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ، مَنْ یُّصْرَفْ عَنْهُ یَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِیْنُ" (۱۵، ۱۶)۔

"عَنْ" = عن العذاب۔

تقدیر: من یصرف عنه العذاب یَوْمَئِذٍ۔

توضیح:

آپ یہ بھی کہہ دیجئے کہ اگر میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں تو مجھے بڑے دن کے عذاب کا خوف ہے۔

جس شخص سے اس روز عذاب ٹال دیا گیا تو اس پر خدا نے مہربانی فرمائی اور یہ کھلی کامیابی ہے۔

- "قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً، قُلِ اللّٰهُ، شَهِیْدٌ بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ وَاُوْحِیَ إِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْ بَلَغَ، اَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰی، قُلْ لَّآ اَشْهَدُ، قُلْ إِنَّمَا......" الخ (۱۹)۔

الضمیر المستکن فی بلغ = القرآن، مفعول به محذوف یعنی بلغه = القرآن۔

توضیح:

ان سے پوچھو کس کی گواہی سب سے بڑھ کر ہے، آپ کہئے: میرے اور تمہارے درمیان اللہ گواہ ہے اور یہ قرآن مجھ پر وحی کیا گیا ہے تاکہ تمہیں اور جس جس کو یہ قرآن پہنچے سب کو اس (قرآن) کے ذریعہ خبردار کردوں، کیا واقعی تم لوگ یہ گواہی دے سکتے ہو کہ اللہ کے ساتھ دوسرے خدا بھی ہیں؟ کہئے میں تو اس کی شہادت ہرگز نہیں دے سکتا، آپ کہئے خدا تو وہی ایک ہے اور میں اس شرک سے مطلق بے زار ہوں جس میں تم گرفتار ہو۔

- "اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَھُمْ" (۲۰)۔

دیکھئے: بقرہ آیت رقم (۱۴۶) فقرہ (۲۳)۔

- "وَمِنْھُمْ مَنْ یَّسْتَمِعُ اِلَیْکَ، وَجَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِھِمْ اَکِنَّۃً اَنْ یَّفْقَھُوْہُ وَ فِیْٓ اٰذَانِھِمْ وَقْرًا" الخ (۲۵)۔

الف۔ "یَفْقَھُوْہُ" = یَفْقَھُوْا القَوْلَ = قول رسول اللّٰہ۔

اگرچہ اسم مذکور نہیں ہے فحوائے کلام سے ظاہر ہے۔

توضیح:

ان مشرکوں میں بعض ایسے ہیں جو تمہاری بات غور سے سنتے ہیں مگر ان کا یہ حال ہے کہ اللہ نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیئے ہیں اور ان کے کانوں میں گرانی پیدا کردی ہے جس کی وجہ سے وہ رسول کو یعنی رسول کی بات سمجھتے نہیں۔

ب۔ "یَفْقَھُوْہُ" = یَفْقَھُوْ القرآن۔

ان مشرکوں...... جس کی وجہ وہ قرآن سنتے ہیں مگر سمجھتے نہیں۔

- —وَھُمْ یَنْھَوْنَ عَنْہُ وَیَنْئَوْنَ عَنْہُ، وَاِنْ یُّھْلِکُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَھُمْ وَمَا یَشْعُرُوْنَ (۲۶)۔

الف۔ "عَنْهُ" (دونوں جگہ) عن القرآن۔

توضیح:

اور مشرک دوسرے لوگوں کو بھی قرآن پر ایمان لانے سے روکتے ہیں اور خود بھی اس (قرآن) سے بھاگتے ہیں، اس عمل سے وہ صرف اپنے آپ ہی کو تباہ کر رہے ہیں مگر اس تباہی کا ان کو شعور بھی نہیں۔

ب۔ "عَنْهُ" (دونوں جگہ) = رسول۔

اور مشرک دوسرے لوگوں کو بھی رسول پر ایمان لانے سے روکتے ہیں اور خود بھی رسول سے دور رہتے ہیں، اس عمل سے الخ۔

- **"وَقَالُوْا اِنْ هِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِیْنَ" (۲۹)۔**

الف۔ "هِیَ" = الحیاۃ۔

توضیح:

آج یہ کافر کہتے ہیں کہ زندگی جو کچھ بھی ہے وہ بس یہی دنیا کی زندگی ہے اور ہم مرنے کے بعد ہرگز دوبارہ نہیں اٹھائے جائیں گے۔

ب۔ "هِیَ" ضمیر الشأن۔

آج یہ کافر کہتے ہیں درحقیقت دنیا کی زندگی ہی ہے، اور ہم مرنے کے بعد ہرگز دوبارہ نہیں اٹھائے جائیں گے۔

- **"قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ، حَتّٰۤی اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا یٰحَسْرَتَنَا عَلٰی مَا فَرَّطْنَا فِیْهَا" (۳۱)۔**

"فیها" = فی الساعة۔

توضیح:

جن لوگوں نے خدا کے روبرو کھڑے ہونے کی خبر کو جھوٹ سمجھا وہ گھاٹے میں آگئے یہاں تک کہ جب ان پر قیامت ناگہاں آموجود ہو گی تو بول اٹھیں گے ہائے ہماری آخرت فراموشی سخت افسوس ہے اس بے پروائی پر جو ہم نے قیامت کے بارے میں کی۔

ملحوظہ:

اس آیت میں بعضوں نے ضمیر مجرور متصل مؤنث کا مرجع بتایا ہے کسی نے فرمایا "ہا" کا مرجع دنیا ہے اور یہ بھی کہا گیا کہ خ، س، ر، سے، ص، ف، ق، ۃ، کا مفہوم نکلتا ہے، لہذا "ہا" کا مرجع صفقہ ص ف ق: سودا کرنا معاملہ کرنا ہے۔

ان توجیہوں سے تخیل کی قوت اور عربیت کا ضعف نمایاں ہے۔

- -قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَیَحْزُنُكَ الَّذِیْ یَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَایُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِیْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ یَجْحَدُوْنَ(۳۳)۔

"إنَّهُ" إنَّ الشأن۔

توضیح:

ہمیں معلوم ہے کہ جو باتیں یہ کافر بتاتے ہیں ان سے تمہیں فی الواقع رنج ہوتا ہے لیکن تمہیں یہ لوگ نہیں جھٹلاتے بلکہ یہ ظالم اللہ کی نشانیوں کا انکار کرتے ہیں۔

- "وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَیْهِ اٰیَةٌ مِنْ رَّبِّهٖ" الخ (۳۷)۔

"عَلَیْهِ"= علی الرسول= علی محمد۔

اسم مذکور نہیں ہے فحوائے کلام سے ظاہر ہے۔

توضیح:

اور یہ کافر کہتے ہیں کہ اس شخص (محمد) پر اس کے پروردگار کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں اتاری جاتی (جس سے اس کے دعویٰ کی تصدیق ہوتی)۔

- "قُلْ اَرَءَ يْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ"(۴۶)۔

الف۔"بِهٖ"= أفرد الضمير إجراءً له فجرى إسم الاشارة كَاَنَّهٗ قِيْلَ: مَنْ يأتيكم بِذالك يعني إن اَخَذَ اللّٰه كذا و كذا هل يأتيكم أحدٌ بِذَالِكَ۔

توضیح:

ان کافروں سے کہو کبھی تم نے یہ بھی سوچا کہ اگر خدا تمہاری سماعت اور بصارت چھین لے اور دلوں پر مہر کردے تو اللہ کے سوا اور کون الہ ہے جو یہ قوتیں تمہیں واپس دلاسکے۔

ب۔"بِهٖ"= بالسمع قریب ترین اسم اور اسی میں قلوب وابصار شامل ہیں، ان کافروں سے کہو...... کون الہ ہے جو تمہاری سماعت واپس دلاسکے۔

ج۔ "بِهٖ"= بالهدى، يدل عليه المعنى، لأن أخذ السمع و البصر و الختم على القلوب سبب الضلال۔

ان کافروں...... تو اللہ کے سوا کون الہ ہے جو تمہیں ہدایت دے سکے۔

- "وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءً بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ، فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (۵۴)۔

"بَعْدِهٖ"= بعد عمل سوء۔

یہ مرجع فعل "عَمِلَ" سے ظاہر ہے۔

توضیح:

جب تمہارے پاس ایسے لوگ آیا کریں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو ان سے سلام علیکم کہا کرو، خدا نے اپنی ذات پر رحمت کو لازم کرلیا ہے جو کوئی تم میں سے فی الواقع نادانی سے کوئی بری حرکت کر بیٹھے پھر اس بُری حرکت کے بعد توبہ کرے اور نیکوکار ہو جائے تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

- قُلْ إِنِّيْ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ، مَاعِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ، إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلّٰهِ يَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ(۵۷)۔

الف۔"كَذَّبْتُمْ بِهٖ"= كَذَّبْتُمْ بالرَّبِّ، ضمیر سے قریب ترین اسم۔

توضیح:

کہہ دو کہ میں تو اپنے پروردگار کی روشن دلیل پر ہوں اور تم پروردگار کی تکذیب کرتے ہو تو جس چیز کی جلدی مچا رہے ہو وہ چیز میرے پاس نہیں ہے۔

ب۔"كَذَّبْتُمْ بِهٖ"= كَذَّبْتُمْ بِالْبَيِّنَةِ: والتذكير باعتبار المعنى يعنى البيان= البرهان= الدليل۔

کہہ دو کہ میں اپنے پروردگار کی روشن دلیل پر ہوں اور تم اس روشن دلیل کو جھٹلاتے ہو جس چیز کے لئے تم جلدی مچا رہے ہو وہ چیز میرے پاس نہیں ہے۔

ج۔"كَذَّبْتُمْ بِهٖ"= كَذَّبْتُمْ بالقرآن۔

کہہ دو......اور تم قرآن کی تکذیب کرتے ہو الخ۔

یہ دراصل شرح و تفسیر ہے نہ کہ محاورۂ عرب کی توجیہ۔

"كذبتم به" کو "كذبتم بالعذاب" کہنا بھی اسی قبیل سے ہے۔

- —وَهُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰکُمْ بِالَّیْلِ وَ یَعْلَمُ مَاجَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ یَبْعَثُکُمْ فِیْهِ لِیُقْضٰی اَجَلٌ مُّسَمًّی،ثُمَّ اِلَیْهِ مَرْجِعُکُمْ ثُمَّ یُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (٦٠)۔

الف۔ "فِیْهِ"= فی النهار، تقدیر: اللّٰه الذی یتوفکم باللیل ثم یَبْعَثُکُم بالنهار ویعلم ماجرحتم فیه۔

"اِلَیْهِ" إلی اللّٰه۔

توضیح:

اور وہ اللہ ہی ہے جو تمہیں رات کو سلا دیتا ہے اور جو کچھ تم دن میں کرتے ہو اس کی خبر رکھتا ہے پھر تمہیں دن میں اٹھا دیتا ہے تا کہ یہی سلسلہ جاری رکھ کر زندگی کی مدت کا دوران پورا کر دیا جائے، پھر تم سب کو اللہ کی طرف جانا ہے پھر وہ تمہیں بتادے گا کہ تم اپنی زندگی بھر کیا کیا کرتے رہے تھے۔

ملحوظہ:

ضمیر زیر غور "فيه"، کی تخریج فی المنام. یا. فی اللیل. یا. فی التوفی! بھی نقل ہوتی رہی ہے۔ لیکن ان میں سے کوئی بھی اقرب الی الصواب نہیں معلوم ہوتی۔

- —قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰۤی اَنْ یَّبْعَثَ عَلَیْکُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِکُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِکُمْ اَوْ یَلْبِسَکُمْ شِیَعًا وَّیُذِیْقَ بَعْضَکُمْ بَاْسَ بَعْضٍ، اُنْظُرْ کَیْفَ نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّهُمْ یَفْقَهُوْنَ(٦٥)۔

توضیح:

کہہ دو وہ اللہ اس بات پر قادر ہے کہ تم پر اوپر کی طرف سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے عذاب بھیجے یا تمہیں فرقہ فرقہ کر کے ایک دوسرے سے بھڑا دے اور لڑائی بھڑنے کا مزہ چکھادے، دیکھو! ہم اپنی آیتوں کو کئی کئی طریقوں سے کس طرح بیان کرتے ہیں تاکہ یہ لوگ سمجھیں اور یقین کریں۔

- "وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ قُلْ،لَسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْل"(٦٦)۔

الف۔"كَذَّبَ بِهٖ"= كَذَّبَ بالعذاب آیت سابق کے لفظ عذاب سے ظاہر ہے۔

ب۔ بعض مفسروں نے "بِهٖ" کی تفسیری توجیہ "و بالوعید" سے کی ہے، یہ سابقہ آیت کے مفہوم سے ثابت ہے۔

توضیح:

تمہاری قوم عذاب سے انکار کئے جارہی ہے، حالانکہ وہ حق ہے آکر ہی رہے گا آپ کہہ دیجئے کہ میں تمہارا وکیل نہیں ہوں کہ عذاب نازل ہو تو اس کو روک دوں یا رکوادوں۔

ج۔ تصریف الآیات، آیت سے قریب ترین مصدر "نُصَرِّفُ" سے ماخوذ ہے، اس لئے "كَذَّبَ بِهٖ" کا مرجع تصریف الآیات صحت سے قریب معلوم ہوتا ہے۔

مطلب یہ کہ:

آیتوں کو کئی کئی طریقوں سے بیان کرنے کے باوجود تمہاری قوم اس کا انکار کئے جارہی ہے، حالانکہ وہ حق ہے، آپ کہہ دیجئے میں تمہارا وکیل تو نہیں ہوں کہ تمہارے کاموں کی ذمہ داری اپنے ذمہ لوں، تم جانو اور تمہارا کام۔

د۔"كَذَّبَ بِهٖ"= كَذَّبَ بالقرآن۔

اور تمہاری قوم نے قرآن کو سچا نہ جانا حالانکہ وہ سراسر حق ہے، کہہ دو میں تمہارا وکیل نہیں ہوں کہ اس کا حق ہونا منوا کر ہی رہوں۔

ملحوظہ:

ہوسکتا ہے کہ زیرِ غور ضمیر کا مرجع ''الرسول'' ہو صیغہ تخاطب سے اس کا احتمال موجود ہے، البتہ فحوائے کلام سے اس کی تائید نہیں ہوتی۔

● ''وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ، وَإِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ''(٦٨)۔

الف۔''فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ''= غير الأيٰتِ يعني معنى الأيت، لأنها القرآن
ضمیر کی تذکیر اسی لحاظ سے ہے۔

توضیح:

اے نبی! جب تم دیکھو کہ لوگ ہماری آیتوں میں نکتہ چینیاں کررہے ہیں تو تم ان کے پاس سے ہٹ جاؤ یہاں تک کہ وہ ان آیتوں کے بارے میں اپنی گفتگو چھوڑ کر دوسری باتوں میں لگ جائیں اور اگر کبھی شیطان تمہیں اس بات سے بھول میں ڈال دے تو جس وقت تمہیں یاد آجائے اسی وقت ان ظالم لوگوں کا ساتھ ترک کردو۔

ب۔ ''غیرہ'' غير القرآن۔

اے نبی...... یہاں تک کہ وہ قرآن کے بارے میں اپنی گفتگو چھوڑ کر الخ۔

ج۔في حديث غيره= غير الخوض = نکتہ چینی کے سوا۔

اے نبی...... یہاں تک کہ وہ نکتہ چینی ترک کر کے نکتہ چینی کے سوا دوسری گفتگو میں لگ جائیں اور اگر کبھی الخ۔

● ''وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَذَكِّرْ بِهٖٓ''الخ (٧٠)۔

الف۔"ذَكِّرْ بِهٖ"= بالقرآن۔

توضیح:

اور جن لوگوں نے اپنے دین کو کھیل اور تماشہ بنا رکھا ہے اور دنیا کی زندگی نے ان کو دھوکہ میں ڈال رکھا ہے ان سے کچھ کام نہ رکھو، اس قرآن کے ذریعہ نصیحت کرتے رہو کہ کہیں کوئی اپنے کرتوتوں کے وبال میں پکڑا نہ جائے اس روز، الخ۔

ب۔"ذَكِّرْ بِهٖ"= ذکر بالحساب۔

اور جن لوگوں ...... ان سے کبھی کام نہ رکھو، البتہ بعد موت یوم حساب یاد دلا کر نصیحت اور تنبیہ کرتے رہو کہ کہیں کوئی اپنے کرتوتوں کے وبال میں پکڑا نہ جائے اور اس روز، الخ۔

ج۔"ذَكِّرْ بِهٖ"= بالدین۔

اور جن لوگوں نے ...... یوم جزاء یاد دلا کر متنبہ کرتے رہئے کہ کہیں الخ۔

د۔"ذَكِّرْ بِهٖ"= ذکر بالإبسال۔

ب س ل: (افعال) کسی کو سزا دینے یا مار ڈالنے کے لئے گرفتار کرنا۔

"ذکر به" بِمَا گویا ضمیر مجرور متصل کی حیثیت ضمیر شان کی سی ہے۔

تقدیر: وذکر بارتهان النفوس وجها بما کسبت الخ.

مطلب یہ کہ:

بد عملی کی جزائیں پکڑے جاتے سے ڈراؤ، بداعمالی کا انجام یاد دلاؤ اور عاقبت اندیشی کی نصیحت کرو۔

- —وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ، اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ،وَ وَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ، كُلًّا هَدَيْنَا، وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ

دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ، وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ (۸۴،۸۳)۔

"لَهٗ"= إبراهيم، ذُرِّيَتِهٖ= ذُرّية إبراهيم۔

توضیح:

یہ ہماری دلیل تھی جو ہم نے ابراہیمؑ کو ان کی قوم کے مقابلہ میں عطا کی تھی ہم جس کے درجے بلند کرنا چاہتے ہیں کر دیتے ہیں بے شک تمہارا پروردگار دانا اور خبر دار ہے۔

اور ہم نے ابراہیم کو اسحاق اور یعقوب بخشے ان سب کو ہدایت سے نوازا اور پہلے نوح کو بھی ہدایت دی تھی، اور ابراہیم کی ذریت میں داؤد اور سلیمان اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون کو بھی اور ہم نیک لوگوں کو ایسی ہی جزاء دیا کرتے ہیں۔

"ذرِّيَتِهٖ"= ذُرِّيَّة نوح۔

اور ہم نے......اور پہلے نوح کو بھی ہدایت دی تھی اور نوح کی ذریت میں داؤد الخ۔

یہ توجیہ بعید از قیاس ہے گو "ذُرِّيَتِهٖ" کی ضمیر کا قریبی اسم نوح ضرور ہے۔

ہر چند کہ ابراہیم کی ذریت میں لوط شامل نہیں ہیں تاہم نوح کا ذکر ضمناً ہے مقصد اولاد نوح کا بیان کرنا نہیں معلوم ہوتا، اس لئے پہلا قول صحت سے قریب تر معلوم ہوتا ہے۔

- اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ، فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ (۸۹)۔

"بِهَا" تینوں جگہ بالکتاب، بالحکم وبالنبوۃ۔

توضیح:

رسول اور ان کی پیروی کرنے والے وہ لوگ تھے جن کو ہم نے کتاب اور حکومت اور نبوت عطا کی، اب اگر یہ لوگ ان نعمتوں، کتاب، حکومت اور نبوت کا انکار کرتے ہیں تو کریں،

ہم نے یہ نعمتیں کچھ اور لوگوں کو عطا کردیں جو ان نعمتوں کا انکار کرنے والے نہیں ہیں۔

● -اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ، قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا، اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعَالَمِيْنَ(۹۰)۔

"اِقْتَدِهْ"= هَاء السكت۔

هاء هوز برائے ٹھہراؤ دال مہملہ کا کسری حرکت ظاہر کرنے کے لئے "عليه"= على القرآن۔

توضیح:

یہ وہ لوگ ہیں جن کو خدا نے ہدایت دی تھی تو تم بھی اسی ہدایت پر چلو کہہ دو کہ میں تم سے اس قرآن کا کوئی معاوضہ نہیں طلب کرتا یہ تو سارے جہاں کے لوگوں کے لئے ایک عام نصیحت ہے۔

"عليه"= على التبليغ۔

یہ وہی لوگ...... کہہ دو کہ میں تم سے اللہ کا پیغام پہنچانے کا کوئی معاوضہ نہیں مانگتا الخ۔

● "وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِىْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ"(۹۲)۔

الف۔"يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ"=يُؤْمِنُوْنَ بِهٰذَا الْكِتٰبِ۔

"بَيْنَ يَدَيْهِ"= بَيْنَ يَدَى هٰذَا الْكِتٰبِ۔

توضیح:

اور یہ وہی کتاب ہے جسے ہم نے نازل کیا بابرکت جو اپنے سے قریبی کتاب کی

تصدیق کرتی ہے جو اس لئے نازل کی گئی ہے کہ تم مکہ اور اس کے پاس کے لوگوں کو آگاہ کردو اور جو لوگ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں وہ اس قرآن پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔

ب۔"یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ"= یؤمنون بمحمد ﷺ۔

اور یہ وہ کتاب ہے...... جو لوگ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں وہ محمدؐ کی رسالت پر بھی ایمان رکھتے ہیں الخ۔

- "وَهُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَیْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا، وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِیَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّیْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَیْرَ مُتَشَابِهٍ اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ" الخ (۱۰۰)۔

"فَاَخْرَجْنَا بِهٖ"= فَاَخْرَجْنَا بالماء، "فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ"= فَاَخْرَجْنَا مِنَ النَّبَاتِ، "نُخْرِجُ مِنْهُ"= نُخْرِج مِن خضرٍ، "مِنْ طَلْعِهَا"= من طلع النخل۔

نخل مؤنث سماعی ہے، درج ذیل سورتوں کی محولہ آیتیں دیکھئے:

(شعراء ر ۱۴۸، ق ر ۱۰، رحمٰن ر ۱۱، حاقہ ر ۷ اور سورۂ حاقہ ر ۲۰) میں باعتبار لفظ مذکر، أعجاز نخل خاویه۔

الف۔"اِلٰى ثَمَرِهٖ"= اِلٰی ثمر ذالكَ المذكور۔

دیکھئے: اس سورۃ کی آیت رقم (۴۶)۔

توضیح:

اور وہی تو ہے جو آسمانوں سے مینہ برساتا ہے اور ہم اس مینہ سے روئیدگی اگاتے ہیں، پھر اس روئیدگی میں سے سرسبز کونپلیں نکالتے ہیں اور ان کونپلوں میں سے ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے دانے نکالتے ہیں اور کھجور کے گابھے میں سے لٹکتے ہوئے

گچھے اور انگوروں کے باغ اور زیتون اور انار جو ایک دوسرے سے ملتے جلتے بھی ہیں اور نہیں بھی ملتے یہ سب چیزیں پھلتی ہیں تو ان کے ایک ایک پھل پر اور جب پکتے ہیں تو ان میں سے ہر ایک کی پختگی پر نظر ڈالو اور غور کرو۔

ب۔"اِلٰی ثَمَرِہٖ"= ثمر الرمان و الزیتون۔

وہی تو ہے...... جو ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں اور باہم مختلف بھی ہیں انار اور زیتون کے درخت پر نظر ڈالو جب بھی ثمر بار ہوتا ہے اور جب ثمر پختہ ہوتا ہے اس پر بھی غور کرو ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں قدرت کی نشانیاں موجود ہیں۔

- "قَدْ جَآءَ کُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّکُمْ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِہٖ، وَمَنْ عَمِیَ فَعَلَیْھَا" الخ (۱۰۴)۔

"لِنَفْسِہٖ"= لِنَفْسِ مَن "عَلَیْھَا"= عَلی النفس۔

توضیح:

اے محمد لوگوں سے کہہ دو تمہارے پاس پروردگار کی طرف سے روشن دلیلیں پہنچ چکیں تو جس نے ان کو آنکھ کھول کر دیکھا اس نے اپنا بھلا کیا اور جو اندھا بنا رہا اس نے اپنے حق میں (اپنے بارے میں) بُرا کیا۔

- –وَ کَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ وَلِیَقُوْلُوْا دَرَسْتَ وَلِنُبَیِّنَهٗ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ (۱۰۵)۔

الف۔"لِنُبَیِّنَهٗ"= لِنُبَیِّن الایات، إعادة الضمیر مفرداً علی معنی الآیات إنّھا القرأن کأنه قال: و کذالك نصرف القرآن۔

توضیح:

اور ہم اسی طرح اپنی آیتیں پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں تاکہ کافر یہ نہ کہیں کہ تم

یہ باتیں اہل کتاب سے سیکھے ہوئے ہو،اور تاکہ ہم سمجھنے والوں کے لئے قرآن کو بالکل صاف واضح کر دیں۔

ب۔ "لِنُبَيِّنَهُ"= نُبَيِّنَ القرآن،اگرچہ لفظاً اس کاذکر نہیں آیا لیکن قرآن آیات پر مشتمل ہے،اس لئے بينَ القرآن۔

اور ہم اسی طرح...... تاکہ ہم سمجھنے والوں کے لئے قرآن واضح کر دیں۔

ج۔ "لِنُبَيِّنَهُ"= نبيّنَ الكتاب یہ "دَرَسْتَ" سے ظاہر ہے۔

اور ہم...... تاکہ سمجھنے والوں کے لئے کتاب واضح کر دیں۔

د۔ "لِنُبَيِّنَهُ"= نُبَيِّنَ البين= مصدر الفعل۔

تاکہ سمجھنے والوں کے لئے بیان خوب اچھی طرح واضح کر دیں۔

● -وَنُقَلِّبُ اَفْئِدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖٓ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ (١١٠)۔

الف۔ "بِه"= باللّٰهِ۔

توضیح:

ہم اسی طرح ان کے دلوں اور ان کی نگاہوں کو پھیر رہے ہیں جس طرح یہ پہلی بار تذکیر کے باوجود اللہ پر ایمان نہیں لائے تاہم ہم ان کو ڈھیل دیتے رہیں گے، شیطانی وسوسہ یعنی ان کی دلفریب باتوں پر مائل ہوں اور وہ آخرت فراموش لوگ شیطانوں کی وحی شیطانی وسوسہ، شیطان کی دلفریب باتیں پسند کریں اور جن بُرائیوں کا اکتساب وہ کرتے تھے وہی کرتے رہیں۔

● - اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا، وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتَابَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ (١١٤)۔

"انّہٗ"= أن الكتٰب المفصل أى القرآن۔

توضیح:

کہو! کیا میں خدا کے سوا کوئی اور حاکم مصنف تلاش کروں، حالانکہ اسی نے پوری تفصیل سے تمہاری طرف کتاب نازل کردی ہے، اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی تھی وہ اہل کتاب جانتے ہیں کہ فی الحقیقت قرآن تمہارے پروردگار ہی کی جانب سے برحق نازل ہوا ہے تو تم اب ہرگز شک کرنے والوں میں شامل نہ ہو۔

- —وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّ عَدْلًا، لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ، وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ(۱۱۵)۔

الف۔"كَلِمٰتِهٖ"= كَلِمَات اللّٰهِ۔

توضیح:

اور تمہارے رب کی باتیں سچائی اور انصاف میں کامل ہیں، اللہ کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں اور وہ سنتا اور جانتا ہے۔

ب۔"كَلِمٰتِهٖ"= كلمات القرآن۔

اور تمہارے......اور اس کلام قرآن کو کوئی بدلنے والا نہیں، اور اللہ سنتا جانتا ہے۔

القول قول الأول۔

- "وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ"الخ(۱۲۱)۔

الف۔"إِنَّهٗ"= إن ما لم يذكر الخ۔

اور جس چیز پر خدا کا نام نہ لیا جائے وہ چیز مت کھاؤ، اس کا کھانا گناہ ہے۔

ب۔"إِنَّهٗ"= إن ترك الذكر یعنی بتاویل مصدر مفہوم من لَمْ يُذْكَرْ۔

اور جس پر......مت کھاؤ کسی بھی کھانے پر اللہ کا نام نہ لینا فسق ہے۔

توضیح:

کھانا شروع کرنے اور کھانا ختم کرنے پر اللہ کو یاد نہ کرنا گویا کفران نعمت ہے۔

انتباہ:

ف، س، ق، کے ایک معنی سوء یعنی برائی بھی ہے اور آیت میں ذبح کا ذکر صراحتاً نہیں ہے، اس لحاظ سے شاید یہ توجیہ بعید از عربیت نہ ہو۔

● ـوَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ[1] يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا، وَلَوْشَآءَ رَبُّكَ مَافَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ (۱۱۲)۔

"مَافَعَلُوْهُ"= مَافَعَلُوْا الإيحاء، مصدر المفهوم من الفعل۔

توضیح:

اور اسی طرح ہم نے شیاطین جن وانس کو ہر پیغمبر کا دشمن بنا دیا تھا وہ دھوکہ دینے کے لئے ایک دوسرے کے دل میں چکنی چپڑی باتیں ڈالتے رہتے تھے اور اگر تمہارا پروردگار چاہتا تو وہ ایسی بات ایک دوسرے کے دل میں نہ ڈالتے، تم ان کو اور ان کی افترا پردازیوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔

انتباہ:

زیر غور ضمیر کے مرجع کے تعین میں تین اقوال اور ہیں (۱) زخرف القول (۲) عداوت (۳) غرور، مگر ان سب میں تکلف زیادہ اور عربیت کم ہے۔

(۱) شیطین الانس والجن: یہاں باب میں نص ہے کہ قرآن مجید نے جنہیں اپنی اصطلاح میں شیاطین کہا ہے، وہ ہمیشہ جنات ہی نہیں ہوتے، جو بھی انسان شیطان کی نیابت انجام دینے لگے، وہ گویا شیطان بہ قالب انسان ہے (تفسیر ماجدی، ص ۸۷)۔

● -وَلِتَصْغٰٓى اِلَيْهِ اَفْئِدَةُ الَّذِيْنَ لَايُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوْا مَاهُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ(۱۱۳)۔

"اِلَيْهِ"= إلى إيحاء الشياطين، "لِيَرْضَوْهُ"= ليرضوا إيحاء الشياطين۔

توضیح:

یعنی شیاطین ایک دوسرے کوملمع کی ہوئی فریب کی باتیں اس لئے سکھلاتے ہیں کہ انہیں سن کر جولوگ دنیا کی زندگی میں غرق ہیں، اور دوسری زندگی کا یقین نہیں رکھتے، ان ابلہ فریب باتوں کی طرف مائل ہوجائیں، اوران کو دل سے پسند کرنے لگیں، اور پھر کبھی بُرے کاموں اور کفروفسق کی دلدل سے نکلنے نہ پائیں۔

تشریح:

اب شیطانی وسوسہ اندازیوں کی غرض وغایت کا بیان ہے، لِتَصْغٰٓى میں "ل" غرض وغایت کے اظہار کے لئے ہے۔

اللام: لام کَی (قرطبی)۔

الذين لايومنون بالآخرة: سرکشی ونافرمانی کے مقابلہ میں اصلی سپر یہی خوف آخرت ہے، اس بنیاد کا کمزور ہونا ہی شیطان کی آغوش میں جاپڑنا ہے۔

ولتصغى اليه افئدة: گمراہی کے سلسلہ میں پہلا درجہ اسی میلانِ نفس کا ہوتا ہے۔

وليرضوه: دوسرا درجہ میلانِ نفس کے بعد یہ ہوتا ہے کہ انسان ان گمراہانہ عقائد کو اعتقادِ قلب کے ساتھ پسند واختیار کرنے لگتا ہے۔

وليقترفوا: تیسری منزل عملاً معاصی میں مبتلا ہوجانے کی ہوتی ہے۔

● "فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ"(۱۲۵)۔

الف۔ "يَشْرَحْ صَدْرَهُ"= يَشْرَحُ اللّٰهُ صَدْرَهُ، "يَجْعَلْ صَدْرَهُ"= يَجْعَلُ اللّٰهُ صَدْرَهُ۔

توضیح:

تو جس شخص کو خدا چاہتا ہے کہ ہدایت بخشے تو خدا اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے کہ گمراہ کرے تو اس کے سینہ کو تنگ اور گھٹا ہوا کر دیتا ہے گویا وہ آسمان پر چڑھ رہا ہے۔

ب۔ "يَشْرَحْ"= يَشْرَح الهدى۔

تو جس شخص کو خدا چاہتا ہے کہ ہدایت عطا کرے تو ہدایت اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتی ہے اور جس شخص کو خدا چاہتا ہے کہ الخ۔

القول قول الاول۔

● "قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ عَامِلٌ، فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ، مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ......"الخ (۱۳۵)۔

"اِنَّهٗ"= اِنَّ الشان۔

توضیح:

کہہ دو کہ لوگو! تم اپنی جگہ عمل کئے جاؤں میں اپنی جگہ عمل کئے جاتا ہوں، عنقریب تم کو معلوم ہوجائے گا کہ آخرت میں بہشت کس کا گھر ہوگا، کچھ شک نہیں کہ ظالم کبھی بھلائی نہیں پائیں گے۔

● —وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ لِيُرْدُوْهُمْ وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ وَلَوْشَآءَ اللّٰهُ مَافَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ (۱۳۷)۔

الف۔ "مَافَعَلُوْهُ"= مَافَعَلُوْا القتل۔

توضیح:

اور اس طرح بہت سے مشرکوں کو ان کے شریکوں نے بچوں کو جان سے مار ڈالنا اچھا کر دکھایا ہے تاکہ انہیں ہلاکت میں ڈال دیں اور ان کا دین ان کے لئے مشتبہ کر دیں خدا چاہتا تو وہ اپنی اولاد کو قتل نہ کرتے تم ان کو چھوڑ دو وہ جانیں اور ان کی افترا پردازیاں۔

ب۔ "مَافَعَلُوْهُ" = مافعلوا ذالک یعنی ضمیر کا استعمال بطور اسم اشارہ۔

...... اور اگر خدا چاہتا تو وہ ایسا کوئی کام نہ کرتے، خواہ وہ قتل اولاد ہو یا ہلاکت میں ڈالنا ہو (۲) یا بات کو رنگین وخوش نما بنانا (۳) یا دین میں شک وشبہہ پیدا کرنا ہو۔

- وَهُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَیْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّیْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَیْرَ مُتَشَابِهٍ، كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ و اٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ، وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَایُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ (۱۴۱)۔

"اُكُلُه" = اُكُلُ الزرع۔

توضیح:

اور خدا ہی تو ہے جس نے باغ پیدا کئے منڈوں پر چڑھائے ہوئے بھی اور منڈوں پر نہیں چڑھائے ہوئے بھی اور کھجور اور کھیتی جس کے پھل طرح طرح کے ہوتے ہیں اور زیتون اور انار جو بعض باتوں میں ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں اور بعض باتوں میں نہیں ملتے، اس کھیتی کے پھل کھاؤ جب وہ پھلیں اور جس دن کھیتی کاٹو تو اس پیداوار سے خدا کا حق بھی ادا کرو اور بے جا خرچ نہ کرنا کہ خدا بے جا خرچ کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

ثمرہ: ثمر جمیع ماتقدم ذکرہ: ضمیر مجرور متصل واحد غائب متبادل اسم اشارہ "ذَالِكَ"۔

اس صورت میں نخل وزیتون ورمان سے غالباً پھل نہیں بلکہ ان کے درخت مراد

ہوں گے۔

اور خدا...... جب وہ بار آور ہوں تو ان کے پھل کھاؤ اور جس دن (پھل اتارو) کھیتی کاٹو تو اس پیداوار سے الخ۔

بعض مفسر زیر بحث مرجع کی تلاش میں نخل کی طرف نکل گئے اور کہا ہے:

چونکہ اس آیت میں کھجور اتارنے پر کسی کو کچھ دینا مذکور نہیں ہے اس لئے ثمرہ سے مراد نخل ہو گا۔

کچھ اور بزرگوں نے فرمایا ثمر سے مراد زیتون و رمان ہے کہ ضمیر سے قریب ترین مذکور یہی ہیں اور کلام عرب میں کبھی کبھار تثنیہ کے لئے واحد کا صیغہ بھی آتا ہے۔

یاد داشت:

اس صورت کی آیت رقم (۱۰۰) پر بھی نظر رکھنا مناسب ہو گا۔

انتباہ:

شرعی باریکیوں سے قاضیوں کو واقف کرانے کے لئے ایسی توجہیں ہرگز بے ضرورت نہ سمجھی جائیں۔

- قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ یَّكُوْنَ مَیْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ، فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ(۱۴۶)۔

"یَطْعَمُهٗ"= یطعم الطعام، إن کل ذالك أن یکون الماکول میتة "إنَّهٗ"= إن جمیع المذکور، أن کل ذالك "به"= بما ذکر علیه إسم غیر اللّٰه أی ماذبح باسم غیر اللّٰه۔

توضیح:

کہئے جو وحی مجھ پر نازل ہوئی ہے، اس میں کھانے کی کوئی چیز جسے کھانے والا کھائے حرام نہیں کی گئی مگر مرا ہوا جانور یا بہتا ہوا خون یا سور کا گوشت تو یہ کھانا حرام کیا گیا، یہ سب ناپاک ہے یا فسق ہے کہ خدا کے سوا کسی اور کے نام پر (غیر اللہ کے نام پر) ذبح کیا گیا ہے یہ بھی حرام ہے۔

انتباہ:

"اِنَّهٗ" کے بارے بعض معربوں نے ضمیر کا مرجع لحم خنزیر اور بعض نے خنزیر بتایا ہے، یہ دونوں توجیہیں بعید از صواب معلوم ہوتی ہیں، والعلم عند الخبیر۔

● -وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ، ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ(۱۵۳)۔

"سَبِیْلِهٖ"= سبیل اللّٰه۔

اسم مذکور نہیں ہے فحوائے کلام سے ظاہر ہے۔

توضیح:

میرا سیدھا راستہ یہی ہے تو تم میرے اسی راستہ پر چلنا اور دوسرے راستوں پر نہ چلنا کہ ان دوسروں راستوں پر چل کر تم خدا کے رستہ سے الگ ہو جاؤ گے۔

۷-اعراف

- -كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ (۲)۔

الف۔ "حَرَجٌ مِنْهُ" مِن الْكِتٰبِ۔

توضیح:

اے محمد یہ کتاب جو تم پر نازل ہوئی ہے اس کتاب سے تمہیں گراں باری نہ ہونی چاہئے، یہ اس لئے نازل ہوئی ہے کہ تم اس کتاب کے ذریعہ لوگوں کو ڈراؤ اور یہ ایمان والوں کے لئے یاددہانی ہے۔

ب۔ "مِنْهُ" = مِنَ الْاِنْزَالِ۔

اے محمد یہ کتاب جو تم پر نازل ہوئی ہے اس نزول سے تمہیں الخ۔

ج۔ "مِنْهُ" = من التبليغ یہ بھی باعتبار معنی ہے۔

اے محمد یہ کتاب جو تم پر نازل ہوئی ہے اس کے دوسروں تک پہنچانے میں تم کو الخ۔

د۔ "مِنْهُ" = من التكذيب: یہ بھی اعتبار معنی ہے۔

اے محمد یہ کتاب...... اگر اس کو کافر جھٹلائیں تو ان کے جھٹلانے سے تم کو دل تنگ نہ ہونا چاہئے۔

ھ۔ "مِنْهُ" = مِنَ الانذار۔

اے محمد اس کتاب کے ذریعہ لوگوں کو ڈرانے سے تم کو کوئی جھجک نہ ہونی چاہئے
آخرالذکر تینوں توجیہوں کی حیثیت تفسیری ہے انہیں کلام مبین کے ضمیروں کی تخریج کہنا درست نہیں معلوم ہوتا۔

● -وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَ هَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْهُمْ قَآئِلُوْنَ(۴)۔

"هُمْ قَآئِلُوْن"= الظالمون من القرى اسم مذکور نہیں ہے سیاق سے متعین ہوتا ہے۔

توضیح:

اور کتنی ہی بستیاں ہیں کہ ہم نے انہیں تباہ کر دیا جن پر ہمارا عذاب آیا تھا جب کہ وہاں کے ظالم باشندے رات میں سوتے ہوتے یا دن میں آرام کرتے ہوتے۔

● "قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ" الخ (۱۳)۔

الف۔ "مِنْهَا" اسم مذکور نہیں ہے مرجع غالبًا جنت ہے اور یہ بقرہ کی آیت (۳۴) سے ماخوذ ہے، اسی طرح "فيها" فی الجنة ہے۔

توضیح:

اللہ نے فرمایا تو بہشت سے اتر جا، تجھے شایان نہیں کہ یہاں غرور کرے، بس نکل جا۔
ب۔ "منها"= من السماء، سماء وہ مقام ہے جہاں صرف اطاعت گزار رہتے ہیں یہ مقام نافرمانوں کا نہیں۔
اللہ نے فرمایا تو آسمان سے اتر جا، تجھے شایان نہیں کہ الخ۔
ج۔ (۲) "مِنْهَا"= من الأرض۔

د۔(۳)"مِنْهَا"= من الصور التی کان فیها۔
ھ۔(۴)"منها"= من المدینة کان فیها۔
و۔(۵)"منها"= من المنزلة الشریفة۔
آخر الذکر چاروں توجیہیں ایسی ہیں جن کی حیثیت شرح وتفصیل سے زیادہ نہیں معلوم ہوتیں۔

- "قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُ وْمًا مَّدْحُوْرًا......" الخ (۱۸)۔

"منها"= مِنَ الْجَنَّةِ. یا مِنَ السَّمَاءِ۔
تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو اس سورۃ کی آیت نشان (۱۳)۔

- "یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ لَایَفْتِنَنَّکُمُ الشَّیْطٰنُ کَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَیْکُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ یَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِیُرِیَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا اِنَّهٗ یَرٰکُمْ هُوَ وَقَبِیْلُهٗ مِنْ حَیْثُ لَاتَرَوْنَهُمْ" الخ (۲۷)۔

الف۔"اِنَّهٗ"= اِنَّ الشَّیْطٰنَ، "هُوَ"= اَلشَّیْطٰنُ، "قَبِیْلُهٗ"= قَبِیْلُ الشَّیْطٰنِ۔

توضیح:

اے اولاد آدم خبردار کہیں شیطان تمہیں بہکانہ دے جس طرح اس نے تمہارے باپ دادا کو بہکا کر بہشت سے نکلوادیا اور ان سے ان کے کپڑے اتروادیئے تاکہ ان کے ستر ان کو کھول کر دکھادے، شیطان اور اس کے بھائی تم کو ایسی جگہ سے دیکھتے رہتے ہیں جہاں سے تم ان کو نہیں دیکھ سکتے۔

ب۔"اِنَّهٗ"= إن الشأن و الحدیث۔
اے اولاد آدم...... حقیقت یہ ہے کہ شیطان اور اس کے بھائی تم کو الخ۔

- "اَلَّذِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَیَبْغُوْنَهَا عِوَجًا، وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ کَافِرُوْنَ" الخ (۴۵)۔

"يَبْغُوْنَهَا"= يَبْغُوْنَ السَّبِيْل۔
دیکھئے: آل عمران کی آیت (۹۹) فقرہ (۱۶)۔

- "وَهُوَ الَّذِیْ يُرْسِلُ الرِّيْحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَیْ رَحْمَتِهٖ، حَتّٰى إِذَا اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ" الخ (۵۷)۔

"رَحْمَتِهٖ"= رحمة المرسل أی رحمة اللّٰه۔

الف۔ "سحابا"= نکرہ موصوفہ، سُقْنٰهُ= سقنا السحاب، "فَاَنْزَلْنَا بِهٖ"= أنزلنا بالبلد، ب ظرفیہ اور اسم سے قریب ترین، "فَاَخْرَجْنَا بِهٖ"= اَخْرَجْنَا بِالماء۔

توضیح:

اور وہ اللہ ہی تو ہے جو اپنی رحمت سے پہلے ہواؤں کو خوش خبری بنا کر بھیجتا ہے یہاں تک کہ جب وہ بھاری بادلوں کو اٹھا لاتی ہیں تو ہم ان بادلوں کو ایک مری ہوئی بستی کی طرف ہانک دیتے ہیں پھر بستی میں مینہ برساتے ہیں، پھر مینہ سے بستی کے لئے ہر طرح کے پھل پیدا کرتے ہیں، اسی طرح ہم مردوں کو زمین سے زندہ کر کے باہر نکالیں گے۔

ب۔ "فَاَنْزَلْنَا بِهٖ"= بالسحاب، ب برائے سبب "فَاَخْرَجْنَا بِهٖ"= بِالْبَلَدِ۔
اور وہ اللہ ہی تو ہے...... پھر بادلوں کی وجہ سے پانی برساتے ہیں اور پھر مینہ سے ان کے لئے ہر طرح کے پھل پیدا کرتے ہیں الخ۔
یہ تخریجیں احتمالی ہیں ان میں تکلف بھی ہے، اقرب الی الصواب پہلی تخریج ہے۔

ملحوظہ:

معربوں نے توجیہ کی حد متعین کرنے کے لئے یہ ضعیف احتمال بھی بتادیا کہ "أنزلنا بِهٖ"، کا مرجع سوق بھی ہو سکتا ہے، "سُقْنَا" سے ماخوذ۔

● "قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ" الخ(۷۵)۔

الف۔"مِنْ هُمْ" من المستضعفين، بدل بعض قوم مبدل منه۔

توضیح:

قوم صالحؑ کے ان سرداروں نے جو بڑے بنے بیٹھے تھے خستہ حال سمجھے جانے والے گروہ کے ان لوگوں سے جو ایمان لاچکے تھے کہا: کیا تم یقین رکھتے ہو کہ صالحؑ اپنے پروردگار کی طرف سے بھیجے گئے ہیں؟

توضیح:

خستہ حال وکمزور طبقہ میں غالباً بعض مومن تھے اور بعض کافر۔

ب۔"مِنْهُمْ"= من ثمود، من قوم صالح، بدل کل۔

قوم صالحؑ کے سرداروں نے جو بڑے بنے بیٹھے تھے خستہ حال وپس افتادہ گروہ سے جو ایمان لاچکا تھا کہا کیا تم یقین رکھتے ہو الخ۔

توضیح:

اس صورت میں ایمان لانے والے صرف خستہ حال وپس افتادہ لوگ تھے ان میں مومن وکافر کی تفریق نہیں تھی۔

● "وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْیَتِكُمْ"(۸۲)۔

"قَوْمِهٖ"= قول لوط، "اَخْرِجُوْهُمْ"= اَخْرِجُوْا آل لوط، "اِنَّهُمْ"= إن آل لوط۔لفظوں میں اسم مذکور نہیں ہے، مرجع سیاق سے ظاہر ہے۔

توضیح:

جب لوط نے اپنی قوم کو اس کے حد سے نکل جانے پر متنبہ کیا تو قوم لوط سے اس کا جواب نہ بن پڑا اور بولے تو یہ بولے کہ لوط اور آل لوط کو تم اپنی بستی سے نکال باہر کرو۔

- "وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِه وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا" الخ (٨٦)۔

"اٰمَنَ بِه"= امن باللّٰه، اس سے پہلی والی آیت کا لفظ جلالہ نہ کہ اس آیت کا مضاف الیہ لفظ جلالہ۔

"تَبْغُوْنَهَا"= تبغون سبيل اللّٰهِ۔

دیکھئے: ال عمران آیت (۹۹) فقرہ (۱٦)۔

توضیح:

اور ہر راستہ پر مت بیٹھا کرو کہ راہ مارو جو شخص خدا پر ایمان لاتا ہے اسے تم ڈراتے اور راہ خدا سے روکتے اور اس میں کجی ڈھونڈتے ہو۔

- -قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِه لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا، قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَ (٨٨) قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِيْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰنَا اللّٰهُ مِنْهَا، وَمَايَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّعُوْدَ فِيْهَآ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا، وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا، عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ (٨٩)۔

"مِنْهَا"= مِنْ مِلَّتِكُمْ، "فِيْهَا" فِيْ مِلَّتِكُمْ۔

توضیح:

شعیبؑ کی قوم میں جو لوگ سردار اور دانشور تھے کہنے لگے کہ شعیب یا تو ہم تم کو اور جو لوگ تمہارے ساتھ ایمان لائے ہیں ان کو اپنے شہر سے نکال دیں گے یا تم ہماری ملت میں ہمارے کیش و مذہب میں لوٹ آؤ، اس پر شعیب نے کہا: خواہ ہم تمہاری ملت سے بیزار ہوں تب بھی؟ اگر ہم اس کے بعد کہ خدا ہمیں اس سے نجات بخش چکا ہے تمہاری ملت میں لوٹ جائیں تو بے شک ہم نے خدا پر جھوٹ باندھا اور ہمیں شایان نہیں کہ ہم تمہاری ملت میں لوٹ جائیں الخ۔

انتباہ:

یہاں کسی نے ٹھیک لکھا ہے کہ اَبْعَدَ مَنْ ذَهَبَ إِلىٰ اَنَّ الضَّمِيْرَ فِيْ مِنْهَا وَ فِيْهَا يَعُوْدُ إِلَى الْقَرْيَةِ۔

- "فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ، الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا" الخ(۹۱-۹۲)۔

"لَمْ يَغْنَوْا فِيْهَا" = فِيْ دَارِهِم، عربی میں دَارٌ مونث سماعی ہے۔

توضیح:

جن لوگوں نے شعیبؑ کو جھٹلایا تھا ان کو بھونچال نے آدبایا اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے۔

اور یہ منکرین ایسے برباد ہو گئے گویا وہ اپنے گھروں میں کبھی آباد ہی نہیں تھے۔

یادداشت:

لفظ دار بطور مؤنث مندرجہ ذیل سورتوں میں آیا ہے:

(بقرہ/۹۴۔ اعراف/۱۴۵۔ انعام/۳۲۔ ہود/۶۷، ۶۸۔ قصص/۸۳، عنکبوت/۶۴۔ احزاب/۲۹۔ فاطر/۳۵)۔

انتباہ:

سورۂ نحل (۳۰) "نِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ" یہاں غالبًا باعتبار لفظ دار بطور مذکر آیا ہے۔

- "تِلْكَ الْقُرٰى نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبَآئِهَا، وَلَقَدْ جَآءَ تْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ، فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ" ......الخ (۱۰۱)۔

"جَآءَ تْهُمْ"= جَآءَ تِ الرُسُلُ اَهْلَ الْقُرٰى "رُسُلُهُمْ"= رسل أهل القرىٰ إضافة البعض إلى الكل۔

توضیح:

یہ بستیاں ہیں جن کے کچھ حالات ہم تم کو سناتے ہیں اور اہل قریہ کے پاس ان کے پیغمبر خدا کی طرف سے کھلی نشانیاں لے کر آئے۔

- "ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ إِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَائِهٖ فَظَلَمُوْا بِهَا" الخ (۱۰۳)۔

الف۔ "بَعْدِهِمْ"= بَعْدِ الْاَنْبِيَاءِ المذكورين، "بِهَا" بِاٰيٰتِنَا۔

توضیح:

پھر نوح وہود وصالح ولوط وشعیب علیہم السلام کے بعد ہم نے موسیٰ کو نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے ارباب بست وکشاد کے پاس بھیجا تو انہوں نے ان آیتوں کا انکار کیا۔

ب۔ "بَعْدِهِمْ" = بعد الأمم۔

پھر نوح وہود وصالح ولوط وشعیب علیہم السلام کی قوموں کے مر جانے کے بعد ہم موسیٰ کو الخ۔

- فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ (١٠٧)۔

"هِيَ" = العصیٰ (لاٹھی)۔

توضیح:

موسیٰ نے اپنی لاٹھی زمین پر ڈال دی تو وہ اسی وقت کھلا اژدہا بن گئی، عصا مؤنث سماعی ہے، ظاہر ہے کہ ضمیریں بھی مؤنث آئیں گی۔

یہ لفظ جن سورتوں میں آیا ہے وہ یہ ہیں:

(اعراف ۱۱۷۔ طہ ۱۸۔ نمل ۱۰۔ شعراء ۳۲، ۴۵۔ قصص ۳۱)۔

- وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ (١٠٨)۔

توضیح:

اور موسیٰ نے اپنا ہاتھ اپنی بغل سے نکالا تو وہ اسی دم دیکھنے والوں کی نگاہوں میں سفید براق تھا یہ مونث سماعی ہے۔

اور تنزیل میں درج ذیل سورتوں میں بصیغہ واحد آیا ہے۔

(مائدہ ۶۴ (مغلولۃ)۔ اسراء ۲۹ (مغلولۃ)۔ طہ ۲۲ (تخرج)۔ نور ۴۰ (میر لہا)۔

شعراء/ ۲۳(ھی)۔ نحل/ ۲۱(تخرج)۔ قصص/ ۳۲(تخرج)۔

- "قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ" الخ (۱۲۳)۔
- "وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا" الخ (۱۳۷)۔

الف۔ "بِهٖ" بِرَبِّ موسیٰ وہارون یا صرف رب۔

فرعون نے کہا: پیشتر اس کے کہ میں تمہیں اجازت دوں تم رب موسیٰ وہارون پر ایمان لائے؟۔

توضیح:

ایسا رب جس کی صفتیں موسیٰ نے بیان کی ہیں۔

ب۔ "بِهٖ" = بموسیٰ۔

فرعون نے کہا...... تم موسیٰ پر ایمان لائے الخ۔

- فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِى الْيَمِّ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ (۱۳۶)۔

الف۔ "عَنْهَا" = عن الأيات۔

توضیح:

تو ہم نے فرعون اور اس کے ساتھیوں سے بدلہ لے ہی لیا کہ ان کو سمندر میں ڈبو دیا، اس لئے کہ وہ ہماری آیتوں کو جھٹلاتے اور ان آیتوں سے بے پرواہی کرتے تھے۔

ب۔ "عنها" = عن النقمة۔

تو ہم نے فرعون...... آیتوں کو جھٹلاتے تھے اور ہمارے انتقام سے بے پرواہ تھے۔

"مَغَارِبَهَا" = مغارب الأرض۔

ارض سے بظن غالب ارض فلسطین و کنعان مراد ہے۔

"فِيْهَا" = فِي المشارق والمغارب۔

توضیح:

اور جو لوگ کمزور اور پس ماندہ سمجھے جاتے تھے ان کو ملک کے مشرق و مغرب کا وارث کر دیا ان ملکوں کے سب حصوں کو پورے ملک کو ہم نے برکت دی تھی۔

- "وَكَتَبْنَا لَهُ فِي الْأَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْعِظَةً وَّ تَفْصِيْلاً لِّكُلِّ شَيْءٍ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّأْمُرْ قَوْمَكَ يَأْخُذُوْا بِأَحْسَنِهَا" الخ (۱۴۵)۔

"خُذْهَا" = خُذْ الألواح، اسی طرح: "أَحْسَنِهَا" = أَحْسَنِ الألواح۔

توضیح:

ہم نے خصوصی تختیوں میں موسیٰ کے لئے ہر قسم کی نصیحت اور ہر چیز کی تفصیل لکھ کر دی، پھر اس سے کہا: ان تختیوں کو مضبوط پکڑے رہو اور اپنی قوم سے بھی کہہ دو کہ ان احکام کو جو ان میں درج ہیں جو سب کے سب بہتر ہیں انہیں پکڑے رہیں ان پر عمل کرتے رہیں۔

ملحوظہ:

بعض لوگوں نے ضمیر منصوب متصل مؤنث "خُذْهَا" کو "كُلِّ شَيْءٍ" کی طرف اس معنی میں پھیرا ہے کہ "کل شیء" سے مراد اشیاء ہیں یا الواح کی تعبیر لفظ توراۃ سے کر کے اس کی ضمیر کا مرجع توراۃ بنانا چاہا ہے۔

اور بعضوں نے صیغہ امر سے رسالات نکال کر ضمیر مذکور کو ان کا قائم مقام دکھانے کی کوشش فرمائی ہے۔

● "وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ" الخ (۱۴۸)۔

"مِنْۢ بَعْدِهٖ" دیکھئے: بقرہ آیت نشان (۹۲)۔

● -وَالَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِهَا وَاٰمَنُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (۱۵۳)۔

"تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِهَا" = تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ السَّيِّاٰتِ۔

"اِنَّ رَبَّکَ مِنْۢ بَعْدِهَا" = اِنَّ ربک من بعد التوبة، المصدر المفهوم من تابوا۔

توضیح:

اور پھر جنہوں نے بُرے کام کئے پھر ان برے کاموں کے بعد توبہ کرلی اور ایمان لے آئے پھر اس کے بعد توبہ کرلی تو کچھ شک نہیں کہ تمہارا پروردگار اس توبہ کے بعد تم کو بخش دے وہ بہت بخشنے والا مہربان ہے۔

● -اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (۱۵۷)۔

"يَجِدُوْنَهٗ" يَجِدُوْنَ محمداً: اسم محمد، "بِهٖ" بمحمد عزروه، عزروا محمداً "نَصَرُوْهُ" نَصَرُوْا محمداً "مَعَهٗ" مع محمد۔

توضیح:

وہ لوگ محمد رسول اللہ کی جو امی ہیں پیروی کرتے ہیں ان کے اوصاف کو اپنے ہاں

توراۃ اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں وہ رسول انہیں نیک کام کا حکم دیتے ہیں اور بُرے کام سے روکتے ہیں اور پاک چیزوں کو ان کے لئے حلال کرتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام ٹھہراتے ہیں اور ان پر سے بوجھ اور طوق جو ان کے گلے میں تھے اتارتے ہیں تو جو لوگ محمد پر ایمان لائے اور ان کی رفاقت کی اور انہیں مدد دی اور جو نور ان کے ساتھ نازل ہوا ہے، (قرآن) اس کی پیروی کی وہی مراد پانے والے ہیں۔

ملحوظہ:

"معه" کی ضمیر مجرور متصل کی جبرئیل کی طرف رجوع کرنا بظاہر بعید از صواب بلکہ نادرست معلوم ہوتا ہے، والعلم عند الخبیر۔

- –قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا نِ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ، فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ (۱۵۸)۔

"اِتَّبِعُوْهُ" = اِتَّبِعُوْ الرَّسُوْلَ الْاُمِّيَّ۔

توضیح:

اے محمد کہہ دو کہ میں تم سب کی طرف خدا کا بھیجا ہوا ہوں اللہ ہی آسمانوں اور زمین کا مالک ہے، اس کے سوا اور الہ نہیں، وہی زندگی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے تو خدا پر خدا کے رسول پیغمبر امّی پر جو خدا کے تمام کلام پر ایمان رکھتا ہے، ایمان لاؤ اور اس رسول کی پیروی کرو تاکہ ہدایت پاؤ۔

- –اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ، وَّاَنْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِاقْتَرَبَ

اَجَلُهُمْ فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَهٗ یُؤْمِنُوْنَ(۱۸۵)۔
الف۔"حَدِیْثٍ بَعْدَهٗ"= بعد هذا۔

توضیح:

کیاانہوں نے آسمانوں اور زمین کے نظم وضبط پر اور جو چیزیں خدا نے پیدا کی ہیں ان پر غور نہیں کیا اور کیا اس بات پر بھی خیال نہیں کیا کہ عجب نہیں ان کی موت کا وقت نزدیک آگیا ہے تو وہ اس آگاہی وتنبیہ کے بعد پھر کس بات پر ایمان لائیں گے۔
ب۔"بَعْدَهٗ"= بعد القرآن، قرآن کا ذکر نہیں آیا لیکن باعتبار معنی ضمیر اس کی طرف راجع ہو سکتی ہے،
کیاانہوں نے...... غور نہیں کیا وہ اللہ کے کلام کے بعد جو سراسر حق وصداقت ہے، پھر کس بات پر ایمان لائیں گے۔
ج۔"بَعْدَهٗ"= بعد الأجل۔
......خیال نہیں کیا کہ ان کی موت کا وقت قریب آگیا ہے تو اب موت آجانے کے بعد کس بات پر ایمان لائیں گے اب تو ایمان لانے کا کوئی فائدہ نہیں۔

ملحوظہ:

الف وبا قریب المعنی ہیں، جیم قابل غور وبحث ہے۔
بعض معربوں نے "بعدہ" کی تفسیر بعد محمد کی ہے۔

- —هُوَ الَّذِیْنِ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِیَسْکُنَ اِلَیْهَا، فَلَمَّا تَغَشّٰهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِیْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَیْتَنَا صَالِحًا لَّنَکُوْنَنَّ مِنَ الشّٰکِرِیْنَ(۱۸۹)۔

"مِنْهَا"= مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ،ایک ہی جان سے۔

"يَسْكُنَ إِلَيْهَا"= يسكن الزوج إلى زوجته يسكن الرجل إلى الإمرأة۔

"تَغَشّٰهَا"= تَغَشَّ الزوج المرأة "مَرَّتْ بِهٖ"= مَرَّتْ بالحمل۔

دعو اللّٰه ربهما مرد اور عورت دونوں نے اپنے پروردگار سے دعا مانگی ضمیروں کی یہ تخریج قرینہ لفظی پر مبنی ہے، قرینہ معنوی سے بھی اس کی پوری توثیق ہوتی ہے۔

توضیح:

تمہارا پروردگار وہی ہے جس نے اکیلی جان سے تمہیں پیدا کیا اور اس کی جنس سے اس کا جوڑا بنایا تاکہ عورت کی رفاقت میں مرد چین پائے، پھر جب عورت کو مرد ڈھانپتا ہے تو عورت کو حمل ٹھہر جاتا ہے، پہلے حمل کا بوجھ ہلکا ہوتا ہے اور عورت حمل کے دن گزار دیتی ہے پھر جب بوجھل ہو جاتی ہے تو عورت اور مرد دونوں اللہ سے دعا مانگتے ہیں کہ وہ ان کا پالن ہار ہے یا اللہ ہم دونوں تیرے شکر گذار ہوں گے اگر ہمیں ایک تندرست بچہ عنایت فرمائے۔

- –فَلَمَّآ اٰتٰهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰهُمَا فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ(۱۹۰)۔

"لَهٗ"= لِلّٰهِ۔

توضیح:

جب اللہ نے ان دونوں کو ایک تندرست بچہ دے دیا تو یہ دونوں اللہ کی بخشش میں دوسروں کو اس کا شریک ٹھہرانے لگے، اس سے اللہ کی ذات بہت بلند ہے۔

۸-انفال

● -اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّیْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ(۹) وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ(۱۰)۔

"جَعَلَهُ"= الإمداد، "إِنِّیْ مُمِدُّكُمْ" سے ظاہر ہے، "لِتَطْمَئِنَّ بِهٖ" لِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بامداد۔

توضیح:

اور اس امداد کو خدا نے محض بشارت بنایا تھا تا کہ تمہارے دل اس بشارت سے اطمینان حاصل کریں اور نصرت تو اللہ ہی کی طرف سے ہے بے شک خدا غالب حکمت والا ہے۔

ملحوظہ:

معربوں نے اس ضمیر منصوب متصل واحد مذکر کی توجیہ میں "استجاب"= فریاد کا جواب یا الف: ''ہزار، یا ارداف'': پے در پے آنا بھی بتائے ہیں لیکن پہلا قول اقرب الی الصواب ہے۔

یہاں سورۂ آل عمران کی آیت نشان (۱۲۵) سے مقابلہ کیجئے فقرہ (۱۹)۔

● -اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ وَلِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ(۱۱)۔

الف۔ "مِنْهُ"= مِنَ اللّٰهِ "بِهٖ" بالماء يُثَبِّتَ بِهٖ= بالماء۔

توضیح:

وہ واقعہ یاد رکھو جب اللہ نے تمہاری تسکین کے لئے اپنی طرف سے تم پر غنودگی طاری کردی اور تم پر آسمان سے پانی برسایا تاکہ تم کو اس پانی سے نہلا کر پاک کردے اور تم کو اس کے ذریعہ شیطانی گندگی سے پاک کردے اور اس لئے بھی کہ تمہارے دلوں کو مضبوط کردے اور پانی کے ذریعہ تمہارے پاؤں جمائے رکھے۔

ب۔ "مِنْهُ"= مِن المدد، "يُثَبِّت بِهٖ"= بالربط ليربط سے ظاہر ہے۔

مفہوم شائد کچھ اس طرح ہے:

دشمن سے محفوظ رکھنے کے لئے اللہ نے تم پر اپنی طرف سے غنودگی طاری کردی اور تم پر آسمان سے پانی برسایا تاکہ تم کو اس سے پاک کردے اور اسی سے شیطانی گندگی بھی دور کردے اور نظم وضبط سے تمہارے دلوں کو مضبوط کردے اور میدان میں تمہارے قدموں کو جمادے۔

ملحوظہ:

بعض مفسرین نے "بہ" کی تاویل "بِاِرْسَالِ الملائِكَةِ" سے کی ہے۔

● -ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ، وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ(۱۳)۔

توضیح:

یہ سزا اس لئے دی گئی کہ انہوں نے خدا اور اس کے رسول کی مخالفت کی اور جو شخص خدا لور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے تو خدا بھی سخت عذاب دینے والا ہے۔

- -ذٰلِكُمْ فَذُوْقُوْهُ وَاَنَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابَ النَّارِ (۱۴)۔

"ذُوْقُوْه"= ذوقوا العقاب۔

اس سزا کا مزہ تو یہاں اسی دنیا میں چکھو اور جانے رہو کہ کافروں کے لئے آخرت میں دوزخ کا عذاب بھی تیار ہے۔

- "فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى، وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا" الخ (۱۷)۔

"مِنْهُ"= الرمی "مِن" سببیہ۔

توضیح:

اور کافروں کو تم نے قتل نہیں کیا بلکہ خدا نے قتل کیا اور اے محمدؐ جس وقت تم نے کنکریاں ماری تھیں تو وہ تم نے نہیں ماری تھیں بلکہ اللہ نے ماری تھیں اس سے یہ غرض تھی کہ اللہ مومنوں کو اس رمی کے ذریعہ اچھی آزمائش سے آزمائے۔

ملحوظہ:

باعتبار معنی "مِنْهُ" کی تفسیر من الظفر سے کی جا سکتی ہے مطلب یہ کہ:

اللہ جس طرح شر سے آزماتا ہے خیر بھی آزماتا ہے چنانچہ رسول اللہ کے کنکریاں مارنے سے جو حیرت ناک فتح ہوئی اس سے ایک مومن بصمیم قلب اللہ کا شکر گزار ہوتا ہے یا نہیں ظاہر ہو گیا۔

اردو کے بعض ترجموں میں "مِنْهُ" سے من اللّٰہ، مراد لیا گیا ہے اور ترجمہ کیا ہے تاکہ ایمان والوں پر اپنی طرف سے خوب احسان کرے۔

● —يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ(٢٠)۔

"لَا تَوَلَّوْا عَنْهُ" = عَنِ الرسول۔

توضیح:

اے ایمان والو خدا اور اس کے رسول کے حکم پر چلو اور رسول بات کریں تو سنتے ہوئے بے توجہی نہ کرو۔

ملحوظہ:

بطور تفسیر "عنه" سے عَنِ الجهاد یا عَنِ الأمر بالطاعة سے بھی وضاحت کی جاسکتی ہے لیکن ان میں سے کسی ایک کو بھی زیرِ غور ضمیر کا مرجع بنانا عربی مبین میں الجھن پیدا کرنا ہوگا۔

● —يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ(٢٤)۔

الف۔"اَنَّهٗ" = اَنَّ اللّٰهَ۔

توضیح:

مومنو! خدا اور اس کے رسول کا حکم قبول کرو جب کہ رسول خدا تمہیں ایسے کاموں کے لئے بلاتے ہیں جو تم کو زندگی جاوداں بخشتا ہے اور جان رکھو کہ خدا ایک انسان

اوراس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور یہ صرف اللہ ہی ہے کہ تم سب اسی کے روبرو اکٹھے کئے جاؤ گے۔

ب۔"اَنَّهٗ"= أن الشان۔

مومنو!......اور حقیقت یہ ہے کہ تم سب اللہ ہی کے سامنے گھیر کر لائے جاؤ گے۔

- وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ(۳۳)۔

الف۔"لِيُعَذِّبَهُمْ"= فيهم "معذبهم"= وهم ان سب ضمیروں کا مرجع کافر و مشرک ہے۔

توضیح:

اور خدا ایسا نہ تھا کہ جب تک اے نبی تم ان کافروں میں موجود تھے انہیں عذاب دیتا اور نہ ایسا تھا کہ کافر بخشش مانگیں اور خدا انہیں عذاب دے۔

ب۔"وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ"= وَالمؤمنون يَسْتَغْفِرُوْنَ۔

اور نہ ایسا تھا کہ مومن تو بخشش مانگتے رہیں (اپنے لئے اور کافروں کے لئے) اور خدا کافروں کو عذاب دے۔

- وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْٓا اَوْلِيَآءَهٗ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ(۳۴)۔

الف۔"اَوْلِيَآءَهٗ"= اَوْلِيَاءَ مسجد الحرام "لهم"= للكافرين والمشركين۔

توضیح:

اب ان کافروں اور مشرکوں کے لئے کون سی وجہ ہے کہ اللہ انہیں عذاب نہ دے

جب کہ وہ مسجد حرام میں مومنوں کو عبادت کرنے سے روکتے ہیں اور وہ اس مسجد کے متولی بھی نہیں، مسجد حرام کے متولی تو صرف پرہیزگار لوگ ہیں لیکن کافروں اور مشرکوں میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو یہ بات نہیں جانتی۔

ب۔"اَوْلِیَآءَہٗ"= اولیاءَ اللّٰہ۔

اوراب...... مسجد حرام کے متولی تو صرف اللہ کو دوست رکھنے والے لوگ ہیں الخ۔

- – وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ، اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ(٦١)۔

"لھا"= لسلم، عربی میں سلم مونث سماعی ہے۔

توضیح:

اور اگر یہ لوگ صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی صلح کی طرف مائل ہو جاؤ اور خدا پر بھروسہ رکھو، حقیقت یہ ہے کہ وہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔

- –اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ، وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا مَالَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى قَوْمٍ، بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ، وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ(٧٢)۔

توضیح:

جو لوگ ایمان لائے اور وطن سے ہجرت کر گئے اور خدا کی راہ میں اپنے مال و جان سے لڑے اور جنہوں نے ہجرت کرنے والوں کو جگہ دی اور ان کی مدد کی وہ آپس میں ایک

دوسرے کے رفیق ہیں اور جو لوگ ایمان تو لے آئے لیکن ہجرت نہیں کی تو جب تک وہ ہجرت نہ کریں تو ان کی رفاقت سے کچھ سروکار نہیں، اور اگر وہ تم سے دین کے معاملات میں مدد طلب کریں، تو تم کو مدد کرنی لازم ہے، مگر ان لوگوں کے مقابلہ میں کہ تم اور ان میں صلح کا عہد ہو مدد نہیں کرنی چاہئے اور خدا تمہارے سب کاموں کو دیکھ رہا ہے۔

● —وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ (۷۳)۔

الف۔"تَفْعَلُوْهُ"= التناصر، الاستنصار: الولاء۔

توضیح:

اور جو لوگ کافر ہیں وہ ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں تو اے مومنو! اگر تم بھی باہم ایک دوسرے کی مدد و حمایت نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ برپا ہو جائے گا اور بڑا فساد مچے گا۔

ب۔"تفعلوہ"= حفظ المیثاق۔

اور جو لوگ...... اگر تم اپنے کئے ہوئے عہد و پیمان کی پابندی نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ الخ۔

۹- برأۃ (توبہ)

- "وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖٓ اِلَی النَّاسِ یَوْمَ الْحَجِّ الْاَکْبَرِ اَنَّ اللّٰہَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ، وَرَسُوْلُہٗ، فَاِنْ تُبْتُمْ فَھُوَ خَیْرٌلَّکُمْ" الخ (۳)۔

ھو: التوب۔

توضیح:

اور حج اکبر کے دن خدا اور اس کے رسول کی طرف سے لوگوں کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ خدا مشرکوں سے بے راز ہے اور اس کا رسول بھی، اگر تم توبہ کر لو تو تمہارے حق میں یہ توبہ بہتر ہے۔

- "اِشْتَرَوْا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ ثَمَنًا قَلِیْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِہٖ" الخ (۹)۔

الف۔ "سَبِیْلِہٖ" = سبیل اللّٰہ۔

توضیح:

یہ کافر خدا کی آیتوں کے عوض تھوڑا سا نفع حاصل کرتے ہیں اور لوگوں کو اللہ کے رستہ سے روکتے ہیں۔

ب۔ "سبیلہ" = سبیل دین اللّٰہ: بحذف مضاف مفہوم من السیاق۔
یہ کافر خدا کی آیتوں کے عوض تھوڑا سا فائدہ حاصل کرتے ہیں اور لوگوں کو اللہ کے دین سے روکتے ہیں۔

ج۔ "سَبِیْلِہٖ" = سبیل عَبْدُاللّٰہ رسولہ یہ بھی ازروئے سیاق وسباق بحذف مضاف ہے۔

یہ کافر...... اور لوگوں کو رسول کی طرف جانے سے روکتے الخ۔
صلح حدیبیہ کی رو سے اس آیت کی ترجمانی شاید اس طرح ہو سکتی ہے:
یہ کافر...... لوگوں کو رسول اللہ سے کئے ہوئے معاہدہ کی پابندی سے روکتے ہیں الخ۔

د۔ "سبیلہ" = **سبیل مسجد الحرام بحذف مضاف۔**

یہ کافر...... اور لوگوں کو مسجد حرام کی راہ سے روکتے اور اس میں عبادت کرنے سے روکتے ہیں الخ۔

ھ۔ "سَبِیْلِہٖ" = سبیل آیات اللّٰہ أی القرآن۔

یہ کافر...... اور لوگوں کو قرآن کے بتائے ہوئے راستہ پر چلنے سے روکتے ہیں الخ۔
ازروئے عربیت آخری توجیہ بھی صحت سے دور نہیں معلوم نہیں ہوتی۔ والعلم عند الخبیر۔

- **-قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ، وَاللّٰهُ لَايَهْدِى الْقَوْمَ الْفَاسِقِيْنَ (۲۴)۔**

"سَبِیْلِہٖ" = سَبِیْلِ اللّٰہِ، اگرچہ مرجع کے بعد دوسرا اسم "رسولہ" آیا ہے، یہاں ضمیر سے قریب ترین اسم رجوع کرنے میں معنی فاسد ہو جاتے ہیں۔

توضیح:

اے محمدؐ آپ کہہ دیجئے اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور بیویاں اور خاندان کے آدمی اور مال جو تم کماتے ہو اور تجارت جس کے بند ہونے سے ڈرتے ہو اور مکانات جس کو تم پسند کرتے ہو خدا اور اس کے رسول سے اور خدا کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ عزیز ہوں تو ٹھہرے رہو تا آں کہ خدا اپنا حکم بھیجے۔

- **–هُوَ الَّذِىْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ، وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ(۳۳)۔**

الف۔ "يُظْهِرَهٗ"= يُظْهِرَهٗ الدين، "كُلِّهٖ"= كُلِّ الدِّيْنَ۔

توضیح:

وہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ دین حق کو ہر دوسرے دین پر غالب کردے۔

ب۔ "يُظْهِرَهٗ"= يُظْهِرَ الرَّسُوْلَ۔

وہی تو ہے...... تاکہ رسول کو ہر دین پر غالب کردے، خواہ وہ کوئی دین ہو الخ۔

بالفاظ دیگر رسول کو دنیا کے سارے دینوں پر غالب کردے۔

- **–يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ(۳۴)۔**

الف۔ "يُنْفِقُوْنَهَا"= الفضة يا الذهب وَالْفِضَة۔

ذھب کا استعمال عربی میں مؤنث سماعی بھی جائز ہے۔

توضیح:

مومنو! یہودیوں اور مسیحیوں کے بہت سے عالم اور درویش لوگوں کا مال ناحق وناروا کھاتے ہیں اور انہیں خدا کے راستہ سے روکتے ہیں اور جو لوگ چاندی اور سونا اپنے ذخیروں میں ڈھیر کرتے رہتے ہیں اور اس کو اللہ کی راہ میں نہیں خرچ کرتے تو اے نبی! تم انہیں دکھ دینے والے عذاب سے خبردار کردو۔

ب۔ "يُنفِقُوْنَهَا" = ينفقون الأموال۔

اے مومنو! بہت سے عالم و...... اور ان اموال کو راہ خدا میں نہیں خرچتے تو...... خبردار کردو۔

ج۔ "هَا" = الكنوز، يكنزون سے ظاہر ہے۔

مومنو! ذخیرہ کرتے اور اس ذخیرہ کو راہ خدا الخ۔

د۔ "هَا" = النفقة، یہ "يُنفِقُوْنَ" سے ثابت ہوتا ہے۔

مومنو! ...... کرتے اور اس خرچ ہونے والی چیز کو راہ خدا میں خرچ نہیں کرتے انہیں الخ، یہ توجیہ بعید از قیاس معلوم ہوتی ہے۔

- "يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ" الخ (۳۵)۔

"عَلَيْهَا وَبِهَا" یہاں وہ سب احتمالات ہیں جو اس آیت سے پہلے "ينفقونها" کی ضمیر منصوب متصل میں بیان ہوئے۔

توضیح:

ایک وقت آئے گا کہ وہ مال دوزخ کی آگ میں خوب گرم کیا جائے گا، پھر اس مال سے ان بخیلوں کی پیشانیاں اور پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی۔

- "اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ

يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ" (٣٦)۔

"مِنْهَا" = اِثْنٰى عَشر شهرا "فِيْهِنَّ" = اِثْنٰى عشر شهراً۔

وَكون الضمير جاء بلفظ "هن" ولم يجئ بلفظ "ها" كما جاء "مِنها أربعة حرم"؛ لأنه قد تقرر فى علم العربية:

اِنّ الهاء تكون لما زاد على العشرة تعامل فى الضمير معاملة الواحدة۔

المؤنثة فنقول الجذوع انكسرت۔

وأن النون والهاء والنون العشرة فما دونها إلى الثلاثة تقول: الأجذاع انكسرن۔

هذا هو الصحيح، وقد يعكس قليلاً، فنقول: الجذاع انكسرن والأجذاع انكسرت۔

وبتعبير الآخر: أن العرب يقولون لما بين الثلاثة إلى العشرة: هن وهؤلاء، فإذا جاوزوا العشرة قالوا: هى وهذه إرادة أن تعرف تسمية القليل من الكثير، وكذلك يقولون فيما دون العشرة من الليالى: خلون وفيما فوقها خلت۔

توضیح:

خدا کے نزدیک مہینے گنتی میں بارہ ہیں اس روز سے کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا خدا کی کتاب میں برس کے بارہ مہینے ہیں، ان بارہ مہینوں میں چار مہینے ادب کے ہیں دین کا سیدھا رستہ یہی ہے تو ان چار مہینوں میں اپنے آپ پر ظلم نہ کرنا۔

- "إِنَّمَا النَّسِيٓءُ زِيَادَةٌ فِى الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

يُحِلُّوْنَهٗ عَامًا وَّ يُحَرِّمُوْنَهٗ" الخ(۳۷)۔
"بِہٖ"= بالنسی يُحِلونه" يحلون النسی أی التاخر: أی الشهر المؤخر
اسی طرح:"يحرمونه"= يحرمون النسی۔

توضیح:

امن کے کسی مہینے کو ہٹا کر آگے پیچھے کر دینا کفر میں اضافہ کرنا ہے، آگے پیچھے کر دینے کی وجہ سے کافر ایک مزید گمراہی میں ڈال دیئے جاتے ہیں، مہینوں کو آگے پیچھے کر کے ایک سال تو کسی مہینے کو حلال کر لیتے ہیں اور دوسرے سال اسی مہینہ کو حرام کر دیتے ہیں۔

- —اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا، وَّ يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْئًا، وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ(۳۹)۔

الف۔"تَضُرُّوْهُ"= تضروا الرسول۔

توضیح:

اگر تم نہ نکلو گے تو خدا تم کو شدید تکلیف کا عذاب دے گا اور تمہاری جگہ دوسرے لوگ پیدا کر دے گا(جو خدا کے پورے فرماں بردار ہوں گے) اور تم رسول کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکو گے۔

ب۔"تَضُرُّوْهُ"= تضروا اللّٰه۔
اگر تم......اور تم اللہ کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکو گے۔
ج۔"تَضُرُّوْهُ"= تضروا القوم۔
اگر تم...... تمہاری جگہ دوسری قوم پیدا کر دے گا اور تم اس قوم کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکو گے۔

ملحوظہ:

آخری توجیہ معنی خیز ہونے کی وجہ سے قابل التفات معلوم ہوتی ہے۔

- "إِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ إِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْهُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا، فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى" (۴۰)۔

الف۔"تَنْصُرُوْهُ"= تنصروا الرسول "عَلَيْهِ"= على صاحب الرسول۔
"اَيَّدَهٗ"= أيد الرسول۔

توضیح:

اگر تم رسول کی مدد نہ کروگے تو کچھ حرج نہیں اللہ نے اپنے رسول کی مدد کی اور وہ وقت یاد کرو جب رسول کو کافروں نے اپنے یہاں سے نکال دیا، اس وقت دو شخص تھے جن میں سے ایک رسول کا ساتھی تھا اور دوسرے خود رسول، جب دونوں غار میں تھے اور اس وقت رسول اپنے ساتھی کو تسلی دیتے تھے کہ تشویش نہ کرو خدا ہمارے ساتھ ہے تو خدا نے رسول کے ساتھی کو تسکین دی اور رسول کو ایسے لشکروں سے مدد دی جو تم کو نظر نہیں آتے تھے۔

ب۔تَنْصُرُوْهُ، وَنَصَرَهٗ، وَأَخْرَجَهٗ، وَاَيَّدَهٗ۔

ان چاروں جگہوں پر ضمیر منصوب متصل کا مرجع رسول ہی ہے۔

علیہ: علی صاحب الرسول، اسی سے متصل وملحق "أیدہ" کی ضمیر منصوب متصل کا مرجع بھی صاحب الرسول لینا شاید غلط نہ ہو۔

- –يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ، وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ (۶۲)۔

الف۔ "یُرْضُوْہُ" = یُرضوا الرسول. ضمیر سے قریبی اسم ہے۔

توضیح:

اے مومنو! یہ لوگ تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں کہ تم کو خوش کردیں، حالانکہ اگر یہ دل سے مومن ہوتے تو جان لیتے اور سمجھ جاتے کہ خدا اور اس کا رسول اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ اس کو راضی کرنے کی فکر کی جائے۔

ب۔ "یُرْضُوْہُ" = یرضوا المذکور (اللہ ورسول اللہ)۔

اس صورت میں مفہوم غالبًا یہ ہوگا: اے مومنو!...... اللہ اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ ایک مومن اس کو راضی کرنے کی فکر کرے اور رسول بھی اس بات کا مستحق ہے کہ اس کو بھی راضی رکھا جائے۔

اللہ کی رضا اور اس کے رسول کی رضا لازم وملزوم ہے، اگرچہ اللہ اور اس کا رسول دونوں ایک دوسرے سے قطعاً علاحدہ ہیں۔

یادداشت:

یہاں سورۂ النساء کی آیت نشان (۸۰) "مَنْ یُّطِعِ الرسول فقد أطاع اللّٰہ" کا متوازی مطالعہ مفید رہے گا۔

- —یَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَیْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ، قُلِ اسْتَهْزِءُوْا، اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ(۶۴)۔

الف۔ "علیهم" = علی المؤمنین، "تُنَبِّئُهُمْ" = تنبأ المؤمنین، "قلوبهم" = قلوب المومنین۔

توضیح:

منافق ڈرتے رہتے ہیں کہ مومنوں کے پیغمبر پر کہیں کوئی ایسی سورت نازل ہو جائے جو ان (منافقوں) کے دل میں چھپی ہوئی بات کو ان مومنوں پر ظاہر کر دے اے محمدؐ آپ کہہ دو کہ تم ہنسی مسخری کئے جاؤ، تم جس بات سے ڈرتے ہو خدا اس کو ظاہر کر دے گا۔

ب۔ "عَلَيْهِمْ"= على المنافقين "على" بمعنی خلاف۔

منافق ڈرتے رہتے ہیں کہ ان کے خلاف مومنوں پر یعنی ان کے نبی پر کوئی ایسی سورت نہ نازل ہو جائے جو ان (منافقوں) کے دل میں چھپی ہوئی باتوں کو ان مومنوں پر ظاہر کر دے الخ۔

● -يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا، وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَالَمْ يَنَالُوْا، وَمَا نَقَمُوْآ اِلَّا اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ" الخ (۷۴)۔

الف۔ "فَضْلِهٖ"= فضل الله۔

توضیح:

یہ خدا کی قسمیں کھاتے ہیں انہوں نے کچھ نہیں کیا حالانکہ انہوں نے کفر کا کلمہ کہا ہے، یہ اسلام لانے کے بعد کافر ہو گئے ہیں اور اس بات کا قصد کر چکے ہیں جس پر قدرت نہیں پا سکے اور انہوں نے مسلموں میں عیب ہی کون سا دیکھا ہے مگر یہ عیب دیکھا ہے کہ خدا نے اپنے فضل سے اور اس کے پیغمبر نے اپنی مہربانی سے مسلموں کو دولت مند کر دیا ہے۔

ب۔ "فَضْلِهٖ"= فضل رسول اللّٰه۔

یہ خدا کی...... خدا اور اس کے رسول نے اپنی مہربانی سے مسلموں کو الخ۔

انتباہ:

سیاق سے پہلی توجیہ اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے اگرچہ زیر غور ضمیر سے قریب ترین اسم رسول ہے۔

● فَلَمَّآ اٰتٰهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ(۷۶)۔

بِهٖ= بالفضل۔

توضیح:

جب خدا نے اپنے فضل سے انہیں مال دیا تو وہ اللہ کے دیئے ہوئے مال میں بخل کرنے لگے اور اپنے عہد سے روگردانی کر کے اس سے پھر گئے۔

● فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ(۷۷)۔

الف۔"فَاَعْقَبَهُمْ"= اَعْقَبَهُم اللّٰه "يَلْقَوْنَهٗ"= يَلْقَوْنَ اللّٰه۔

توضیح:

تو خدا نے اس بدعہدی کا انجام یہ کیا کہ اس روز تک کے لئے جس روز کہ وہ خدا کے روبرو حاضر ہوں گے ان کے دلوں میں نفاق ڈال دیا، اس لئے کہ انہوں نے خدا سے جو وعدہ کیا تھا اس کے خلاف کیا اور اس لئے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے۔

ب۔"اَعْقَبَهُمْ"= أعقبهم البخل "يلقونه"= يلقون الجزاء۔

تو ان کے اس بخل نے اس روز تک کے لئے جس روز کہ وہ اپنے کیفر کردار کو پہنچیں گے ان کے دلوں میں نفاق ڈال دیا۔

ج۔"اَعْقَبَهُمْ"= أعقبهم التولی، بدعہدی و بدشکنی۔

جوان کی بدعہدی وعہد شکنی نے اس روز تک جس روزہ کہ وہ اپنے کئے دھرے کی سزا بھگتیں گے ان کے دلوں میں نفاق بٹھادیا۔

● -وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ یُّؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَیَتَّخِذُ مَایُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰہِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ، اَلَآ اِنَّھَا قُرْبَۃٌ لَّھُمْ، سَیُدْخِلُھُمُ اللّٰہُ فِیْ رَحْمَتِہٖ، اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ(۹۹)۔

الف۔"اِنَّھَا"= إنَّ الصَّلَوٰات۔

توضیح:

اور بعض دیہاتی ایسے ہیں جو خدا پر اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں اس کو خدا کی قربت اور خدا کے رسول کی دعاؤں کا ذریعہ سمجھتے ہیں، دیکھو رسول کی دعائیں بے شک ان دیہاتیوں کے لئے موجب قربت خدا ہیں۔

ب۔"اِنَّھَا"= إن النفقات۔

بعض ...... اور ہاں دیکھو جو کچھ خرچ کرتے ہیں اس خرچ کو وہ خدا سے قریب ہونے اور اس کے رسول کی دعائیں لینے کا ذریعہ سمجھتے ہیں بے شک یہ خرچ ان کے لئے موجب قربت خداوندی ہے۔

● -لَاتَقُمْ فِیْہِ اَبَدًا، لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِیْہِ، فِیْہِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَھَّرُوْا وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُطَّھِّرِیْنَ (۱۰۸)۔

"لَاتَقُمْ فِیْہِ"= فی مسجد ضرار، "تقوم فیه"= فی مسجد اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی۔

توضیح:

تم اس مسجد میں کبھی بھی کھڑے نہ ہونا جو مومنوں کو ضرر پہنچانے کے لئے بنائی

گئی ہے،البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے تقوی پر رکھی گئی ہے اس میں جاؤاور وہاں نماز پڑھا کرو،اس میں ایسے لوگ ہیں جوپاک رہنے کو پسند کرتے ہیں۔

الف۔"اَنْهَارَبِهٖ"= اَنْهَار البنيان بالموسس۔

توضیح:

جس نے اپنی عمارت کی بنیاد خدا کے خوف اوراس کی رضامندی پر رکھی وہ شخص اچھا ہے یاوہ شخص جس نے اپنی عمارت کی بنیاد دھنس جانے والی کھوکھلی زمین کے کنارے پر رکھی کہ وہ بنیاد عمارت بنانے والے کو دوزخ کی آگ میں لے گرے اور خدا ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

ب۔"اَنْهَارَبِهٖ"= اَنْهَارَ الشفا بالبنيان۔

بھلا جس نے ...... کنارہ پر رکھی کہ وہ کھوکلی زمین کا کنارہ ذرا سے دھکے سے مکان کے مکینوں سمیت دوزخ کی آگ میں لے گرے الخ۔

- "وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَاۤ اِيَّاهُ، فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗۤ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ(۱۱۴)۔

"اِيَّاهُ"= اِيَّا أبَا إبراهيم، "له"= لإبراهيم: "اَنَّهٗ"= اَنْ اَبَااِبْرَاهيم "مِنْهُ"= مِنْ اَبِيْهِ۔

توضیح:

اور ابراہیم کا اپنے باپ کے لئے بخشش مانگنا تو ایک وعدہ کی وجہ سے تھا جو ابراہیم اپنے باپ سے کر چکے تھے لیکن ابراہیم کو معلوم ہو گیا کہ ان کا باپ خدا کا دشمن ہے تو ابراہیم اپنے باپ سے کنارہ کش ہو گیا۔

● -مَاكَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ، ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَايُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَئُوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ، اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَا الْمُحْسِنِيْنَ(۱۲۰)۔

"بِهٖ"= بِذَالِكَ: أفرد الضمير أجرأ له مجرى اسم اشارة۔

تقدیر: كتب الله للمؤمنين بدل إصابة الظماء والنصب والمخمصة والوطء والنيل على كل واحد منها عملاً صالحاً۔

مطلب یہ کہ:

اہل مدینہ کو اور جو ان کے آس پاس رہتے ہیں ان کے لئے مناسب نہیں تھا کہ رسول خدا تو جہاد کے لئے نکلیں اور یہ پیچھے رہ جائیں اور نہ یہ بات ان لوگوں کے شایان شان تھی کہ اپنی جان کو رسول اللہ کی جان سے زیادہ عزیز رکھیں۔

اس لئے خدا کی راہ میں مومنین بھوک پیاس اور محنت ومشقت کی کوئی تکلیف جھیلیں اور وہ روش اختیار کریں جس سے کافر اور تنٹے کڑھنے لگیں (انہیں مومنوں کا ایثار سخت ناگوار ہوتا ہے) اور جب یہ مومن اللہ ورسول کے دشمن سے کوئی انتقام لیں تو ایسا کبھی نہیں ہوگا کہ مومنوں کے ایسے ہر ایک کام کے بدلے ایک ایک نیک عمل نہ لکھا جائے، اس بات میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش ہی نہیں ہے کہ خدا نیکوکاروں کا اجر کبھی ضائع نہیں کرتا۔

۱۰-یونس

● -قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَاتَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰكُمْ بِهٖ، فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ، اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ(۱٦)۔

"تَلَوْتُهٗ"= تَلَوْتُ الْقُرْاٰنَ، "بِهٖ"= بالقرآن۔

"قَبْلِهٖ"= قبل نزول القرآن، بحذف مضاف۔

توضیح:

اے محمد آپ کہہ دیجئے اگر خدا چاہتا تو نہ میں یہ قرآن تم کو پڑھ کر سناتا اور نہ اللہ تم کو اس کتاب سے واقف کراتا، نزول قرآن سے پہلے تم میں اپنی عمر گزار چکا ہوں اور کبھی میں نے اس طرح کا ایک کلمہ بھی نہیں کہا، بھلا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے۔

● "وَيَقُوْلُوْنَ لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ"......الخ (۲۰)۔

"عَلَيْهِ"= عَلٰى محمدا سم مذکور نہیں ہے فحوائے کلام سے صاف ظاہر ہے۔

توضیح:

قرآن کے من جانب اللہ ہونے کا انکار کرنے والے کہتے ہیں: اس شخص پر اس کے پروردگار کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نازل نہیں ہوئی؟

● -هُوَ الَّذِىْ يُسَيِّرُكُمْ فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ، حَتّٰٓى اِذَا كُنْتُمْ فِى

الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيْحٍ طَيِّبَةٍ وَّفَرِحُوْا بِهَاجَآءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ وَّجَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّظَنُّوْا اَنَّهُمْ اُحِيْطَ بِهِمْ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ لَئِنْ اَنْجَيْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ (۲۲)۔

"بِهَا"= بِرِيْحٍ طَيِّبَةٍ، "جَآءَتْهَا"= جاءت الفلك، "من هذه"= من هذه الريح۔

توضیح:

وہی تو ہے جو تم کو خشکی اور تری میں چلنے پھرنے اور سیر کرنے کی توفیق دیتا ہے یہاں تک کہ جب تم کشتیوں میں سوار ہوتے ہو اور کشتیاں صاف ہوا کہ نرم نرم جھونکوں سے سواروں کو لے کر چلنے لگتی ہے اور وہ سوار اس صاف ہوا سے خوش ہوتے ہیں تو ناگہاں زناٹے کی ہوا چل پڑتی ہے اور موجیں ہر طرف سے جوش مارتی ہوئی ان کشتیوں پر آنے لگتی ہیں اور وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ اب تو ان موجوں میں گھر گئے تو اس وقت خالص خدا ہی کی عبادت کر کے اس سے دعا مانگنے لگتے ہیں کہ اے خدا اگر تو ہم کو اس طوفان سے نجات بخشے تو ہم تیرے بہت شکر گزار ہوں گے۔

- "اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ، حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَآ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَآ اَتٰهَآ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ" (۲۴)۔

"اَنْزَلْنٰهُ"= اَنْزَلْنَا الْمَاء "بِهٖ"= بالماء، "زُخْرُفَهَا"= زخرف الأرض "أهلها"= أهل نبات الأرض، مضاف محذوف "عليها"= على نبات الأرض مضاف محذوف، اسی

طرح "اتھآ"= أتی زرع الأرض، اور "جعلنھا"= جعَلْنَا زرع الأرض۔

توضیح:

دنیا کی زندگی کی مثال بارش کی سی ہے جس کو ہم نے آسمان سے برسایا پھر اس پانی سے مل کر زمین کی پیداوار خوب گھنی ہو گئی، پیداوار جسے آدمی اور جانور کھاتے ہیں یہاں تک کہ زمین سبزے سے خوشنما اور آراستہ ہو گئی زمین والوں نے یہ خیال کیا کہ وہ اس پوری نباتی پیداوار پر دسترس رکھتے ہیں اور اس سے فائدہ اٹھانے پر قادر بھی ہیں ایسے وقت میں یکا یک رات کو یا دن کو اس کھیتی پر ہمارا عذاب آپہنچا تو ہم نے ہری بھری لہلہاتی کھیتی کو ایسا غارت کر ڈالا کہ گویا کل وہاں کوئی روئیدگی (کھیتی) ہی نہیں تھی (وہاں کی زمین نزول عذاب کی وجہ سے ایک بے آب و گیاہ چٹیل میدان ہو کر رہ گئی۔

● -وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَارَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ (۳۷)۔

"بَيْنَ يَدَيْهِ"= "فِيْهِ"= القرآن۔

توضیح:

اور یہ قرآن ایسا نہیں ہے کہ خدا کے سوا کوئی اس کو اپنی طرف سے بنا لائے، ہاں یہ خدا کا کلام ہے جو کلام اللہ اس قرآن سے پہلے کا ہے یہ اس کی تصدیق کرتا ہے اور اس پچھلے کلام کی اس قرآن میں تفصیل ہے اس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ یہ قرآن پروردگار عالم کی طرف سے نازل ہوا ہے۔

● -اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰهُ، قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (۳۸)۔

''افتراہ''= افتری القرآن ''مِثْلِہٖ''= مثل القرآن۔

توضیح:

کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ شخص (یعنی محمد ﷺ) اللہ کے نام پر یہ قرآن افترا کیا ہے؟ تم کہو ''اگر تم اپنے قول میں سچے ہو (اور ایک آدمی اپنے جی سے گڑھ کر ایسا کلام بنا سکتا ہے) تو قرآن کی مانند ایک سورت بنا کر پیش کر دو اور خدا کے سوا جن جن ہستیوں کو اپنی مدد کے لئے بلا سکتے ہو تمہیں پوری طرح اجازت ہے بلا لو'' (ترجمان)۔

- وَمِنْهُمْ مَنْ يُؤْمِنُ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِيْنَ (۴۰)۔

الف۔''بِہٖ'' (دونوں جگہ): بالقرآن۔

توضیح:

اس آیت سے پہلے آیت (۳۷، ۳۸) میں الکتب: القرآن کا اور ''مِنْهُمْ''= مِنَ الْكَافِرِيْنَ کا ذکر آیا ہے۔

اور ان کافروں میں کچھ تو ایسے ہیں کہ وہ قرآن پر ایمان لے آتے ہیں اور کچھ ایسے ہیں کہ ان قرآن پر ایمان نہیں لاتے۔

''بہ'' (دونوں جگہ) بمحمد۔

اور ان کافروں میں کچھ تو ایسے ہیں کہ وہ محمدؐ پر ایمان لاتے ہیں اور کچھ ایسے ہیں کہ ان پر ایمان نہیں لاتے۔

یہ تخریج غالباً ماسبق سے مناسبت نہیں رکھتی۔

- قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَتٰكُمْ عَذَابُهٗ بَيَاتًا اَوْ نَهَارًا مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُوْنَ (۵۰)۔

الف۔''عَذَابُهٗ''= عذاب اللّٰہ، ''مِنْهُ''= من العذاب۔

توضیح:

اے محمد خدا کے عذاب کا انکار کرنے والوں سے کہہ دو اگر اس کا عذاب تم کو دن یا رات کے وقت یکایک آدبوچے تو پھر گناہ گار کس عذاب کے آنے کی عجلت چاہیں گے۔

- —وَيَسْتَنْبِئُوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ،قُلْ اِیْ وَرَبِّیْٓ اِنَّهٗ لَحَقٌّ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ (۵۳)۔

"هُوَ"= عذاب، "اِنَّهٗ"= إن العذاب۔

توضیح:

اے محمد تم سے دریافت کرتے ہیں ایا یہ سچ ہے کہ کافروں پر عذاب ہوگا؟ کہہ دو ہاں خدا کی قسم کافروں پر عذاب ہونا حق ہے اور تم کسی طرح خدا کو عاجز نہیں کر سکو گے۔

- —وَمَاتَكُوْنُ فِیْ شَاْنٍ وَّمَاتَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ (٦١)۔

ترجمہ:

اور نہیں ہوتا تو کسی حال میں اور نہ پڑھتا ہے اس میں سے کچھ قرآن اور نہیں کرتے ہو تم لوگ کچھ کام کہ ہم نہیں ہوتے حاضر تمہارے پاس جب تم مصروف ہوتے ہو اس میں اور غائب نہیں رہتا تیرے رب سے ایک ذرہ بھر زمین میں اور نہ آسمان میں اور نہ اس سے چھوٹا اور نہ بڑا جو نہیں ہے کھلی ہوئی کتاب میں (محمود الحسن)۔

اے نبی تم جس حال میں بھی ہوتے ہو اور قرآن میں سے جو کچھ بھی سناتے ہو،

اور لوگو! تم بھی جو کچھ کرتے ہو اس سب کے دوران میں ہم تم کو دیکھتے رہتے ہیں کوئی ذرّہ برابر چیز آسمان اور زمین میں ایسی نہیں ہے نہ چھوٹی نہ بڑی جو تیرے رب کی نظر سے پوشیدہ ہو اور ایک صاف دفتر میں درج نہ ہو (تفہیم القرآن)۔

الف۔ "مِنْهُ" = من الشأن، أى وماتتلوا من أجل الشأن من القرآن۔

أى يحدث لك شأنٌ تتلوا القرآن من أجله۔

"من" = تعليليه اس توجیہہ کے لحاظ سے آیت کے "شان" والے جزو کی توضیح غالباً یوں ہوگی:

اے نبی جب تمہیں کسی معاملہ (قضیہ) سے سابقہ پڑتا ہے اور تم اس موقع پر اس معاملہ سے متعلق جو کچھ تلاوت کرتے ہو یقیناً اللہ اس کا گواہ رہتا ہے کہ تم نے اپنا فرض بخوبی ادا کر دیا۔

ب۔ "مِنْهُ" = من التنزيل ضمیر کے بعد ضمیر کا مرجع۔

کلام عرب میں مرجع کا اسم کے بعد آنا اس اسم کی بڑائی و بزرگی جتانے کے لئے ہوتا ہے۔

اے نبی...... تم اس موقع پر قرآن کی جو تلاوت کرتے اور اللہ کا جو حکم بیان کرتے ہو اللہ اس کا گواہ رہتا ہے الخ۔

ج۔ "مِنْهُ" = مِنَ اللّٰه۔

اے نبی...... اللہ کی طرف سے جو کچھ قرآن میں آیا ہے وہ تلاوت کرتے ہو تو اللہ الخ۔

الف۔ "تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ" = تُفيضون فى العمل "مِنْ عَمَلٍ" سے ظاہر ہے۔

وَلَا تعملون من عملٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شهوداً اذتفيضون فيه۔

"تفيْضُوْنَ فِيْهِ" = فى العمل۔

تقدیر: ولا تعملون من عمل شيئاً ولكن تعملون عملاً نشهدهٗ۔

تم کبھی بھی کوئی ایسا کام نہیں کرتے کہ اس وقت ہم تمہیں نہ دیکھ رہے ہوں۔

مطلب یہ کہ:

رسول اللہ کی پیام رسانی میں رکاوٹ ڈالنے والے یہ نہ سمجھ بیٹھیں کہ کوئی ان حرکتوں کو دیکھنے والا نہیں ہے، اللہ سب کچھ دیکھ رہا ہے، انہیں اپنے کارِ شر کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔

ب۔ "تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ"= فِيْ القرآن يعني إذ تشيعون في القرآن الكذب۔

مطلب شاید یہ ہو کہ:

کافر و منافق جب کبھی بھی قرآن میں اپنی طرف سے کچھ گھٹا بڑھا کر اس پر افترا پردازی کرتے ہیں تو وہ یہ نہ سمجھ بیٹھیں کہ کوئی انہیں نہیں دیکھ رہا ہے، اللہ ان کی ایسی حرکتوں پر نظر رکھے ہوئے ہے۔

انتباہ:

یہ توجیہ بعید از قیاس ہے بعض مفسروں کی رائے کے احترام میں یہاں نقل کرنا نامناسب نہیں معلوم ہوا۔

- فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهِمْ اَنْ يَّفْتِنَهُمْ، وَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْاَرْضِ، وَاِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ(۸۳)۔

الف۔ "قَوْمِهٖ"= قَوْمِ موسىٰ، "مَلَاءِ هِمْ"= مَلَاءِ موسى، وهم أشراف بني اسرائيل لاَنَّهُمْ، كَانُوْا يَمْنَعُوْنَ اَعقَابهم خوفاً من فرعون على اَنفسهم۔

توضیح:

تو موسیٰ پر کوئی ایمان نہیں لایا، البتہ موسیٰ کی قوم سے چند نوجوان اور وہ بھی فرعون اور اپنی ہی قوم کے بزرگوں سے ڈرتے ایمان لے آئے کہ کہیں فرعون ان نوجوان ایمان داروں کو آفت میں نہ پھنسا دے اور فرعون ملک مصر میں بڑا بنا ہوا تھا اور بے شک وہ

حد سے بڑھا ہوا تھا۔

ب۔"قومِہٖ"= قوم فرعون "مَلَاءِ ہِم"= ملاء الذریۃ۔

تو موسیٰ پر کوئی ایمان نہیں لایا لیکن فرعون کی قوم میں سے چند نوجوان (قبطی) فرعون اور اپنی ہی قوم کے بزرگوں سے ڈرتے ڈرتے ایمان لے آئے کہ کہیں فرعون الخ۔

ملحوظہ:

بعض معربوں نے "ھُمْ" کا مرجع فرعون بتایا ہے، توجیہہ کی ہے کہ حکمراں اپنے کو صیغہ جمع سے تعبیر کرتے اور فرماں بردار بھی اپنے آقا کو بصیغہ جمع مخاطب کرتے ہیں۔

یہاں اس تکلف کی کیا ضرورت ہوئی۔

انتباہ:

"ھم" کی ضمیر کا آل فرعون کی طرف پھیرنا صحیح نہیں عربی میں محذوف کی طرف ضمیر راجع نہیں ہو سکتی۔

- —وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ، وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ، يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ، وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ(۱۰۷)۔

"لہ"= للضرر، يُصِيْبُ بِهٖ= بِالْفَضْلِ۔

توضیح:

اور اگر خدا تم کو کوئی ضرر پہنچائے تو اللہ کے سوا اور کوئی اس ضرر کو دور کرنے والا نہیں اور اگر تم سے بھلائی کرنا چاہے تو اس کے فضل کو کوئی روکنے والا نہیں، وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس کو اپنے فضل (خیر) سے نوازتا ہے۔

۱۱– ہود

- "وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِىْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ" الخ (۳)۔

الف۔ "فَضْلَهٗ" = فَضْل اللّٰه۔

توضیح:

اور یہ کہ اپنے پروردگار سے بخشش مانگو اور اسی کی طرف پلٹو وہ تم کو ایک مقررہ مدت تک متاع نیک سے بہرہ مند کرے گا، اور اپنی مہربانی سے تمہاری نیکیوں کا زیادہ سے زیادہ بدلہ دے گا۔

ب۔ "فَضْلہ"، فضل کا ذی فضل: بزرگی اور یہ کہ اپنے پروردگار سے بخشش مانگو اور یہ صاحب بزرگی کو اس بزرگی کی داد دے گا۔

- –اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ يَعْلَمُ مَايُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ(۵)۔

الف۔ "مِنْهُ" = مِنَ اللّٰه۔

توضیح:

دیکھو یہ اپنے سینوں کو دوہرا کرتے ہیں تاکہ خدا اسے پردہ کریں، سن رکھو جس وقت یہ کپڑوں میں لپٹ کر پڑتے ہیں تب بھی اللہ ان کی چھپی اور کھلی باتوں کو جانتا ہے وہ تو دلوں تک کی باتوں سے آگاہ ہے۔

ب۔ "مِنْهُ" = من الرسول۔

دیکھو! یہ اپنے سینوں کو دوہرا کرتے ہیں تاکہ اللہ کے رسول کا سامنانہ کرنا پڑے اور اس کی بات بادل ناخواستہ سننی ہی پڑے تو انجان ہو جانا ہی مناسب سمجھتے ہیں، لیکن سن رکھو جس وقت......تب بھی اللہ ان کی چھپی الخ۔

ملحوظہ:

پہلی توجیہ بالکل واضح ہے دوسری توجیہ کا احتمال بھی نظر انداز نہیں ہو سکتا۔

- "فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضَ مَايُوْحٰىٓ اِلَيْكَ وَضَآئِقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ" الخ (۱۲)۔

"بِهٖ" = بِمَا يُوْحٰى اِلَيْكَ "عَلَيْهِ" عَلٰى محمد، معهٗ مع محمد۔

دونوں اسم فحوائے کلام سے صاف ظاہر ہیں۔

توضیح:

شاید تم ان چیزوں میں سے کسی چیز کو چھوڑ دو جو تمہاری طرف وحی کی جارہی ہیں اور اس خیال سے تمہارا دل تنگ ہو کہ کافر یہ کہنے لگیں کہ اس شخص پر کوئی خزانہ کیوں نہیں نازل ہوا یا اس شخص کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہیں آیا۔

- "اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ، قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ"

الخ (۱۳)۔

"اِفْتَرٰہُ"= افتری القرآن، "مِثْلِہٖ"= مثل القرآن۔

فحوائے کلام سے اسم بالکل ظاہر و نمایاں ہے۔

توضیح:

کیا یہ کہتے ہیں کہ اس شخص نے قرآن خود گڑھ لیا ہے؟ کہہ دو! اگر سچے ہو تو قرآن کی آیتوں جیسی گڑھی ہوئی دس سورتیں ہی تم بھی بنالاؤ۔

- ـاَفَمَنْ کَانَ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّہٖ وَیَتْلُوْہُ شَاھِدٌ مِّنْہُ وَمِنْ قَبْلِہٖ کِتٰبُ مُوْسٰٓی اِمَامًا وَّرَحْمَۃً، اُولٰٓئِکَ یُؤْمِنُوْنَ بِہٖ، وَمَنْ یَّکْفُرْ بِہٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُہٗ، فَلَاتَکُ فِیْ مِرْیَۃٍ مِّنْہُ اِنَّہُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّکَ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَایُؤْمِنُوْنَ(۱۷)۔

ترجمہ:

بھلا ایک شخص جو اپنے رب کے صاف رستے پر ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ کی طرف سے ایک گواہ ہے اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب گواہ تھی جو رستہ بتلاتی اور بخشواتی (اوروں کے برابر ہے؟) یہی لوگ قرآن کو مانتے ہیں اور جو کوئی اس سے منکر ہو سب فرقوں میں سے، سو اس کا ٹھکانا دوزخ ہے، سو تو اس سے شبہہ میں مت رہ بیشک وہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے اور پھر بہت سے لوگ یقین نہیں کرتے (محمود الحسنؒ)۔

یعنی کیا یہ شخص اور ریاکار دنیاپرست برابر ہو سکتے ہیں؟ ہر گز نہیں۔

"بینۃ" صاف رستہ سے مراد وہ رستہ ہے جس پر انسان اپنی صحیح اور اصلی فطرت کے موافق چلنا چاہتا ہے بشرطیکہ حالات وخیالات سے متاثر نہ ہو اور وہ توحید اسلام اور

قرآن کا رستہ ہے۔

اور "شاهد مِنْه"= گواہ اللہ کی طرف سے قرآن عظیم ہے جو گواہی دیتا ہے کہ دین فطرت توحید واسلام پر چلنے والا بے شک ٹھیک رستہ پر چل رہا ہے اور وہ قرآن اپنی حقانیت کا خود گواہ ہے۔

چونکہ قرآن کے لانے والے جبریل امین اور لینے والے محمد ﷺ ہیں اس اعتبار سے ان کو بھی شاہد کہہ سکتے ہیں۔

قرآن سے پہلے جو وحی کسی نبی پر نازل کی گئی وہ بھی دین فطرت کی صداقت پر گواہ تھی خصوصاً توراۃ جو موسیٰؑ پر اتاری گئی اسے قرآن سے بیشتر ایک بھاری شاہد ان لوگوں کی حقانیت کا کہنا چاہئے جو دین فطرت کے صاف رستے پر چلتے ہیں۔

(شبیر احمد عثمانی مرحوم کے متعلقہ حاشیہ کا اقتباس)۔

ضمیروں کے مرجعوں کے بارے میں قرآن کے معربوں کے اقوال ہیں:

الف۔ "يَتْلُوْهُ"= ضمير منصوب متصل، القرآن، "مِنْهُ"= مِنَ اللّٰه۔

الشاهد، الإنجيل "قَبْلِه"= قبل الإنجيل۔

من يتلوا القرآن في التقدم إنجيل مِنْ عِنْد اللّٰه۔

ب۔ "يَتْلُوْهُ"= محمدًا، الشاهد، لسان محمد، "مِنْه"= من محمد۔

وَقِيْل:المقران يعني من القرآن۔

"قَبْلِه"= قبل محمد۔

ج۔ الشاهد: جبريلٌ "مِنْهُ"= مِن اللّٰهِ، "قَبْلِه"= قبل جبريلٌ۔

د۔ الشاهد: إعجاز القران، "مِنْهُ"= من اللّٰه، "قبلِه"= قبل القرآن۔

ھ۔ ۱۔"يُؤْمِنُوْنَ بِه"= يؤمنون بالقرآن۔

۲۔"يُؤْمِنُوْنَ بِه"= يؤمنون بمحمد۔

۳۔"يُؤْمِنُوْنَ بِه"= يؤمنون بكتاب موسى۔

"مِرْيَةٍ مِنْهُ":

الف۔ من القرآن۔

ب۔من الموعد۔

"وَقِيل البينة"= القرآن، "يتلوه"= يتلوا القرآن۔

- -الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا، وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ(۱۹)۔

دیکھیے: آل عمران آیت رقم(۹۹) فقرہ(۱۶)۔

- -قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰنِيْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ، اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ(۲۸)۔

الف۔"ها"(دونوں جگہ)الرحمة۔

توضیح:

نوحؑ نے کہا اے میرے ہم قومو! ذرا سوچو تو سہی اگر میں اپنے پروردگار کی راہ نمائی سے ایک روشن دلیل پر قائم تھا اس نے مجھے اپنے یہاں سے رحمت بخشی، وحی نازل کی، اور پیغمبر بنایا، جس کی حقیقت تم کو دکھائی نہیں دی تو کیا ہم اس رحمت کو زبردستی تم پر مسلط کر دیں حالانکہ تم اس سے کراہت کرتے اور بھاگتے ہو۔

ملحوظہ:

زیر غور ضمیر کی تخریج بعضوں نے جملہ کلمہ شہادت، لاالہ الااللہ سے کی ہے۔

ب۔"اَنُلْزِمكموها ولها"= البينة۔

نوحؑ نے کہا: اے قوم دیکھو تو اگر میں اپنے پرودگار کی طرف سے وحی کی روشن

دلیل رکھتا ہوں اور اس نے مجھے اپنے یہاں سے رحمت بخشی ہے جس کی حقیقت تم سے پوشیدہ رہی تو کیا ہم اس روشن دلیل کو ماننے پر تم کو مجبور کر سکتے ہیں اور تم ہو کہ اس روشن دلیل کو سخت ناپسند کرتے ہو۔

- "وَيٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا، اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ......"(۲۹)۔

"عَلَيْهِ"= على الإنذار أو على التبليغ۔

توضیح:

اور اے میرے ہم قومو! جو تم کو اللہ کے عذاب سے خبردار کر رہا ہوں اور اللہ کا پیغام پہنچا رہا ہوں اس کے بدلے میں تم سے کچھ مال وزر کا خواہاں نہیں ہوں میرا صلہ تو خدا کے ذمہ ہے۔

- —اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰهُ، قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَعَلَيَّ اِجْرَامِيْ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ(۳۵)۔

"افتراہ"= افتر الوحی۔

توضیح:

کیا یہ کہتے ہیں کہ اس شخص نے وحی اپنے دل سے بنائی ہے اور اللہ کی طرف سے اس کی نسبت محض ایک دھوکہ ہے؟ کہہ دو! اگر یہ میں نے دل سے بنالیا ہے اور اس کو خدا کی طرف منسوب کیا ہے تو میرے گناہ کا وبال مجھ پر اور جو گناہ تم کرتے ہو اس سے میں بری الذمہ ہوں۔

انتباہ:

(۱) ضمیر کا مرجع مذکور نہیں ہے نوح کے قصہ میں یہ ایک ضمنی: معترضہ جملہ

ہے۔ "قُلْ"، سے ظاہر ہے کہ "یَقُوْلُوْنَ" کا فاعل محمد ﷺ کی قوم ہے۔
(۲) یَقُوْلُوْنَ کے فاعل کا قوم نوح ہونا بھی بعید از قیاس نہیں۔
ضمیر واحد غائب منصوب متصل کی ترجمانی لفظ وحی سے ہر دو صورتوں میں یکساں اور درست رہتی ہے۔

- حَتّٰیٓ اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ قُلْنَا احْمِلْ فِیْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَیْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ، وَمَآ اٰمَنَ مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِیْلٌ (۴۰)۔

"فِیْهَا" = فی الْفُلْكِ۔

توضیح:

لفظ "فُلْكَ" مترادف سفینہ ہو تو اس کا مؤنث ہونا ظاہر ہے، چنانچہ اس سورۃ کی زیر بحث ضمیر کے بعد آیت رقم (۴۱، ۴۲) میں "فلك" کے لئے ضمیر مؤنث ہی آئی ہے:
"ارْكَبُوْا فِیْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَمُرْسٰهَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (۴۱) وَهِیَ تَجْرِیْ بِهِمْ فِیْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ" (۴۲)۔

علاوہ بریں درج ذیل آیتوں میں بھی فلک بمعنی سفینہ کے لئے ضمیر مؤنث آئی ہے:

۲-بقرہ / ۱۶۴: وَالْفُلْكِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ۔
۱۴-ابراہیم / ۳۲: وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِیَ فِی الْبَحْرِ۔
۲۲-حج / ۶۵: اِنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِی الْاَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ۔
۳۰-روم / ۴۶: وَمِنْ اٰیٰتِهٖ ...... وَلِتَجْرِیَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ۔
۳۱-لقمان / ۳۱: اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ۔
۴۵-جاثیہ / ۱۲: اَللّٰهُ الَّذِیْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِیَ الْفُلْكُ فِیْهِ۔

اور باعتبار لفظ جن مقاموں پر لفظ فلک مذکر استعمال ہوا ہے وہ یہ ہیں:

۱۶- نحل / ۱۴: وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيهِ، یہاں فلک بطور اسم جمع ہے۔
۲۶- شُعراء / ۱۱۹: فَأَنْجَيْنٰهُ وَمَنْ مَعَهُ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ۔
۳۵- فاطر / ۱۲: وَتَرَى الْفُلْكَ فِيهِ مَوَاخِرَ، یہاں فلک بطور اسم جمع ہے۔
۳۶- یٰسین / ۴۱: اِنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ۔
۳۷- صافات / ۱۴۰: وَاِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ۔

توضیح:

یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آ پہنچا اور تنور جوش مارنے لگا تو ہم نے نوح کو حکم دیا کہ ہر قسم کے جانداروں میں سے جوڑا جوڑا یعنی دو دو جانور ایک نر اور ایک مادہ لے لو اور جس شخص کی نسبت حکم ہو چکا ہے کہ ہلاک ہو جائے گا اس کو چھوڑ کر اپنے گھر والوں کو اور جو ایمان لایا ہو اس کو کشتی میں سوار کر لو اور نوح کے ساتھ ایمان لانے والوں کی تعداد بہت کم ہی تھی۔

- –قَالَ يٰنُوْحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ، إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ، فَلَا تَسْئَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ (۴۶)۔

الف۔ "اِنَّهٗ" (پہلا) اِنَّ ابنك: (اِنَّ ابن نوح)۔
"اِنَّهٗ" (دوسرا) اِنَّ السوال۔
اِنَّ سوالك إياى أن أنجى كافراً عملٌ غير صالحٍ۔

توضیح:

خدا نے فرمایا: اے نوح تمہارا بیٹا تمہارے گھر والوں میں سے نہیں ہے اس کے متعلق تمہاری یہ درخواست کہ اس کو اس عذاب سے نجات دیجئے ایک ناشائستہ سوال ہے

جس چیز کی حقیقت تم کو معلوم نہیں اس کے بارے میں مجھ سے سوال مت کرو۔

تعبیر دیگر: **إنَّ سوالك مالیس لك به علم عمل غیر صالح۔**

خدا نے فرمایا: اے نوح...... تمہارا ایسا سوال جس کے متعلق تم نہیں جانتے ایک غیر صالح عمل ہے اس کے بارے میں الخ۔

ملحوظہ:

زیر غور ضمیر مرجع دسوال، بلحاظ معنی ہے اگر خالصاً لفظوں کی پیروی کی جائے تو بے تکلف کہہ سکتے ہیں کہ اس ضمیر کا مرجع اس سے قبل کی آیت "نادی نوح أنه" کے لحاظ سے ندا ظاہر ہے۔

اس لحاظ سے: قَالَ اللّٰه یا نوح نداك أن ابنی من أهلی عملٌ غیر صالح۔

مطلب یہ کہ: اے نوح تمہاری یہ پکار کہ میرا بیٹا میرے خاندان کا ایک فرد ہے ایک غیر صالح بات ہے۔

انتباہ:

بعض معربوں نے "قَالَ" کے فاعل کو نوح قرار دیا ہے، اس لحاظ سے تقدیر یہ ہوگی:

إنَّ کونك مع الکافرین عملٌ غیر صالح اِرْکَبْ مَعَنَا وَلاتَکُنْ معهُم۔

مگر اس لحاظ سے پوری آیت سے صرف اتنا ہی ٹکڑا کاٹ کر الگ کر دیا جائے تو ساری عبارت ہی بے ربط ہو جاتی ہے الا یہ کہ عمل بکسر میم وفتح لام اور "غیر" کو منصوب پڑھا جائے۔

اور بعض معربوں نے "قَالَ" کا فاعل اللہ ہی لیا ہے مگر "اِنَّهٗ" میں مضاف محذوف مان کر کہتے ہیں: إنَّ ابنك ذو عملٍ غیر صالح۔

علم عربیت میں محذوف صرف اس وقت ضروری ہے جب بغیر حذف کے معنی

صاف وواضح نہ ہو یا معنی میں ایسا بگاڑ پیدا ہوتا ہو جو تنزیل کی دوسری آیتوں کے صریح خلاف ہو اور یہاں ایسی کسی بات کا کوئی شائبہ بھی موجود نہیں ہے۔

- –یٰقَوْمِ لَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا، اِنْ اَجْرِىَ اِلَّا عَلَى الَّذِىْ فَطَرَنِىْ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ(۵۱)۔

"عَلَيْهِ"= على الإنذار أو التبليغ۔

دیکھیے: اسی سورۃ کی آیت (۲۹) فقرہ (۶) اور آگے شعراء کی آیت رقم (۱۰۹)۔

- –مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ، وَمَاهِىَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ(۸۳)۔

الف۔ "هِىَ" الحجارة= العقوبة، قریبی اسم ہے۔

توضیح:

(اللہ نے قوم لوط کے گناہوں کی پاداش میں ان پر پے درپے کنکریاں برسائیں) جن پر تمہارے پروردگار کے یہاں سے نشان کئے ہوئے تھے اور کنکر پتھر کا عذاب ان ظالموں سے کچھ دور نہیں۔

ب۔ "هِىَ" القرية، بستیاں۔

جن پر......اور یہ بستیاں ان ظالموں سے کچھ دور نہیں۔

ملحوظہ:

ہو سکتا ہے کہ ان ظالموں سے مراد مکہ کے باشندے ہوں جو بغرض تجارت گرما میں شام جایا کرتے تھے اور ان اجڑی بستیوں کے کھنڈر ان کے مشاہدہ میں آتے تھے۔

- –قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِىْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ، وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا اِنَّ رَبِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ(۹۲)۔

الف۔ "اِتَّخَذْتُمُوْهُ"= اِتَّخَذْتُمْ مَاجِئْتُكُمْ بِهٖ مِنْ أمر اللّٰهِ ظِهْرِيًّا۔

ضمیر سیاق اور فحوائے کلام سے صاف ظاہر ہے۔
بعض معربوں نے اس کو شرع سے تعبیر کیا ہے۔
ظاہر ہے کہ شرع میں عقائد و اعمال دونوں شامل ہیں۔

توضیح:

شعیب نے کہا اے میرے ہم قومو! کیا میرے بھائی بندوں کا دباؤ تم پر خدا سے زیادہ ہے اور جو کچھ میں اللہ کی طرف سے تم کو سنا رہا ہوں اس کو تم نے پیٹھ پیچھے ڈال رکھا ہے، میرا پروردگار تو تمہارے سب اعمال کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔
ب۔ "اِتَّخَذْتُمُوْهُ" اِتَّخَذَ اللّٰه قریب ترین اسم ہے۔
شعیب نے کہا..... زیادہ ہے اور تم نے اللہ کو پیٹھ کے پیچھے ڈال رکھا ہے الخ۔
مطلب یہ کہ ان لوگوں نے اللہ اپنے پروردگار کو بھلا دیا ہے اور روز جزاء کی ذمہ داری سے بے پرواہ ہوگئے ہیں۔

- —وَاُتْبِعُوْا فِیْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ(۹۹)۔

"هٰذِهٖ"= دِيْنًا۔

توضیح:

اور فرعون و آل فرعون پر اس جہاں میں بھی پھٹکار پڑی اور قیامت کے دن بھی وہ ان کے پیچھے لگی رہے گی جو صلہ ان کو ملا ہے وہ بہت ہی بُرا ہے۔

- —وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ، وَ لَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ(۱۱۰)۔

الف۔ "اخْتلِف فِیْہِ" = فی الْکِتٰبِ مراد غالبًا تورات ہے۔

"منه" = مِنَ الْقَضَاءِ، مفہوم من الکلام: "بینهم" = بَیْن الکافرین، "إنهم" = إن الکافرین۔

توضیح:

اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تو اس کتاب میں اختلاف کیا گیا اور تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک بات پہلے مقدر نہ ہو چکی ہوتی تو ان اختلاف کرنے والوں کا فیصلہ بھی کر دیا جاتا اور وہ تو اس فیصلہ (موعود: عذاب یوم حساب) کے بارے میں نہایت قوی شبہ میں پڑے ہوئے ہیں۔

ب۔ "اخْتلِفَ فِیْہِ" = اختلف فی کتاب موسیٰ "منه" = من القرآن۔

جس طرح قوم موسیٰ خود اپنے نبی کی کتاب میں اختلاف کرتی رہی ہے اسی طرح اب اس قرآن کے بارے میں جو تم کو دیا گیا ہے تمہاری قوم شک و شبہ میں پڑی ہوئی ہے، اگر تمہارے پروردگار الخ۔

ج۔ "اِخْتُلِفَ فِیْہِ" = فی موسیٰ "مِنْہُ" = مِنْ موسیٰ۔

اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تو موسیٰ کی قوم نے موسیٰ سے اختلاف کیا اور ...... فیصلہ کر دیا جاتا اور وہ تو موسیٰ کے بارے میں قوی شبہ میں پڑے ہوئے ہیں۔

یہ تخریج غالبًا بعید از صحت ہے۔

۱۲-یوسف

● -اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ(۲)۔

الف۔"اَنْزَلْنٰهُ"= أنزلنا خبر یوسف مضاف محذوف۔

توضیح:

ہم نے احوال یوسف بزبان عربی یکجا نازل کئے۔

ب۔"اَنْزَلْنٰهُ"= أنزلنا الکتب۔

ہم نے کتاب بطور تقریر عربی میں اتاری۔

ج۔"اَنْزَلْنٰهُ" أنزلنا الوحی۔

ہم نے وحی بطور تقریر عربی میں نازل کی۔

ملحوظہ:

قرآن، مادہ:ق ر ء، اکھٹا کرنا: یکجا کرنا، جمع کرنا، جوڑنا، پاٹھ کرنا: پڑھنا۔

پاٹھ کرنے یا پڑھنے کے لئے اردو میں اس مقام پر تقریر مناسب لفظ معلوم ہوا۔

● -نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ(۳)۔

"قَبْلِهٖ"= قَبْل الوحی۔

توضیح:

اس وحی سے پہلے تم یوسف کے حال سے ناواقف تھے۔
ضمیر کا مرجع بطور اسم مذکور نہیں ہوا، مرجع ''اَوۡحَیۡنَا'' سے معین ہوا۔

- — اقۡتُلُوۡا یُوۡسُفَ اَوِ اطۡرَحُوۡهُ اَرۡضًا یَّخۡلُ لَکُمۡ وَجۡهُ اَبِیۡکُمۡ وَ تَکُوۡنُوۡا مِنۡۢ بَعۡدِهٖ قَوۡمًا صٰلِحِیۡنَ(۹)۔

توضیح:

تو یوسف کو جان سے مار ڈالو یا کسی ملک میں پھینک آو، پھر ابا کی توجہ صرف تمہاری طرف ہو جائے گی، اور اس کے بعد تم اچھی حالت میں ہو جاؤ گے (یعنی ابا جان کے یہاں تمہاری خوب بنے گی)۔

''اُقۡتُلُوۡا''صیغہ امر جمع مذکر اس کے مخاطب یوسفؑ کے بھائی۔

''اُقۡتُلُوۡهُ'' کہنے والا، یوسفؑ کا بھائی۔

''اطرحوا'' کہنے والا یوسف کا بھائی۔

الف۔یوسفؑ کا بھائی۔

ب۔یوسفؑ کے بھائیوں کا مشیر۔

الف۔یوسفؑ کے کسی بھائی نے کہا یوسف کو قتل کر دو یا اس کو کہیں نکال باہر کر دو الخ۔

ب۔یوسفؑ کے کسی بھائی نے کہا یوسف کو قتل کر دو تو دوسرے کسی بھائی نے (شاید آپ کے عینی بھائی نے) کہا قتل کرنے کی بجائے اس کو نکال باہر کر دو تو تمہارا مقصد پورا ہو جائے گا...... قتل کر دو تو یوسف کے بھائیوں کے کسی مشیر نے کہا قتل کرنے کی بجائے اس کو نکال باہر کر دو الخ۔

الف۔''مِنۡۢ بَعۡدِهٖ''= من بعد غیاب یوسف۔

یوسف کی غیر موجودگی میں تم نیک اطوار ہو جاؤ گے (یعنی تمہارے ابا جان کے یہاں تمہاری خوب بنے گی)۔

ب۔ "مِنْ بَعْدِہٖ" = من بعد قتل یوسف۔

یوسف کی موت کے بعد الخ۔

ج۔ "مِنْ بَعْدِہٖ" = من بعد إطراح یوسف۔

یوسف کے یہاں سے نکل جانے (دور ہو جانے) کے بعد تم الخ۔

● -قَالَ اِنِّیْ لَیَحْزُنُنِیْٓ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَاَخَافُ اَنْ یَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَاَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ(۱۳)۔

الف۔ "تَذْهَبُوْا بِهٖ" = تَذْهَبُوْا بیوسف، "عَنْهُ" = عن یوسف۔

توضیح:

مجھے اندیشہ ہے کہ تم یوسف کو اپنے ساتھ لے جاؤ اور کہیں ایسا نہ ہو کہ یوسف کو بھیڑیا پھاڑ کھائے اس حال میں کہ یوسف کھیلتا ہوا کہیں دور نکل جائے اور تم اس سے غافل رہو۔

ب۔ "عَنْهُ" = عَن الذئب۔

......اس حال میں کہ تم (کھیل کود میں مصروف رہو) بھیڑئے کے آپڑنے سے غافل رہو۔

● -فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَاَجْمَعُوْٓا اَنْ یَّجْعَلُوْهُ فِیْ غَیٰبَتِ الْجُبِّ، وَاَوْحَیْنَآ اِلَیْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ(۱۵)۔

توضیح:

غرض جب وہ یوسف کو لے گئے اور اس بات پر اتفاق کر دیا کہ یوسف کو گہرے کنویں

میں ڈال دیں تو ہم نے اس کی طرف وحی بھیجی کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ تم ان کے اس سلوک سے آگاہ کرو گے اور ان کو اس کی کچھ خبر نہ ہوگی۔

الف۔ "اَوْحَیْنَا اِلَیْهِ" = اَوْحَیْنَا اِلٰی یوسف۔

ہم نے یوسف کے دل میں یہ بات ڈالی کہ اس کے بھائی اس وقت جو سلوک کر رہے ہیں اس سے (اللہ) خود انہیں بعد میں واقف کرائے گا، الخ۔

ب۔ "اَوْحَیْنَا اِلَیْهِ" = اَوْحَیْنَا اِلٰی یَعْقُوْبَ۔

ہم نے یعقوب کے دل میں یہ بات ڈالی کہ وقت آنے پر وہ خود اپنے بیٹوں کو ان کی اس حرکت پر سرزنش کرے گا الخ۔

● —وَجَآءَتْ سَیَّارَةٌ فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ فَاَدْلٰی دَلْوَهٗ، قَالَ یٰبُشْرٰی هٰذَا غُلٰمٌ، وَاَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً، وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ بِمَا یَعْمَلُوْنَ (۱۹)۔

توضیح:

اس کنویں کے قریب ایک قافلہ آوارد ہوا اور انہوں نے اپنا سقا بھیجا اس نے کنویں میں ڈول لٹکایا، وہ بولا زہے قسمت یہ تو لڑکا ہے، اور اس کو قیمتی سرمایا سمجھ کر چھپالیا اور جو کچھ وہ کرتے تھے خدا کو سب معلوم تھا۔

الف۔ "اَسَرُّوْا" فعل جمع مذکر غائب کا فاعل: اہل کارواں۔

ب۔ "اَسَرُّوْهُ" اَسَرُّوْا یوسف۔

کارواں کے ان لوگوں نے جنہوں نے یوسف کو تجارت کا مال سمجھ کر اپنے ساتھیوں سے چھپائے رکھا (یہ نہیں بتایا کہ وہ ایک اندھے کنویں میں ڈول ڈالنے پر بے مشقت ہاتھ آگئے)۔

ج۔ "اَسَرُّوْا" کا فاعل: برادران یوسف۔

د۔ "اَسَرُّوْهُ" = اَسَرُّوْا اَمْرَ یوسف۔

یوسف کے بھائیوں نے یوسف کو کنویں میں ڈال دینے کا کسی سے ذکر نہیں کیا کہ یوسف ایک تجارتی پونجی تھے۔

یہ دوسری توضیح کرنے والے نقل کرتے ہیں کہ کارواں کے آنے اور یوسف کے ڈول کے ذریعہ نکل آنے تک جملہ بھائی وہیں موجود تھے، انہوں ہی نے یوسف کو اپنا گم شدہ بھائی کہہ کر اہل قافلہ کے ہاتھ بیچ دیا۔

● -وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ وَكَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزَّاهِدِيْنَ(۲۰)۔

الف۔"شَرَوْا"کا فاعل:کارواں کے لوگ "کانوا"کا اسم اہل کارواں "شَرَوْهُ"= شَرَوْا يُوْسفَ۔

(۱)"فِيْهِ"= في يوسف۔

(۲)"فِيْهِ"= في الثمن۔

(۱)اہل کارواں نے یوسف کو تھوڑی سی قیمت پر چند ٹکوں کے عوض بیچ دیا۔ اور انہیں یوسف سے کوئی رغبت نہیں تھی۔

(۲)اہل کارواں نے......اور انہیں قیمت سے کوئی دل چسپی نہیں تھی(جو بھی ملی قبول کرلی)۔

ب۔شَرَوْا کا فاعل: بردران یوسف "کانوا"کا اسم: برادران یوسف۔

یوسف کے بھائیوں نے یوسف کو تھوڑی......اور انہیں یوسف سے الخ۔

یوسف کے بھائیوں نے یوسف کو......اور انہیں قیمت سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔

● - وَقَالَ الَّذِيْ اشْتَرٰهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖٓ اَكْرِمِيْ مَثْوٰهُ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا، وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ، وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ، وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَايَعْلَمُوْنَ(۲۱)۔

توضیح:

اور مصر میں جس شخص نے اس کو خریدا اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ اس کو عزت واحترام سے رکھو عجب نہیں کہ یہ ہمیں فائدہ دے یا ہم اسے اپنا بیٹا بنالیں اس طرح ہم نے یوسف کو سرزمین مصر میں جگہ دی اور غرض یہ تھی کہ ہم ان کو باتوں کی تاویل سکھائیں اور خدا اپنے کام پر غالب ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

الف۔ "اَمْرِہٖ" = أمر اللّٰہِ۔

اور اللہ اپنا کام کر کے ہی رہتا ہے۔

انتباہ:

بعض معربوں نے "امرہ" کی تخریج امر یوسف سے کی ہے یہ تخریج بعید از صواب ہے، کیوں کہ "وَاللّٰہُ غَالِبٌ" الخ ایک خبر یہ تذکیری جملہ ہے، احکام واخبار کے درمیان یکایک تذکیری تنزیلی اسلوب کی ایک نمایاں ابلاغی خصوصیت ہے۔

اللہ یوسف کے معاملہ کو اپنی مرضی کے مطابق پورا کرنے والا ہے۔

- —وَرَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ، قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّيْۤ اَحْسَنَ مَثْوَايَ، اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ(۲۳)۔

توضیح:

تو جس عورت کے گھر میں وہ رہتے تھے اس نے ان کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا اور دروازے بند کر کے کہنے لگی جلدی آؤ، انہوں نے کہا خدا پناہ میں رکھے وہ تو میرے آقا ہیں، انہوں نے مجھے اچھی طرح سے رکھا ہے بیشک ظالم فلاح نہیں پائیں گے۔

الف۔ "اِنَّهٗ رَبِّیْ" = اِنَّ اللّٰهَ رَبِّی۔

...... میں اس ارتکاب سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں وہ میرا پالن ہار ہے اس نے میرا اچھا ٹھکانہ کیا۔

ب۔ "اِنَّهٗ رَبِّیْ" = اِنَّ سَیِّدِیْ رَبِّی، "اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ" اِنَّ الشان۔

(عزیز نے مجھے تمہارے حوالے کرتے ہوئے کہا تھا اس کی اچھی طرح دیکھ ریکھ کرتے رہنا) وہ میرا سردار ہے اس نے مجھے اچھی جگہ دی (اس کے اہل خانہ سے میں کوئی ایسی حرکت نہیں کر سکتا جو نازیبا ہو) بے شک بے انصاف لوگ بھلائی نہیں پاتے۔

- فَلَمَّا رَاٰقَمِیْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَیْدِكُنَّ، اِنَّ كَیْدَكُنَّ عَظِیْمٌ (۲۸)۔

توضیح:

جب اس کا کرتا دیکھا پیچھے سے پھٹا تھا، کہا: تمہارا فریب ہے اور کچھ شک نہیں کہ تم عورتوں کے فریب بڑے ہوتے ہیں۔

الف۔ "قَالَ" = قَالَ عزیز مصر اِنَّهٗ الخ۔

ب۔ "قَالَ" = قال شاهد اِنَّهٗ الخ۔

الف۔ عزیز مصر نے کہا یہ عورتوں کا ایک بڑا پھندہ ہے۔

ب۔ شاہد ودیکھنے والے نے کہا یہ عورتوں کا الخ۔

الف۔ "اِنَّهٗ" = اِنَّ القول۔

...... نے کہا کہ یہ قول کہ جس نے تمہارے اہل خانہ سے بُرائی کا ارادہ کیا عورتوں کا الخ۔

ب۔ "اِنَّهٗ" = اِنَّ هٰذَا الْاَمْر وَهو طمع من یوسف۔

...... نے کہا یوسف پر ڈورے ڈالنا عورتوں کا۔

ج۔ "اِنَّهُ" = اِنَّ القد۔

......نے کہا یوسف کی قمیص کا پھاڑنا عورتوں کی ایک بڑی چالاکی تھی (مگر الٹی انہیں پر پڑی)۔

د۔ "اِنَّهُ" = إِنَّ السُّوْءَ۔

یوسف پر بہتان باندھنا ایک بُرائی تھی وہ عورتوں ہی کا ایک فریب ہے۔

● -يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا، وَاسْتَغْفِرِیْ لِذَنْبِکِ، اِنَّکِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِئِيْنَ (۲۹)۔

توضیح:

یوسف اس بات کا خیال نہ کر اور تو اپنے گناہوں کی بخشش مانگ بیشک خطا تیری ہی ہے۔

"أعرض" اس بات کو نظر انداز کر: اس معاملہ میں درگذر سے کام لے۔

"أعرض" کس نے کہا؟۔

قَالَ: قَالَ عَزیز مصر: یایوسف! اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا۔

عزیز مصر نے کہا اے یوسف اب اس معاملہ سے درگزر کرو۔

ب۔ "قَـالَ" = الشاهد، کنبہ والوں کا ایک شخص جس نے قرینہ کی شہادت حاصل کرنے کا مشورہ دیا اس نے کہا یوسف الخ۔

● -فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ، فَلَمَّا رَاَيْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَاهٰذَا بَشَرًا، اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ (۳۱)۔

توضیح:

جب اس عورت نے عورتوں کی چال سنی تو ان کے پاس پیغام بھیجا اور ان کے لئے ایک محفل منعقد کی اور ہر ایک کو ایک ایک چھری دی اور کہا کہ ان کے سامنے باہر آ و جب عورتوں نے اس کو دیکھا تو اس کا رعب ان پر چھا گیا کہ اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور بے ساختہ بول اٹھیں کہ سبحان اللّٰہ یہ آدمی نہیں کوئی بزرگ فرشتہ ہے۔

الف۔ "اَکْبَرْنَهٗ"= أكبرن يوسف۔

...... مصری عورتوں نے یوسف کو دیکھا تو یوسف کو بزرگی دی، فارسی میں مطلب شاید حقیقت سے زیادہ قریب ہے: چوں یوسف را زنان مصر دیدند زبان بتکبیر کوشیدند۔

ب۔ ......عورتوں نے ان کو اپنے دل میں بڑا پایا۔

ج۔ "اَكْبَرْنَهٗ"= اَكْبَرْنَ من اَجله: یعنی بحذف حرف جار بغرض حرف وضاحت یوں کہتے سکتے ہیں:

...... یوسف کو دیکھا تو وہ آپ کے جلال و جمال سے اس طرح دہشت زدہ و مبہوت ہوگئیں، جیسے مثلاً دہشت سے پیشاب خطا ہو جاتا یا حمل گر پڑتا ہے، شاید کچھ اسی طرح وہاں مصری عورتوں سے ظاہر ہوا۔

د۔ "اَكْبَرْنَهٗ" ہائے ہوز قرأت میں سکتہ کے لئے ہے۔

یہ آخری مسلک غلط نہ سہی تاہم صحت سے دور معلوم ہوتا ہے۔

- قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِىْ لُمْتُنَّنِىْ فِيْهِ، وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ، وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَآ اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ (۳۲)۔

توضیح:

تب اس عورت نے کہا یہ وہی ہے جس کے بارے میں تم مجھے طعنے دیتی تھیں، اور بے شک میں نے اس کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا مگر یہ بچا رہا اور اگر وہ یہ کام نہ کرے گا جو میں اسے کہتی ہوں تو قید کر دیا جائے گا اور ذلیل ہوگا۔

یادداشت:

اوپر گزر چکا ہے کہ شہر میں عورتیں چرچا کرنے لگی تھیں کہ عزیز کی عورت اپنے نوجوان غلام کے پیچھے پڑی ہوئی ہے محبت نے اس کو بے قابو کر رکھا ہے ہمارے نزدیک تو وہ کھلی گمراہی میں پڑی ہوئی ہے۔

الف۔"فِیْهِ"= فِی الزنیٰ۔

دیکھو یہ ہے جس کو ایک ناجائز فعل کی طرف مائل کرنے کے بارے میں تم مجھے الخ۔

ب۔"فِیْهِ"= فِی الْحُبِّ، ذٰلِكَ اپنے اصل مفہوم میں: اسم اشارہ۔

دیکھو یہ ہے اس کی محبت میں گرفتار ہونے پر تم مجھے الخ۔

یوسفؑ مصری عورتوں کے ساتھ نہ تھے اب اس طرح توجہ دلانے کی ضرورت نہیں رہی تھی۔

ج۔"فِیْهِ"= فی یوسف، ذٰلِكَ بمعنی هذا۔

دیکھو یہی وہ یوسف ہے جس کے بارے میں تم مجھ پر ملامت کرتی تھیں۔

الف۔"مَاآمُرُهٗ" ما أمربه بحذف جار (ہ) کا مرجع "ما" موصولہ، مثلاً: اَمَرْتُكَ الْخَیْرَ= أمرتك بالخیر امر کا دوسرا مفعول محذوف: یہاں شاید پیدائش کا غیر شرعی عمل مراد ہے۔

اگر میں اس کو جس بات کا حکم دوں وہ بات (وہ کام) نہ کرے تو الخ۔

ب۔ "مَآ اٰمُرُهٗ"=: مَا مصدریہ، ما أمرُ أمری إیاہ۔

اگر یوسف میرے حکم کی تعمیل نہ کرے تو الخ: میرا حکم نہ مانے الخ: میرا حکم بجانہ لائے الخ۔

اس صورت میں امر میں زیادہ عمومیت رہے گی۔

● "ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ"(۳۵)۔

"بَدَالَهُمْ"= ثم بدا العزیز واصحابہ: پھر باوجود اس کے عزیز مصر اور اس کے مشیر نشانیاں دیکھ چکے تھے ان کی رائے یہی ٹھہری کہ کچھ مدت کے لئے اس کو قید ہی کر دیں۔

● ـوَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ قَالَ اَحَدُهُمَآ اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا، وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِيْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ، نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ، اِنَّا نَرٰكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ(۳۶)۔

توضیح:

اور اس کے ساتھ دو اور جوان بھی داخل زنداں ہوئے ان میں سے ایک نے کہا: دیکھتا ہوں کہ شراب نچوڑ رہا ہوں دوسرے نے کہا میں یہ دیکھتا ہوں کہ اپنے سر پر روٹیاں اٹھائے ہوئے ہوں اور پرندے ان میں سے کھا رہے ہیں، ہمیں اس کی تاویل بتا دیجئے ہم تمہیں نیکوکار دیکھتے ہیں۔

"تَاْوِيْلِهٖ"= تأویل ما قص علی یوسف صاحباہ: تأویل رؤیاہ۔

(ہ) کا مرجع دونوں قیدیوں کا خواب یعنی جیسا ایک نے کہا کہ میرے اس خواب کی تعبیر دیجئے تو پھر دوسرے نے کہا میں نے یہ خواب دیکھا ہے میرے اس خواب کی تعبیر

دیجیے۔

● —وَقَالَ لِلَّذِیْ ظَنَّ اَنَّہٗ نَاجٍ مِّنْھُمَا اذْکُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّکَ فَاَنْسٰہُ الشَّیْطٰنُ ذِکْرَ رَبِّہٖ فَلَبِثَ فِی السِّجْنِ بِضْعَ سِنِیْنَ (۴۲)۔

توضیح:

اور دونوں شخصوں میں سے جس کی نسبت اس نے خیال کیا وہ رہائی پا جائے گا، اس نے کہا کہ اپنے آقا سے میرا ذکر بھی کرنا، لیکن شیطان نے اس کا اپنے آقا سے ذکر کرنا بھلا دیا اور وہ کئی برس قید خانہ میں رہے۔

الف۔"اَنْسٰہُ الشَّیْطٰنُ"۔

تقدیر:انسی الشیطن الناجی (الناس) ذکر یوسف لربّہ۔

"رَبِّہٖ" ربّ الناجی: (الناس)۔

شیطان نے چھٹکارا پانے والے قیدی سے یوسفؑ کا اپنے آقا سے ذکر کرنا بھلا دیا، اس صورت میں (رب) کے معنی ہوں گے: آقا یا پرورش کنندہ۔

تقدیر:أنسی الشیطن یوسف ذکر ربه: رب یوسف۔

مطلب غالبًا یہ ہے:

شیطان نے یوسفؑ کو اپنی رہائی کے لئے اپنے رب کی طرف رجوع ہونا بھلا دیا گویا آپؑ نے قید سے اپنی رہائی کے لئے پروردگار سے رجوع ہونے کے بجائے ایک چھوٹنے والے ہم قیدی سے کہا کہ وہ اپنے آقا سے میرا بے خطا ہونا آشکار کر دے اور ہو سکے تو مجھے حبس بے جا سے رہا کرنے کی سفارش کرے۔

ظاہر ہے کہ آپ نے جو کچھ کہا اگر صحیح ہو تو بھی وہ شیطان کے بھلاوے سے تھا، آپ نے قصداً وارادۃً ایسا نہیں کیا۔

● "وَقَالَ الَّذِیْ نَجَا مِنْھُمَا وَادَّکَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُکُمْ

بِتَاْوِيْلِه فَاَرْسِلُوْنِ"(۴۵)۔

توضیح:

وہ شخص جو دونوں میں سے رہائی پا گیا تھا اور جسے مدت کے بعد وہ بات یاد آ گئی بول اٹھا کہ میں آپ کو اس کی تاویل بتاتا ہوں مجھے جانے کی اجازت دیجئے۔

"تَاوِيْلِه"= تأويل روياء الملك بادشاہ کے خواب کی تعبیر۔

مجھے یوسفؑ کے یہاں بھیجو میں تمہیں ان سے پوچھ کر بادشاہ کے خواب کی تعبیر سے آگاہ کر دوں گا۔

● –وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِىْ بِهٖ فَلَمَّا جَآءَ هُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسْئَلْهُ مَابَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِىْ قَطَّعْنَ اَيْدِيْهُنَّ اِنَّ رَبِّىْ بِكَيْدِهِنَّ عَلِيْمٌ(۵۰)۔

توضیح:

بادشاہ نے حکم دیا کہ یوسف کو میرے پاس لاؤ، جب قاصد اس کے پاس گیا تو اس نے کہا، اپنے آقا کے پاس واپس جاؤ اور اس سے پوچھو کہ ان عورتوں کا کیا حال ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے، بے شک میرا پروردگار ان کے مکروں سے خوب واقف ہے۔

"بِهٖ"= بيوسف، "جَآءَ هُ"= جاء الرسول يوسف، "قال ارجع"= قال يوسف الرسول ارجع۔

ضمیروں کے مراجع واضح کرنے پر مطلب غالباً یہ ہوگا:

بادشاہ نے کہا یوسف کو میرے یہاں بلا لاؤ، جب بادشاہ کا فرستادہ یوسف کے پاس آیا تو یوسف نے بادشاہ کے پیامی سے کہا اپنے آقا کے پاس واپس جا اور اس سے کہہ کہ ان عورتوں الخ۔

● -قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ يُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ، قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْٓءٍ قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ الْئٰنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ(۵۱)۔

توضیح:

بادشاہ نے کہا بھلا اس وقت کیا ہوا تھا جب تم نے یوسف کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا تھا، بولیں حاشاللہ ہم نے اس میں کوئی برائی معلوم نہیں کی عزیز کی عورت نے کہا اب سچی بات تو ظاہر ہو گئی ہے میں نے اس کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا تھا اور وہ بے شک سچا ہے۔

● -ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّيْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَايَهْدِيْ كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ(۵۲)۔

الف۔قالت امرأ ة عزيز ذَالِکَ (اعترافا في المكرو) لِيَعْلَمَ (الناس) إني لم أخن يوسف بالغيب۔

توضیح:

عزیز کی عورت نے کہا میں اپنی لغزش کا دوبارہ اعتراف اس لئے کر رہی ہوں کہ میں نے ہی پہلے یوسف کو ورغلایا تھا اب سب کو معلوم ہونا چاہئے کہ یوسف کے غیاب میں میں نے اپنے کئے سے مکرنے والی نہیں ہوں میں اب بھی اس کی محبت پر قائم ہوں، مکر جانے اور بے وفائی کرنے والوں کو اللہ ہدایت نہیں دیتا۔

عزیز کی عورت کا پہلا اعتراف (۳۲) ویں آیت میں یوں ہے: "وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فاستعصم" بے شک میں نے ہی یوسف کو اپنی طرف مائل کیا تھا مگر وہ بچا رہا۔

ب۔(قال يوسف) ذالك (تولى، ارجع) يعلم (الملك) إني لم أخن

العزیز بالغیب (عزیز نے کہا) یہ (امراۃ عزیز کا قول کہ اب حق واضح ہوگیا، یوسف پر ڈورے میں نے ہی ڈالے تھے) اس لئے ہے کہ یوسف جان لے کہ اس کے زمانہ قید میں بھی میں نے اس کو موردِ الزام نہیں قرار دیا۔

لِيَعْلَمَ. الف. الناس۔

لِيَعْلَمَ. ب. ليعلم الملک۔

لِيَعْلَمَ. ج. ليعلم يوسف۔

لِيَعْلَمَ. د. اللّٰه۔

اللہ جان لے: اللہ جانتا ہے اسم جلالہ مذکور الصدر تینوں، دونوں یا کوئی ایک جگہ آ سکتا ہے، عربیت میں اس کی گنجائش ہے۔

- –وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖٓ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِيْ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ (۵۴)۔

توضیح:

بادشاہ نے حکم دیا اسے میرے پاس لاؤ میں اسے اپنا مصاحب خاص بناؤں گا، پھر جب اس سے گفتگو کی تو کہا کہ آج سے تم ہمارے یہاں صاحب منزلت و صاحب اختیار ہو۔

الف۔ "فَلَمَّا كَلَّمَهٗ" فلما كلم الملك يوسف۔

جب بادشاہ نے یوسف سے گفتگو کی تو بادشاہ نے کہا الخ۔

ب۔ "فَلَمَّا كَلَّمَهٗ" فلما كلم يوسف الملك۔

جب یوسف نے بادشاہ سے گفتگو کی تو بادشاہ نے کہا الخ۔

- –قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ وَّاَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ (۷۲)۔

توضیح:

وہ بولے کہ بادشاہ کا کٹورا کھوگیا ہے اور جو شخص اس کو لے آئے اس کے لئے ایک بارشتر ہے اور میں اس کا ضامن ہوں۔

ضمیروں کے اظہار سے تقدیر کلام ہو گی:قالوا (خدام الملك)...... لِمَنْ جاءَ (بصواع الملك) حمل بعيرو (قال رئيسُ الخدام) أنا بحمل بعير زعيم۔

شاہی نوکروں نے کہا ہمیں بادشاہ کا پیمانہ نہیں مل رہا ہے جو شخص یہ پیمانے لے آئے گا اس کو ایک بارشتر غلہ بطور انعام دیا جائے گا، اور خادموں کے سردار نے کہا میں ذمہ لیتا ہوں کہ ایک بارشتر غلہ بطور انعام دینے کا جو وعدہ کیا جارہا ہے وہ پیمانہ لانے والے کو ضرور دیا جائے گا۔

- -قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِيْنَ(۷۴)۔

توضیح:

بولے اگر تم جھوٹے نکلے تو اس کی کیا سزا؟

الف۔جَزاؤُهٗ= جزاء سرق الصواع۔

ب۔جَزاؤه= جزاء السرق۔

ج۔جَزاؤه= جزاء السارق۔

د۔جزاؤه= جزاء الصواع۔

الف۔ بادشاہ کے ملازموں نے کہا پیمانہ کی چوری کی (تمہارے یہاں) کیا سزا ہے۔

ب۔......کہا چوری کی کیا سزا ہے۔

ج۔......کہا چوری کی کیا سزا ہے۔

د۔ بادشاہ کے ملازموں نے کہا: پیمانہ کا بدل کیا ہے؟ تاوان؟ جسمانی سزا؟ قید یا کوئی اور۔

● "فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِيْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِيْهِ، كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ، مَاكَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ، وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ(٧٦)۔

توضیح:

پھر اپنے بھائی کے شلیتے سے پہلے ان کے شلیتوں کی جھڑتی لینی شروع کی پھر اپنے بھائی کے شلیتے میں سے اس کو نکال لیا۔

اس طرح ہم نے یوسف کے لئے تدبیر کی، بادشاہ کے قانون کے مطابق وہ مشیئت خدا کے سوا اپنے بھائی کو نہیں لے سکتا تھا ہم جس کے چاہتے ہیں درجے بلند کرتے ہیں، اور ہر علم والا سے دوسرا علم بڑھ کر ہے۔

فبدأ یوسف بأوعیة إخوان العلّات قبل وعاء أخیه العینی۔

توضیح:

یوسف نے اپنے سگے بھائی کی خرجی سے پہلے سوتیلے بھائیوں کی خرجی کی تلاشی لی۔

الف۔استخرج یوسف الصواع: یوسف پیمانہ اپنے بھائی کی خرجی سے نکالا۔

ب۔استخرج یوسف السقایة: یوسف نے پیالہ اپنے الخ۔

ج۔استخرج یوسف السرقة: یوسف نے اپنے بھائی کو (فرضی) چوری پکڑی۔

ملحوظہ:

صاع وصواع عربی زبان میں مؤنث بھی جائز ہے۔

● -قَالُوْا اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ فِيْ نَفْسِهٖ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ(۷۷)۔

الف۔"اَسَرَّهَا" اَسَرَّ الحَرارۃ، حرارۃٌ: غصہ کی وجہ سے دل کا دکھ۔

یوسف کے بھائیوں نے کہا اگر اس نے چوری کی تو کوئی تعجب کی بات نہیں، اس واقعہ سے پہلے اس کے بھائی نے (یوسف) بھی چوری کی تھی، ان کی یہ بات سن کر یوسف نے اپنے دل کا دکھ چھپائے رکھا اور ان پر ظاہر نہ ہونے دیا، بس زیر لب اتنا کہا کہ (تم لوگ میرے منہ در منہ مجھ پر الزام لگا رہے ہو) اللہ بخوبی جانتا ہے کہ وہ محض اتہام ہے۔

ب۔ "اَسَرَّهَا" أسر أمر الإجابة: یوسف الزام کا جو جواب دینا چاہتے تھے وہ نہیں دیا بلکہ بربناء مصلحت و متانت خاموش رہے صرف اتنا کہا اللہ جانتا ہے الخ۔

ج۔ "اَسَرَّهَا" أسر المقالة: یوسف نے بھائیوں کے قول کو نظر انداز کر دیا صرف اتنا کہا کہ اللہ بخوبی الخ۔

د۔"اَسَرَّهَا" أسر الکلمة: یوسف بھائیوں کی بات پی گئے صرف اتنا کہا الخ۔

ھ۔ "اَسَرَّهَا" أسرالحقيقة: یوسف نے بھائیوں سے حقیقت حال (اس وقت) پوشیدہ ہی رکھی (کہ ابھی انکشاف حقیقت کا وقت نہیں آیا تھا)۔

● -وَسْئَلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا وَالْعِيْرَ الَّتِيْٓ اَقْبَلْنَا فِيْهَا وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ(۸۲)۔

"اَقْبَلْنَا فِيْهَا"= اَقْبَلْنَا فِي العير: "عیر" کارواں۔

"عیر" مؤنث سماعی ہے۔

توضیح:

اور جس بستی میں ہم ٹھہرے تھے وہاں کے باشندوں سے اور جس کارواں میں ہم

آئے ہیں اس کے لوگوں سے دریافت فرمالیجئے ہم اپنے بیان میں بالکل سچے ہیں۔

● -اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا، وَاْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ (۹۳)۔

الف۔"اَلْقُوْهُ"= ألقوا القميص۔

توضیح:

یوسف نے کہا: جاؤ یہ میری قمیص ساتھ لے جاؤ اور اس قمیص کو میرے والد کے منہ پر ڈال دو! ان کی بینائی لوٹ آئے گی اور اپنے سب اہل وعیال کو میرے پاس لے آؤ۔

● -فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا، قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ (۹۶)۔

توضیح:

جب خوش خبری دینے والے نے یوسف کا کرتہ یعقوبؑ کے چہرے پر ڈالا تو وہ بینا ہوگئے، پھر یعقوبؑ نے کہا: کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں خدا کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

الف۔اَلْقَا الْبَشِيْرُ الْقَمِيْصَ عَلٰى وَجْهِ يعقوب۔

ب۔اَلْقَا يَعْقُوْبُ الْقَمِيْصَ عَلٰى وَجْهِهٖ: جب خوش خبری دینے والے نے یوسفؑ کا کرتا یعقوبؑ کو دیا تو یعقوبؑ نے وہ کرتا اپنے چہرے پر ملا (بوسہ لیا آنکھوں سے لگایا) تو یعقوبؑ کی بصارت الخ۔

● -ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ، وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْٓا اَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ (۱۰۲)۔

الف۔"نُوْحِيْهِ"= نوحی البناء۔

توضیح:

یہ غیب کی خبریں ہیں ازاں جملہ یوسف کی خبر بھی ہے جو ہم تم کو وحی کر رہے ہیں اور جب انہوں نے اپنی بات پر اتفاق کیا تھا اور وہ فریب کر رہے تھے تو تم ان کے پاس نہیں تھے۔

ب۔ "نوحیہ" = نوحی القرآن۔

یہ غیب کی خبریں ہیں ازاں جملہ قرآن بھی ہے جس سے تم ناواقف تھے۔

انتباہ:

یہ توجیہ فحوائے کلام سے مطابقت نہیں رکھتی۔

- —وَمَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ (۱۰۴)۔

الف۔ "وَمَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَيْهِ" = عَلٰی نباء یوسف مِنْ اَجْرٍ۔

توضیح:

تم ہماری طرف سے لوگوں کو یوسف کی خبر دے رہے ہو تو تم ان سے اس خبر کا کوئی معاوضہ نہیں طلب کر رہے ہو۔

ب۔ "عَلَيْهِ" = علی القرآن۔

تم قرآن پہنچانے پر کوئی بدلہ نہیں چاہ رہے ہو۔

ج۔ "عَلَيْهِ" = علی دین اللّٰہ۔

تم اللہ کا دین بتانے پر کوئی معاوضہ نہیں طلب کر رہے ہو۔

د۔ "عَلَيْهِ" = عَلَی التبلیغ۔

تم اللہ کا پیغام پہنچانے پر الخ۔

- —وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا

وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ (۱۰۵)۔

تقدیر: یمرون علی ایات السّموت والأرض وھمْ عَنْ ھٰذِہٖ الأیات معرضون۔

توضیح:

آسمانوں اورزمین میں کتنی ہی نشانیاں ہیں ان نشانیوں کا مشاہدہ کرتے ہیں مگر ان نشانیوں پر توجہ نہیں کرتے۔

- —حَتّٰی اِذَا اسْتَیْئَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْآ اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَ هُمْ نَصْرُنَا فَنُجِّیَ مَنْ نَّشَآءُ، وَلَا یُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِیْنَ (۱۱۰)۔

الف۔"ظَنُّوْا" فاعل: پیغمبر "ھمْ" کامرجع ضمیرفاعل ظَنُّوْا، کُذِبُوْا کانائب فاعل ضمیر ظَنُّوْا، ھم کامرجع بھی فاعل ظَنُّوْا۔

توضیح:

تاآنکہ پیغمبروں کواپنی قوم کے ایمان لے آنے کی امید نہیں رہی اور پیغمبر یہ خیال کرنے لگے کہ اپنی نصرت کے بارے میں جوبات انہوں نے کی تھی اس میں وہ سچے نہ نکلے مگر بالآخر انہی پیغمبروں کو ہماری مدد پہنچ گئی پھر جسے ہم نے چاہا بچادیا اور ہماراعذاب گنہگاروں سے ٹلا نہیں کرتا۔

ب۔"ظَنُّوْا" فاعل منکرین رسول "ھُمْ" کامرجع منکرین رسول "کُذِّبُوْا" کانائب فاعل بھی منکرین لیکن (جاء ھم) میں "ھم" کامرجع پیغمبر ہے۔

توضیح:

تا آنکہ پیغمبروں نے جان لیا کہ اب ان کی قوم ایمان لانے والی نہیں ہے اور کافروں نے یقین کرلیا کہ پیغمبروں نے انہیں جس بات سے ڈرایا تھا وہ غلط نکلی مگر بالآخر پیغمبروں کے لئے ہماری مدد آ پہنچی اور ہمارے پیغمبروں نے جس بات کی خبر دی تھی وہ سچی نکلی۔

۱۳۔ رعد

● "اَللّٰہُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَھَا" (۲)۔

"عَمَدٍ" بفتحتین، عماد کی جمع، عربی میں فعال (بالکسر) کی جمع فعل (بفتحتین) کی غالباً صرف دو ہی مثالیں ملتی ہیں ایک تو یہی عماد کی جمع عمد اور دوسری إھاب (کھال) کی جمع اھب۔

الف۔ "تَرَوْنَھَا" ترون العمد یہ ضمیر سے قریبی اسم ہے۔

ترجمہ: اور وہ اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں کو ایسے سہاروں کے بغیر قائم کیا جو تم کو نظر آتے ہوں (تفہیم)۔

ب۔ "تَرَوْنَھَا" ترون السموات۔

ترجمہ: (۱) خدا ہی تو ہے جس نے ستونوں کے بغیر آسمان جیسا کہ تم دیکھتے ہو اتنے اونچے بنائے (فتح محمد)۔

(۲) یہ اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں کو بلند کر دیا اور تم دیکھ رہے ہو کہ کوئی ستون انہیں تھامے ہوئے نہیں ہے (ترجمان)۔

● "وَھُوَ الَّذِیْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِیْھَا رَوَاسِیَ وَاَنْھٰرًا، وَمِنْ کُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِیْھَا زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ" (۳)۔

"جَعَلَ فِیْھَا رَوَاسِیَ" = جَعَلَ فِی الْاَرْضِ رواسی۔

"جَعَلَ فِیْھَا زَوْجَیْنِ" = جَعَلَ فِی الثمرات زوجین۔

توضیح:

اور وہ اللہ ہی ہے جس نے زمین کو پھیلا دیا اور زمین میں پہاڑوں کے کھونٹے گاڑے ہیں اور دریا بنائے اور ہر طرح کے پھلوں کی دو دو قسمیں بنائیں۔

- –وَفِي الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ(۴)۔

الف۔"نُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ"= نُفَضِّلُ بعض الزرع والنخل۔

توضیح:

اور زمین میں کئی طرح کے قطعات ہیں ایک دوسرے سے ملے ہوئے اور انگور کے باغ اور کھیتی اور کھجور کے درخت بعض کے خوشے بہت سے ہوتے ہیں اور بعض کے نہیں ہوتے باوجودیکہ پانی سب کو ایک ہی ملتا ہے اور ہم بعض کھیتیوں اور بعض کھجوروں کو ایک دوسرے سے بہتر بناتے ہیں۔

مطلب یہ کہ زرعی پیداوار خواہ کسی قسم کی ہو وہ ہر جگہ ہر وقت یکساں نہیں ہوتی باعتبار خاصیت وغیرہ میں تفاوت ہوتا ہے۔

عمومی پیداوار کے ذکر کے بعد شاید عربوں کی رعایت سے ان کے ملک کی عام پیداوار خرمہ کا ذکر کیا گیا، والعلم عند الخبیر۔

ب۔"وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ"= نفصل بعض النخيل علىٰ بعض۔

توضیح:

اور زمین میں کئی طرح کے قطعات ہیں ایک دوسرے سے ملے ہوئے اور انگور کے باغ اور کھیتی اور کھجور کے درخت بعض کی بہت سی شاخیں ہوتی ہیں اور بعض کی نہیں ہوتیں باوجودیکہ پانی سب کو ایک ہی ملتا ہے اور ہم بعض کھجوروں کو بعض پر لذت میں فضیلت دیتے ہیں اور اس میں سمجھنے والوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔

«نخل» عربی میں کبھی مذکر اور کبھی مؤنث استعمال ہوتا ہے لفظوں میں وحدت ظاہر کرنے کے لئے تاء تانیث زیادہ کر کے نخلة کہتے ہیں۔

بعض لغویوں کی رائے میں نخیل دراصل نخل کی جمع نہیں ہے بلکہ نخیل اسم جمع ہے، جیسے مثلاً قوم اس طرح کھجور کا درخت مراد لیں تو معنی ہوں گے۔

اور ہم کھجور کے بعض درختوں کو بعض پر ترجیح دیتے ہیں یعنی بہتر بناتے ہیں عام اور سادہ لفظوں میں:

ایک ہی قسم کی زمین میں ایک ہی طرح کے پانی سے سینچے جانے کے باوصف کھجور کے بعض درختوں کے پھل اسی طرح کے دوسرے درختوں کے پھلوں میں بو، رنگ اور مزہ وخاصیت وغیرہ کے لحاظ سے بہتر ہوتے ہیں۔

- "وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ" (۷)۔
دیکھئے: سورہ یونس کی آیت (۲۰) فقرہ (۲)۔
- سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۭ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌۭ بِالنَّهَارِ، لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ، وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ، وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ (۱۰، ۱۱)۔

الف۔ "لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ" = لِمَنْ هُوَ مستخف بالليل وسارب بالنهار۔
يَدَيْهِ وَخَلْفِهٖ کی ضمیر واحد مذکر مجرور اور "يَحْفَظُوْنَهٗ" کی ضمیر واحد مذکر منصوب تینوں کا مرجع من هو مستخف بالليل وسارب بالنهار ہے۔
"لَامَرَدَّ لَهٗ" لامرد للسُّوْءِ "مَالَهُمْ" ماللقوم "من دونه" من دون اللّٰهِ۔

توضیح:

کوئی تم میں سے چپکے سے بات کہے یا پکار کر یا تم میں سے کوئی رات کے اندھیرے میں چھپا ہوا ہو یا دن کے اُجالے میں چل پھر رہا ہو سب برابر ہیں خواہ کوئی ہو (رات کے اندھیرے میں چھپے ہوئے یا دن کی روشنی میں دکھائی دینے والے غرض) ہر شخص کے آگے اور اس کے پیچھے اس کے نگراں ہیں جو اللہ کے حکم سے اس کی دیکھ بھال کر رہے ہیں، خدا اس نعمت کو جو کسی قوم کو حاصل ہے، نہیں بدلتا جب تک کہ وہ اپنی حالت کو نہ بدلے اور جب خدا کسی قوم کے ساتھ برائی کا ارادہ کرتا ہے تو پھر وہ بُرائی ٹل نہیں سکتی اور خدا کے سوا اس قوم کا کوئی مددگار نہیں ہوتا۔

ب۔ "لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ" = لِلّٰهِ معقبات من بين يدى مستخفٍ بالليل۔
خواہ کوئی رات کے اندھیرے میں بیٹھا ہوا ہو یا دن کے اُجالے میں چل پھر رہا ہو ہر حالت میں اس کے آگے اور اس کے پیچھے اللہ کے فرشتے اس کے نگراں ہیں الخ۔

ج۔ "لَهٗ معقبات" = للرسول معقبات۔
ہر رسول کے لئے فرشتے ہیں جو اس کے آگے اور اس کے پیچھے سے اللہ کے حکم پر رسول کو اس کے دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھتے ہیں اس نعمت کو الخ۔

● —وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ، وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ، وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ (۱۳)۔

الف۔ "بِحَمْدِہٖ"= بِحَمْدِ اللّٰہِ، "مِنْ خِیْفَتِہٖ"= من خیفة اللّٰہِ۔

توضیح:

بادلوں کی گرج اللہ کی حمد کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرتی ہے اور فرشتے اللہ کی ہیبت سے لرزتے ہوئے اس کی پاکی بیان کرتے ہیں۔

اللہ ہی بجلیاں بھیجتا ہے پھر جس پر چاہتا ہے گرا بھی دیتا ہے اور کافر خدا کے بارے میں جھگڑتے ہیں اور وہ بڑی قوت والا ہے۔

ب۔ "مِنْ خِیْفَتِہٖ"= مِنْ خیفة الرعد "وَھُمْ یجادلون"= والکافرون یجادلون۔

بادلوں کی گرج..... اور فرشتے گرج کی ہیبت سے کانپتے ہوئے اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں اور اللہ ہی الخ۔

- –لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ، وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَایَسْتَجِیْبُوْنَ لَهُمْ بِشَیْءٍ اِلَّا کَبَاسِطِ کَفَّیْهِ اِلَی الْمَآءِ لِیَبْلُغَ فَاهُ وَمَاهُوَ بِبَالِغِهٖ وَمَا دُعَآءُ الْکٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ(۱۴)۔

الف۔ لِیَبْلُغَ الماء فم الباسط وما الماء ببالغِ فم الباسط۔

توضیح:

اللہ ہی کو پکارنا برحق ہے یہ کافر اللہ کے سوا جس کسی کو بھی پکار رہے ہیں وہ ان کی پکار کا جواب نہیں دے سکتے اور اللہ کو چھوڑ کر دوسرے کو پکارنا ایسا ہے جیسا کہ کوئی شخص پانی کی طرف ہاتھ پھیلا کر پانی سے خواہش کرے کہ پانی ہاتھ پھیلانے والے کے منہ تک پہنچ جائے لیکن پانی ہاتھ پھیلانے والے کے منہ تک نہیں پہنچ سکتا۔

ب۔ "وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ"= وَمَا الْفَمُ بِبَالِغِ الْمَاءِ۔

اللہ ہی کو پکارنا......لیکن منہ پانی تک نہیں پہنچ سکے گا۔

ج۔"وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ" وَما باسط كفيه ببالغ الماء۔

اللہ ہی کو پکارنا......لیکن ہاتھ پھیلانے والا پانی تک نہیں پہنچ سکے گا۔

- —اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا، وَمِمَّا يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ فِى النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ، كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ، وَفَلَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً، وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِى الْاَرْضِ، كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ (١٧)۔

"عَلَيْهِ"= عَلٰى بَعْضِ مايوقدون۔

"مِنْ"=بعضیہ۔

تقدیر:زبدٌ مثل زبد الماء موجودٌ على بعض مايوقدون في النار۔

"زَبَدٌ مِثْلُهٗ"= زبد مثل زبد الماء۔

جھاگ جیسی کہ سیلاب نے اٹھائی۔

توضیح:

اللہ نے آسمان سے پانی برسایا اور ہر ندی نالا اور اپنے ظرف کے مطابق وہ پانی لے کر چلا پھر سیلاب آیا تو سطح پر پھولا ہوا جھاگ بھی آیا اور ایسا ہی جھاگ اس دھات پر بھی اٹھتا ہے جب تم زیور اور برتن وغیرہ بنانے کے لئے اس (دھات) کو آگ پر پگھلایا کرتے ہو۔

- "وَالَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ" الخ (١٨)۔

دیکھئے: سورۂ مائدہ آیت (٣٦)، فقرہ (٦)۔

- —وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ، قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ (٢٧)۔

"عَلَیْہِ"=علی محمد۔
دیکھئے: یونس کی آیت (۲۰)، فقرہ (۲)۔
الف۔ "یَھْدِیْ اِلَیْہِ"= یھدی إلی اللّٰہ۔

توضیح:

اور یہ کافر لوگ کہتے ہیں کہ ان پر فرمائشی معجزوں میں سے کوئی معجزہ ان کے رب کی طرف سے کیوں نہیں نازل کیا جاتا۔
آپ کہئے اللہ جس کو چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے اور وہ اپنی طرف آنے کا راستہ اسی کو دکھاتا ہے جو اس کی طرف آنا چاہتا ہے۔
ب۔ اگر کوئی چاہے "یھدی القرآن یا یھدی إلی الرسول" کہہ سکتا ہے۔

انتباہ:

محاورۂ عرب کے لحاظ سے یہ ضمیر کا مرجع نہیں ہوگا۔
ایسی توجیہ زیادہ سے زیادہ تفسیر کہلائے گی نہ کہ ضمیر کی تخریج۔

- —وَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَفْرَحُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ یُّنْکِرُ بَعْضَہٗ، قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰہَ وَلَآ اُشْرِکَ بِہٖ، اِلَیْہِ اَدْعُوْا وَاِلَیْہِ مَاٰبِ (۳۶)۔

الف۔ "یُنْکِرُ بَعْضَہٗ"= بعض ما أنزل إلیک "ما" موصول اسم سے قریب ترین۔

توضیح:

اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس سے جو تم پر نازل ہوا ہے خوش ہوتے ہیں، اور بعض فرقے ایسے بھی ہیں کہ وہ جو کچھ تم پر نازل ہوا ہے اس کی بعض باتوں (احکام) کا انکار کرتے ہیں۔
مثلاً: یہ کہ اگلی آسمانی کتابوں میں محمد ﷺ کے مبعوث ہونے کی جو پیش گوئی کی گئی

تھی اس کا انکار کرتے ہیں، وقس علی هذا۔
مگر رسول اللہ کو حکم دیا گیا ہے کہ:
کہہ دو کہ مجھ کو بھی حکم ہوا ہے کہ خدا ہی کی عبادت کروں الخ۔

● —وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ مَاجَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ، مَالَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَاوَاقٍ (۳۷)۔

"أنزلنه"= أنزلنا الكتٰب= القرآن مرجع سابق آیت کے لفظ ما أنزلنا إليک سے ظاہر ہے۔

توضیح:

اور اسی طرح ہم نے اس کتاب کو عربی زبان میں بطور حکم نازل کیا ہے۔

یادداشت:

سورۂ ابراہیم کی چوتھی آیت سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے جس جس نبی پر جو کتاب اتاری وہ انہیں کے قوم کی زبان میں تھی۔

● "وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ" (۴)۔

ہم نے اپنا پیغام دینے کے لئے جب کبھی رسول بھیجا ہے تو اس رسول نے اپنی قوم ہی کی زبان میں پیغام دیا ہے تاکہ وہ انہیں اچھی طرح کھول کر بات سمجھائے۔

توضیح:

جس طرح آپ کو ہم نے لوگوں کی ہدایت کے لئے یہ عظیم الشان کتاب عطائی فرمائی، پہلے بھی ہر زمانہ میں سامان ہدایت ہم پہنچاتے رہے ہیں، چونکہ طبعی ترتیب کے موافق ہر پیغمبر کے اولین مخاطب اسی قوم کے لوگ ہوتے ہیں، جس میں سے وہ پیغمبر اٹھایا جاتا ہے، اس لئے کہ اسی کی قومی زبان میں وحی بھیجی جاتی رہی، تاکہ احکام الٰہیہ کے سمجھنے اور سمجھانے میں پوری سہولت رہے (حاشیہ مولانا شبیر احمد عثمانی صفحہ ۳۲۸)۔

۱۴-ابراہیم

- -الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ بَعِيْدٍ(۳)۔

"يَبْغُوْنَهَا"= يبغون سبيل الله۔

دیکھئے: سورۃ آل عمران آیت رقم (۹۷)، فقرہ(۱۶)۔

- -اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّ ثَمُوْدَ وَالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ، لَا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ، جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرَدُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فِيْٓ اَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوْٓا اِنَّا كَفَرْنَا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ وَاِنَّا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ(۹)۔

توضیح:

اے منکرو! کیا تمہیں ان قوموں کے حالات معلوم نہیں ہوئے جو تم سے پہلے گزر چکی ہیں، قوم نوح وعاد وثمود اور ان کے بعد آنے والی بہت سی قومیں جن کی تعداد سے اللہ ہی واقف ہے ان کے رسول جب ان کے پاس صاف صاف باتیں اور کھلی کھلی نشانیاں لئے ہوئے آئے تو انہوں نے حیران ہو کر اپنے ہاتھ اپنے منہ پر رکھ لئے اور کہا تو جس پیغام کے ساتھ بھیجے گئے ہو ہم ان پر ایمان نہیں لاتے اور تم ہمیں جس چیز کی دعوت دیتے ہو ان کے بارے میں ہم انتہائی شک وشبہ میں پڑے ہوئے ہیں۔

الف۔ "رَدُّوْا اَیْدِیَھُمْ فِیْ اَفْوَاھِھِمْ" = جَعَلَ الْقَوْمُ اَیْدِیَ اَنْفسھم فی أفواھھم۔
ان لوگوں نے اپنے ہاتھ اپنے منہ میں دبا لئے۔
ب۔ "رَدُّوْا اَیْدِیَھُمْ فِیْ اَفْوَاھِھِمْ" = جَعَلَ القوم اَیْدِیَ اَنْفسِھِمْ فِیْ أفواہِ الرسل رداً لِقَوْلِھِمْ۔
ان لوگوں نے اپنے ہاتھ ان رسولوں کے منہ پر رکھ دیئے اور کہنے لگے تم جس پیغام الخ۔
ج۔ "رَدُّوْا اَیْدِیَھِمْ فِیْ أَفْوَاھِھِمْ" اَخذَ القوم أیدی الرسل ووضعوھا علی أفواہ الرسول لیستکفوھم۔
ان لوگوں نے رسول کے ہاتھ پکڑ کر ان کے منہ پر رکھ دیئے اور کہنے لگے تم جس الخ۔

یادداشت:

رسول اللہ ﷺ نے عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس کو سورۂ فصلت سنائی، جب آپ اس آیت پر پہنچے: "فَقُلْ اَنْذرتکم صاعقة مثل صاعقة عاد وثمود" آپ کے مخاطب قریش اگر آپ کی رسالت پر ایمان لانے سے گریز کریں تو آپ انہیں جتادیں کہ اگر تم نے میری رسالت کا انکار کیا تو میں تم کو اسی طرح کے یکا یک آپڑنے والے عذاب سے ڈراتا ہوں جیسا کے عربوں ہی کی دوقوموں عاد وثمود پر ٹوٹ پڑا تھا، تو عتبہ تھرا گیا اور اچھل کر "وَضَعَ یَدَہٗ عَلٰی فَمِ النَّبِیْ" اپنا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کے منہ پر رکھ دیا اور کہنے لگا میں تمہیں اللہ اور قرابت کا واسطہ دیتا ہوں ایسی بات نہ کہو۔

انشاء اللہ اس مستند روایت کے مطالعہ سے "رَدُّوْا اَیْدِیَھِمْ فِیْ أَفْوَاھھم" کے معنی سمجھنے میں کوئی دشواری نہیں ہوگی، والعلم عند الخبیر۔

● —مِّنْ وَّرَآئِہٖ جَھَنَّمُ وَیُسْقٰی مِنْ مَّآءٍ صَدِیْدٍ یَّتَجَرَّعُہٗ وَلَا یَکَادُ یُسِیْغُہٗ وَیَاْتِیْہِ الْمَوْتُ مِنْ کُلِّ مَکَانٍ وَّمَا ھُوَ بِمَیِّتٍ وَمِنْ وَّرَآئِہٖ عَذَابٌ غَلِیْظٌ (۱۶،۱۷)۔

تقدیر:"يَتَجَرَّعُهٗ وَلَايَكَادُ يُسِيغُهٗ وَيَأْتِيْهِ الموت"= يتجرعُ الجبار الماء ولا يكاد يسيغ الماءَ و يأتی کُل جَبَّارِ الموت۔

اس سرکش کے آگے دُوزخ ہے، اس کو پینے کے لئے ایسا پانی دیا جائے گا جو لہو پیپ جیسا ہوگا سرکش اس پانی کو گھونٹ گھونٹ کر کے پئے گا، لیکن پانی کو گلے سے اتارنے کی کوئی صورت نہ ہوگی، اور چاروں طرف سے اس سرکش پر موت کی آمد ہوگی اور وہ مر چکے گا بھی نہیں۔

الف۔"مِنْ وَرَائِهٖ عذاب غليظ"= من وراء كل جبارٍ عنيد۔

ہر سرکش کے آگے ایک سخت عذاب اس کی جان کو لگا رہے گا۔

ب۔"مِنْ وَّرَائِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ"= من وراء العذاب عذاب غليظ، اِنَّ وَراء هذا العذاب عذاب غليظ۔

ہر سرکش کے آگے ایک سخت عذاب ہوگا اور اس عذاب کے آگے اور سخت تر عذاب کا سامنا ہوگا۔

- —وَاٰتٰكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ، وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ(۳۴)۔

الف۔"سَاَلْتُمُوْهُ"= سَاَلْتُمُوْا ما" "ما" موصولہ مجرور مضاف الیہ۔

تقدیر:اتی کُمْ اللّٰهُ من کُلِّ شَیءٍ سالتموه۔

توضیح:

تم نے جو جو چیز مانگی اللہ نے وہ سب دی۔

ب۔"سَاَلْتُمُوْهُ"= سَاَلْتُمُوْا اللّٰه۔

تم نے اللہ سے جو جو مانگا اللہ نے وہ سب دیا۔

۱۵- حجر

- -مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ(۵)۔

"اَجَلَهَا"= اَجَلَ الْاُمَّةِ: تقدیر: مَاتَسْبِقُ الْاُمَّةَ مِنْ اُمَّةٍ۔

توضیح:

کوئی امت اپنے مقررہ وقت سے پہلے ہلاک ہو سکتی ہے نہ اس کے بعد ہلاکت سے چھوٹ سکتی ہے۔

- -وَقَالُوْا يٰاَيُّهَا الَّذِىْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ(۶)۔

"قَالُوْا"= الْكَافِرُوْنَ "عَلَيْهِ"= عَلَى المنزَّلِ عَلَى النبى أو الرسول۔

توضیح:

کافروں نے کہا: اے وہ شخص جس پر ذکر نازل ہوا ہے: (رسول سے کافر کہتے ہیں) تم دیوانہ ہو۔

- -اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ(۹)۔

الف۔ "لَهٗ"= لِلذِّكْرِ۔

توضیح:

بے شک یہ کتابِ نصیحت ہم ہی نے اتاری ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

ب۔"لَهٗ"= لِلرَّسول ہم اس کے محافظ ہیں جس پر ذکر نازل ہوا ہے۔

- —وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ(١١)

الف۔"بالرسول"۔

تقدیر:مايأتيهم رسولٌ مِن الرسول۔

توضیح:

کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ان کے پاس کوئی رسول آیا ہو اور وہ اس رسول کا مذاق نہ اڑائے ہوں۔

ب۔"بِهٖ"= بالوحی۔

کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ان کے پاس کوئی رسول آیا ہو اور انہوں نے اس کے پیغام کا مذاق نہ اڑایا ہو۔

- —كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ(١٢)۔

الف۔"نَسْلُكُهٗ"= نَسْلُكُ الِاسْتَهْزاء۔

توضیح:

ہم اس استہزاء کو مجرموں کے دلوں میں اس طرح داخل کرتے ہیں۔

ب۔"نَسْلُكُهٗ"= نَسْلُكُ الذكر: وانْ لم يجر له بيان من قريب۔

مجرموں کے دلوں میں ہم اس ذکر کو اسی طرح گزارتے ہیں۔

● —لَایُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِیْنَ (۱۳)۔

"بِهٖ"= بالذکر= بالقرآن۔

توضیح:

مجرم لوگ اس ذکر یعنی قرآن پر ایمان نہیں لاتے۔

مطلب غالبًا یہ ہے (والعلم عنداللہ) کہ:

بدکار و بدروش لوگ جب قرآن سنتے ہیں تو اس کی ہنسی اڑاتے ہیں ان کے دلوں میں قرآن سے استہزاء کرنا اس طرح رچا بسا ہوتا ہے کہ وہی ان کو قرآن پر ایمان لانے سے مانع ہوتا اور اللہ کے ذکر سے روکتا ہے۔

● "وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَیْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِیْهِ یَعْرُجُوْنَ، لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ (۱۵،۱۴)۔

الف۔"عَلَیْهِمْ"= عَلَی المشرکین، "فَظَلُّوْا"= المشرکون، "فِیْهِ"= فی الباب۔

توضیح:

اگر مشرکوں کے لئے آسمان میں کوئی دروازہ کھول دیا جائے پھر دن دھاڑے یہ مشرکین اس دروازہ میں چڑھنے لگیں تب بھی یوں کہیں گے کہ ہماری آنکھوں کو دھوکا ہو رہا ہے بلکہ ہم پر جادو کر دیا گیا ہے۔

ب۔"فَظَلُّوْا"= المَلٰئِكَةُ "فِیْهِ"= فی الباب۔

اگر مشرکوں...... پھر دن کی روشنی میں یہ مشرکین فرشتوں کو آسمان کے دروازہ میں چڑھتے اترتے دیکھیں تب بھی یوں کہیں گے الخ۔

● —وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّ زَیَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِیْنَ (۱۶)۔

الف۔ "زَيَّنّٰهَا" = السَّمَآءَ۔

توضیح:

ہم نے آسمان میں برج بنائے اور آسمان کو دیکھنے والوں کے آراستہ کیا۔

ب۔ "زَيَّنّٰهَا" = زينّا البروج، یہ اسم مرجع سے قریب ہے۔

- —وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ (۱۷)۔

الف۔ "حفظنها" = حفظنا السماء۔

توضیح:

ہم نے آسمان کو ہر شیطان مردود سے محفوظ رکھا۔

ب۔ "حَفِظْنٰهَا" = حفظنا البروج۔

ہم نے برجوں کو الخ۔

- —وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ (۱۹)۔

الف۔ "اَنْبَتْنٰهَا فِيْهَا" = اَنْبَتْنَا فِي الأرض۔

توضیح:

ہم نے زمین کو پھیلایا اس میں پہاڑ جمائے اور ہم نے زمین میں ہر قسم کی چیزیں نپی تلی مقدار میں اگائیں۔

ب۔ "اَنْبَتْنَا فِيْهَا" = اَنْبَتْنٰهَا فی الأرض وَالرَّواسی۔

ہم نے جمے ہوئے مضبوط خطوں (پہاڑی علاقوں) میں ہر قسم کی چیزیں نپی تلی مقدار میں اگائیں۔

ج۔"اَنْبَتْنَا"= اَنْبَتْنَا فی الأَرْضِ وَالرَّوَاسِی۔
ہم نے میدانی زمین میں اور پتھریلی زمین میں ہر قسم کی چیزیں اگائیں۔
زمین خواہ مسطح ہو یا اونچی نیچی ہر جگہ کسی نہ کسی قسم کی چیزیں اگتی ہیں۔

- —وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهُ بِرٰزِقِيْنَ (۲۰)۔

الف۔"فِيهَا"= فی الأَرْضِ۔

توضیح:

ہم نے تمہارے لئے زمین میں زندگی گزارنے کا سامان بنایا تمہارے لئے بھی اور دوسری نسلوں کے لئے بھی جن کے رزاق تم نہیں ہو۔

ب۔"فِيهَا"= فی الأرض والرَّواسی۔
ہم نے تمہارے لئے زمین میں پہاڑوں میں زندگی الخ۔
زمین کے ہر خطہ میں اسباب زندگی موجود ہیں کہیں کم کہیں زیادہ۔

- "وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ" (۲۱)۔

"خَزَائِنُهٗ"= خَزَائِن الشی۔
تقدیر:وَاِنْ من شیءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهٗ۔
نُنَزِّلُه= ننزل الشیء۔

توضیح:

کوئی چیز ایسی نہیں جس کے خزانے ہمارے یہاں نہ ہوں اور ہم جو چیز دیتے ہیں ایک مقررہ مقدار میں دیتے ہیں۔

- —وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ (۲۴)۔

توضیح:

اور جو لوگ تم میں پہلے گزر چکے ہیں ہمیں معلوم ہے اور جو بعد میں آنے والے ہیں وہ بھی ہم کو معلوم ہیں۔

- —وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ(۲۵)۔

"هُمْ"= المستقدمين و المستأخرين۔

توضیح:

اور تمہارا پروردگار یوم قیامت اگلوں اور پچھلوں سب کو اکٹھا کرنے والا ہے بے شک وہ بڑا دانا اور خبردار ہے۔

- —قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ(۳۴)۔

"منها"= من الجنة: بقرہ کی آیت (۳۵) سے ماخوذ ہے۔

توضیح:

اللہ نے فرمایا نکل جا جنت سے اے ابلیس کیوں کہ تو مردود ہے۔

انتباہ:

"منها" سے "من الملائكة" مراد لینا اور یہ کہنا کہ: نکل جا ملائکہ کے زمرے سے ضمیر کی تخریج نہیں بلکہ امکان عقلی کی تشریح ہے۔

- —قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ(۳۹)۔

"لَهُمْ وَاُغْوِيَنَّهُمْ" "هُمْ"= ذرية آدم۔

توضیح:

میرے رب جیسا تو نے مجھے بہکایا اسی طرح میں زمین میں آدم کی اولاد کے لئے دل فریبیاں پیدا کروں گا اور ان سب کو بہکاؤں گا۔

مرجع سیاق و سباق سے ظاہر ہے مذکور نہیں ہوا۔

- اِلَّا عِبَادَكَ مِنۡهُمُ الۡمُخۡلَصِيۡنَ (۴۰)۔

"هُمْ" = ذرية آدم۔

توضیح:

لیکن تیرے ان بندوں کو نہیں بہکاؤں گا جنہیں تو نے اولاد آدم سے خاص کر لیا ہے۔

- اِنَّ عِبَادِىۡ لَيۡسَ لَكَ عَلَيۡهِمۡ سُلۡطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الۡغٰوِيۡنَ (۴۲)۔

"عَلَيْهِمْ" = على عباد الله۔

توضیح:

میرے حقیقی بندوں پر تیرا بس نہیں چلے گا، ہاں بدراہوں میں سے جو تیرے پیچھے چل پڑے ہیں ان پر تو قابو پا سکے گا۔

"عبد" = واحد، عباد، جمع۔

- وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوۡعِدُهُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ (۴۳)۔

"مَوْعِدُهُمْ" = موعد الغاوين۔

توضیح:

بیشک سارے گمراہ شدہ لوگوں کے لئے جہنم کی وعید ہے۔

● -لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ(۴۴)۔

"لَهَا"= لجهنم: دوزخ کے "مِنْهُمْ"= مِنَ الغاوين۔

توضیح:

دوزخ کے ساتھ دروازے ہیں، ہر دروازے کے لئے گمراہوں کے لئے ان کی گمراہی کی شدت وخفت کے لحاظ سے الگ الگ حصے ہیں۔

● -اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ، اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ(۴۶،۴۵)۔

توضیح:

جو پرہیزگار ہیں وہ باغوں اور آرام دہ جگہوں میں ہوں گے۔

الف۔"اُدْخُلُوْهَا"= اُدْخُلُوْا الجنات والعیون۔

باغوں اور سرسبز وشاداب آرام دہ جگہوں میں اتر جاؤ۔

ب۔"اُدْخُلُوْهَا"= ادخلوا الجنة۔

داخل ہو جاؤ جنت میں سلامتی وخاطر جمعی سے۔

ج۔"اُدْخُلُوْهَا"= أدخلوا العیون۔

داخل ہو جاؤ آرام دہ جگہوں میں۔

● -وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ(۴۷)۔

"صدورهم"= صدور المتقين۔

توضیح:

متقیوں کے سینہ میں جو کپٹ ہو گی وہ ہم نکال دیں گے وہ رو در رو نشست گاہوں

پر بھائیوں کے جیسے بیٹھیں گے۔

- لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ(۴۸)۔

لایمس المتقین فی الجنات و العیون نصب۔

توضیح:

متقیوں کو باغوں اور آرام گاہوں میں کسی طرح کی تکلیف نہیں ہو گی اور نہ وہ [و]ہاں سے نکالے جائیں گے۔

- وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ(۵۱)۔

"نَبِّئْهُمْ"= نَبِّه الناس۔

لوگوں کو ابراہیمؑ کے مہمانوں کا قصہ سناؤ۔

- "اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ(۵۲)۔

"دَخَلُوْا عَلَيْهِ"= دَخَلُوْا الضيفُ عَلٰى اِبْراهيم۔

ضیف اصلاً مصدر ہے اس میں جنس وعدد کی تخصیص نہیں حسب سیاق وسباق واحد، تثنیہ یا جمع اور مذکر یا مونث آسکتا ہے یہاں بصیغہ جمع مذکر ہے۔

"قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ" قال إبراهيم أنا نحن منكم وَجِلُوْنَ۔

ابراہیمؑ نے کہا ہمیں تم سے ڈر لگتا ہے۔

صیغہ جمع متکلم سے ظاہر ہے کہ خوف کھانے والے ابراہیمؑ اور آپ کے اہل خانہ تھے۔

توضیح:

جب چند افراد بطور مہمان ابراہیم کے گھر میں آئے تو کہا سلام ہو تم پر تو ابراہیم نے کہا: ہمیں تم سے ڈر لگتا ہے۔

- وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ

مُّصْبِحِينَ(٦٦)۔

"اِلَيْهِ"= اِلٰی لوط۔

توضیح:

اور لوطؑ کو ہم نے اپنا فیصلہ پہنچادیا کہ صبح ہونے تک ان لوگوں کی جڑ کاٹ دی جائے گی۔

- ــلَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ(٧٢)۔

الف۔"اِنَّهُمْ"= اِنَّ قريش۔

اگر یہ قول اللہ کا ہے اور مخاطب محمد ﷺ ہیں تو:

اے نبی! تمہاری جان کی قسم تمہاری قوم اپنی سرمستی میں اندھی ہوئی جارہی ہے وہ ہماری کھلی نشانیوں سے متنبہ نہیں ہورہی ہے۔

اگر یہ قول اللہ کا ہے مگر مخاطب لوطؑ ہیں تو اللہ نے لوط کو مخاطب کر کے کہا کہ تمہاری جان کی قسم تمہاری قوم تو اپنی سرمستی میں اندھی ہورہی ہے۔

ب۔"اِنَّهُمْ"= اِنَّ قوم لوط۔

اگر یہ قول فرشتوں کا ہے تو:

فرشتوں نے لوط کو مخاطب کر کے کہا کہ تمہاری جان کی قسم تمہاری قوم تو اپنی سرمستی الخ۔

- ــفَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيلٍ(٧٤)۔

جَعَلْنَا عَلَى الْمَدِيْنَةِ المذكورة سافلها و أمطرنا على قوم لوط حجارةً۔

توضیح:

ہم نے اس بستی کو تل پٹ کر دیا اور قوم لوط پر پکی ہوئی مٹی کے ڈھیلوں اور پتھروں

کی بارش برسادی۔

● –وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ(۷۶)۔

الف۔"إِنَّهَا"= إنَّ المدينة المهلكة۔

اور وہ تباہ شدہ شہر گزرگاہ عام پر واقع ہے۔

ب۔"إِنَّهَا"= إن الحجارة ضمیر سے قریبی اسم۔

جن پختہ ڈھیلوں پتھروں کے ذریعہ یہ شہر تباہ ہوا وہ رستوں میں پڑے ہوئے ہیں۔

ج۔"إِنَّهَا"= هذه القرى یعنی آثارها۔

ان بستیوں کے کھنڈرات و آثار شارع عام پر موجود ہیں۔

ملحوظہ:

یہ ضمیر کی معنوی تخریج ہے اور شاید اقرب الی الصواب ہے۔

د۔"اِنَّهَا"= إنَّ الآيات۔

اللہ کی ناراضی کی نشانیاں گزرگاہ عام پر واقع ہیں۔

انتباہ:

یہ بھی مرجع کی تخریج نہیں ضمیر کی تاویل ہے۔

● –فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ(۷۹)۔

"مِنْهُمْ"= مِنْ أصحاب الأيكة۔

الف۔"إِنَّهُمَا"= إن قريتي قوم لوط وقوم شعيب۔

قوم لوط و قوم شعیب کے اُجڑے ہوئے خطے کھلے عام رستے پر واقع ہیں تلاوت میں "فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ" پر وقف لازم سے اس قول کی تائید ہوتی ہے۔

ب۔"إِنَّهُمَا"= إن قوم أصحاب الأيكة ومدين۔

أصحاب الأيكة اور مدین کے کھنڈر کھلے عام الخ۔

ج۔ "إِنَّهُمَا" = إن شعیب ولوط۔

شعیب ولوط حق کے سیدھے کھلے راستہ پر تھے۔

مطلب یہ کہ ان دونوں پیغمبروں کی قوم تو گمراہ تھی اور اس نے گمراہی کا خمیازہ بھگتا مگر یہ دونوں پیغمبر راہ راست پر ہی قائم رہے۔

- لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَامَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَاتَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ (۸۸)۔

"مِنْهُمْ" = مِنَ الكافرين "عَلَيْهِمْ" = على الكافرين۔

مرجع مذکور نہیں ہے، سیاق وسباق سے ظاہر ہے۔

توضیح:

تم اس متاع کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھو جو ہم نے کافروں تمہارے مخالفوں کے مختلف قسم کے لوگوں کو دے رکھی ہیں، اور نہ ان کے حال پر تاسف کا اظہار کرو اور تم مؤمنوں سے خاطر اور تواضع سے پیش آؤ۔

- فَوَرَبِّكَ لَنَسْئَلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ (۹۲)۔

"هُمْ" = الكافرين۔

توضیح:

قسم ہے تمہارے رب کی ہم ان سب سے ضرور باز پرس کریں گے۔

(۱) یعنی کس کی عبادت کی تھی؟ پیغمبروں کے ساتھ کس طرح پیش آئے تھے؟ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کو کیوں نہیں مانا تھا؟ اس کلمہ کا حق کیوں ادا نہیں کیا تھا؟ یہ اور اسی قسم کے نہ معلوم کتنے سوالات ہوں گے۔ (حاشیہ مولانا شبیر احمد عثمانی) (قاسمی)۔

۱۶- نحل

- -اَتٰی اَمْرُ اللّٰہِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْہُ سُبْحٰنَہٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ(۱)۔

"لَاتَسْتَعْجِلُوْہُ"= لَاتَسْتَعْجِلُوْا فی اَمْرِ اللّٰہِ، سُبْحَانَہٗ: سبحان اللّٰہِ۔

توضیح:

خدا کا حکم (فیصلہ) گویا آہی پہنچا تو اے کافرو! اب اس حکم کے لئے جلدی مت کرو، فیصلہ ہوا ہی چاہتا ہے، یہ مشرک جو خدا کا شریک بناتے ہیں تو وہ اللہ اس شرکت سے پاک اور بالاتر ہے۔

- -یُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِکَۃَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِہٖ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ(۲)۔

"اَمْرِہٖ"= أمر اللّٰہ، "عبادہ"= عباد اللّٰہ۔

توضیح:

اللہ فرشتوں کو پیغام دے کر اپنے حکم سے اپنے بندوں میں سے جس کے پاس چاہتا ہے بھیجتا ہے کہ لوگوں کو بتادو کہ میں ہی الہ ہوں میرے سوا کوئی اور الہ نہیں ہے، مجھ ہی سے ڈرو۔

● -وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ (۵)۔

"خَلَقَهَا"= فِيْهَا "مِنْهَا، هَا"= الأنعام۔

انعام جمع ہے نَعَم کی اس کا اطلاق دودھ دینے والے چرندوں، اونٹ بکری گائے وغیرہ پر ہوتا ہے، عموماً اس سے اونٹ مراد ہوتی ہے، جمع ہونے سے قطع نظر انعام عربی میں مؤنث بھی جائز ہے، آگے اسی سورۃ کی (٦٦) ویں آیت میں یہی لفظ مذکر استعمال ہوا ہے۔

توضیح:

اور چار پایوں کو بھی اللہ ہی نے پیدا کیا ہے، چار پایوں میں تمہارے لئے پوشاک بھی ہے اور بہت سے فائدے بھی ہیں اور انہیں چار پایوں میں سے بعض تمہاری خوراک بھی ہے۔

● -وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَآئِرٌ، وَلَوْشَآءَ لَهَدٰكُمْ اَجْمَعِيْنَ (۹)۔

الف۔"مِنْهَا"= مِنَ السَّبِيْلِ۔

سبیل مؤنث بھی استعمال ہوتی ہے اس کی تفصیل آل عمران آیت (۹۹) فقرہ (١٦) میں آچکی ہے۔

توضیح:

اور اللہ ہی کے ذمہ ہے سیدھا راستہ بتانا جب کہ ٹیڑھے راستے بھی موجود ہیں اور پھر اللہ چاہتا تو تم سب کو (سارے انسانوں کو) ہدایت دیتا۔

ب۔"مِنْهَا"= من الخلائق۔

اور انسانوں میں ایسے بھی ہیں جو سیدھے راستے سے ہٹے ہوئے غلط راستے پر پڑے

ہوئے ہیں اور اگر اللہ چاہتا تو سب انسانوں کو ہدایت دیتا۔

- —هُوَ الَّذِيْ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّ مِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ(١٠)۔

"مِنْهُ شَرَابٌ"= مِنَ الْمَاءِ شَرَاب، "مِنْهُ شَجَرٌ"= مِنَ الْمَاءِ شَجَرٌ "فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ"= فِي شجرٍ تسِيْمُون۔

توضیح:

اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لئے آسمان سے پانی برسایا، پانی سے تم سیراب ہوتے ہو، پانی سے درخت پیدا ہوتے ہیں، درختوں میں تم اپنے جانور چراتے ہو۔

- —وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَايَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ(٢٠)۔

"هُمْ يَخْلُقُوْنَ"= المدعون۔

اور جو لوگ خدا کو چھوڑ کر جن ہستیوں کو پکار رہے ہیں وہ ہستیاں کوئی چیز بھی نہیں پیدا کر سکتیں وہ خود ہی پیدا کردہ ہیں۔

- —هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ، كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ(٣٣)۔

"قبلهم"= قبل الذين يتنظرون إتيان الملئكة أو إتيان أمر اللّٰه۔

توضیح:

کیا یہ کافر سوائے اس کے کہ ان پر فرشتے نازل ہوں یا آپ کا پروردگار ان کا فیصلہ ہی کر دے کسی اور بات کے منتظر ہیں؟ (یہ انہیں دو باتوں میں سے کسی ایک کا انتظار کر رہے

ہیں) ان سے پہلے کی قوموں نے بھی ایسی ڈھٹائی کی تھی پھر جو کچھ ان کے ساتھ ہوا وہ ان پر اللہ کا ظلم نہیں تھا بلکہ وہ خود ہی اپنے آپ پر ظلم کر رہے تھے بالآخر ان کو اپنے کرتوتوں کا خمیازہ خود ہی بھگتنا پڑا۔

● —وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى، فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَايَسْتَأْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ(٦١)۔

عَلَيْهَا= عَلَى الأرض اسم کاذکر نہیں کیا گیا "دَآبَّةٍ" سے ظاہر ہے۔

عربوں کا خیال تھا کہ متحرک بالارادہ حیوانوں میں انسان ہی ایسا ہے جو صرف زمین پر پایا جاتا ہے کہیں اور نہیں۔

توضیح:

اللہ اگر لوگوں کو ان کی ستم رسانیوں کے سبب دارو گیر کرے تو زمین پر کوئی حرکت کرنے والا نہ چھوڑے لیکن وہ سب کو ایک مقررہ وقت تک مہلت دیتا ہے تو جب اس کا وعدہ آپہونچے گا تو نہ ایک لمحہ کے لئے پیچھے ہو سکے گا اور نہ آگے۔

● —وَاِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً، نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِىْ بُطُوْنِهٖ مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ(٦٦)۔

توضیح:

اور تمہارے لئے مویشی میں بھی عبرت ہے ہم اس کے پیٹ میں سے گوبر اور خون کے درمیان کی ایک چیز تمہیں پلاتے ہیں نتھرا ہوا دودھ جو پینے والوں کے لئے نہایت خوشگوار ہوتا ہے۔

فی بطونہ:

ضمیر مجرور مضاف الیہ کے اسم کی تخریج کے احتمالات یہ ہیں:

(ا) عربی میں "انعام" کبھی مذکر اور کبھی مؤنث استعمال ہوا ہے یہاں مذکر کے لحاظ سے ضمیر بھی واحد مذکر ہی آئی ہے اور تانیث کے لحاظ سے ٦ سورۃ انعام وَقَالُوا هٰذِهٖ أنعام وحرث حجر لايطعمها إلا من نشآءُ بزعمهم وأنعام حرّمت ظهورها وأنعام لايذكرون اسم الله عليها الخ ١٣٩، وسورہ (٢٣) مومنون اکیسویں آیت میں "إن لكم فى الأنعام لعبرة نسقيكم مما فى بطونها الخ" بطونها: بطون الأنعام۔

"بُطُوْنِهَا" = بطون الأنعام: ضمیر بھی مؤنث۔

انتباہ:

کلام عرب میں انعام کی تذکیر غالباً شاذ ہے۔

شاذ و نادر استعمال سے سند لینا درست نہیں معلوم ہوتا۔

(٢) زیرِ غور ضمیر کا مرجع معنیٰ لفظ بعض ہے اور اس کی تذکیر ظاہر ہے۔

لفظ بعض اصلاً "من" بعضیہ سے ظاہر ہے تقدیر یہ ہوگی:

ما فى بطون البعض الذى له لَبَنٌ وليس لكلها لبنٌ۔

سب چوپایوں کے پیٹوں میں دودھ نہیں ہوتا، کسی میں نہیں بھی ہوتا ہے، جس میں ہوتا ہے وہی یہاں بیان کیا گیا ہے۔

انتباہ:

یہ تخریج غالباً بعید از صواب ہے۔

(٣) ضمیر واحد مذکر سے مراد دراصل "الذكور" ہے۔

تقدیر: نسقيكم مما فى بطون الذكور۔

مطلب یہ کہ پیٹوں میں جس شئے کے ہونے کا ذکر ہے وہ پلائی جائے گی۔

بعض معربوں نے یہ بات اس طرح بتائی ہے:

دراصل اسم اشارہ "ذٰلِكَ" کا قائم مقام ہے، تنزیل ہی میں ہے:

"كَلَّا اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ" (عبس:۱۱،۱۲)۔

یعنی ذکر هذا الشیء۔

یہاں یہی صورت ہے یعنی مما في بطون ذالك۔

انتباہ:

ضمیر قائم مقام اسم اشارہ ہے۔

کلام عرب سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ صرف اس صورت میں ممکن ہے جب کہ اسم کی تانیث مجازی ہو، یہاں ایسا نہیں ہے، چوپایوں کی تذکیر یا تانیث ظاہر ہے۔

(۴) "بطونه"= بطون الأنعام۔

کیوں کہ معنی کے اعتبار سے انعام اور نعم میں فرق نہیں ہے یعنی باصطلاح منطق انعام بطور اسم جنس آیا ہے۔

یہ توجیہ "هو أحسن اَتفتيَان أنبله" پر قیاس کی گئی ہے، لیکن کلام عرب سے اس قیاس کی تصدیق نہیں ہوتی، اونٹ، گائے، بیل اور بھیڑ بکریوں سے متعلق کلام عرب کے شواہد کی کمی نہیں ہے۔

(۵) "بُطُوْنِهٖ"= بطون النعم۔

انعام جمع ہے نعم کی اور نعم مفرد مذکر یا مؤنث دونوں طرح استعمال ہوتا ہے، اگر کوئی شخص کسی اسم کا ذکر بصیغہ جمع کرے پھر اس اسم کے کسی فرد کے ارادہ سے ضمیر واحد لائے تو محاورۂ عرب کے لحاظ سے ایسا کرنا کوئی نرالی یا استثنائی بات نہیں۔

علماء عربیت کا ضابطہ ہے:

جمع مکسر غیر ذوی العقول کی ہو تو ایسے اسم کا حکم اسم جمع یا اسم جماعت کا ہوتا ہے،

ایسے اسم ظاہر کے بعد ضمیر واحد کلام عرب میں عام ہے شاذ نہیں۔

یہاں انعام اسم جمع لینے میں کسی تکلف کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔

(٦) زیر بحث ضمیر کا مرجع خاص طور پر نر اونٹ ہے کیوں کہ:

اونٹنی گابھ ہونے پھر جننے کے بعد دودھ دیتی ہے گابھ ہونے کا اصل اونٹ ہے، لہذا ضمیر واحد مذکر لائی گئی۔

انتباہ:

عقلی دلیلوں کی واجبیت یا ناواجبیت سے قطع نظر عربیت کے لحاظ سے یہ آخری قول درست نہیں معلوم ہوتا، اس لئے کہ جملہ میں "بطون" بصیغہ جمع آیا ہے، اور اونٹوں میں نر ایک ہی نہیں ہوتا کئی ہوتے ہیں اور ہر ایک کا پیٹ علاحدہ، علاحدہ اور نہ ایک اونٹ کے کئی پیٹ ہوتے ہیں، لہذا عربیت کے لحاظ سے بھی یہ آخری قول قابل اعتناء نہیں معلوم ہوتا، یہ سب اقوال معربین کرام کے شکر گزارانہ واعتراف واحترام میں نقل کئے گئے ہیں۔

راقم السطور کی رائے میں پانچواں قول صحت سے زیادہ قریب معلوم ہوتا ہے والعلم عند الخبیر۔

- —وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ(٦٧)۔

الف۔"منه"= من عصير ثمرات النخيل يعني من ثمر النخيل أو من عصير الأعناب۔

توضیح:

یہاں اور اس سلسلہ کی بعد کی دونوں تخریجوں میں "من" بعضیہ ہے۔

اس طرح کھجور کے درخت اور انگور کی بیل کے پھلوں سے ہم ایک چیز بہتی

پلاتے ہیں جسے تم نشہ آور بھی بنا لیتے ہو اور پاک صاف شراب بھی، یقیناً اس میں عقلمندوں کے لئے اللہ کی نشانی موجود ہے۔

ب۔ "منه"= من الثمر۔

انعام کی طرح ثمرات بھی اسم جنس کے طور پر آیا ہے، اس لئے ضمیر اس کی مناسبت سے واحد مذکر آئی۔

ج۔ "منه"= من المذکور۔

کھجور اور انگور سے تم کسی ایک یا دونوں سے نشہ آور یا اچھی خوراک حاصل کرتے ہو۔

د۔ "مِنْهُ"= من الأنعام۔

یہ مذہب اس صورت میں کہ یہ جملوں کا عطف جملوں پر یعنی اس سے پہلے کی آیت (٦٦) "مِمَّا فی بطونه" پر معطوف ہے یا پھر اسی (٦٦) ویں آیت کے جملہ "نُسْقِيكُمْ" سے ماخوذ ہو۔

ھ۔ "منه"= من الأنعام۔

اِنَّ لَكُمْ فِي الأنعام عبرة ولكم من ثمرات النخيل والأعناب اٰيَةً لِقَوْمٍ يعقلون۔

تاویل ہوگی تم چوپایوں سے عبرت لیتے ہو اور کھجور کے درخت اور انگور کی بیل میں اللہ کی نشانی ہے دانشمندوں کے لئے۔

یہاں مِن "فی" کا مترادف سمجھا گیا اور خطاب سے غیاب کی طرف التفات بھی فرض کیا گیا۔

یہ دونوں تخریجیں دال وہائے ہوز جملوں کے دروبست سے مناسبت نہیں رکھتیں اور تکلف کے بغیر درست نہیں معلوم ہوتیں۔

- ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا، يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَاءٌ

لِّلنَّاسِ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ (٦٩)۔

"فِیْ بطونها"= فی بطون النحل فیه شفاء، فی الشراب۔

نحل: شہد کی مکھی، نحل مؤنث سماعی ہے۔

توضیح:

اور دیکھو! تمہارے پروردگار نے شہد کی مکھی پر یہ بات وحی کردی کہ پہاڑوں اور درختوں اور بیلوں کے منڈوں میں اپنے چھتے بنائے اور ہر طرح کے پھلوں کا رس چوسے اور اپنے پروردگار کے بتائے ہوئے سیدھے راستہ پر چلتی رہے، اس مکھی کے اندر سے رنگ برنگ کا ایک شربت نکلتا ہے اس شربت میں شفا ہے، یقیناً اس میں اللہ کی ایک نشانی ہے ان لوگوں کے لئے جو سوچتے ہیں۔

"فِیْهِ"= فِی القرآن۔

اور دیکھو......ایک شربت نکلتا ہے اور قرآن میں شفا ہے۔

یادداشت:

سورۃ الاسراء آیت رقم بیاسی میں ہے:"ننزل من القرآن ماهو شفاءٌ"، یہ تاویل یفسر القرآن بعضه ببعضٍ کے بے محل استعمال کی ایک صنف نما مثال ہے۔

- وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ بُیُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُیُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا یَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَیَوْمَ اِقَامَتِكُمْ، وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَآ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰی حِیْنٍ (٨٠)۔

"تستخفونها"= تستخفون البیوت۔

"أصوافها" أو بارها "أشعارها"= أصواف الأنعام، أو بار الأنعام،

أشعار الأنعام۔

ملحوظہ:

عرب میں بیوت، بیت واحد عموماً چھ قسم کے ہوتے تھے۔

بیت: رات گزارنے کے لئے چھول داری۔

بجاد: (ب ج د) بالکسر صرف اونٹ کے بالوں سے بنایا ہوا۔

خباء: (خ ب ء) بالکسر بکریوں کے بالوں سے تیار کیا ہوا۔

خیمہ: (خ ی م) بالفتح اس میں لکڑی اور پتوں یا گھاس پھوس کا استعمال ہوتا تھا۔

مظلۃ: (ظ ل ل) بالکسر بھیڑ بکری اور اونٹ کے بالوں سے بنالیا جاتا تھا جس قسم کے بال بھی فراہم ہو جائیں۔

قُبَّۃ: (ق ب ب) بالضم چوپایوں کی کھال سے بنایا جاتا تھا۔

وُقنۃ: (و ق ن) بالضم پہاڑ کی کھوہ کو ایک طرف سے بند کر کے اس کو بطور بیت استعمال کرتے تھے۔

توضیح:

اللہ نے تمہارے لئے تمہارے گھروں کو سکون کی جگہ بنایا، اللہ نے جانوروں کی کھالوں سے تمہارے لئے ایسے گھر بنائے کہ ان گھروں کو تم اپنے سفر اور اپنے قیام دونوں حالتوں میں ہلکا پھلکا پاتے ہو، اس نے جانوروں کے صوف، جانوروں کے اون اور ان کے بالوں میں تمہارے لئے برتنے اور پہنے کی بہت سی چیزیں پیدا کریں جو زندگی میں مقررہ مدت تک تمہارے کام آتی ہیں۔

- -وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا، تَتَّخِذُونَ اَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ اَنْ تَكُونَ اُمَّةٌ هِيَ اَرْبٰى

مِنْ اُمَّةٍ اِنَّمَا یَبْلُوْکُمُ اللّٰہُ بِہٖ، وَلَیُبَیِّنَنَّ لَکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مَا کُنْتُمْ فِیْہِ تَخْتَلِفُوْنَ (۹۲)۔

الف۔ ''بِہٖ''= بسبب کون أمة أربیٰ أمةٍ۔

ھٰذاعلی المصدر النکث من أن تکون أمة أربیٰ من أمة۔

بڑھاجانے کا سبب۔

توضیح:

تم اس عورت کی طرح نہ ہو جاؤ جس نے اپنی محنت سے سوت کا تا اور پھر خود ہی اسے ٹکڑے ٹکرے کر کے بکھیر دیا، تم اپنی قسموں کو باہمی معاملات میں فریب کا ذریعہ محض اس وجہ سے بناتے ہو کہ ایک قوم دوسری قوم سے بڑھ جائے اللہ تم کو اس بڑھ جانے (بالربی: بالتکاثر) کے ذریعہ آزماتا ہے اور وہ قیامت کے دن تمہاری وہ سب باتیں ظاہر کردے گا جن میں تم اختلاف کرتے تھے۔

بڑائی کیفیت یا کمیت یا دونوں طرح ہو سکتی ہے۔

مطلب یہ کہ اگر ایک مسلم تنظیم کسی دوسری تنظیم سے کوئی معاہدہ کرے تو مسلم تنظیم دوسری تنظیم کے قوی تر ہو جانے کے اندیشہ سے معاہدہ فسخ نہ کرے اور خود قوی ہو کر طے شدہ معاہدہ کی تکمیل کرنے کی کوشش کرے۔

اس سے کسی فریق کے اس حق کی نفی نہیں ہوتی کہ وہ چاہے تو اپنے آپ کو قوی سے قوی تر کرتا رہے، الا یہ کہ معاہدہ ہی میں ایسی کوئی دفعہ موجود ہو۔

ذریعہ آزمائش مادی یا معنوی یا دونوں قوتوں کا بڑھ جانا ہے۔

ب۔ ''بِہٖ''= بوفاء العھد۔

تم اپنی قسموں کو آپس کے معاملات میں مکر و فریب کا ہتھیار بناتے ہو تا کہ ایک قوم دوسری قوم سے بڑھ کر فائدہ حاصل کرے حالانکہ اللہ اس عہد و پیمان کے ذریعہ سے

تم کو آزمائش میں ڈالتا ہے، (تفہیم القرآن)۔

● "وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا السُّوْٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" (۹۴)۔

"ثُبُوْتِهَا" = ثبوت القدم۔

قدم: مؤنث سماعی۔

توضیح:

تم اپنی قسموں کو آپس میں ایک دوسرے کو دھوکہ دینے کا ذریعہ نہ بنالینا، کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی قدم جمنے کے بعد وہی قدم لڑکھڑا جائے، اور تم اللہ کے راستہ سے روکنے کی سزا چکھو۔

● -اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ (۹۹)۔

"اِنَّهٗ" = إن الشان، "لَهٗ" = الشیطن۔

توضیح:

حقیقت یہ ہے کہ شیطان کو ان لوگوں پر تسلط نہیں حاصل ہوتا جو ایمان لاتے اور اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں۔

● -اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ (۱۰۰)۔

"سُلْطٰنُهٗ" = سلطان الشیطان، "يَتَوَلَّوْنَهٗ" = يتولون الشیطان۔

الف۔ "بِهٖ" مشرکون، بالشیطان مشرکون، ب برائے سبب۔

توضیح:

شیطان کا تسلط انہیں لوگوں پر ہوتا ہے جو شیطان کو اپنا سرپرست بناتے اور وہ شیطان کے بہکانے کی وجہ سے اللہ کے ساتھ دوسروں کو شریک کرتے ہیں۔

"بِہٖ مُشْرِکُوْنَ"= باللّٰہِ مُشْرِکُوْنَ ب برائے معیت۔

شیطان کا...... جو شیطان کو اپنا سرپرست بناتے ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ کے ساتھ دوسروں کو اس کا شریک مانتے ہیں۔

● -وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰیَةً مَّکَانَ اٰیَةٍ وَّ اللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا یُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ، بَلْ اَکْثَرُھُمْ لَایَعْلَمُوْنَ(۱۰۱)۔

توضیح:

جب ہم کوئی آیت کسی آیت کی جگہ بدل دیتے ہیں، اور اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ کیا نازل کرے، تو یہ کافر کہتے ہیں تم تو یوں ہی اپنی طرف سے بنالائے ہو، اصل بات یہ ہے کہ ان میں سے اکثر نادان ہیں۔

● -قُلْ نَزَّلَہٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّکَ بِالْحَقِّ لِیُثَبِّتَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھُدًی وَّبُشْرٰی لِلْمُسْلِمِیْنَ(۱۰۲)۔

الف۔"نَزَّلَہٗ"= نَزَّلَ القرآن وھو المدلول علیه بالآیة۔

توضیح:

ان سے کہہ دیجئے کہ قرآن کو روح القدس نے میرے پروردگار کی طرف سے سچائی کے ساتھ لے کر نازل کیا ہے۔

ب۔"نَزَّلَہٗ"= نزل التبدیل یعنی نزل الکلام المبدل۔

ان سے کہو کہ روح القدس نے بعد کا کلام بھی میرے پروردگار کی طرف الخ۔

● -وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ لِسَانُ الَّذِىْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِىٌّ وَّ هٰذَا لِسَانٌ عَرَبِىٌّ مُّبِيْنٌ(۱۰۳)۔

الف۔"يُعَلِّمُهٗ"= يعلم محمدًا۔

توضیح:

ہمیں معلوم ہے یہ لوگ تمہارے متعلق کہتے ہیں کہ اس شخص (محمد ﷺ) کو ایک آدمی سکھاتا جاتا ہے مگر جس کی طرف سکھانے کی نسبت کرتے ہیں اس کی زبان تو عجمی ہے اور یہ صاف عربی زبان ہے۔

ب۔"یعلمه"= یعلم القرآن۔

......یہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی قرآن سکھاتا ہے...... مگر جس الخ۔

● -ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْ بَعْدِ مَافُتِنُوْا ثُمَّ جَاهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا، اِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ(۱۱۰)۔

"بَعْدَهَا"= بَعد الأعمال الصالحة، یعنی ہجرت: جہاد اور صبر۔

توضیح:

پھر بے شک آپ کا رب ایسے لوگوں کے لئے قبول اسلام کی وجہ سے آزمائش میں پڑے، پھر ہجرت کی، جہاد کیا، صبر کیا، تو آپ کا اب ان اعمال کے بعد بڑی بخشش کرنے والا اور رحمت کرنے والا ہے۔

● -ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ(۱۱۹)۔

الف۔"بَعْدَهَا"= بَعد التَّوْبَةِ۔

توضیح:

جن لوگوں نے نادانی کی بنا پر بُرا کام کیا پھر توبہ کرلی اور اصلاح کرلی تو یقیناً توبہ واصلاح کے بعد تمہارا پروردگار ان کے لئے غفورورحیم ہے۔

ب۔"بَعدھا"= بعد الجھالۃ۔

جن لوگوں نے نادانی کی وجہ سے بُرا کام کیا پھر جہالت ٔنادانی سے توبہ کی اور اصلاح کی الخ۔

ج۔"بَعْدَھَا"= بعد أعمال السُوءِ۔

جن لوگوں نے نادانی کی وجہ سے بُرے کام کئے پھر بُرے کاموں سے توبہ کی الخ۔

- —وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَاعُوْقِبْتُمْ بِہٖ، وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَھُوَ خَیْرٌ لِّلصّٰبِرِیْنَ(۱۲۶)۔

الف۔"ھُوَ"= صبرکم خیرٌ۔

توضیح:

اور اگر تم (اے مومنو!) بدلہ لو تو بس اسی قدر بدلہ لو جس قدر تم پر زیادتی کی گئی ہے، لیکن اگر تم صبر کرو تو تمہارا صبر کرنا یقیناً تمہارے لئے بہتر ہے۔

ب۔"ھُوَ"= الصبر۔

......اگر تم صبر کرو تو یہ صبر فی نفسہ بہتر ہے۔

- —وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَیْهِمْ وَلاتَكُ فِیْ ضَیْقٍ مِّمَّا یَمْكُرُوْنَ(۱۲۷)۔

الف۔"علیھم"= عَلَی الکفار، "یمکرون"= الکفار۔

توضیح:

آپ صبر فرمائیے، آپ کا صبر کرنا خدا ہی کی توفیق سے ہے ان کافروں کی حرکتوں پر رنج نہ کرو اور نہ ان کافروں کی چال بازیوں پر دل تنگ ہو۔

...... توفیق سے ہے آپ کے جن ساتھیوں نے راہ حق میں جان دی ان پر رنج نہ کیجئے وہ فائز المرام ہوئے اور کافروں کی چال بازیوں سے دل تنگ نہ ہوجئے یہ اپنی بداعمالیوں کی سزا بھگتیں گے۔

۱۷۔اسراء (بنی اسرائیل)

- ۔سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ (۱)۔

"حَوْلَهٗ" = حَوْلَ الْمَسْجِدِ الأقْصى، "نُرِيَهٗ" = نُرِی عَبْدَ اللّٰهِ "اِنَّهٗ" = إنَّ اللّٰه۔

توضیح:

پاک ہے وہ جو ایک رات اپنے بندہ کو مسجد حرام سے دور کی اس مسجد تک لے گیا جس کے گردو پیش کو اس نے برکت دی تاکہ اس کو (اپنے بندہ کو) اپنی کچھ نشانیوں کا مشاہدہ کرائے، درحقیقت اللہ ہی سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے۔

- ۔وَاٰتَيْنَا مُوْسَی الْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًی لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَكِيْلًا (۲)۔

الف۔"جَعَلْنَاهُ" = جَعَلْنَا الْكِتٰبَ۔

توضیح:

ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور کتاب کو بنو اسرائیل کے لئے ذریعہ ہدایت بنایا۔

ب۔"جَعَلْنَاهُ" = جَعَلْنَا مُوسٰی۔

ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور موسیٰ کو بنواسرائیل کی رہبری کا ذریعہ بنایا الخ۔

● -ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا(۳)۔

الف۔ "اِنَّهٗ" = اِنَّ نوحاً۔

توضیح:

تم ان لوگوں کی اولاد ہو جنہیں ہم نے نوح کے ساتھ سوار کرایا، نوح ایک شکر گزار بندہ تھا۔

ب۔ "اِنَّهٗ" = اِنَّ موسٰی۔

...... جنہیں نوح کے ساتھ کشتی میں سوار کرایا موسیٰ ایک شکر گزار بندہ تھا، یہ قول بعض معربوں کی باریک بینی کے احترام میں نقل کردیا گیا، اس کا بعید از صحت ہونا معمولی غور سے ظاہر ہو جاتا ہے۔

● "وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِىْ اِسْرَآئِيْلَ فِى الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِى الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيْرًا، فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِىْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ"(۴،۵)۔

توضیح:

پھر ہم نے اپنی کتاب میں بنی اسرائیل کو اس بات پر متنبہ کردیا تھا کہ تم دو مرتبہ زمین میں بڑا فساد برپا کرو گے اور بڑی سرکشی کرو گے۔

"هُمَا" دو سرکشیاں جن کا ذکر سابق کی آیت میں موجود ہے۔

توضیح:

آخر کار جب دو سرکشیوں میں پہلی سرکشی کا وقت آیا تو ہم نے تمہارے مقابلہ پر

ایسے لوگ اٹھائے جو بہت زور آور تھے۔

● -ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا(٦)۔

"عَلَيْهِمْ"= عَلٰى عِبَادٍ لَّنَا اُولِي بَاسٍ۔

توضیح:

اس کے بعد ہم نے تم کو اپنے ان لوگوں پر غالب کردیا جو نہایت زور آور تھے اور تمہیں مال اور اولاد سے مدد دی اور تمہاری تعداد پہلے سے زیادہ بڑھادی۔

● -اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا(٩)۔

الف۔"هِيَ"= الطريقة أو سبيل الرشاد، یہ "یهدی" سے ظاہر ہے۔

توضیح:

یہ قرآن اس راستہ پر چلاتا ہے جو سیدھا ہے اس پر (قرآن پر) ایمان لانے والوں کو خوش خبری دیتا ہے۔

ب۔"هی"= الكلمة الشهادة۔

قرآن اصلاً کلمہ توحید کی طرف بلاتا ہے کہ توحید ہی اصل دین ہے۔

یہ قرآن کلمہ توحید کی ہدایت دیتا ہے اور ایمان لانے والوالخ۔

ج۔"هِيَ"= على الحالة۔

کلمہ شہادت یا معتدل حالت۔

ب اور ج تفسیری احتمالات میں ضمیر کی تخریج سے ان کا تعلق زیادہ سے زیادہ بالواسطہ ہی ہو سکتا ہے۔

● -مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِىْ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ
عَلَيْهَا، وَلَاتَزِرُوَازِرَةٌ وِّزْرَاُخْرٰى، وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى
نَبْعَثَ رَسُوْلًا(١٥)۔

"عَلَيْهَا"= عَلَى النفس۔

ترجمہ :جو شخص ہدایت اختیار کرتا ہے تو اپنے لئے اختیار کرتا ہے اور جو گمراہ ہوتا ہے تو گمراہی کا ضرر بھی اسی کو ہوگا(فتح محمد)۔

جو سیدھے رستے چلا تو اپنے ہی لئے چلا اور جو بھٹک گیا تو بھٹکنے کا خمیازہ بھی وہی اٹھائے گا(ترجمان)۔

● -وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا
فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا(٢٨)۔

الف۔"عَنْهُمْ"= عَنْ ذى القربى والمساكين وابن السَّبِيْل۔

توضیح:

اگر تمہیں وقتی تنگ دستی کی وجہ سے حاجتمندوں کی مدد کرنے سے پہلوتہی کرنی پڑے اس بناء پر کہ تم اللہ سے رحمت:(فراخ دستی) کی توقع کررہے ہو تو انہیں نرم جواب دیدو۔

"عَنْهُمْ"= عَن الكافرين۔

تقدیر:وَإما تعرض عن المشركين لتكذيبهم إياك ابتغاء رحمةٍ أى نصراً لك عليهم أوهداية من اللّٰهِ لهم قولاً ميسوراً مدارةً لهم۔

تفسیری مطلب غالباً کچھ اس طرح ہوگا:

اگر تم مشرکوں سے اس وجہ سے کنارہ کش ہونا چاہتے ہو کہ وہ تمہاری حالت کا انکار کئے جارہے ہیں تو اس امید پر کہ اللہ ان کے خلاف تمہاری مدد کرے گا یا انہیں اپنی

ہدایت سے نوازے گا تم ان سے خوش خوئی کا برتاؤ کیے جاؤ اور جب ان سے بات کرو تو نرمی اختیار کرو۔

"ھم" سے کافر مراد لینا خواہ غلط نہ سہی تاہم سیاق وسباق سے دور ہے۔

- —وَلَاتَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا(۲۹)۔

"لَاتَبْسُطْهَا"= لاتبسط يدك۔

دیکھئے:اعراف آیت رقم (۱۰۸) فقرہ (۱۴)۔

- —وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ، وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّى الْقَتْلِ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا(۳۳)۔

(ترجمانی): اور اس جان کو نہ مارو جس جان کا مارنا اللہ نے حرام قرار دیا ہے مگر جائز طور پر (مار سکتے ہو) اور جو ظلم سے مارا گیا تو ہم نے اس کے وارث کو زور دیا ہے سو وہ وارث قصاص لینے کی حد سے نہ گزر جائے۔

الف۔"اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا"= اِنَّ وَلِيَّ المقتولِ كَانَ منصوراً۔

مقتول کے ولی کی مدد کی جائے گی۔

ب۔"اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا"= **إنَّ القاتل كان منصوراً يعنى أن القاتل اذا قُتِلَ فِى القصاص سقط عنه عقاب القتل فى الأخرة۔**

توضیح:

قاتل کی مدد کی جائے گی اور وہ اس طرح کہ اگر وہ کسی کے قتل کی پاداش میں بطور قصاص قتل کیا گیا تو اس کے جرم کی سزا بھی اسی دنیا میں مل گئی، اب آخرت میں اس جرم کی باز پرس نہیں ہو گی۔

ج۔ "اِنَّهُ"= إن المقتول كان منصوراً يعنى أن الله نصر المقتول بوليه حيث أوجب القصاص فى الدنيا ونصره بالثواب فى الأخرة۔

مطلب یہ کہ: اللہ نے مظلوم مقتول کی جان رائیگاں نہیں جانے دی، دنیا میں اس کے ولی کو قصاص کا اختیار دیا اور آخرت میں اس کو اس کے مظلوم ہونے کا ثواب بھی ملے گا۔

د۔ "إن القتل كَانَ منصوراً"= یہ لاتقتلوا سے ظاہر ہے۔

ایک شخص کا دوسرے شخص کو بطور خود قتل کرنا حرام ہے قتل کی وجہ خواہ کچھ ہو جب بھی جہاں کہیں ایسا قتل ہوگا اس کے خلاف یعنی اس کی مخالفت کرنے والوں کی مدد کی جائے گی۔

یہ قانونی یعنی شرعی باریکی ظاہر کرنے کے لئے کیا گیا ہے۔

ھ۔ "إِنَّهُ"= إِنَّ دَمَ الْمَقتول كان منصوراً۔

دم سے مراد قصاص لیا گیا ہے، مطلب یہ ہے کہ قصاص قتل کی سزا ہے، اس کا نفاذ ضروری ہے، اگر کسی مقتول کا کوئی شرعی وارث نہ ہو، تو اسلامی حکومت قصاص لے گی۔

و۔ "اِنَّهُ"= إن الحق كان منصوراً یہاں "بغير الحق" سے ماخوذ ہے۔

مطلب یہ کہ ناحق کسی کی جان لینا حرام ہے، برحق جان لینا ہر طرح جائز ہے، اگر مقتول کا وارث یا حکومت قاتل سے اپنا حق لینا چاہے تو ایسا کرنا حق بجانب ہوگا۔

ز۔ "إِنَّهُ"= الذى يقتله الولى بغير حق ويسرف فى قتله فإنه منصوراً بإيجاب القصاص على المسرف۔

مطلب یہ کہ: اگر ولی غیر قاتل سے قصاص لے یا قاتل کے ساتھ دوسرے بے گناہوں کو مار ڈالے یا انہیں مجروح کر دے یا قاتل کا ایک ایک عضو کاٹ کر مار ڈالے یہ اور اس طرح کی سب صورتوں میں مقتول کا ولی قابل سزا ہوگا کہ اس نے قصاص لینے میں حد سے تجاوز کیا۔

● —وَلَا تَقْفُ مَالَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولاً (٣٦)۔

الف۔ "عَنْهُ"= عَن كُلِّ أُولٰٓئِكَ۔

توضیح:

کسی ایسی بات کے پیچھے نہ پڑو جس کا تمہیں علم نہ ہو یقیناً آنکھ، کان اور دل سب ہی سے باز پرس ہوگی۔

ب۔"عنه"= عن الانسان۔

کسی ایسی بات کے پیچھے نہ پڑو جس کا تمہیں علم نہ ہو، یقیناً انسان جو کچھ دیکھا، سنا، یا سمجھا ان سب کی بابت اس سے باز پرس ہوگی۔

ملحوظہ:

دیکھنے میں ہر طرح کی بے وجہ تاک جھانک، سننے میں ہر کسی کی بات پر خصوصاً بُری بات پر یقین کر لینا اور سمجھنا اور کسی پر بدگمانی کرتے رہنا یہ سب باتیں قابل باز پرس ہیں۔

ج۔"إِنَّهُ"= إن القاعف، "عَنْهُ" عن القاعف۔

کسی ایسی بات کے پیچھے نہ پڑو جس کا تمہیں علم نہ ہو، کسی چیز کے بے وجہ پیچھے پڑنے والے سے اس کے دیکھنے، سننے اور گمان کرنے کی بابت باز پرس کا ہونا یقینی ہے۔

- —فَسَيَقُولُونَ مَنْ يُعِيدُنَا قُلِ الَّذِىْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ، فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ، قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا (۵۱)۔

"يَقُوْلُوْنَ"= الكافرون، متى هُوَ= متى العود= البعث۔

توضیح:

کافر پوچھیں گے وہ کون ہے جو ہم کو مرنے کے بعد ہماری زندگی لوٹا دے گا کہیے کہ: وہ زندہ کرے گا جس نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا، اس جواب پر وہ آپ کے آگے سر ہلائیں گے اور کہیں گے زندگی کا یہ لوٹ آنا کب ہوگا؟ کہیے: عجب نہیں کہ زندگی کا یہ لوٹ آنا قریب میں ہو۔

- —يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ وَتَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ

اِلَّا قَلِيْلًا(۵۲)۔

"بِحَمْدِهٖ"= بحمد الذی فطر کم بحمد اللّٰہ۔

توضیح:

جس روز اللہ تم کو پکارے گا تو تم اس کی حمد کرتے ہوئے اس کی پکار کے جواب میں نکل آؤ گے۔

● –وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ، اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا(۵۳)۔

"بَيْنَهُمْ"= بَيْنَ عِبَادِي، "اَلَّتِيْ" (باتیں) یہ "قولوا" سے ظاہر ہے۔

توضیح:

آپ میرے بندوں سے کہئے کہ وہ اپنے منہ سے ایسی بات نکالیں جو سراسر بہتر ہو، شیطان بُری باتوں کے ذریعہ میرے بندوں میں برہمی پیدا کر دیتا ہے۔

● –قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآءُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا(۶۳)۔

"قَالَ"= قال اللّٰہ، "منهم"= من ذریة أدم "جزاؤکم"= جزاء الشیطن واتباعه۔

توضیح:

اللہ نے کہا: جا یہاں سے آدم کی اولاد سے جو تیری پیروی کرے گا تجھ سمیت ان سب کی دوزخ ہی بھرپور جزاء ہے۔

● –اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ يُّعِيْدَكُمْ فِيْهِ تَارَةً اُخْرٰى فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ

قَاصِفًا مِّنَ الرِّيْحِ فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ لَاتَجِدُوْا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهٖ تَبِيْعًا(٦٩)۔

الف۔"فِيْهِ"= في البحر، "بِهٖ"= بالغرق۔

توضیح:

(اور اے بحریو، ملاحو، سمندری تاجرو، مسافرو) کیا تمہیں اس کا اندیشہ نہیں ہے، کہ پروردگار پھر کسی وقت تمہیں سمندر میں لے جائے اور تمہاری ناشکری کی پاداش میں وہ تم پر سخت طوفانی ہوائیں بھیج کر تم کو ڈبادے اور تم کو کوئی ایسا نہ ملے جو ہم سے تمہارے ڈبو دیئے جانے کے بارے میں پوچھے۔

ب۔"بِهٖ"= بالإرسال۔

کیا تمہیں..... جو ہم سے طوفانی ہوائیں بھیجنے کے بارے میں سوال کرے (کہ کیوں بھیجا)۔

● -وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا(٧٢)۔

الف۔"فِيْ هٰذِهٖ"= في الدنيا أو في الدار، "دار" مؤنث سماعی ہے۔

توضیح:

جو اس دنیا میں اندھا رہے گا وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا بلکہ راستہ پانے میں اندھے سے بھی زیادہ ناکام۔

ب۔"فِيْ هٰذِهٖ"= فِي اٰيَاتِ اللّٰهِ أو في نعم اللّٰه۔

وہ انسان جس نے اللہ کی نشانیوں سے عبرت حاصل نہیں کی وہ آخرت میں اندھا بلکہ اس سے بھی زیادہ ناکام رہے گا۔

وہ شخص جس نے اللہ کی نعمتوں کی قدر نہیں پہچانی وہ آخرت میں الخ۔

- —وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا(۷۹)۔

الف۔"بِہٖ"= بالَّيلِ۔

توضیح:

رات (کے ایک مخصوص وقت) میں (برائے صلوۃ) نیند توڑ کر جاگیئے، اس وقت رات میں نماز پڑھنا تمہارے لئے ایک مزید عمل ہے قریب ہے کہ اللہ تمہیں ایک ایسے مقام میں پہنچادے جو نہایت پسندیدہ مقام ہے۔

ب۔"بِہٖ" بالقرآن۔

رات میں کسی وقت نیند سے بیدار ہو کر قرآن پڑھا کیجئے، یہ قرآن خوانی تمہارے لئے سبب زیارت ہے قریب ہے کہ خدا تمہیں مقام محمود میں داخل کرے۔

- —وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِىْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ثُمَّ لَاتَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا(۸۶)۔

الف۔"بِہٖ"= بالإذهاب۔

توضیح:

اور اگر ہم چاہیں تو جس قدر وحی ہم نے تم پر بھیجی ہے وہ سلب کرلیں پھر ہمارے مقابلہ میں اس کے واپس لینے کے خلاف تمہیں کوئی حمایتی نہیں ملے گا۔

ب۔"بِہٖ"= الوحی المذهوب۔

اور اگر.....وہ سلب کرلیں پھر تم ہمارے مقابلہ میں اپنا کوئی حمایتی نہ پاؤ گے جو سلب کی ہوئی وحی واپس دلاسکے۔

● -اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰٓی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّارَیْبَ فِیْهِ فَاَبَی الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا(۹۹)۔

الف۔"فِیْهِ"= فِی الأجل: فی البعث۔

توضیح:

کیا ان کافروں کو یہ نہ سوجھا کہ جس خدا نے زمین اور آسمان کو پیدا کیا کیا وہ ان جیسوں کو پیدا کرنے کی قدرت رکھتا ہے؟ اللہ نے ان سب کو دوبارہ زندہ کرنے کا ایک وقت مقرر کر رکھا ہے دوبارہ زندہ ہونا یقینی ہے اس میں کوئی شک نہیں۔

ب۔"فِیْهِ"= فِی الموت۔

اللہ نے ان سب مخلوقات کی موت کا ایک وقت مقرر کر رکھا ہے، ان کی موت واقع ہونے میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش ہی نہیں ہے۔

● -فَاَرَادَ اَنْ یَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَ مَنْ مَّعَهٗ جَمِیْعًا(۱۰۳)۔

"اَرَادَ"= اَراد فِرْعون "مَعَهٗ"= مع فرعون، فرعون،موسیٰ وبنی إسرائیل "فَاَغْرَقْنٰهُ"= فَاَغْرَقْنَا فرعَوْن "یستفزهم"= بنی اسرائیل۔

توضیح:

فرعون نے ارادہ کیا کہ موسیٰ اور بنی اسرائیل کو ارض مصر سے اکھاڑ پھینکے، مگر ہم نے فرعون اور جو فرعون کے ساتھ تھے ان سب کو اکٹھا غرق کر دیا۔

● -وَّقُلْنَا مِنْ بَعْدِهٖ لِبَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِیْفًا(۱۰۴)۔

الف۔ "بَعْدِہٖ"= بعد فرعون۔

توضیح:

پھر ہم نے فرعون کے بعد بنواسرائیل سے کہا اب تم زمین میں رہو بسو پھر جب آخرت کے وعدہ کا وقت آئے گا تو ہم تم سب کو جمع کر کے لے آئیں گے۔

ب۔ "بَعْدِہٖ"= بَعْدِ الْغَرْقِ۔

پھر ہم نے فرعون اور اس کے ساتھیوں کے ڈوب جانے کے بعد بنواسرائیل سے کہا الخ۔

- وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ، وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا(۱۰۵)۔

"اَنْزَلْنٰهُ"= اَنْزَلنا القرآن۔

اس قرآن کو ہم نے حق کے ساتھ نازل کیا۔

"اَنْزَلْنٰهُ"= اَنْزَلْنَا وَعْدَ الْاٰخِرَةِ۔

ہم نے وعدۂ آخرت کو حق کے ساتھ نازل کیا ہے وہ ہو کر ہی رہے گا۔

انتباہ:

ضمیر واحد غائب منصوب متصل کا مرجع موسیٰ علیہ السلام سمجھنا درست نہیں معلوم ہوتا۔

- قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا، اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا(۱۰۷)۔

الف۔ "بِهٖ"= بالقرآن "قَبْلِهٖ"= قبل القرآن، "علیھم"= عَلٰى اَهْلِ الْعِلْمِ۔

توضیح:

آپ ان سے کہئے تم اس قرآن کو مانو یا نہ مانو جن لوگوں کو اس قرآن سے پہلے علم دیا گیا ہے جب ان پر اس قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے تو وہ منہ کے بل سجدہ میں گر جاتے ہیں۔

ب۔ "بِہٖ"= محمد ﷺ "قَبْلِہٖ"= قَبل محمد ﷺ۔

آپ ان سے کہئے تم محمد کو نبی مانو یا نہ مانو جن لوگوں کو نبی، (محمد) کے آنے کا علم دیا گیا الخ۔

مذکورہ صدر دونوں میں "یُتْلٰی" کا نائب فاعل قرآن لیا گیا ہے، لیکن اگر "یتلیٰ" کا نائب فاعل نزول قرآن وبعثت نبی ﷺ سے پہلے کے صحف سماوی کا کوئی کلام ہو تو معنی کچھ اس طرح ہوں گے:

آپ ان سے...... جب ان پر ان کے پیغمبر پر نازل شدہ کتاب کا کوئی حصہ خصوصاً وہ جس میں محمد جیسے خاتم الانبیاء کے مبعوث ہونے کا ذکر ہے تو اہل علم منہ کے بل گر جاتے ہیں اور بے اختیار پکار اٹھتے ہیں: پاک ہے ہمارا رب اس کا وعدہ تو پورا ہونا ہی تھا۔

● "وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا" الخ (۱۰۹)۔

الف۔ "يَزِيْدُهُمْ"= يَزِيد القرآن، هُمْ أهل العلم۔

آیت (۱۰۷) سے ظاہر ہے۔

توضیح:

اور منہ کے بل روتے ہوئے گر جاتے ہیں اور قرآن اہل علم کے خشوع میں اضافہ کرتا ہے۔

۱۸- کہف

- "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَهٗ عِوَجًا"(۱)۔

الف۔ "لَهٗ" = لِلْكِتٰبِ۔

توضیح:

سب تعریف ہے اس اللہ کے لئے جس نے اپنے بندہ پر یہ کتاب نازل کی اور اس کتاب میں معنی و مفہوم کی کوئی کجی نہیں رکھی، یہ تو ایک سیدھا سادہ صاف و واضح کلام ہے۔

ب۔ "لَهٗ" = بعبده= و المراد محمد ﷺ۔

سب تعریف...... اپنے بندہ پر یہ کتاب نازل کی اور اپنے بندہ کی سیرت اور اس کے کردار میں کسی طرح کی کوئی کجی نہیں رکھی۔

- -قَیِّمًا لِّیُنْذِرَ بَاْسًا شَدِیْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَیُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا(۲)۔

الف۔ "لِیُنْذِرَ" = لیُنْذِر الكتٰب= القرآن، "یبشرُ" = یبشرُ الكتٰب= القرآن "من لدنه" = من لدن اللّٰه۔

توضیح:

ٹھیک سیدھی بات بتانے والی کتاب تاکہ وہ کتاب لوگوں کو خدا کی طرف سے آنے والی سخت عذاب سے آگاہ کردے۔

ب۔ "لِیُنْذِرَ" = لِیُنْذِرَ عبداللّٰه: "یُبَشِّرَ" = یبشر عبداللّٰه۔

ٹھیک...... تاکہ اللہ کا راست باز بندہ لوگوں کو خدا کی طرف سے آنے والے سخت عذاب سے آگاہ کردے۔

- – مَّاکِثِیْنَ فِیْهِ اَبَدًا(۳)۔

"فِیْهِ" = فی الأجر۔

توضیح:

ایمان والے ہمیشہ اچھی جزا پاتے رہیں گے، اچھی جزاء کا سلسلہ ختم نہیں ہوگا۔

- –مَالَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ، کَبُرَتْ کَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ یَّقُوْلُوْنَ اِلَّا کَذِبًا(۵)۔

الف۔ "بِهٖ" = باللّٰهِ۔

توضیح:

اللہ کے تعلق سے ان کو اور ان کے باپ دادا کو کچھ علم نہیں (کہ وہ نہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا)۔

ب۔ "بِهٖ" = بالْوَلَدِ۔

بیٹے کے تعلق ان کو اور ان کے باپ دادا کو کچھ علم نہیں۔ بھلا اللہ کے بھی کوئی بیٹا ہو سکتا ہے۔

ج۔ "بِہ"= بالقول۔

وہ جو کچھ کہہ رہے ہیں اس کے بارے میں وہ اور ان کے باپ دادا کچھ نہیں جانتے کہ وہ کیسی نادانی کی بات کہہ رہے ہیں۔

د۔ "بِہ"= بالاتخاذ۔

وہ اور ان کے باپ دادا بالکل نہیں جانتے کہ اللہ نے عیسیٰ کو اپنا بیٹا بنایا ایسا کہنا کہ کیا معنی رکھتا ہے اور ایسے بُرے بول کا کیا نتیجہ بھگتنا پڑے گا۔

"کَبُرَتْ" کبرت المقالۃ۔

......ان کے لئے یہ بڑی خوفناک بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے۔

- "وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ" (۱۷)۔

"فِيْ فَجْوَةٍ مِنْهُ" فِيْ فَجْوَةٍ مِنَ الكهف۔

توضیح:

اور وہ جس غار میں جاکر بیٹھے وہ اس طرح واقع ہوا ہے کہ جب سورج نکلے تو تم دیکھو کہ وہ ان کے داہنے جانب سے ہٹا ہوا رہتا ہے اور جب ڈوبے تو بائیں طرف کترا کر نکل جاتا ہے روشنی غار کے اندر تک نہیں جانے پاتی اور وہ غار کے اندر ایک کشادہ جگہ میں پڑے ہوئے ہیں۔

- ۔فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا(۱۹)۔

ورق: مونث سماعی، اس لئے اس کا اشارہ مونث ہے۔

الف۔ ''اَیُّھَا'' = أی المأکل: بھوک دور کرنے، پیٹ بھرنے یا تغذیہ کے لئے جو چیزیں بھی استعمال کی جائیں، ''أَکَلَ'' میں طعام اناج، پھل یا گوشت کی تخصیص نہیں ہوتی اگر تخصیص نہ کی جائے تو اکل سے عموماً گوشت روٹی مراد ہوتی ہے۔

مطلب یہ کہ اچھی یا سستی قابل خوردونوش اور حلال چیزیں جس کسی کے یہاں ملے لے آئے۔

ب۔ ''اَیُّھَا'' = أی الأطعمۃ: کون سا کھانا۔

طعام سے مراد عموماً اناج کی قسم کی غذا ہوتی ہے۔

سب سے اچھا یا زیادہ سستا آناج: غذا (روٹی گیہوں کی خمیری یا فطیری) جس کسی کے پاس ہو۔

ج۔ ''اَیُّھَا'' = أی المدینۃ، مضاف محذوف۔

تقدیر: أی أھل المدینۃ۔

...... اپنے میں سے کسی کو یہ سکے دے کر شہر بھیجیں وہ دیکھے کہ شہر والوں میں سے کسی شہری کے یہاں اچھا سستا کھانا ملے گا۔

کون سا شہری اچھا۔ سستا کھانا بیچتا ہے۔

الف۔ ''مِنْہُ'' = مِنَ الطعام = من الأکل۔

کچھ روٹی اور خوردنی شئے میں سے کچھ۔

ب۔ ''مِنْہُ'' = من الورق، ان سکوں کے بدل یعنی یہ رقم دے کر۔

یہ صرف اس تاویل کی رو سے کہ ورق حقیقی تانیث نہیں اس میں علامت تانیث نہیں، نیز یہ کہ بمعنی زر مبادلہ لیا جائے۔

...... جہاں ملتا ہے اس کے یہاں سے وہ سکوں کے عوض کچھ کھانے کے لئے لے آئے۔

ج۔ ''مِنْہُ'' = مِنْ اَحَدٍ مِنْ أھل المدنیۃ۔

اچھا کھانا فروخت کرنے والوں میں سے کسی ایک کے یہاں سے۔

- —وَ كَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوْٓا اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ اَنَّ السَّاعَةَ لَارَيْبَ فِيْهَا، اِذْ يَتَنَازَعُوْنَ بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوْا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا، رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ، قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰٓى اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا(۲۱)۔

"اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ"= أعثرنا على أصحاب الكهف۔

الف۔"لِيَعْلَمُوْا"= لِيَعْلَمُوْا اَهْلَ المدنية، ليعلموا الناس۔

"يَتَنَازَعُوْنَ" يَتَنَازَعون المتنازعون، "بَيْنَهُمْ"= بَيْنَ المتنازِعِيْنَ۔

"أَمْرَهُمْ عَلَيْهِمْ رَبَّهُمْ، بِهِمْ"= أصحاب الكهف۔

"عَلٰى أَمْرِهِمْ"= عَلٰى اَمْرِ اَهْلِ المدنية، أمر الناسِ۔

"لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ"= عَلٰى أصحاب الكهف۔

توضیح:

اس طرح ہم نے (اللہ نے) اہل شہر (یا عامۃ الناس) کو اصحاب کہف کے حال پر مطلع کیا تا کہ اہل شہر (یا سب لوگ جو اس وقت وہاں موجود تھے) جان لیں کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور یہ کہ قیامت کی گھڑی بے شک آکر رہے گی اس وقت جو اہل شہر (یا جو لوگ بھی اس موقع پر موجود تھے) وہ آپس میں جھگڑ رہے تھے کہ اصحاف کہف کے ساتھ کیا کیا جائے، کچھ لوگوں نے کہا: اصحاب کہف پر دیوار تیغا کر دو، اصحاب کہف کا رب ہی اصحاب کہف کے حال کو بہتر جانتا ہے، مگر جو لوگ اہل شہر کے معاملات پر غالب تھے (یا جھگڑنے والوں میں جن کی رائے اپنے مخالفوں پر غالب آگئی) انہوں نے کہا: ہم تو اصحاب کہف پر (غار) پر ایک سجدہ گاہ بنائیں گے۔

ب۔"لِيَعْلَمُوْا"= لِيَعْلَمُوْا أصحاب الكهف۔

یعنی جَعَلَ اللّٰہُ اَمر أصحاب الکھفِ ایۃ لِاَصحاب الکھف وَ ایۃَ عَلٰی بَعثِ الأجساد۔

اس صورت میں "إِذْ یَتَنَازعون فِیْھَا" جملہ ہوگا۔

توضیح:

اللہ نے اصحاب کہف کوخود ان کے حال پر مطلع کیا تاکہ یہ واقعہ اس بات کی نشانی ہوکہ اللہ مردوں کو دوبارہ زندہ کرنے پر قادر ہے۔

یہ تاویل "لِیَعْلَمُوْا اَنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ" سے ظاہر ہوتی ہے۔

"یَتَنَازَعُوْنَ بَیْنَھُمْ اَمْرَھُمْ" = یتنازعون أھل المدینۃ بین الناس أمرھم، إیاھم، ان تینوں ضمیروں کا مرجع اہل شہر ہیں، مطلب یہ کہ: اہل شہر آپس میں اپنی رائے کے بارے میں جھگڑ رہے تھے نہ کہ اصحاب کہف کے بارے میں۔

اس صورت میں أمرھم (امر منصوب) سے یہ مراد ہوگی کہ ایک گروہ غار کو پاٹ کر اس پر کوئی یادگار قائم کرنے پر مائل تھا، اور دوسرا اس کو سجدہ گاہ بنانے پر مصر تھا۔

ہوسکتا ہے کہ "بَیْنَھُمْ، اَمْرَھُمْ" میں امر سے مراد یعنی دوبارہ زندہ ہونا ہو، مطلب یہ کہ آیا موت کے بعد زندہ ہونا یقینی ہے یا نہیں۔

اس صورت میں وجہ نزع بعث بعد الموت کا مسئلہ تھا نہ کہ اصحاب کہف کی تعداد کیا تھی یا یہ کہ ان کا پتہ لگ جانے کے بعد ان کے متعلق کیا رویہ اختیار کیا جائے۔

- سَیَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَۃٌ رَّابِعُھُمْ کَلْبُھُمْ وَیَقُوْلُوْنَ خَمْسَۃٌ سَادِسُھُمْ کَلْبُھُمْ رَجْمًا بِالْغَیْبِ، وَیَقُوْلُوْنَ سَبْعَۃٌ وَّثَامِنُھُمْ کَلْبُھُمْ، قُلْ رَّبِّیْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِھِمْ مَّا یَعْلَمُھُمْ اِلَّا قَلِیْلٌ، فَلَا تُمَارِ فِیْھِمْ اِلَّا مِرَآءً ظَاھِرًا، وَّلَا تَسْتَفْتِ فِیْھِمْ مِّنْھُمْ اَحَدًا (۲۲)۔

"سَيَقُوْلُوْنَ"= سَيقُوْلُوْنَ المتنازعون فى عدد أصحاب الكهف۔
"فِيْهُمْ"= فِيْ أصحاب الكهف "منهم"= من أهل الكتب وغيرهم۔

توضیح:

اختلاف کرنے والے کچھ لوگ کہیں گے اصحاب کہف تین تھے اور چوتھا ان کا کتا تھا اور کچھ دوسرے کہہ دیں گے کہ پانچ تھے چھٹا ان کا کتا تھا کچھ اور لوگ کہتے ہیں سات تھے اور آٹھواں ان کا کتا تھا، کہو میرا رب ہی جانتا ہے کہ ان کی تعداد کیا ہے؟ کم ہی لوگ ان کی تعداد جانتے ہیں، تم سرسری بات سے بڑھ کر اصحاب کہف کے بارے میں کافروں اور مشرکوں سے بحث مت کرو اور ان کے بارے میں اہل کتاب یا کسی اور سے بھی کچھ مت دریافت کرو۔

- قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا لَهٗ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، اَبْصِرْبِهٖ وَاَسْمِعْ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا(۲۶)۔

"لَهٗ وبِهٖ"= الله،
الف۔"لَهُمْ"= لأهل السمٰوٰتِ والأرض۔

توضیح:

آپ کہیے اصحاب کہف کے قیام کی مدت اللہ ہی بہتر جانتا ہے، آسمانوں اور زمین کے ہم سے پوشیدہ سب احوال اسی کو معلوم ہیں، کیا خوب ہے وہ دیکھنے والا اور سننے والا زمین اور آسمان میں رہنے والوں کا اس کے سوا کوئی خبر گیر نہیں وہ اپنی حکومت میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔

ب۔"لَهُمْ"= لأصحاب الكهف۔

توضیح:

آپ...... سننے والا، اصحاب کہف کا اللہ کے سوا کوئی اور خبر گیر نہیں الخ۔

ج۔ "لَهُمْ"= لمعاصری النبی من الکافرین والمشرکین الذین سألوہ عن فتیۃ ذھبوا قد کانت لَهُمْ قصۃ عجیبۃ۔

محمد ﷺ کی رسالت میں شک کرنے اور دوسروں کو شک میں ڈالنے والے، خواہ وہ اہل کتاب ہوں یا کوئی اور ان سب کو اللہ کے سوا ولی نہیں ہے اور وہ اپنی الخ۔

ملحوظہ:

"لھم" کی ضمیر کے مرجع کی یہ توجیہ غالباً ابن اسحاق کی ایک روایت پر بنی ہے، زیر غور آیت سے متعلقہ حصہ کا لب لباب یہ ہے کہ وہ اہل کتاب ہیں وہ بتائیں گے کہ محمد ﷺ جو دعوی کرتے ہیں آیا وہ صحیح ہے یا غلط یہود نے ان سے کہا محمد ﷺ سے بطور امتحان پرانے زمانے کے ان جوانوں کا قصہ پوچھو جو غائب ہوگئے تھے۔

ان سرداروں نے جب رسول اللہ ﷺ سے اس قصہ کی بابت پوچھا تو یہ سورۃ نازل ہوئی، مگر قریش ایمان نہیں لائے، ان کے عمل سے ظاہر ہوگیا کہ سوال محض آزمائش میں ڈالنے کے لئے کیا گیا تھا، (۱۲) سیرۃ رسول اللہ ﷺ ج۱ ص ر۳۲۱ جاری اور کتاب الطبقات الکبریٰ ج اق ۱ ص ر۱۰۸)۔

ان کافروں کا کارساز اللہ ہی ہے وہی ہدایت دینے والا ہے اہل کتاب خود ہی گمراہ ہیں وہ دوسروں کی کیا راہ نمائی کر سکیں گے، سے اشارہ اسی واقعہ کی طرف معلوم ہوتا ہے۔

د۔ "لَهُمْ"= لِمُخْتَلِفِيْنَ فی مدۃ بعث أصحاب الکھف۔

مطلب یہ کہ جو لوگ اصحاب کہف کی تعداد کے بارے میں اختلاف کر رہے ہیں ان کا ولی تو اللہ ہی ہے وہ اللہ کے علم دیئے بغیر کسی پوشیدہ بات کے متعلق کوئی یقینی بات

نہیں کہہ سکتے۔

ھ۔"لھم"= لمؤمنی أھل السمٰوت والأرض۔

یعنی لن یتخذ من المؤمنین أحداً من دون اللّٰہ ولیا۔

حاصل کلام یہ کہ زمین اور آسمان میں جو بھی مومن ہیں وہ کبھی بھی اللہ کے سوا کسی اور کو اپنا ولی نہیں بنائے گا۔

درج بالا مذاہب میں سے کسی ایک کو بھی غلط کہہ دینا درست نہ ہوگا، البتہ پہلے مذہب کو اقرب الی الصواب سمجھنے میں کوئی غلطی نہیں معلوم ہوتی۔

- **كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْئًا وَّفَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا (۳۳)۔**

"مِنْهُ"= مِنَ الأکل۔

دونوں باغ اپنا پورا پھل دیتے تھے اور کسی کے بارے میں ذرا کمی نہ رہتی تھی ان دونوں باغوں کے اندر ہم نے ایک بھرپور نہر جاری کردی تھی۔

- **وَّكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ، فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّ اَعَزُّ نَفَرًا (۳۴)۔**

لَهٗ= لصاحب الجنتین والزرع، "هُوَ"= صاحب الجنتین والزرع۔

توضیح:

اور اس باغوں والے مزارع کے پاس مال تھا، اس مال دار مزارع نے اپنے دوست سے باتوں باتوں میں کہا میں تم سے زیادہ مال دار ہوں اور میرے یہاں تم سے زیادہ طاقتور لوگ بھی موجود ہیں۔

- **وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلٰى مَآ اَنْفَقَ فِيْهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْٓ**

أَحَدًا(۴۲)۔

"أُحِيْط" = أُحِيْط بثمره منبياً للمفعول أصابه ما أهلكه وافسدهٗ۔

"فِيْهَا" = فِي الجنة، "هِيَ" = الجنة، "عروشها" = عروش الجنة۔

آخر کار یہ ہوا کہ اس کا پھل، (بار تباہ ہوگیا) اس کا سارا مال برباد ہوگیا اور وہ اپنے انگور کے منڈوں کو ٹیٹوں پر الٹا پڑا دیکھ کر اپنی محنت اور اپنے لگائے ہوئے سرمایہ کی بربادی پر ہاتھ ملتارہ گیا، اور کہنے لگا: کاش میں اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناتا۔

کس نے تباہ کیا؟ کیوں برباد کیا؟ قریبی سبب نہیں بتایا گیا عربی میں یہ لفظ عموماً مجہول استعمال ہوتا ہے، فاعل بتانا ہی ہو تو کہتے ہیں "أحاطه الله" اللہ نے اس کو برباد و تباہ کردیا۔

● وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ، كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ، اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ، بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا(۵۰)۔

رَبِّهٖ" = رب ابليس، "تتخذونه" = تتخذون إبليس، "ذريته" = ذرية إبليس۔

توضیح:

یاد کرو جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو فرشتوں نے آدم کو سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ نہیں کیا، اور ابلیس جنوں میں سے تھا، ابلیس اپنے پروردگار کے حکم کی فرمانبرداری سے نکل گیا تو اے اولاد آدم اب تم مجھے چھوڑ کر ابلیس کو اور اس کی ذریت کو اپنا سرپرست بناتے ہو، حالانکہ وہ سب تمہارے دشمن ہیں۔

● مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا(۵۱)۔

الف۔ "مَا اَشْهَدْتُّهُمْ" = مَا اَشْهَدْتُ إبليس و ذريته۔

"خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ"= خَلْقَ اَنْفُسِ إبليس و ذريته۔

توضیح:

میں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرتے وقت ابلیس اور اس کی ذریت کو نہیں بلایا اور نہ خود ان کی اپنی تخلیق میں ان (ابلیس اور اس کی ذریت) کو شریک کیا میرا یہ کام نہیں ہے کہ گمراہ کرنے والوں کو اپنا مددگار بناؤں۔

ب۔"ھم"= جمیع الخلق۔

میں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرتے وقت کسی کو نہیں بلایا اور نہ ان کی اپنی تخلیق میں ان کو شریک کیا۔

ج۔"ھُمْ"= الملائکۃ۔

میں نے...... کرتے وقت فرشتوں کو نہیں بلایا اور نہ خود ان کی اپنی تخلیق میں ان کو شریک کیا۔

- وَيَوْمَ يَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَآءِ يَ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا(۵۲)۔

الف۔"بَيْنَهُمْ"= بَيْنَ الداعين و المدعوين۔

توضیح:

پھر کیا کریں گے یہ لوگ اس روز جب کہ ان کا پروردگار ان سے کہے گا پکارو ان ہستیوں کو جنہیں تم میرا شریک سمجھ بیٹھے تھے، یہ لوگ ان کو پکاریں گے مگر وہ ہستیاں ان کی مدد کے لئے نہیں آئیں گی اور ہم ان پکارنے والے اور پکارے جانے والی ہستیوں کے درمیان ایک آڑ حائل کر دیں گے۔

ب۔"بَيْنَهُمْ"= بَيْنَ المؤمنين و الكافرين۔

پھر کیا کریں گے...... ہم مشرکوں اور موحدوں کے درمیان ایک آڑ حائل کردیں گے۔

- "وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَيُجَادِلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ"(٥٦)۔

الف۔"بِهِ"= بالجدال۔

توضیح:

رسولوں کو ہم صرف خوش خبری دینے اور ڈرانے والے بنا کر بھیجتے ہیں اور جو لوگ ان کا انکار کرتے ہیں وہ ناحق کی باتیں پکڑ پکڑ کر جھگڑے نکالتے ہیں تاکہ ان ٹنٹوں کے ذریعہ حق بات کو بچلادیں اور اس کو زک دیں۔

ب۔"بِهِ"= بالباطل۔

رسولوں کو...... جو لوگ کفر کرتے ہیں وہ ناحق کی باتیں پکڑ پکڑ جھگڑے نکالتے ہیں تاکہ ناحق باتوں کے ذریعہ حق بات کو بچلادیں اور اس کو زک دیں۔

- "وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَاقَدَّمَتْ يَدٰهُ، اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا"(٥٧)۔

"عَنْهَا"= عن الأيات، "يَفْقَهُوْهُ"= يَفْقَهُوْا الذكر = القرآن۔

ترجمہ:

اس شخص سے بڑھ کر ظالم اور کون ہے جسے اس کا رب آیات سنا کر نصیحت کرے اور وہ ان آیتوں سے منہ پھیر لے، اور اس بُرے انجام کو بھول جائے جس کا سر و سامان اس نے خود اپنے ہاتھوں کیا ہے (جن لوگوں نے یہ روش اختیار کی ہے) ان کے دلوں پر ہم نے

غلاف چڑھادیئے ہیں جو انہیں اس ذکر (قرآن) کی بات کو نہیں سمجھنے دیتے (تفہیم)۔

- وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُوالرَّحْمَةِ، لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ، بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْئِلًا(۵۸)۔

الف۔"مِنْ دُوْنِهٖ"= دُوْن الموعد۔

توضیح:

تمہارا رب بہت درگذر کرنے والا رحم کرنے والا ہے، وہ ان کے کرتوتوں پر انہیں پکڑنا چاہتا تو جلدی ہی عذاب بھیج دیتا، مگر ان کے لئے وعدہ کا ایک وقت مقرر ہے وہ اس وعدہ سے بچ کر بھاگ نکلنے کی کوئی راہ نہ پائیں گے۔

ب۔"من دونہٖ"= من دون اللّٰہ۔

تمہارا رب جلدی ہی عذاب بھیج دیتا، مگر ان کے لئے عذاب کا ایک وقت مقرر ہے، وہ اس عذاب سے بچ کر بھاگ نکلنے کا کوئی رستہ نہیں پائیں گے۔

ج۔"مِنْ دُوْنِهٖ" من دون اللّٰہ۔

......اللہ سے بھاگ کر کہیں نکلنے کا کوئی رستہ نہیں پائیں گے۔

- قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ، وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ، وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا(۶۳)۔

الف۔"اِتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ"= اِتخذ الحوت سبيلهٗ عجباً للناس۔

توضیح:

خادم نے کہا: آپ نے دیکھا نہیں کہ جب ہم اس چٹان کے پاس ٹھہرے ہوئے

تھے اس وقت کیا پیش آیا، مجھے مچھلی کا خیال نہ رہا، اور شیطان نے مجھ کو ایسا غافل کر دیا کہ میں مچھلی کو یاد کرنا بھول گیا، مچھلی تو عجب طریقہ سے نکل کر دریا میں چلی گئی۔

ب۔ "اِتَّخَذَ سَبِیْلَهٗ" = اِتَّخَذَ موسیٰ سبیل الحوت یعجب عجباً مِنْهُ۔

خادم نے کہا...... تب موسیٰ ایک عجیب طریقہ سے مچھلی کا راستہ دریا میں تلاش کرنے لگا۔

- قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَیْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِیْ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّیْ عُذْرًا (۷۶)۔

الف۔ "بَعْدَهَا" = بعد هذه المسئلة۔

توضیح:

موسیٰؑ نے کہا اس سوال کے بعد اگر میں آپ سے پھر کچھ پوچھوں تو آپ مجھے ساتھ نہ رکھیں۔

ب۔ "بَعْدَهَا" = بعد هذه الكرة۔

موسیٰ نے کہا اس مرتبہ کے بعد دوسری مرتبہ اگر میں آپ الخ۔

- فَانْطَلَقَا حَتّٰۤی اِذَاۤ اَتَیَاۤ اَهْلَ قَرْیَةِ نِ اسْتَطْعَمَاۤ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ یُّضَیِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِیْهَا جِدَارًا یُّرِیْدُ اَنْ یَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ قَالَ لَوْشِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَیْهِ اَجْرًا (۷۷)۔

"عَلَیْهِ اَجْرًا" = علی فعل إقامة الجدار۔

توضیح:

پھر وہ دونوں چلے یہاں تک کہ ایک بستی میں پہنچے اور وہاں کے لوگوں سے کھانا مانگا، مگر انہوں نے ان دونوں کی ضیافت سے انکار کر دیا، وہاں ان دونوں نے ایک دیوار

دیکھی جو گرا چاہتی تھی اس شخص نے اس دیوار کو پھر کھڑا کر دیا، موسیٰ نے کہا: اگر آپ چاہتے تو اس کام کی اجرت لے سکتے تھے۔

- وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ اَمْرِیْ، ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَالَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا(۸۲)۔

"مَافَعَلْتُهُ"= فعل الذی فَعَلْتُهُ۔

توضیح:

اس دیوار کا معاملہ یہ ہے کہ یہ دو یتیم لڑکوں کی ہے جو اس شہر میں رہتے ہیں اس دیوار کے نیچے ان بچوں کے لئے ایک خزانہ دفن ہے اور ان کا باپ ایک نیک آدمی تھا اس لئے تمہارے رب نے چاہا کہ یہ دونوں بچے بالغ ہوں اور اپنا خزانہ نکال لیں یہ تمہارے رب کی رحمت کی بنا پر کیا گیا۔

میں نے جو یہ کام کیا سو وہ اپنے اختیار سے نہیں کیا۔

یہ ہے تاویل و توجیہ ان باتوں کی ،جن پر تم صبر نہ کر سکے۔

- وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنْ ذِی الْقَرْنَيْنِ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا(۸۳)۔

الف۔"مِنْهُ"= مِنْ ذی القرنین۔

توضیح:

یہ لوگ تم سے ذی القرنین کے بارے میں پوچھتے ہیں ان سے کہو میں ذی القرنین کا کچھ حال تم کو سناتا ہوں۔

ب۔"مِنْهُ"= مِنَ اللّٰه۔

...... پوچھتے ہیں آپ ان سے کہئے میں اللہ کی جانب سے اللہ کے دیئے علم وحی کی

بناء پر تم کو اس کا کچھ حال بتاتا ہوں۔

● اٰتُوْنِیْ زُبَرَ الْحَدِیْدِ، حَتّٰۤی اِذَا سَاوٰی بَیْنَ الصَّدَفَیْنِ قَالَ انْفُخُوْا حَتّٰۤی اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا قَالَ اٰتُوْنِیْۤ اُفْرِغْ عَلَیْهِ قِطْرًا(۹۶)۔

"جَعَلَهٗ"= عَلَی السداد الروم "عَلَیْهِ قِطْرًا"= عَلَی السَّدَاد الروم۔

توضیح:

ذوالقرنین نے کہا: مجھے لوہے کی چادریں لا کر دو، آخر جب دونوں پہاڑوں کے درمیان خلا کو اس نے پاٹ دیا تو لوگوں سے کہا اب آگ دہکاؤ حتی کہ جب لوہا بالکل آگ ہو گیا تو اس نے کہا لاؤ اب اس بندھ، دیوار پر پگھلا ہوا تانبا انڈیل دوں گا۔

● فَمَا اسْطَاعُوْۤا اَنْ یَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا(۹۷)۔

"یَظْهَرُوْهُ"= یَظْهَرو الروم، "لَهٗ"= للروم۔

توضیح:

یاجوج و ماجوج اس بندھ پر چڑھ کر بھی نہ آسکتے تھے اور بندھ میں سوراخ کرنا، ان کے لئے اور بھی مشکل تھا۔

● فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّیْ جَعَلَهٗ دَکَّآءَ، وَکَانَ وَعْدُ رَبِّیْ حَقًّا(۹۸)۔

"جَعَلَهٗ"= جَعَلَ الروم۔

مگر جب میرے پروردگار کے وعدہ کا وقت آئے گا تو وہ اس بندھ کو ڈھادے گا اور میرے پروردگار کا وعدہ برحق ہے۔

● وَتَرَکْنَا بَعْضَهُمْ یَوْمَئِذٍ یَّمُوْجُ فِیْ بَعْضٍ وَّ نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا(۹۹)۔

الف۔ "بَعْضَهُمْ"= بَعْض الناس۔

ترجمہ:

اور روز قیامت ہم لوگوں کو چھوڑ دیں گے کہ سمندر کی موجوں کی طرح ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہوں اور صور پھونکا جائے گا اور ہم سب انسانوں کو ایک ساتھ جمع کریں گے (تفہیم)۔

ب۔"بَعْضَهُمْ"= بَعْضَ يَأجوج ومأجوج۔

وعدہ کے وقت ہم یاجوج وماجوج کو چھوڑ دیں گے۔

۱۹-مریم

- قَالَ كَذٰلِكَۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْئًا(۹)۔

"هُوَ"= الخلق۔

توضیح:

اللہ نے فرمایا ایسا ہی ہوگا، تمہارا رب کہتا ہے کہ کسی کو پیدا کرنا میرے لئے ذرا سی بات ہے آخر میں اس سے پہلے تم کو پیدا کر ہی چکا ہوں جب کہ تم کوئی چیز نہ تھے۔

- قَالَ كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا(۲۱)۔

"هُوَ"= الخلق، "نَجْعَلَهٗ"= نَجْعَلَ وجود الغلام، كان وجود الغلام أمراً مَقْضيًّا۔

توضیح:

فرشتہ نے کہا ایسا ہی ہوگا تمہارا پروردگار کہتا ہے کسی کو پیدا کرنا میرے لئے ایک ذرا سی بات ہے اور ہم یہ اس لئے کریں گے کہ اس لڑکے کے وجود کو لوگوں کے لئے ایک نشانی بنائیں اور اپنی جانب سے ایک رحمت اور اس کے بن باپ پیدا ہونے کا یہ کام ہو کر ہی رہے گا۔

● فَنَادٰهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِیْ قَدْ جَعَلَ رَبُّکِ تَحْتَکِ سَرِیًّا (۲۴)۔

الف۔ "نَادَاهَا" = نَادَى الملک مَرْيَمْ، "مِنْ تَحْتِهَا" = مِنْ تَحْتِ مَرْيَمْ۔

توضیح:

فرشتہ نے مریم کو اس کی (مریم) کی پائنتی سے پکار کر کہا، رنجیدہ مت ہو تمہارے رب نے تمہارے نیچے قدموں کے پاس ہی نشیب میں ایک چشمہ جاری کر دیا ہے۔

ب۔ "نَادَاهَا" = نَادَى عِيْسٰى مَرْيَمَ۔

عیسیٰ نے اپنی والدہ مریم کی پائنتی سے بآواز بلند کہا، رنجیدہ مت ہو الخ۔

● فَاَشَارَتْ اِلَیْهِ، قَالُوْا کَیْفَ نُکَلِّمُ مَنْ کَانَ فِی الْمَهْدِ صَبِیًّا (۲۹)۔

"أَشَارَتْ إِلَيْهِ" = أَشَارت إلى الغلام۔

توضیح:

مریم نے بچے کی طرف اشارہ کیا، لوگوں نے کہا ہم اس سے کیا بات کریں جو گہوارے میں ایک بچہ پڑا ہوا ہے۔

● فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَهَبْنَا لَهٗ اِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَکُلًّا جَعَلْنَا نَبِیًّا (۴۹)۔

"اَعْتَزَلَهُمْ" = اعتزل إبراهيم قومه المشركين "لَهٗ" = لإبراهيم۔

توضیح:

جب ابراہیمؑ نے مشرک قوم اور ان کے باطل معبودوں سے علاحدگی اختیار کی تو

ہم نے اس کو اسحاقؑ ویعقوبؑ جیسی اولاد دی اور ہر ایک کو نبی بنایا۔

- وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا(٥٠)۔

"لَهُمْ"= لإبراهيم وإسحاق ويعقوب۔

ترجمہ:

ہم نے ابراہیمؑ، اسحاقؑ اور یعقوبؑ ان سب کو اپنی رحمت کی بخشش سے سرفراز کیا تھا نیز ان سب کے لئے سچائی کی صدائیں بلند کردیں، (جو کبھی خاموش ہونے والی نہیں (ترجمان)۔

ہم نے ابراہیمؑ، اسحاقؑ اور یعقوبؑ کو اپنی رحمت سے نوازا اور ان کو سچی نام آوری عطا کی (تفہیم)۔

- جَنّٰتِ عَدْنِ نِ الَّتِيْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا(٦١)۔

الف۔"اِنَّهٗ"= إنَّ الرَّحْمٰنَ، "وَعْدَهٗ"= وَعَدَ الرَّحْمٰنَ۔

توضیح:

ان کے لئے ہمیشہ رہنے والی جنتیں ہیں جن کا رحمٰن نے اپنے بندوں سے وعدہ کر رکھا ہے، حالانکہ وہ جنتیں ان کے لئے ابھی پوشیدہ ہیں اور اس میں شک نہیں کہ رحمٰن کا وعدہ ایسا ہے کہ وہ پورا ہو کر رہے گا۔

ب۔"اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا"= أن الشأن۔

حقیقت یہ ہے کہ وہ اللہ کا وعدہ ہے جو ہو کر ہی رہے گا، اس میں شک کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔

● ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِيْنَ هُمْ اَوْلٰى بِهَا صِلِيًّا(۷۰)۔

"بِهَا"= بِجَهَنَّم، یہ تخریج آیت(۳۸) سے ظاہر ہے اس میں ہے:"لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ"۔

توضیح:

ہم ان لوگوں سے خوب واقف ہیں جو جہنم میں جلائے جانے کے لائق ہیں۔

اسی طرح آیت رقم (۷۱) میں وارد "ہا" کی ضمیر مونث منصوب اور اس کے بعد کی آیت رقم (۷۲) میں "فِيْهَا" کی ضمیر مونث مجرور کا مرجع جہنم ہی ہے۔

جہنم کی تانیث کے لئے دیکھئے: نساء کی آیت رقم (۹۷) فقرہ (۱۵)۔

● وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّرِئْيًا(۷۴)۔

"قَبْلَهُمْ"= قبل منكرى القرآن، قبل منكرى محمد رسول الله ﷺ

"هُمْ"= الأقوام الماضية المهلكة۔

توضیح:

محمدؐ کے اللہ کے رسول ہونے کا انکار کرنے والوں سے پہلے ہم کتنی ہی ایسی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں جو ان منکرین قرآن ورسول سے زیادہ سر وسامان رکھتی تھیں۔

● كَلَّا سَنَكْتُبُ مَايَقُوْلُ وَنَمُدُّلَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا، وَّنَرِثُهٗ مَايَقُوْلُ وَيَأْتِيْنَا فَرْدًا(۷۹،۸۰)۔

"لَهٗ" للكافر: نَرِثُهٗ: نَرِثُ الكافر۔

یہ تخریج آیت رقم (۷۷) سے ظاہر ہے۔

● اَفَرَءَ يْتَ الَّذِىْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّ وَلَدًا(۷۷)۔

توضیح:

ہرگز نہیں یہ کافر جو کچھ بکتا ہے وہ ہم لکھ لیں گے (اس کی اس بکواس سے گوش پوشی نہیں کی جائے گی) اور دھیرے دھیرے اس کافر کے لئے سزا میں اضافہ کرتے جائیں گے، اور جس سروسامان کا یہ کافر دعویٰ کرتا ہے وہ سب ہمارے ہی قبضہ میں آئے گا، اسے تو ہمارے سامنے یکا وتنہا ہی حاضر ہونا ہے۔

● وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا(۸۱)۔

"لَهُمْ"= لِلْمُشْرِكِيْنَ۔

توضیح:

ان لوگوں (مشرکوں) نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے کچھ خداوند بنا رکھے ہیں تاکہ وہ خداوندان مشرکوں کے پشتیباں ہوں۔

● كَلَّا سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا(۸۲)۔

الف۔"يَكْفُرُوْنَ الْاٰلِهة بعبادة العابدين= المشركين ويكونون الألهة على عابديهم ضدًّا "عِبَادَتِهِمْ"= عبادة العابدين، عليهم على العابدين۔

مصدر کی اضافت مفعول کی طرف:تكفر الألهة بعبادتهم۔

مرجع سے قریب ترین اسم ہے۔

توضیح:

ایسا ہرگز نہیں ہوگا کہ معبودان باطل کسی کی مدد کرسکیں وہ تو عابدوں (مشرکوں) کی عبادت ہی کا انکار کربیٹھیں گے بلکہ الٹا ان عابدوں مشرکوں کے مخالف ہوجائیں گے۔

ب۔المصدر مضاف إلى الفاعل أى يكفر المشركون بعبادتهم

الأصنام، "عبادتهم"= عبادة المعبودين "عليهم"= على المعبودين۔

عابد مشرک اس بات کا انکار کریں گے کہ انہوں نے جس کی اطاعت (عبادت) کہ وہ اللہ کے سوا کسی اور کی تھی، ان اطاعت (عبادت) غیر اللہ کے لئے نہیں تھی وہ معبودوں کے مخالف ہو جائیں گے۔

- تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا(۹۰)۔

"مِنْهُ"= مِنَ القول۔

توضیح:

مشرکوں کے اس بے ہودہ قول پر کہ رحمٰن نے کسی کو اپنا بیٹا بنایا ہے کچھ بعید نہیں کہ آسمان پھٹ پڑیں، زمین چر جائے اور پہاڑ گر پڑیں۔

- فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا(۹۷)۔

"يَسَّرْنٰهُ"= يَسَّرْنَا القرآن "بِه" بالقرآن۔

توضیح:

اے محمدؐ اس کلام (قرآن) کو ہم نے آسان کر کے تمہاری زبان میں اس لئے نازل کیا ہے کہ تم اس قرآن کے ذریعہ پرہیزگاروں کو خوش خبری دو اور اسی کے ذریعہ جھگڑالو لوگوں کو ڈراؤ۔

- وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا(۹۸)۔

"قَبْلَهُمْ"= قبل منكرى القرآن أو منكرى محمد رسول الله ﷺ۔

"مِنْهُمْ"= مِنْ أهل القرون الخالية مِن الأقوام الماضية المهلكة۔

توضیح:

محمدؐ کے اللہ کے رسول ہونے کا انکار کرنے والوں سے پہلے ہم کتنی ہی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں پھر آج تم ان ہلاک شدہ لوگوں کا کہیں کوئی نشان پاتے ہو؟۔

۲۰۔ طٰہٰ

- فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰهُ فَتَرْدٰی(۱۶)۔

الف۔ "عَنْهَا" = عن الساعة أی القیامة "بِهَا" = بالساعة۔

توضیح:

جو شخص قیامت پر ایمان نہیں لاتا اپنی خواہش نفسی کا بندہ بن گیا ہے وہ تم کو اس گھڑی کی فکر سے نہ روک دے، ورنہ تم ہلاکت میں پڑ جاؤ گے (تفہیم)۔

ب۔ "عَنْهَا" = عَنِ الصَّلاة "بِهَا" = بالساعة۔

جو شخص قیامت پر ایمان نہیں لاتا اور ...... تم کو صلاۃ سے نہ روک دے ورنہ تم ہلاکت الخ۔

ج۔ "عَنْهَا" = عن الکلمة الشهادة۔

دوسری تخریج بعید از صواب اور تیسری تو قریب از خطا ہے۔

- اَنِ اقْذِفِيْهِ فِي التَّابُوْتِ فَاقْذِفِيْهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَاْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّيْ وَعَدُوٌّ لَّهٗ، وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ وَلِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِيْ(۳۹)۔

الف۔ "اَقْذِفِيْه"، (اول ودوم) يُلْقِه، يَاْخُذْهُ، لَهٗ، "ہ" = موسٰی۔

توضیح:

(ہم نے موسیٰ کی والدہ کو اشارہ کیا کہ) وہ نو مولود موسیٰ کو تابوت میں رکھ دے پھر موسیٰ کو سمندر میں چھوڑ دے سمندر موسیٰ کو ساحل پر لاڈالے گا پھر میرا اور موسیٰ کا دشمن اس کو لے لے گا۔

میں نے تم پر اپنی طرف سے محبت ڈال دی اور اس لئے کہ تم میری نگرانی میں پرورش پاؤ۔

ب۔"اِقْذِفِيْهِ" اِقْذِ في موسٰى "فَاقْذِفِيْهِ" فاقذ في التابوت۔

"يُلْقِهِ"= يلق التابوت "يَأْخُذْهُ"= يأخذ التابوت، "لَهٗ" موسى۔

...... وہ نو مولود موسیٰ کو تابوت میں رکھ دے پھر تابوت کو سمندر میں چھوڑ دے سمندر تابوت کو ساحل پر لاڈالے گا، پھر میرا اور موسیٰ کا دشمن تابوت کو لے لے گا الخ۔

يُلْقِهِ اور يأخذه: دونوں جگہ کی ضمیر منصوب تابوت کی بجائے موسیٰ کی طرف پھیری جاسکتی ہے۔

لیکن جیسا پہلے بھی بتایا گیا ایک ہی جملہ کی جملہ ضمیریں جہاں تک ہوسکے ایک ہی نسق میں رہیں تو بہتر ہے۔

- وَلَقَدْ اَرَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَاَبٰى (٥٦)۔

"اَرَيْنٰهُ"= اَرَيْنَا فرعون۔

ضمیر منصوب مذکر کا مرجع سات آیتوں پہلے آیا ہے۔

توضیح:

ہم نے فرعون کو سب ہی نشانیاں دکھائیں مگر وہ جھٹلاتا رہا اور نہیں مانا۔

- فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ......الخ (٥٨)۔

"مثله"= مثل سحر ماجئت بِه۔

توضیح:

فرعون نے کہا: ہم بھی تیرے مقابلہ میں ویسا ہی جادو دلاتے ہیں جیسا تو لایا۔

- فَتَنَازَعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَاَسَرُّوا النَّجْوٰى (٦٢)۔

الف۔"اَمْرَهُمْ"= أمرهم ملاء فرعون۔

توضیح:

مقابلہ کے بارے میں فرعون کے مشیروں نے باہم ایک دوسرے سے مختلف رائے دی:

کسی نے کہا کہ موسیٰ کا مقابلہ کرنا چاہئے کسی نے کہا نہیں کرنا چاہئے کہ شکست کا احتمال ہے۔

ب۔"اَمْرَهُمْ"= أمر الساحرين۔

فرعون کے درباری جادوگروں میں اختلاف ہو گیا، بعض جادوگروں کو موسیٰ کے معجزہ کی وجہ سے انہیں اپنے جادو کی تاثیر میں شبہہ پڑ گیا تھا۔

فرعون کی ذاتی رائے کیا تھی یہ ظاہر نہیں ہے، مگر یہ واضح ہے کہ اس نے مشیروں یا جادوگروں کی رائے قبول کی جو موسیٰ سے مقابلہ پر تلے ہوئے تھے۔

- قَالَ بَلْ اَلْقُوْا فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى (٦٦)۔

الف۔"إليه"= إلى موسىٰ۔

توضیح:

موسیٰ نے کہا تم ہی پہلے اپنا جادو دکھاؤ، یکا یک فرعونی جادوگروں کی رسیاں اور لاٹھیاں موسیٰ کی نظر میں ایسی معلوم ہونے لگیں جیسی دوڑتی ہوں۔

ب۔ "إِلَيْهِ" = إلى فرعون، فرعون کو ایسی دکھائی دینے لگیں جیسی دوڑتی ہوں۔

مطلب یہ کہ موسیٰ تو جادو کی بے حقیقتی سے واقف ہی تھے فرعون کو البتہ ایسا دکھائی دینے لگا کہ رسیاں دوڑتی رہی ہیں۔

ضمیر واحد مذکر غائب کی فرعون کی طرف پھیرنے کی گنجائش نکل سکتی ہے مگر موسیٰ کی طرف پھیرنا اقرب الی الصواب اور فرعون کی طرف اقرب الی الخطاء۔

- قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ، اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ، فَلَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُوصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ، وَلَتَعْلَمُنَّ اَيُّنَا اَشَدُّ عَذَابًا وَّاَبْقٰى (۷۱)۔

الف۔ "لَهٗ" = لموسیٰ "اِنَّهٗ" = إن موسیٰ۔

توضیح:

فرعون نے کہا: کیا تم میری اجازت سے پہلے موسیٰ کی رسالت پر ایمان لے آئے، معلوم ہوتا ہے موسیٰ جادو میں تم سے بڑا ہے کہ اس نے تم کو جادو سکھایا، اچھا اب میں تمہارے ایک طرف کا ہاتھ اور دوسری طرف کا پاؤں کٹوادوں گا اور کھجور کے تنوں پر تم کو سولی دوں گا پھر تمہیں معلوم ہوجائے گا میرا عذاب زیادہ سخت اور دیرپا ہے، یا وہ جس سے موسیٰ خوف دلاتا ہے۔

ب۔ "لَهٗ" = للرب۔

اس صورت میں لام بمعنی "علیٰ" لیا جائے گا۔

فرعون نے کہا کیا تم میری اجازت سے پہلے رب ہارون و موسیٰ (اللہ پر ایمان لے آئے)، معلوم ہوتا ہے موسیٰ جادو کرنے میں تمہارا استاد ہے کہ الخ۔

- إِنَّآ ءَامَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطَٰيَٰنَا وَمَآ أَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ۗ وَٱللَّهُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰٓ (۷۳)۔

الف۔ "مَا اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ" = عَلَيْهِ = عَلٰى مَا اَكْرَهْتَنَا = "ما" موصولہ منصوب مفعول "يَغْفِرَ" **معطوف علی خطایانا۔**

توضیح:

جادوگروں نے کہا: ہم اب اپنے پروردگار پر ایمان لاچکے ہیں تاکہ وہ ہماری خطائیں معاف کرے اور اس جادوگری سے بھی درگزر فرمائے جس کے کرنے پر تو نے اے فرعون ہمیں مجبور کیا تھا، اللہ ہی بہتر ہے، اور وہی باقی رہنے والا ہے۔

ب۔ "ما" نافیہ۔

ہم اپنے ...... معاف کرنے اور وہ غلطیاں بھی جواز قسم جادو ہیں، ہم نے اے اللہ تیرے ایمان کے بغیر اپنے طور پر خود ہی کی تھیں۔

مطلب یہ کہ ہم اللہ سے سارے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں۔

ملحوظہ:

ہر دو صورتوں میں گفتگو کا محل فرعون کا دربار ہے۔

ضمیر کی پہلی تخریج اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔

- فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ (۷۸)۔

"اَتْبَعَهُمْ" = اَتْبَعَ فِرْعَوْنُ مُوْسٰى وَقَوْمَهٗ۔

الف۔ "غَشِيَهُمْ" (دونوں جگہ) غَشِيَ فرعون وقومهٗ "ما" تعجبیہ۔

توضیح:

فرعون نے اپنے لشکر کے ساتھ موسیٰ اور ان کی قوم کا پیچھا کیا، پھر سمندر فرعون اور اس کی فوج پر چھا گیا کہ سب ڈوب گئے، سمندر فرعون اور اس کی فوج پر اس طرح چھا گیا جیسا کہ چھا جانا چاہئے تھا۔

تکرار غالباً واقع کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے ہے جیسے سورۃ "النجم" میں "أوْحیٰ إلی عَبْدِهٖ ما أوحیٰ" اور "إذ یغشی السدرة ما یغشیٰ" آیا ہے۔

ب۔ "غَشِيَهُمْ" (دوسرا): غَشِيَ موسیٰ وقومه: "ما" نافیہ۔

...... کہ فرعون اور اس کی فوج ڈوب مری سمندر موسیٰ کی قوم پر نہیں چھایا موسیٰ اور موسیٰ کی قوم بچ نکلی۔

- وَقَدْ اٰتَیْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا، مَنْ اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهٗ یَحْمِلُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وِزْرًا (۹۹، ۱۰۰)۔

الف۔ "عَنْهُ" = عن الذکر: "إنَّهٗ" إن المعرض: روگردانی کرنے والا۔

توضیح:

ہم نے اپنے یہاں سے تمہیں ایک ذکر و آگاہی، تنبیہ، خبرداری، قرآن، عطا کیا، جو کوئی اس ذکر سے منہ موڑے گا وہ منہ موڑنے والا قیامت کے دن ذمہ داری کا بھاری بوجھ اٹھائے ہوئے ہوگا۔

ب۔ "عَنْهُ" = عن اللّٰه۔

ہم نے ...... عطا کیا جو کوئی اللہ سے روگردانی کرے گا الخ۔

- خٰلِدِیْنَ فِیْهِ، وَسَآءَ لَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ حِمْلًا (۱۰۱)۔

الف۔"فِیْہِ"= فی الوزر۔

توضیح:

اللہ کے ذکر سے روگردانی کرنے والے بار گناہ میں ہمیشہ رہیں گے یعنی یہ کبھی سبک بار نہیں ہوں گے۔

ب۔"فِیْہِ"= فی الحمل یہ "یَحْمِلُ" سے ظاہر ہے۔

اللہ کے ذکر سے روگردانی کرنے والے بار گناہ اٹھائے ہوئے ہی رہیں گے یہ حالت دوامی رہے گی۔

- **وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ یَنْسِفُھَا رَبِّیْ نَسْفًا، فَیَذَرُھَا قَاعاً صَفْصَفًا(۱۰۵،۱۰۶)۔**

الف۔"یَذَرُھَا"= یَذَرُ الجبال۔

توضیح:

میرا رب ان پہاڑوں کو ایک ہموار میدان میں تبدیل کردے گا۔

ب۔"یَذَرُھَا"= یذر الارض۔

پھر میرا رب اس زمین کو بھی ایک ہموار میدان کردے گا۔

یہ تخریج بعید از قیاس بلکہ نادرست ہے کیونکہ:

ضمیروں میں مناسبت بلاغت کی خوبی ہے۔

اسی آیت سے پہلے ہے۔

یادداشت:

عام عربوں کے نزدیک جو چیزیں ان کے مشاہدے کے لحاظ سے دوامی تھیں ان

میں پہاڑ بھی تھے۔

زہیر یا حرمہ بن انس کا شعر ہے:

اَلا لا أری علی الحوادث باقیا ولا خالداً إلّا الجبال الرأسیا

سوال پہاڑوں کے بارے میں تھا، دیکھئے: دیوان زہیر اور:

- يَوْمَئِذٍ يَتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَاعِوَجَ لَهٗ، وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا(۱۰۸)۔

الف۔"لَاعِوَجَ لَهٗ"= لاعوج للداعی۔

توضیح:

اس روز سارے انسان پکارنے والے کی طرف چل پڑیں گے، پکارنے والے میں کوئی ترچھا ٹیڑھا پن نہیں ہوگا کہ سننے والے اس پر شبہہ کریں۔

ب۔"لَاعِوَجَ لَهٗ"= لاعوج لدعاء الداعی، یسمع جَمِیْعُهُمْ فَلَا المیل إلی ناس دون ناس۔

پکارنے والے کی پکار میں کوئی کجی نہیں ہوگی کہ آواز میں شبہہ کیا جائے اور اس کی سمت متعین نہ ہوسکے، یا صاف نہ سنائی دے کہ ایک دوسرے سے پوچھنا پڑے کہ بتاؤ یہ آواز کیسی ہے یا کہاں سے آرہی ہے۔

ج۔"لَهٗ"= لمدعو۔

اس روز سب لوگ پکارنے والے کی طرف سیدھے سیدھے چل پڑیں گے دنیا میں تو اختیار تھا کہ داعی حق کی آواز پر کان دھریں اور اس کی راہ اختیار کریں یا نہ کریں مگر روز قیامت داعی کی آواز پر سب کو چلنا ہی پڑے گا۔

د۔"لَاعِوَجَ لَهٗ"= لاعوج لاتباع المتبعین۔

اس صورت میں "لاعوج له" منصوب محذوف کا وصف ہوگا یعنی اتباعاً

لاعوج لہٗ۔

اس روز سب لوگ پکارنے والے کی طرف سیدھے چل پڑیں گے، کوئی ہیرا پھیری نہیں ہوگی۔

آخری قول میں تکلف ہے کلامِ بلیغ میں اس کا احتمال مشکل ہی سے نکل سکتا ہے۔

انتباہ:

زیرِ غور آیت میں ضمیروں کے مراجع خواہ مختلف ہوں مگر ماحصل سب کا یہ ہے کہ روز قیامت داعی کی آواز پر چل پڑنے میں سب برابر ہوں گے اور ان کے لئے اس سے گریز یا انحراف ممکن نہ ہوگا۔

- يَعْلَمُ مَابَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا(۱۱۰)۔

"اَيْدِيْهِمْ، خَلْفَهُمْ، يُحِيْطُوْنَ" ساری مخلوق، سارے انسان، سارے جن وملک۔

الف۔"بِهٖ"= بِمَا یعنی بِمَا يَعْلَمُ اللّٰه۔

توضیح:

(جو کچھ جن وانس وملک وغیرہا) ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے، جو کچھ ان سے پوشیدہ ہے، اللہ اس کو جانتا ہے وہ اپنے آگے کا علم رکھتے ہیں نہ پیچھے کا (وہ غیب کا علم نہیں جانتے)۔

ب۔"بِهٖ"= بِاللّٰهِ۔

وہ اپنے علم سے اللہ کا احاطہ نہیں کر سکتے، اللہ کو جیسا جاننے کا حق ہے ویسا نہیں جان سکتے۔

ج۔"بِهٖ"= بالعلم وہ اپنے علم سے اللہ کے علم کا احاطہ نہیں کر سکتے۔

ملحوظہ:

غالباً پہلی تخریج صحت سے زیادہ قریب ہے۔

- "وَ كَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّ صَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ" الخ (۱۱۳)۔

"اَنْزَلْنٰهُ" = اَنْزَلْنَا الوحی "فِيْهِ" فی الوحی۔

توضیح:

قرینہ مقالی سے ظاہر ہے کہ یہاں وحی سے وہی کتاب یعنی قرآن مراد ہے جس کی صراحت سورۂ یوسف کی تیسری آیت میں ہے۔

محمدؐ پر ہم نے اپنی وحی نازل کی اور اس میں ہم نے پھیر پھیر کر ڈرانے کی (خبر دار کرنے کی) باتیں سنائیں۔

یادداشت:

دیکھئے: سورۂ یوسف کی تیسری آیت، پہلا فقرہ۔

- اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى (۱۲۸)۔

"لَهُمْ"، "قَبْلَهُمْ" = منکری قرآن یا منکری رسالت محمد۔

"مَسٰكِنِهِمْ" = مساکن الأمم الماضية المهلكة۔

تقدیر: اَفَلَمْ يُبَيِّنُ اللّٰه العبر باهلاك القرون السابقة۔

"لَهُمْ" قبلهم، "يَمْشُوْنَ" = منکرین خدا اور رسول۔

توضیح:

کیا اللہ نے اب تک منکرین خدا اور رسول پر یہ بات واضح نہیں کی کہ ان منکرین سے پہلے ہم بہت سے گروہ ہلاک کر چکے ہیں ایسے گروہ جن کی اُجڑی بستیوں میں یہ لوگ اب بھی چلا پھرا کرتے ہیں اس میں ان لوگوں کے لئے بہت سی نشانیاں سبق آموز نشانیاں ہیں جو سوجھ بوجھ رکھتے ہیں۔

انتباہ:

"لَهُمْ وقبلهم" کی مجرور ضمیروں کا مرجع خواہ منکرین قرآن ہوں یا ہلاک شدہ قومیں ہوں "مساكنهم" کی ضمیر مجرور کا مرجع ہلاک شدہ قومیں ہی ہوگا۔

یادداشت:

یہاں سورۂ مریم کی آیت (۷۴) اور اس کی آخری آیت اور فقرہ (۱۹ اور ۱۵) سے مقارنہ مفید رہے گا۔

- وَقَالُوْا لَوْلَا يَاْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَافِى الصُّحُفِ الْاُوْلٰى (۱۳۳)۔

"مِنْ رَّبِّهٖ" = من ربِّ محمد کا مرجع قرینہ حالیہ سے ظاہر ہے۔

توضیح:

محمدؐ کی رسالت کا انکار کرنے والے کہتے ہیں: یہ شخص اپنے پروردگار کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں لاتا۔

یادداشت:

یہاں سورۂ انعام کی آیت (۳۷) فقرہ (۱۳) اور سورۂ یونس کی آیت (۲۰) فقرہ (۲) نیز سورۂ رعد کی (۷ اور ۲۷) ویں آیت سے مقارنہ مفید رہے گا۔

- وَلَوْ اَنَّآ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى (۱۳۴)۔

الف۔ "قَبْلِهٖ"= مِنْ قبل اتيان العذاب مضاف محذوف۔

توضیح:

اگر ہم محمدؐ کی رسالت کا انکار کرنے والوں کو کسی عذاب سے ہلاک کر دیں تو وہ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم پر عذاب نازل کرنے سے پہلے آپ نے ہمارے پاس کوئی رسول نہیں بھیجا کہ ہم ذلیل و خوار ہونے سے پہلے آپ کی نشانیوں کی پیروی کرتے۔

ب۔ "قَبْلِهٖ"= من قبل البرهان أو التذكير۔

...... ہمارے پرودگار کوئی کھلی نشانی دکھانے سے قبل آپ نے ہمارے طرف الخ۔

یادداشت:

کھلی نشانی سے ان کی مراد غالباً ایسی نشانیاں تھیں جیسی موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو دی گئی تھیں۔

۲۱-انبیاء

● مَایَاْتِیْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ......
الخ"(۲)۔
الف۔"اِسْتَمَعُوْهُ"= استمعوا الذکر لفظ ذکر سے ظاہر ہے۔

توضیح:

لوگوں کے پاس جو تازہ ذکر تنبیہ، یاددہانی ان کے رب کی طرف سے آئی ہے اس یاددہانی کو وہ تکلف سے سنتے ہیں دل لگا کر کان نہیں دھرتے۔

ب۔"اِسْتَمَعُوْهُ" استَمَعُوْا الرسول فحوائے کلام سے ظاہر ہے۔

لوگوں کو ان کے رب کی طرف سے آئی ہوئی تازہ تنبیہ سنائی جاتی ہے تو لوگ سنانے والے یعنی رسول کی طرف بتکلف ہی متوجہ ہوتے ہیں، انہیں رسول کا پیغام سننے کا شوق نہیں ہے۔

● قٰلَ رَبِّیْ یَعْلَمُ الْقَوْلَ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ(۴)۔

ترجمہ:

(پیغمبر نے کہا) آسمان وزمین میں جو بات بھی کہی جاتی ہے (خواہ پوشیدہ کہی جائے

خواہ علانیہ) میرے پروردگار کو سب معلوم ہے وہ سننے والا جاننے والا ہے (ترجمان)۔

- بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۭ بَلِ افْتَرٰهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ، فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ (۵)۔

"اِفْتَرٰهُ"= افتری الرسول القول پچھلی آیت کے لفظ قول سے ظاہر ہے۔

توضیح:

منکرین رسالت کہتے ہیں جو کچھ یہ سناتا ہے وہ پراگندہ خواب ہے، بلکہ یہ قول قرآن خود اسی نے گھڑ لیا ہے۔

- وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ (۸)۔

"جَعَلْنٰهُمْ"= جَعَلْنَا الرُّسُلَ اس سے پہلے کی آیت: "وَمَآ اَرْسَلْنَا" سے ظاہر ہے۔

ترجمہ:

ان رسولوں کو ہم نے کوئی ایسا جسم نہیں دیا تھا کہ وہ کھاتے نہ ہوں اور نہ وہ سدا جینے والے تھے (تفہیم)۔

- وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ، فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ (۱۱،۱۲)۔

الف۔ "مِنْهَا"= من القرية، پچھلی آیت میں مذکور ہے۔

توضیح:

کتنی ہی ظالم بستیاں ہیں جن کو ہم نے پیس کر رکھ دیا اور ان کے بعد ان کی جگہ دوسری قوم کو دی جب ان کو ہمارا عذاب محسوس ہوا تو وہ بستی سے نکل کر سرپٹ بھاگنے لگے۔

ب۔ "مِنْهَا"= مِنْ شديد البأس، بأس بمعنی شدت اور تانیث باعتبار معنی اس

لحاظ سے "مِنْ" سببیہ ہو گا۔

جب ان کو ہمارا عذاب محسوس ہوا تو وہ عذاب کی شدت سے گھبرا کر سرپٹ بھاگنے لگے۔

- وَجَعَلْنَا فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَبِهِمْ وَجَعَلْنَا فِيْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ (۳۱)۔

الف۔ "تَمِيْدَبِهِمْ" = تَمِيْدَ الْاَرض بالناس "فيها" = فی الرواسِی۔

توضیح:

ہم نے زمین میں پہاڑ جما دیئے تاکہ زمین لوگوں کو لے کر ڈھلک نہ جائے اور پہاڑوں میں ہم نے کشادہ راہیں بنا دیں۔

ب۔ "فِيْهَا" = فِي الْاَرْضِ۔

ہم نے...... ڈھلک نہ جائے اور زمین میں ہم نے کشادہ راہیں بنادی ہیں۔

- وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا، وَّهُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ (۳۲)۔

"اٰيٰتِهَا" = ايات السماء۔

توضیح:

ہم نے آسمانوں کو ایک محفوظ چھت بنا دیا مگر یہ لوگ ان نشانیوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتے جو آسمانوں میں ہیں۔

سماء کی تانیث کے لئے دیکھئے: حجر آیت (۱۶) فقرہ (۸)۔

- وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ، لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا حِيْنَ لَا يَكُفُّوْنَ عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَنْ

ظُهُوْرِهِمْ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ، بَلْ تَاْتِيْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ(۳۸، ۳۹، ۴۰)۔

"رَدَّهَا"= رَدَّ النَّار۔

توضیح:

یہ لوگ کہتے ہیں آخر یہ دھمکی پوری کب ہو گی اگر تم سچے ہو کاش ان کافروں کو اس وقت کا کچھ علم ہوتا جب کہ یہ نہ اپنے منہ سے آگ بچا سکیں گے اور نہ اپنی پیٹھوں سے اور نہ ان کو کہیں سے مدد پہنچے گی (تفہیم)

آگ ان کافروں کو اچانک آلے گی اور ان کو بدحواس کردے گی پھر انہیں اس آگ کو ہٹانے کی قدرت ہو گی اور نہ ان کافروں کو ڈھیل دی جائے گی۔

ب۔"رَدَّهَا"= رَدَّالقیامۃ۔

ان کافروں کو قیامت اچانک آلے گی اور ان کو بدحواس کردے گی پھر انہیں قیامت کو ٹالنے متاخر کرنے کی قدرت ہو گی اور نہ ان کافروں کو ڈھیل دی جائے گی۔

ج۔"رَدَّهَا"= رَدَّ العقوبۃ۔

ان کافروں کو ان کی بداعمالیوں کی سزا اچانک آلے گی اور ان کو بدحواس کردے گی، اور انہیں اس سزا کو ٹالنے کی قدرت ہو گی اور نہ انہیں ڈھیل دی جائے گی۔

- "اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِنْ دُوْنِنَا لَايَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ وَلَاهُمْ مِنَّا يُصْحَبُوْنَ"(۴۳)۔

الف۔ "لهم"= للمشركين، "تَمْنَعَهُمْ"= تَمْنَعُ الاٰلِهَةُ المشركين، "انفسهم"= اَنْفُسِ الالهة، "ولاهم"= ولا المشركون۔

توضیح:

کیا یہ مشرکین اپنے کچھ ایسے معبود رکھتے ہیں جو ہمارے مقابلہ میں ان مشرکوں کی مدد کریں؟ یہ معبود خود اپنی مدد آپ نہیں کر سکتے اور نہ ہمارے مقابلہ میں کوئی دوسرا ان مشرکوں کی مدد کر سکتا ہے۔

ب۔ "وَلَاهُمْ" = ولا الأصنام۔

......اور نہ ہمارے مقابلہ میں کوئی دوسرا ان باطل معبودوں کی مدد کر سکتا ہے۔

مشرکین اور ان کے معبود دونوں ہی بے یار ومددگار واصل جہنم ہوں گے۔

● **وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا، وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَابِهَا، وَكَفٰى بِنَا حَاسِبِيْنَ (۴۷)۔**

"بِهَا" = مِثْقَالَ حبةٍ۔

توضیح:

قیامت کے دن ہم ٹھیک تولنے والی ترازو رکھ دیں گے پھر کسی شخص پر ذرہ برابر ظلم نہیں ہوگا جس کا رائی کے دانہ کے برابر بھی کچھ کیا دھرا ہوگا اس رائی کے برابر وزن والے عمل کا نتیجہ ہم اس کے سامنے لے آئیں گے اور حساب لگانے کے لئے ہم کافی ہیں۔

ملحوظہ:

ضمیر کا مرجع اصلاً مثقال ہے اس کی اضافت یہاں "حبۃ" کی طرف ہے جو لفظاً مؤنث ہے، ضمیر مؤنث بلحاظ معنی آئی ہے۔

ضمیر کا باعتبار معنی مضاف الیہ کی طرف رجوع ہونا شاذ ونادر نہیں ہے مثلاً:

● وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا، وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهِ مِنْهَا، وَسَنَجْزِی الشّٰكِرِيْنَ (آل عمران:۱۴۵)۔

یادداشت:

دیکھئے: بقرہ آیت (۲۷)، فقرہ (۵)۔

● وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَ كُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ (۵۱)۔

الف۔ ''كُنَّا بِهٖ'' = كُنَّا بِاِبْرٰهِيْمَ۔

توضیح:

موسیٰ سے پہلے ہم نے ابراہیم کو اس کی ہوش مندی بخشی تھی اور ہم ابراہیم سے بخوبی واقف تھے کہ وہ سزاوار رسالت و نبوت ہوگا۔

ب۔ ''كُنَّا بِهٖ'' = کنا بالرشد۔

......بخشی تھی اور ہم ابراہیم کی ہوشمندی سے واقف تھے وہ عام خردمندی سے واقف تھے وہ عام خردمندی اور فرزانگی سے مختلف تھی۔

● ''قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِیْ فَطَرَهُنَّ وَاَنَا عَلٰی ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ (۵۶)۔

الف۔ ''فَطَرَهُنَّ'' = فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْض قریبی مذکور۔

توضیح:

ابراہیمؑ نے کہا: میں کھیل ٹھٹھے کی بات نہیں کر رہا ہوں تمہارا حقیقی پروردگار وہی ہے جو زمین اور آسمانوں کا پروردگار ہے، اسی نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور میں اس بات کا گواہ ہوں اور اسی کا قائل ہوں۔

ب۔ ''فَطَرَهُنَّ'' = فَطَرَ التماثیل۔

ابراہیمؑ نے کہا...... پروردگار ہے تماثیل بھی اسی کے پیدا کردہ ہیں۔

مطلب یہ کہ: کوئی مخلوق پرستش کے قابل نہیں۔

● فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ(۵۸)۔

الف۔"جَعَلَهُمْ"= جَعَلَ الأصنام، لَهُمْ للعباد، لعلَّهُمْ، لَعَلَّ عباد الأصنام۔

توضیح:

ابراہیمؑ نے مشرکوں کے بتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے سوائے اس بت کے جو بزعم مشرکین باعتبار صفات ان مشرکوں کے لئے سب بتوں سے بڑا تھا، اس بڑے بت کو ابراہیمؑ نے اس وجہ سے چھوڑ دیا تھا کہ شاید وہ اس کی طرف رجوع کریں۔

ب۔"لَهُمْ"= لِلْأَصْنَامِ۔

......سوائے اس بت کے جو بتوں میں باعتبار جسامت سب سے بڑا تھا۔

الف۔"إليه"= إلى الصنم الكبير أي الكبير المتروك۔

توضیح:

شاید کہ مشرک اپنے عقیدہ کے لحاظ سے دریافت حال کے لئے اس بڑے بت کی طرف رجوع ہوں اور پوچھیں، بتا کس نے اس سارے بتوں کی یہ درگت بنادی۔

ب۔"اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ"= إلى إبراهيم۔

......شاید کہ مشرک اپنے بتوں کی بے چارگی مشاہدہ کر کے ابراہیمؑ کی طرف یعنی ابراہیمؑ کے دین کی طرف رجوع ہوں۔

ج۔اِلَيْهِ= إلى الله۔

......مشاہدہ کر کے حقیقی معبود اللہ کی طرف رجوع ہوں۔

اسی طرح بعد کی (۷۰)ویں آیت میں "به" ضمیر مجرور اور (۷۱)ویں آیت میں "نجيناه" کی ضمیر منصوب اور (۷۲)ویں آیت میں "له" کی ضمیر مجرور کا مرجع ابراہیمؑ ہیں۔

- فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا وَّسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ، وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ(۷۹)۔

"فَفَهَّمْنٰهَا"= فَهَّمْنَا القضيةَ وحكمها۔

ترجمہ:

ہم نے سلیمان کو جھگڑے نمٹنے فیصل کرنے کی سوجھ بوجھ عطا کی، حالانکہ حکم اور علم ہم نے دونوں ہی کو عطا کیا تھا، داؤد کے ساتھ ہم نے پہاڑوں اور پرندوں کو مسخر کر دیا تھا جو تسبیح کرتے تھے اس فعل کے کرنے والے ہم ہی تھے (تفہیم)۔

- فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ(۸۴)۔

"مِثْلَهُمْ" مثل أهل أيوب۔

اہل اسم جمع ہے جیسے مثلاً: ذو، رہط، قوم، نفر، وغیرہا۔

ترجمہ:

پس ہم نے ایوب کی پکار سن لی اور وہ جس دکھ میں پڑ گیا تھا وہ دور کر دیا ہم نے اس کا گھرانا (پھر سے) بسادیا اور اس کے ساتھ ویسے ہی (عزیز واقارب) اور بھی دیئے یہ ہماری طرف سے اس کے لئے رحمت تھی، اور یہ نصیحت ہے ان کے لے جو بندگی کرنے والے ہیں (ترجمان)۔

- فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ، اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا، وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ(۹۰)۔

الف۔"اِنَّهُمْ"= اِنّ زکریا ویحیی وزوج زکریا قرینۃ مذکور۔

توضیح:

اور ہم نے زکریا کی دعا قبول کی اور اسے یحییٰ عطا کیا اور اس کی بیوی کو اس کے لئے درست کردیا، زکریا اس کا بیٹا یحییٰ اور زکریا کی بیوی یہ سب نیکی کے کاموں میں تگ ودو کیا کرتے تھے، اور وہ تینوں امید وبیم کی حالت میں ہمیں پکارتے اور ہمارے آگے خوف واندیشہ سے جھکے ہوئے تھے۔

ب۔"اِنَّهُمْ"= اِنَّ الأنبياء "كَانُوْا"= الأنبياء۔

اور ہم نے...... درست کردیا، سب انبیاء جن کا ذکر ہوا نیکی کے کاموں میں تگ ودو کیا کرتے تھے۔

- اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ،وَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ كُلٌّ اِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ(۹۲،۹۳)۔

"اَمْرَهُمْ"= أمر الناس،اسی طرح"بَيْنَهُمْ"= بَيْنَ الناس۔

مرجع لفظوں میں مذکور نہیں ہے سیاق وسباق سے ظاہر ہے۔

توضیح:

رسولوں کے ذریعہ ہم نے جو تعلیم دی تھی وہ یہی تھی کہ:

یہ تمہاری امت یہ سارے انسان حقیقت میں ایک ہی امت ہے اور میں تمہارا پروردگار ہوں تم میری ہی عبادت کرو۔

(مگر ہوا یہ کہ تم لوگ اپنی من مانی خواہشوں کی پیروی کرنے لگے اور) انہوں نے آپس میں اپنے دین کے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالے۔

- وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ(۹۵)۔

"اَنَّهُمْ"= أن أهل القريةِ المهلكة مضاف محذوف۔

جس بستی کو ہم نے ہلاک کردیا ہے وہاں کے لوگ اپنی سابقہ حالت پر لوٹنے والے نہیں ہیں۔

- حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ(۹۶)۔

الف۔"هُمْ"= يأجوج ومأجوج۔

اور وہ یعنی یاجوج وماجوج مع اپنی ذریت ہری بھری جگہ سے نکل پڑیں گے۔

ب۔"هُمْ" العالم: جميع الخلق۔

تا آنکہ یاجوج وماجوج کھول دیئے جائیں گے اور ساری مخلوق ہری بھری جگہ سے نکل پڑے گی۔

- وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يٰوَيْلَنَا الخ (۹۷)۔

الف۔"هِيَ" اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا شخصت عِنْدَ حجي الوعد۔

توضیح:

اور وہ بعث بعد الموت کا سچا وعدہ آپہنچے گا تو بس پھر یکایک کافروں کے دیدے پھٹے کے پھٹے رہ جائیں گے وہ چلا اٹھیں گے ہائے ہماری کم بختی۔

ب۔"هِيَ"= القصة و الحادثة۔

...... تو پھر یکایک یہ قصہ ہوگا کہ منکروں کے دیدے الخ۔

- اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ(۹۸)۔

ترجمہ:

تم اور تمام چیزیں جن کی اللہ کو چھوڑ کر پوجا کرتے ہو دوزخ کا ایندھن ہیں تم سب وہاں پہنچنے والے ہو (ترجمان)۔

● لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَآءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ(۹۹)۔

"وَرَدُوْهَا"= وَرَدُو جَهَنَّمَ، "كُلٌّ فِيْهَا"= العابدون و المعبودون فی جَهَنَّمَ۔

توضیح:

مشرک جن ہستیوں کو پوجتے تھے، اگر وہ فی الواقع خدا ہوتے تو جہنم میں نہ جاتے، ان سب کو ہمیشہ جہنم میں رہنا ہے۔

● لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ(۱۰۰)۔

"لَهُمْ فِيْهَا"= للعابدين والمعبودين فی جَهَنَّمَ، "وَهُمْ فِيْهَا"= العابدون فی جهنَّم۔

توضیح:

اور عابدوں اور معبودوں کا جہنم میں ایسا شور و غل ہوگا کہ عابد و معبود دونوں میں سے کوئی بھی ایک دوسرے کی بات نہیں سن سکے گا۔

● يَوْمَ نَطْوِى السَّمَآءَ كَطَىِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ، كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ، وَعْدًا عَلَيْنَا، اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ(۱۰۴)۔

"نُعِيْدُهٗ"= نعيد الخلق۔

توضیح:

جس روز ہم آسمانوں کو اسی طرح لپیٹیں گے جس طرح لکھتے ہوئے مضمون کا کاغذ لپیٹ لیا جاتا ہے اور ہم نے جس طرح پہلی بار پیدا کرنے کے وقت ہر چیز کی ابتداء کی تھی اسی طرح اس چیز کو دوبارہ پیدا کردیں گے اور یہ ہمارے ذمہ ایک وعدہ ہے اور ہم اسے ضرور پورا کریں گے۔

- **وَاِنْ اَدْرِیْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ(١١١)۔**

"لَعَلَّهٗ"= لَعَلَّ الاهمال، لعل التاخير فى العذاب وفى يوم الحساب۔

اسم مذکور نہیں ہے، فحوائے کلام سے ظاہر ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے کہا میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ عذاب کے آنے میں تاخیر تمہارے لئے ایک آزمائش ہے بس ایک وقت مقرر تک زندگی سے استفادہ کرنے کا موقع فراہم کیا جارہا ہے۔

۲۲- حج

- "یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ، یَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّاۤ اَرْضَعَتْ وَ تَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا"(۱،۲)۔

"تَرَوْنَهَا"= تَرَوْنَ الزَّلْزَلَة، "حَمْلَهَا"= حمل ذات حملٍ۔

توضیح:

لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو کہ قیامت کا زلزلہ ایک ہولناک شئی ہے جس دن تم اس قیامت کے زلزلہ کو دیکھو گے تو اس وقت یہ حال ہوگا کہ دودھ پلانے والی عورتیں اپنے دودھ پیتے بچوں کو بھول جائیں گی اور تمام حمل والیاں اپنے حمل گرادیں گی۔

ضمیر مؤنث منصوب کا مرجع "الساعۃ" لینا درست نہیں، یہاں اصل ذکر زلزلہ کا ہے نہ کہ "ساعۃ" کا یوں بھی بغیر قرینہ کے ضمیر کا مضاف الیہ کی طرف رجوع کرنا مناسب ہے۔

- "وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّجَادِلُ فِی اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّیَتَّبِعُ كُلَّ شَیْطٰنٍ مَّرِیْدٍ، كُتِبَ عَلَیْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ یُضِلُّهٗ وَیَهْدِیْهِ اِلٰی عَذَابِ السَّعِیْرِ (۳،۴)۔

"كُتِبَ عَلَیْهِ"= كُتِبَ عَلَی الشَّیْطٰنِ۔

"اَنَّهٗ"= أن الشان "مَنْ تَوَلَّاهُ"= مَنْ تولّى الشيطٰنَ، "فَاِنَّهٗ" فإن الشيطٰنَ۔
"يُضِلُّهٗ"= يُضلُّ مَن "وَيَهْدِيْهِ"= يَهْدِیْ مَنْ۔

تقدیر: كُتِبَ على الشيطٰنِ اَنَّ مَنْ تَولَّ الشيطٰن فإن الشيطان يُهْلِكهٗ وَيُضِلُّهٗ عَنْ طريق الجنة ويهديه إلى طريق السَّعِير۔

توضیح:

اور بعض لوگ ایسے ہیں جو خدا کے بارے میں دانش و بینش کے بغیر جھگڑتے ہیں اور ہر شیطان سرکش کی پیروی کرتے ہیں۔

شیطان کی بابت لکھ دیا گیا ہے کہ جو شخص اسے اپنا مددگار بنائے گا وہ اپنے مددگار بنانے والے شخص ہی کو جنت کے راستے سے ہٹا کر دوزخ کے عذاب کے رستہ پر ڈال دے گا۔

"عَلَيْهِ"= على المجادل فى الله، کیوں کہ شان اسی کی بیان ہو رہی ہے۔

كُتِبَ عَلى المجادل فى الله أنَّ من تولاه فشأنه: (فامره) إنه يضلّه أنْ الثانية فى موضع رفع بالإضمار بان يُضمرَ له۔

تقدیر: كُتِبَ على المجادل اَنَّهٗ من تولّاه فله أنه يضله أى فله إضلاله و هدايته إلى عذاب السعير۔

مطلب:

إن هذا المجادل فى الله لاتباعه الشيطان صار إماماً فى الضلال لمن يتولاه فشأنه أنه يضل من يتولاه عن طريق الجنة ويَهْدِيْهِ إلى طريق السعير۔

توضیح:

اللہ کے بارے میں جھگڑنے والے کی قسمت میں تو یہی لکھا ہے جو شخص اس جھگڑالو کو اپنا یار و مددگار بنائے گا وہ اپنے ہی پیروؤں کو جنت کی سیدھی راہ سے ہٹا کر دوزخ کی

آگ میں جاپڑنے کے راستے پر لا ڈالے گا۔

- وَ كَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ وَّ اَنَّ اللّٰهَ يَهْدِىْ مَنْ يُّرِيْدُ(١٦)۔

"اَنْزَلْنٰهُ"= اَنْزَلْنَا القرآن، وإن لم يجد له ذكر۔

توضیح:

اوراسی طرح ہم نے قرآن اتارا وہ کھلی کھلی صاف آیتیں ہیں۔

- "كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا......"(٢٢)۔

كُلَّمَا اَرَادُوْٓا الكافرون أن يخرجون من نار جَهَنَّمَ۔

یہ مفہوم سیاق سے ظاہر ہے۔

توضیح:

جب کافر چاہیں گے کہ اس رنج وتکلیف کی وجہ سے دوزخ کی آگ سے نکل جائیں تو پھراسی میں پلٹا دیئے جائیں گے۔

- "ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ......"(٣٠)۔

"هُوَ"= التعظيم، مفهوم من فعل بتأويل مصدر۔

توضیح:

اللہ کے اوامر کی اتباع کرو اور جو شخص خدا کی مقرر کی ہوئی حرمتوں کی تعظیم کرے تو یہ تعظیم پروردگار کے نزدیک خوداسی کے حق میں بہتر ہے۔

- ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ(٣٢)۔

"فَاِنَّهَا"= فإن الخصلة۔

توضیح:

اور جولوگ خدا کے مقرر کیے ہوئے شعائر کی تعظیم کرتے ہیں تو ان کا یہ فعل (ان کی یہ خصلت) دلوں کی پرہیزگاری میں سے ہے۔

- لَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ إِلَىٰٓ أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَآ إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ (۳۳)۔

"فِيهَا" = فِي بهيمة الأنعام: ہدی کے جانور "مَحِلُّهَا" = محلُّ بهيمةِ الأنعام۔

توضیح:

ان ہدی کے جانوروں میں ایک مقرر وقت تک تمہارے لئے فائدے ہیں، پھر ان جانوروں کو اس قدیم گھر تک جانا اور وہاں ذبح ہونا ہے۔

- وَالْبُدْنَ جَعَلْنَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ، فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ، فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ، كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (۳۶)۔

"جَعَلْنٰهَا" = جَعَلْنَا البدن۔

اسی طرح اس کے بعد "فِيهَا وَعَلَيْهَا وَجُنُوبهَا وَمِنْهَا وَسخرناها" جملہ پانچوں مونث ضمیروں کا مرجع "بُدْنَ" ہے۔

بدن بالضم بدنه: (با اور دال پر زبر) قربانی کا جانور اونٹ اور گائے وغیرہ خواہ نر ہو یا مادہ۔

توضیح:

اور قربانی کے جانوروں کو ہم نے تمہارے لئے شعائر اللہ میں شامل کیا ہے تمہارے لئے قربانی کے ان جانوروں میں بھلائی ہے، پس انہیں کھڑا کر کے (اونٹ ہو تو) ان پر اللہ کا نام لو اور جب قربانی کے بعد ان کی پیٹھیں زمین پر ٹک جائیں تو ان قربانی کئے ہوئے جانوروں میں سے خود بھی کھاؤ اور ان کو بھی کھلاؤ جو قناعت سے بیٹھے ہیں اور ان کو بھی جو اپنی حاجت پیش کریں۔

ان جانوروں کو ہم نے تمہارے لئے مسخر کیا ہے تاکہ تم شکر ادا کرو، نہ ان کے گوشت اللہ کو پہنچتے ہیں، نہ خون مگر اللہ کو تمہارا تقوی پہنچتا ہے، اس نے ان جانوروں کو تمہارے لئے مسخر کیا تاکہ اللہ کی بخشی ہوئی ہدایت پر تم اس کی تکبیر کرو (تفہیم)۔

تکبیر کرو یعنی دل سے اللہ کی بڑائی اور برتری مانو اور عمل سے اس کا اعلان اور اظہار کرو (حاشیہ تفہیم)۔

- "اَلَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ، وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِیَعٌ وَّ صَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ یُذْكَرُ فِیْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِیْرًا"......الخ (۴۰)۔

الف۔ "فِیْهَا" = فی المواضع المذکورۃ۔

توضیح:

اور یہ وہ لوگ ہیں کہ اپنے گھروں سے ناحق ناروا نکال دیئے گئے، ہاں یہ کسی اور وجہ سے نہیں صرف یہ کہنے سے نکال دیئے گئے کہ ہمارا پروردگار خدا ہے اور اگر خدا لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعہ سے نہ ہٹاتا رہتا تو صومع (گرجے) اور عبادت خانے اور مسجدیں

یہ سب جہاں خدا کا بہت ذکر ہوتا ہے گرائے جاچکے ہوتے۔

ب۔"فِيْهَا"= فی المساجد۔

اور اگر خدا...... مسجدیں جن میں خدا کا بہت ذکر ہوتا ہے گرائے جاچکے ہوتے۔

- اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْأَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا، فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ (۴۶)۔

"بِهَا"= بالقلوب، "بها" (دوسرا): بالآذان "اِنَّهَا"= إن القصة۔

توضیح:

کیا ان لوگوں نے زمین میں سیر نہیں کی (ملکوں کا سفر نہیں کیا) تا کہ ان کے دل ایسے ہوتے کہ ان سے سمجھ سکتے اور کان ایسے ہوتے کہ ان سے سن سکتے حقیقت یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل جو سینوں میں ہیں وہ اندھے ہوتے ہیں۔

- وَّلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ، وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْآ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (۵۴)۔

الف۔"اِنَّهٗ"= إن الوحی اسی طرح "بِهٖ وَلَهٗ"=: بِالْوَحِيِّ وَلِلْوَحِيِّ۔

توضیح:

(آزمائش کی) غرض یہ بھی ہے کہ جن لوگوں کو علم ملا ہے وہ جان لیں کہ یہ وحی تمہارے پروردگار کی طرف سے حق ہے تو وہ اس وحی پر ایمان لائیں اور ان کے دل اس وحی کے آگے عاجزی سے جھک جائیں۔

ب۔"اِنَّهٗ"= إن القرآن وبالقرآن وللقرآن۔

......جن لوگوں کو علم ملا ہے وہ جان لیں کہ یہ قرآن تمہارے پروردگار کی طرف سے حق ہے، وہ قرآن پر ایمان لائیں اور قرآن کے لئے ان کے دل فرماں برداری سے جھک جائیں۔
"لَہٗ"= للّٰہِ۔

توضیح:

......اہل ایمان جان لیں کہ یہ قرآن اللہ کی طرف سے حق ہے، وہ قرآن پر ایمان لائیں اور اللہ کے لئے ان کے قلوب عجز و نیاز سے جھک جائیں۔

- **وَلَا یَزَالُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ مِرْیَةٍ مِّنْهُ حَتّٰی تَاْتِیَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً اَوْ یَاْتِیَهُمْ عَذَابُ یَوْمٍ عَقِیْمٍ(۵۵)۔**

الف۔مِنْهُ: مِن القرآن۔

توضیح:

اور انکار کرنے والے تو اس قرآن میں شک کرتے ہی رہیں گے تا آنکہ ان پر قیامت کی گھڑی یکایک آپڑے، یا ان پر بے برکت دن (قیامت کے دن) کا عذاب آپہونچے۔

ب۔"مِنْهُ"= مِن الرسول۔

اور انکار کرنے والے تو محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں شک کرتے ہی رہیں گے (کہ وہ سچے رسول ہیں یا نہیں) تا آنکہ ان پر الخ۔

- **یٰاَیُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ، اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ، وَاِنْ یَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَیْئًا لَّا یَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ، ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ(۷۳)۔**

"اِسْتَمِعُوْا لَهٗ"= اِسْتَمِعُوْا للمثل او ضرب المثل، "اِجْتَمَعُوْا لَهٗ"=

اجتمعوا لتخليق الذباب، مضاف محذوف "یَسْلُبْهُمْ" = یَسْلُبُ الذباب المدعوئین، لا یستنقِذُ المدعون شیئاً، "مِنْهُ" = من الذباب۔

توضیح:

لوگو ایک مثال بیان کی جاتی ہے اس مثال کو غور سے سنو، خدا کو چھوڑ کر تم جن معبودوں کو پکارتے ہو وہ معبود ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے اگرچہ اس کے بنانے کے لئے عابدین و معبودین سب مل کر بھی کوشش کرلیں اور اگر مکھی کوئی چیز ان عابدین و معبودین سے چھین لئے تو وہ ان سے چھینی ہوئی کوئی چیز بھی اس مکھی سے چھڑا نہیں سکتے، طالب و مطلوب دونوں ہی گئے گزرے ہیں (ہیچ پوچ)۔

- "وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ، هُوَ اجْتَبٰكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ، مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ، هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ"(۷۸)۔

الف۔"هُو سمّٰکم" = اللّٰہ سماکم۔

توضیح:

اور خدا کی راہ میں جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے، اللہ نے تم کو برگزیدہ کیا ہے اور تم پر دین کی کسی بات میں تنگی نہیں، اللہ نے تمہارے باپ ابراہیم کا دین پسند کیا ہے اللہ ہی نے اس سے پہلے (نزول قرآن سے پہلے) تمہارا نام مسلم رکھا اور اس کتاب میں بھی وہی نام رکھا ہے تو جہاد کرو تاکہ پیغمبر تمہارے بارے میں شاہد ہوں اور تم لوگوں کے مقابلہ میں شاہد۔

ب۔"هو سمّٰاکم" = إبراهيم سماکم ضمیر سے قریب ترین اسم ہے۔

...... اللہ نے تمہارے باپ ابراہیم کا دین پسند کیا اور ابراہیم ہی نے پہلے تمہارا نام مسلم رکھا الخ۔

دوسری تخریج قرین صحت نہیں معلوم ہوتی۔

۲۳- مومنون

- الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ(۱۱)۔

"فِيْهَا"= فی الفردوس أی فی الجنة۔

فردوس مذکر ہے ضمیر مونث باعتبار معنی ہے فردوس، جنت۔

توضیح:

یہی وہ لوگ ہیں جو جنت کے وارث ہوں گے، اور وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔

- وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ (۱۲)۔

ترجمہ: اور دیکھو یہ واقعہ ہے کہ ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کیا (یعنی زندگی کی ابتداء مٹی کے خلاصہ سے ہوئی (ترجمان)۔

- ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ (۱۳)۔

"جَعَلْنٰهُ" جَعَلْنَا الإنسان۔

یہاں مضاف "ابن" محذوف ماننے سے معنی زیادہ واضح ہوں گے۔

توضیح:

ہم نے انسان یعنی آدم کو مٹی کے ست سے پیدا کیا، پھر ہم نے انسان یعنی آدم کو ایک مضبوط جگہ میں نطفہ بنا کر رکھا۔

اس کے بعد کی آیت میں "أنشأنهٗ" کی ضمیر منصوب کا مرجع بھی انسان ہے۔

- "فَاَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡهِ اَنِ اصۡنَعِ الۡفُلۡكَ بِاَعۡيُنِنَا وَوَحۡيِنَا فَاِذَا جَآءَ اَمۡرُنَا وَفَارَ التَّنُّوۡرُ، فَاسۡلُكۡ فِيۡهَا مِنۡ كُلٍّ زَوۡجَيۡنِ اثۡنَيۡنِ وَاَهۡلَكَ اِلَّا مَنۡ سَبَقَ عَلَيۡهِ الۡقَوۡلُ" (۲۷)۔

"فَسۡلُكۡ فِيۡهَا" = في السَّفِيۡنَةِ۔

فلک کی تذکیر وتانیث کے لئے ملاحظہ ہو سورۂ ہود آیت (۴۰)، فقرہ (۱۶)۔

- "ثُمَّ اَنۡشَاۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ قَرۡنًا اٰخَرِيۡنَ (۳۱)۔

"مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ" = من بعد قوم نوح۔

قوم اسم جمع ہے، اس لئے ضمیر بصیغۂ جمع آئی ہے۔

پھر ہم نے قوم نوح کے بعد ایک اور جماعت پیدا کی۔

(۱) "قَرۡنًا اٰخَرِيۡنَ" ایک جماعت اور، (محمود الحسن)۔

(۲) قوموں کا ایک دوسرا دور (ترجمان)۔

(۳) دوسرے دور کی قوم (تفہیم)۔

امت نوح کے بعد ہم نے کئی قومیں اٹھائیں۔

ق ر ن (ض) قَرۡنًا ایک چیز کو دوسری چیز سے باندھنا () قرانًا بالکسر دو چیزوں کو اکٹھا کرنا (س) قرنًا (بضمتین) ایک کا دوسرے سے ملا ہوا ہونا۔

قرن اسم پود، دور، دور کی مدت دس برس تا ایک سو بیس برس بتائی گئی ہے اکثر لغوی قرن کی مدت عموماً ایک سو سال بتاتے ہیں، اس کی جمع قرون ہے۔

عرب لغوی اس معنی میں قرن کو امت کا مترادف سمجھتے ہیں سورۂ انعام (۶) میں ہے:

"اَلَمۡ يَرَوۡا كَمۡ اَهۡلَكۡنَا مِنۡ قَبۡلِهِمۡ مِّنۡ قَرۡنٍ مَّكَّنّٰهُمۡ فِى الۡاَرۡضِ مَا لَمۡ نُمَكِّنۡ لَّكُمۡ الخ" (۶)۔

تنزیل میں قرن کی جمع قرون تیرہ بار آئی ہے۔

قوم کی طرح قرن بھی اسم جمع ہے "قَوۡمًا اٰخَرِيۡنَ" (دخان/۲۸) کی طرح یہاں

"قَرْنًا اٰخَرِیْنَ" ہے۔

● فَاَرْسَلْنَا فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَالَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ، اَفَلَا تَتَّقُوْنَ(۳۲)۔

"فِیْهِمْ" فی قرن اخرین۔

توضیح:

قوم نوح کے بعد ہم نے جو قومیں اٹھائیں انہیں میں سے ہم نے ان کے لئے ایک رسول بھیجا، اس رسول نے ان سے کہا خدا ہی کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی الہ نہیں ہے کیا تم اس بات سے نہیں ڈرتے کہ مرنے کے بعد وہی کرنی پڑے گی۔

● ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا اٰخَرِیْنَ(۴۲)۔

"مِنْ بَعْدِهِمْ"= من بَعْدِ قرن الکافرین الظالمین المشرکین۔

توضیح:

پھر ہم نے نوح کے بعد اور اس قوم کے بعد جو عیش پرست ظالم تھی اور کئی نسلیں، قومیں اٹھائیں۔

● فَتَقَطَّعُوْآ اَمْرَهُمْ بَیْنَهُمْ زُبُراً كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَیْهِمْ فَرِحُوْنَ(۵۳)۔

"اَمْرَهُمْ وَبَیْنَهُمْ"= تقطعوا الأمم أمرهم بینهم۔

اسی طرح اس کے بعد کی آیت میں "لهم" کا مرجع ہے۔

سابقہ امتیں: ان میں نوحؑ کے بعد کی وہ ساری امتیں شامل ہیں جن میں رسول آئے پھر وہ امتیں جو کتاب نازل ہونے کے بعد اپنی ہوا و ہوس کی بنا پر دین میں متفرق ہو گئیں تھیں۔

انہوں نے آپس میں اپنے دین کو متفرق کر کے جدا جدا کر دیا اور جو چیز جس فرقہ کے پاس رہی وہ اسی طرح خوش ہو رہا ہے۔

یادداشت:

انبیاء کی آیت (۹۳) نقرہ (۱۶) سے مقابلہ کیجئے۔

- أُولَٰئِكَ يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ(٦١)۔

"وَهُمْ" اللہ اور اس کی کتاب اور اس کے رسول پر ایمان لانے والے۔

"لَهَا" = الخیرات۔

توضیح:

اللہ پر ایمان لانے والے وہی لوگ ہیں جو نیکیوں میں جلدی کرتے ہیں اور یہی لوگ نیکیوں میں آگے نکل جاتے (اور فائز المرام ہوتے) ہیں۔

یادداشت:

ضمیر زیر غور واحد مونث مجرور مرجع:

کسی نے جنت، کسی نے سعادت اور کسی نے صلاۃ بتایا ہے، مگر بقول شخصے یہ سب "متعسف وتحمیل للفظ مالا یحتمله" معلوم ہوتا ہے۔

الفاظ میں ایسے معنی داخل کرنا غلط ہوگا جن سے اہل زبان واقف نہ ہوں۔

- وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا كِتَابٌ يَنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ(٦٢)۔

الف۔"وسعها" = وسع النفس، "وهُمْ" = الناس مرجع کا ذکر لفظوں میں نہیں ہے، البتہ نفساً نکرہ محض سے عموم ظاہر ہے۔

اور ہم کسی جان پر ذمہ داری نہیں ڈالتے مگر اتنی ہی جتنی کہ اس میں طاقت ہے، (یعنی استعداد ہے) ہمارے پاس (ان سب کی حالت واستعداد کے لئے) نوشتہ ہے جو ٹھیک ٹھیک (حقیقت حال کے مطابق) حکم لگادیتا ہے ایسا کبھی نہیں ہوسکتا کہ کسی جان کے ساتھ ناانصافی ہو (ترجمان)۔

ہم کسی شخص کو اس کی مقدرت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے اور لوگوں پر بہر حال ظلم نہیں کیا جائے گا (تفہیم)۔

● بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا وَلَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ(٦٣)۔

الف۔ "بَلْ قُلُوْبُهُمْ" أی فی قلوب الکفار فی ضلالٍ قد غمرهَا کما یغمر الماء "مِنْ هٰذَا" أی من هذا العمل۔

١- الذی وصف بِہ المومنونْ

٢- أو من الکتاب الذی لَدَیْنَا۔

٣- أومن القرآن والمعنی من أطراح هذا وترکه:

٤- أو یشیر إلی الذین بجملته۔

٥- أو إلی محمد ﷺ۔

ولهم أعمال من دون ذالك، أی من دون الغمرة والضلال المحیط بهم، اسی طرح "لهم"= للکافرین "هُمْ"= الکافرون "لها"= الأعمال۔

فالمعنی: أن الکافرین: معرضون عن الحق وهم مع ذالك.

لهم سعایات فساد.

لیکن (اصل یہ ہے کہ ان لوگوں کے دل اس حقیقت کی طرف سے غفلت وسرشاری میں پڑگئے، ان کے اور بھی اعمال (بد) ہیں جو ہمیشہ کرتے رہتے ہیں یہ کرتے رہیں گے، یہاں تک کہ (ظہور نتائج کی گھڑی سامنے آجائے) (ترجمان)۔

مگر یہ لوگ اس معاملہ سے بے خبر ہیں اوران کے اعمال بھی اس طرح سے مختلف ہیں (جن کااوپر ذکر کیا گیا ہے) وہ اپنے یہ کرتوت کئے چلے جائیں گے (تفہیم)۔

ب۔"قُلُوْبُهُمْ":

بعض مفسرون نے "بل قلوبهم" میں "هم"، کا مرجع مومنین بتایا ہے لکھا ہے:الضمير في قوله: "بل قلوبهم" يعود إلى المومنين المشفقين في هذا ووصف لهم بالحيرة، كأنه قال: وهم مع ذالك الخوف والوجل كالمتحيرين في أعمالهم أهِيَ مقبولةً اَوْ مردودةً۔

اس تاویل کا تفسیری مطلب غالبًایوں ہوگا:

مومنوں نے بقدر استطاعت اللہ کے احکام کی پیروی کی لیکن اس کے ساتھ کوتاہی اور لغزشیں بھی ہوتی رہیں، اس لئے وہ اندیشہ ناک اور متفکر ہیں کہ ان کے فرماں بردارانہ اعمال مقبول ہوں گے یا وہ بھی رد کردیئے جائیں گے (کہیں ایسانہ ہوا ہو کہ ان اعمال میں بھی ہماری ریاشامل ہو)۔

- حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ اِذَا هُمْ يَجْـَٔرُوْنَ(٦٤)۔

"مُتْرَفِيهم"= مترفي الكافرين۔

إذاهم:

الف۔"إذا الكافرون"۔

ب۔إذا المترفين: یہ ضمیر سے قریبی اسم ضرور ہے مگر یہاں اصلاً کافروں اور آخرت سے ان کی بے پرواہی کا ذکر ہورہا ہے ان کے عیش کوشوں کا ذکر ضمناً وتبعاً آیا ہے۔

توضیح:

یہاں تک کہ جب ہم کافروں کے عیش کوشوں کو عذاب میں جکڑلیں گے تو پھر یہ کافر آہ وفغاں کرنے لگیں گے۔

● قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ، مُسْتَكْبِرِيْنَ، بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ(٦٦،٦٧)۔

الف۔ "بِهٖ"= جار مجرور استکبار سے متعلق۔

ب۔ "بِهٖ"عائدٌ على المصدر الدال عَلَيْهِ النكوص، وهو الأقرب من الضمير۔

با، برائے تعدیہ، ہ،ج،ر:ہ،ذ،ی۔

توضیح:

تم کو میری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی تھیں تو تم اُلٹے پاؤں پھر جاتے تھے، اور اس کے ساتھ ساتھ اپنی بڑائی کرتے اور قصے کہانیوں میں مشغول ہو کر بکواس کرنے لگتے تھے۔

"بِهٖ"= بالحرم ب برائے سبب۔

توضیح:

تم کو میری آیتیں سنائی جاتی تھیں تو تم الٹے پاؤں پھر جاتے تھے مسجد حرام کی وجہ سے اپنی بڑائی جتاتے تھے کہ ہم اہل حرم جیران اللہ ہیں، ہمیں کوئی کیا گزند پہنچا سکتا ہے، اس طرح قصے کہانیوں میں مشغول ہو کر بے ہودہ بکواس میں لگ جاتے تھے۔

"بِهٖ" بالقرآن یتلی سے ظاہر ہے۔

ایک وقت تھا کہ میری آیتیں تمہارے آگے پڑھی جاتی تھیں اور تم الٹے پاؤں بھاگنے لگتے تھے تمہارے اندر قرآن کی سماعت سے گھمنڈ پیدا ہو جاتا تھا، تم اپنی مجلسوں کی داستان سرائیوں میں قرآن کو مشغلہ بناتے، تم اس کے حق میں ہذیاں بکتے تھے (ترجمان)۔

بعض مفسروں نے "بِهٖ" سے برسول اللہ سمجھا ہے "یُتْلٰی" سے تلاوت کرنے

والالازم وملزوم ہے۔

یہ تخریج درست نہیں معلوم ہوتی، اس کی رو سے بھاگنے کی علت آیتیں سنانے والے کی ذات قرار پاتی ہے اور یہ فحوائے کلام کے مغائر ہے۔

ب۔ "بِہٖ" جار مجرور "سامرا" سے متعلق ہے۔

"بِہٖ" بالمتلو أی القرآن۔

اس صورت میں "مستکبرین" پر وقف ضروری ہوگا اختیاری نہیں تم کو میری آیتیں سنائی جاتی تھیں تو تم اپنی بڑائی ہانکتے ہوئے الٹے پاؤں بھاگ جاتے تھے قرآن کے متعلق اوٹ پٹانگ اول جلول باتیں کرتے اور بیہودہ بکواس کیا کرتے تھے۔

حرم میں جمع ہو کر کہا کرتے یہ اللہ کا کلام نہیں ہے، یہ تو جادو ہے شعر ہے کہانت ہے وغیرہ۔

- حَتّٰى اِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ اِذَا هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ (۷۷)۔

الف۔ "فیہ" الباب ضمیر سے قریبی اسم۔

توضیح:

یہاں تک کہ جب ہم نے کافروں پر سخت عذاب کا دروازہ کھول دیا تو وہ دروازہ ہی میں اپنی نجات سے مایوس ہو گئے۔

ب۔ "فِيْهِ" = فی فتح باب العذاب۔

یہاں تک کہ ...... دوزخ کے دروازہ کے کھلتے ہی اپنی نجات سے مایوس ہو گئے۔

ج۔ "فِيْهِ" = فی العذاب۔

...... یہ تفسیری معنی ہو سکتے ہیں "ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ" باب کی صفت ہے اسم کو چھوڑ کر صفت کی طرف ضمیر کا مرجع خلاف سماع بلکہ خلاف قیاس بھی ہے۔

● مَااتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰـهٍ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ، سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ(۹۱)۔

"بَعْضُهُمْ"= بَعْض الألهة أى معبودين۔

توضیح:

خدا نے نہ تو کسی کو اپنا بیٹا بنایا ہے اور نہ خدا کے ساتھ کوئی اور معبود ہے اگر کوئی معبود ہوتا تو ہر معبود اپنی اپنی مخلوق ساتھ لئے دوسرے معبود پر چڑھ دوڑتا اور ایک معبود دوسرے معبود پر غالب آجاتا۔

● "اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ......"(۹۶)۔

"هِيَ"= الكلمة۔

ترجمہ:

الف۔ بُری بات کے جواب میں ایسی بات کہو جو نہایت اچھی ہے (فتح محمد)۔

ب۔ (اے پیغمبر) بُرائی کو برائی سے نہیں بلکہ ایسے طرز عمل کے ذریعہ دور کرو جو بہتر طرز عمل ہو (یعنی عفو و درگزر کر کے) (ترجمان)۔

ج۔ اے محمد ﷺ برائی کو اسی طریقہ سے دفع کرو (جو بہترین ہو) (تفہیم)۔

ملحوظہ:

لفظ "کلمہ" کی بجائے مرجع کی وضاحت لفظ "عظة يا نصيحة" سے بھی ہو سکتی ہے۔

● حَتّٰى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ، لَعَلِّيْ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا، اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا،

وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ(۹۹،۱۰۰)۔

"وَرَاءِ هِمْ"= وراءِ المنكرين اگرچہ ان کا ذکر نہیں۔

توضیح:

جب کافروں میں کسی کی موت آجاتی ہے تو کہتا ہے: اے میرے پروردگار مجھے پھر دنیا میں بھیجئے تاکہ میں جسے چھوڑ آیا ہوں نیک کام کیا کروں گا۔

یہ منکر خدا ہر گز ایسا نہیں کرے گا یہ تو محض ایک کہنے کی بات ہے جو کہہ رہا ہے اب ایسا ہونے والا نہیں ہر شخص کے مرنے کے بعد ایک برزخ آڑ ہے جو اس دن تک رہے گی کہ وہ دوبارہ اٹھائے جائیں۔

- رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ،قَالَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ(۱۰۷،۱۰۸)۔

"مِنْهَا"= من النار، "فِيْهَا"= فی النار۔

توضیح:

اے پروردگار ہم کو اس آگ میں سے نکال دے، اگر ہم پھر ایسے کام کریں تو ظالم ہوں گے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم آگ میں ہم سے دور رہو اور ہم سے بات چیت نہ کرو۔

- اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ، فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ(۱۰۹،۱۱۰)۔

"اِنَّهٗ"= إن إنسان، "فَرِيْقٌ" اسم جمع۔

"هُمْ"= اتخذ الكافرون عبادالله سخريا "مِنْهُمْ"= مِنَ المؤمنين۔

توضیح:

حقیقت یہ ہے کہ میرے بندوں میں ایک گروہ ایسا بھی تھا جو دعا کیا کرتا تھا کہ اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لائے اب تو ہم کو بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو سب سے بہتر مہربانی کرنے والا ہے۔

اے منکرو تم میرے ان رحم طلب کرنے والے بندوں سے تمسخر کرتے رہے تاآنکہ مومنوں سے تمسخر کرنے کی وجہ سے تم میری یاد بھی بھول گئے، اور تم میرے ان رحمت چاہنے والے بندوں سے ہمیشہ ہنسی کیا کرتے تھے۔

● وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ، لَابُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ، فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ(۱۱۷)۔

"لَهٗ، من بِهٖ"= بالدعا، حسابُهٗ: حساب من "ربِّهٖ"= ربِّ مَنْ "اِنَّهٗ"= إن الشان۔

توضیح:

اور جو شخص خدا کے ساتھ کسی اور (من مانے) معبود کو پکارتا ہے تو اس شخص کے لئے ایسا کرنے، (خدا کے سوا دوسرے کو پکارنے) کی کوئی دلیل نہیں ہے، حقیقت یہ ہے کہ کافر کبھی فلاح نہیں پائیں گے اب پکارنے والے کا حساب اس کے پروردگار کے پاس ہے۔

۲۴-نور

- اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُ وْ بِالْاِفْکِ عُصْبَۃٌ مِّنْکُمْ لَا تَحْسَبُوْہُ شَرًّا لَّکُمْ بَلْ ھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ لِکُلِّ امْرِیءٍ مِّنْھُمْ مَّا اکْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ، وَالَّذِیْ تَوَلّٰی کِبْرَہٗ مِنْھُمْ لَہٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ(۱۱)۔

"تَحْسَبُوْہُ"= الإفك أی القذف، "کبرہ"= کبر القذف، "منھم"= من المقذفین۔

توضیح:

جن لوگوں نے بہتان باندھا ہے تم ہی میں سے ایک گروہ ہے، اے مومنو! تم اس بہتان کو برا نہ سمجھنا بلکہ وہ تمہارے لئے اچھا ہے، جس شخص کے گناہ کا جتنا حصہ لیا اس کے لئے اتنا ہی وبال ہے اور بہتان باندھنے والوں میں سے جس نے اس بہتان کا بڑا بوجھ اٹھایا ہے اس کو بڑا عذاب ہو گا۔

- لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْہُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِھِمْ خَیْرًا وَّقَالُوْا ھٰذَآ اِفْکٌ مُّبِیْنٌ(۱۲)۔

"سَمِعْتُمُوْہ"= قَوْلَ الْاِفْکِ مضاف محذوف۔

توضیح:

جب تم نے بہتان بازی سنی تو مومن مردوں اور مومن عورتوں نے اپنے دلوں میں نیک گمان کیوں نہ کیا اور یہ کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ ایک کھلی بہتان طرازی ہے۔

- اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا وَّ هُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ(۱۵)۔

"تَلَقَّوْنَهٗ"= تَلَقَّوْنَ قول الإفك "بِهٖ"= بِمَا "تَحْسَبُوْنَهٗ"= تحسبونه الإفك۔

توضیح:

جب تم اس بہتان بازی کا اپنی زبانوں سے باہم ایک دوسرے سے ذکر کرتے تھے اور اپنے منہ سے ایسی بات نکالتے تھے جس کا تم کو کچھ بھی علم نہ تھا اور تم بہتان بازی کو ایک ہلکی بات سمجھتے تھے اور خدا کے نزدیک وہ بڑی بھاری بات ہے۔

- وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ(۱۶)۔

"سَمِعْتُمُوْهُ"= سَمِعْتُمُوْا الإفك۔

توضیح:

اور جب تم نے یہ بہتان طرازی سنی تو کیوں نہ کہہ دیا کہ ہمیں شایاں نہیں کہ ایسی بات زبان پر لائیں، سبحان اللہ! یہ تو بڑا بہتان ہے۔

- يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (۱۷)۔

"لِمِثْلِهٖ"= مثل هذا القول مضاف محذوف۔

توضیح:

خدا تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ اگر مومن ہو تو پھر کبھی ایسی بات نہ کرنا۔

- "یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ وَمَنْ یَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ فَاِنَّهٗ یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ"(۲۱)۔

الف۔"اِنَّهٗ"= اِنَّ متبع الشیطان: ضمیر سے قریب اسم۔

توضیح:

اے لوگو جو ایمان لائے ہو شیطان کے نقش قدم پر مت چلو، شیطان کا پیرو دوسروں کو بے حیائی اور بدی کا حکم دے گا۔

ب۔"اِنَّهٗ"= اِنَّ الشیطان۔

اے لوگو جو ایمان لائے ہو شیطان کی پیروی مت کرو شیطان تو اپنی پیروی کرنے والوں کو بے حیائی اور بدی کا حکم دے گا۔

- "اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ کَمِشْکٰوةٍ فِیْهَا مِصْبَاحٌ، اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَةٍ، اَلزُّجَاجَةُ کَاَنَّهَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَکَةٍ زَیْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِیَّةٍ وَّلَا غَرْبِیَّةٍ یَّکَادُ زَیْتُهَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ، نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ الخ"(۳۵)۔

الف۔"نُوْرِهٖ"= نور اللّٰه اس صورت میں ارض: پر وقف درست نہیں معلوم ہوتا، بعض قرأتوں میں ارض پر وقف نہیں کیا گیا ہے۔

اس کے نور کی: (اللہ کے نور کی)۔

اور اگر وقف کیا جائے جیسا کہ بعض قرأتوں میں کیا گیا ہے تو:

ب۔نُوْرِہٖ أی نور القرآن۔
تنزیل میں قرآن کو نور سے تعبیر کیا گیا ہے۔

- "اَنْزَلْنَا اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا" (نساء/۱۷۴)۔

اس کے نور کی: (قرآن کے نور کی مثال)۔
ج۔"نُوْرِہٖ"= نور النبی، "قَدْ جَآءَ کُمْ مِنَ اللّٰهِ نورٌ وَکِتٰبٌ مُبِیْنٌ" (مائدہ/۱۵)۔
اس کے نور کی، (نبی کے نور کی مثال)۔
ب و جیم، اسم غیر مذکور۔

توضیح:

خدا آسمانوں اور زمین کا نور ہے، اس کے نور کی مثال ایسی ہے گویا ایک طاق ہے جس میں چراغ ہے اور چراغ ایک قندیل میں ہے اور قندیل ایسی صاف وشفاف ہے گویا موتی کا سا چمکتا ہوا تارہ ہے، اس میں ایک مبارک درخت کا تیل جلایا جاتا ہے (زیتون) کا، زیتون کا درخت ایسا ہے کہ اس کا رخ نہ مشرق کی طرف ہے نہ مغرب کی طرف، اس کا تیل ایسا صاف وشفاف ہے کہ اسے آگ نہ بھی چھوایا جائے تب بھی خود بخود جلنے کو تیار اور روشنی پر روشنی، خدا اپنے نور سے جسے چاہتا ہے سیدھی راہ دکھاتا ہے، خدا مثالیں بیان کرتا ہے تو لوگوں کو سمجھانے کے لئے اور خدا ہر ہر چیز سے واقف ہے۔

- وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَعْمَالُھُمْ کَسَرَابٍ بِقِیْعَةٍ یَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً حَتّٰٓی اِذَا جَآءَ هٗ لَمْ یَجِدْهُ شَیْـًٔا وَّ وَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰهُ حِسَابَهٗ، وَاللّٰهُ سَرِیْعُ الْحِسَابِ(۳۹)۔

"یَحْسَبُهُ"= یَحْسَبُ الظمان السراب "جَآءہ"= جَاءَ الظمان السراب۔
"لَمْ یَجِدْهُ"= لم یجد الظمان السراب "عِنْدَهٗ"= عِنْد السراب، فَوَفَّاهُ
"وَفَّی اللّٰه"= الظمان "حسابهٗ" حساب الظمان۔

توضیح:

اور جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کا انکار کیا ان کے اعمال کی مثال ایسی ہے جیسے بے آب و گیاہ کف دست میدان، سراب کہ پیاسا اُسے پانی سمجھے یہاں تک کہ پیاسا سراب کے پاس آئے تو اس کو (سراب) کچھ بھی نہ پائے اور خدا ہی کو اپنے پاس دیکھے تو اللہ اس پیاسے کو اس کا پورا پورا حساب چکا دے اور خدا جلد حساب کرنے والا ہے۔

● "اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰهَا" الخ (۴۰)۔

"يَغْشٰهُ"= يَغْشٰى الموج البحر "مِنْ فَوْقِهٖ"= من فوق الموج موج۔

"مِنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ"= من فوق الموج سحاب "اَخْرَجَ يَدَهٗ"= اَخْرَجَ الناظِرُ يَدَهٗ۔

فاعل "اَخْرَجَ" کی ضمیر سے ظاہر ہے۔

"يَرٰهَا"= يَرَ اليد۔

توضیح:

یا ان کافروں کے اعمال کی مثال ایسی ہے جیسا کہ کسی گہرے دریا میں اندھیرا جس پر لہریں چڑھی چلی آرہی ہوں اور اس کے اوپر مزید لہریں آرہی ہوں اور ان لہروں کے اوپر بادل ہو غرض ہر طرف تہہ پر تہہ ایک دوسرے پر چھایا ہوا اندھیرا ہی اندھیرا ہو، اس حالت میں اگر کوئی دیکھنے والا اپنا ہاتھ نکالے تو اس کو اپنا ہاتھ بھی نظر نہ آئے۔

ب۔ "يَغْشَاهُ"= يَغْشى صاحب الظلمات مضاف محذوف۔

اس لحاظ سے مشبہ کافر ہوگا نہ کہ اعمال کفر اور یہ ظاہر کے خلاف ہے، اس لئے

بعض معربوں نے لفظاًدو محذوف فرض کئے ہیں یعنی مضاف و مضاف الیہ کا اعمال صاحب الظلمۃ یہ محذوفات "اَخرَج" کا فاعل متعین کرنے کے لئے ہیں۔

ہماری رائے میں اس کی حیثیت بے محل تکلف سے زیادہ نہیں معلوم ہوتی واالعلم عندالخبیر۔

● اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ، كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ، وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِمَا يَفْعَلُوْنَ(۴۱)۔

الف۔"صَلَاتَهٗ وَتسبيحَه" دونوں ضمیروں کا مرجع "كُلٌّ" ہے۔

كل أحد من المخلوقات مضاف الیہ محذوف ہے۔

توضیح:

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جو جو آسمانوں اور زمین میں ہے وہ تسبیح کرتے ہیں خدا کے لئے اور پر پھیلائے ہوئے جانور بھی اور یہ سب کے سب اپنی اپنی صلوۃ و تسبیح سے واقف ہیں اور جو کچھ وہ کرتے ہیں خدا اس سے واقف ہے۔

ب۔"صَلَاتَهٗ وَتسبيحهٗ"= صلاة الله وتسبيح الله خلق کی اضافت خالق کی طرف۔

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جو جو آسمان اور زمین میں ہیں وہ خدا کی تسبیح کرتے ہیں سب اللہ سے دعا اور اس کی تسبیح کرنے کے طریقہ سے واقف ہیں اور جو کچھ وہ کرتے ہیں وہ خدا کو معلوم ہے۔

● اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْ بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ

مَّنْ يَّشَآءُ، يَكَادُ سَنَابَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ (۴۳)۔

"بَيْنَهٗ"= بَيْنَ السحاب "يَجْعَلُهٗ" يَجْعَل اللّٰه السحاب "مِنْ خِلٰلِهٖ" مِنْ خلال السحاب،سحاب اسم جمع ہے جیسے أهل جند، رهط ونفر وغيرها۔

"فِيْهَا"= فی الجبال، بَرْقِهٖ: برق السحاب۔

وَدق: بجلی یا بارش۔

کلام عرب میں دونوں معنی کے شواہد موجود ہیں۔

الف۔"بِهٖ"= بالودق، يَصْرِفُه أی يصرف الودق۔

توضیح:

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ خدا ہی بادل چلاتا ہے، پھر بادل کے لکو کو ایک دوسرے سے ملا دیتا ہے پھر ان لکو (ٹکڑوں کو تہہ بتہہ کر دیتا ہے)، پھر تم دیکھتے ہو کہ اس بادل میں سے بجلی نکل رہی ہے (یا بارش برس رہی ہے) اللہ ہی آسمان سے اولوں کے پہاڑ نکال رہا ہے ان پہاڑوں میں سردی ہے اللہ جس پر چاہتا ہے اس کو (بجلی کو) گرا دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے اس کو بجلی سے ہٹائے رکھتا ہے اور بادل میں جو بجلی ہے اس کی چمک آنکھوں کو خیرہ کر کے بینائی لے جاتی ہے۔

ب۔"بِهٖ"= بالبرد "يَصْرِفُهٗ"= يَصْرِفُ البرد۔

......ان پہاڑوں میں سردی ہے اللہ جس کو چاہتا ہے اس کو اس سردی (پالے) سے بچائے رکھتا ہے، بادلوں کا چلانا، ایک دوسرے کو آپس میں ملانا، اور پھر اس میں بجلی کی چمک پیدا کرنا اور بارش برسانا، اولوں کے پہاڑ جما دینا اور اس کی سردی اور بجلی کی کڑک سے انسان اور جاندار کو محفوظ رکھنا یہ فضا کی ساری گردشیں صرف اور صرف اللہ کے حکم سے ہوتی ہیں، پھر بھی انسان اتنا نا عقل ہے کہ اس ذات باری پر ایمان نہیں لاتا۔

۲۵-فرقان

- وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِنْ ھٰذَآ اِلَّآ اِفْکُ نِ افْتَرٰہُ وَاَعَانَہٗ عَلَیْہِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ، فَقَدْ جَآءُ وْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا(۴)۔

"اِفْتَرَاہُ"= اِفْتَرا الرسول الإفك، "اَعَانَہٗ"= أعان القوم الرَسُوْلَ۔
"عَلَیْہِ"= عَلَی الْاِفْکِ۔

توضیح:

اور جن لوگوں نے نبی کا انکار کیا وہ کہتے ہیں کہ قرآن ایک من گھڑت چیز ہے، اس کو مدعی رسالت نے گھڑ لیا ہے اور لوگوں نے اس کے گھڑنے میں مدعی رسالت کی مدد کی ہے، یہ کافر ایسا کہنے سے ظلم اور سخت جھوٹ پر اتر آئے ہیں۔

- وَقَالُوْٓا اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ اکْتَتَبَھَا فَھِیَ تُمْلٰی عَلَیْہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا(۵)۔

"اکْتَتَبَھَا"= اکتتب الأساطیر، "ھِیَ"= الأساطیر، "عَلَیْہِ"= عَلی الرسول۔

توضیح:

اور کہتے ہیں یہ تو گذرے ہوئے لوگوں کی پُرانی کہانیاں ہیں ان کہانیوں کو اس شخص نے اکٹھا کر رکھا ہے اور یہی کہانیاں اس کو صبح و شام لکھوائی جاتی ہیں۔

● بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا(۱۱)۔

بلکہ یہ کافر تو قیامت ہی کو جھٹلاتے ہیں اور ہم نے قیامت کے جھٹلانے والوں کے لئے دوزخ تیار رکھی ہے (فتح محمد)۔

● اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيْرًا(۱۲)۔

"رَاَتْهُمْ"= رأت السعير الكافرين، "سمعوا لَهَا"= الكافرون للسَّعِيْر

سَعِيْر: یہ لفظ عربی میں نار کا مترادف ہے نار مؤنث سماعی ہے اس لحاظ سے "جَحِيْم" کی طرح یہ بھی معنوی حیثیت سے مؤنث ٹھہرا۔

سعیر: فعیل بمعنی مفعول، تپ کر سرخ شدہ شئ: آگ۔

توضیح:

جب آگ منکرین قیامت کو دور ہی سے دیکھے گی تو غضبناک ہو رہے گی اور یہ کافر اس آگ کے جوش اور اس کے غضب کی پھنکار سن لیں گے۔

یادداشت:

سعیر مؤنث دیکھئے: (۳۳/احزاب، آیت رقم/ ۶۴،۶۵)۔

● "وَاِذَاۤ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَا لِكَ ثُبُوْرًا" (۱۳)۔

"مِنْهَا"= السعیر۔

توضیح:

اور جب یہ لوگ آگ یعنی دوزخ کی کسی تنگ جگہ میں جکڑ کر ڈالے جائیں گے تو

وہاں یہ لوگ ہلاکت کو پکاریں گے۔

- وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا (۳۹)۔

"كُلًّا" الاول منصوب علی الاشتغال۔

الف۔"لَهُ"= لِكُلٍّ۔

تقدیر: وَاَنْذرنا كُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الأمثال۔

توضیح:

اور ہم نے ہر ایک کے سمجھانے کے لئے مثالیں بیان کیں اور انکار کرنے پر سب کا تہس نہس کر دیا۔

ب۔"لَهُ"= للرسول۔

تقدیر: كل الأمثال ضربناها للرسول۔

ہم نے رسول کو سمجھانے کے لئے مثالیں دیں۔

یہ تخریج بعید از قیاس بلکہ اقرب الی الخطاء ہے۔

- وَلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوْا فَاَبٰۤى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا (۵۰)۔

الف۔"صَرَّفْنٰهُ"= صرفنا الذكر والفرقان۔

توضیح:

اور ہم نے اس قرآن کو طرح طرح سے لوگوں میں بیان کیا تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں، مگر اکثر لوگ کفران نعمت کے سوا دوسرا رویہ اختیار کرنے سے کتراتے ہیں۔

یہاں قرآن کا ذکر لفظوں میں نہیں ہے لیکن قرینہ حالی سے صاف ظاہر ہے۔

ب۔"صَرَّفْنٰهُ"= صرفنا الماء۔

سابقہ آیت:

"وَاَنۡزَلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوۡرًا(۴۸)۔

لِّنُحۡیِۦَ بِهٖ بَلۡدَةً مَّیۡتًا وَّنُسۡقِیَهٗ مِمَّا خَلَقۡنَاۤ اَنۡعَامًا وَّاَنَاسِیَّ كَثِیۡرًا(۴۹)۔

توضیح:

اور ہم آسمان سے پاک صاف ستھرا ہوا پانی برساتے ہیں تاکہ اس پانی کے ذریعہ خشک و بے آب و مردہ بستی کو زندہ کریں اور پھر ہم وہ پانی بہت سے چوپایوں اور آدمیوں کو جو ہم ہی نے پیدا کئے ہیں پلاتے ہیں۔

اس طرح ماسبق سے ملائیے تو "صَرَّفۡنَاهُ" کی ضمیر منصوب کا مرجع پانی ہو سکتا ہے، لیکن مرجع کی یہ تخریج آیت زیر غور میں صحیح نہیں معلوم ہوتی، البتہ:

ج۔ صَرَّفۡنَاه أی صرفنا ما ذکر من الأولة الحیات بعد الموت قابل غور ہے۔

ہم نے اپنی رحمت کے آگے آگے ہواؤں کو بشارت بنا کر بھیجے اور آسمان سے پانی برسا کر حیات نو عطا کرتے اور جانداروں کو سیراب کرتے رہتے ہیں اس کرشمہ کو ہم بار بار ان کے سامنے لاتے رہتے ہیں الخ۔

یہ مفہوم فحوائے کلام سے ظاہر ہے۔

- فَلَا تُطِعِ الۡكٰفِرِیۡنَ وَجَاهِدۡهُمۡ بِهٖ جِهَادًا كَبِیۡرًا(۵۲)۔

الف۔ "جَاهِدۡهُمۡ بِهٖ" = جاهد الکافرین بالقرآن۔

توضیح:

اور تم اے محمد کافروں کا کہنا نہ مانو اور اس قرآن کے ذریعہ ان کافروں سے پورے

شدومد سے انتہائی کوشش میں سرگرم رہو۔

ب۔"جَاهِدْهُمْ بِهٖ" کی ضمیر مجرور کامرجع قرآن بالکل واضح ہے اسی کواسلام یا انذار سے سمجھانا جہاد کی شرح ہے، ضمیر کی تخریج نہیں۔

● قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا(۵۷)۔

دیکھئے:انعام کی آیت(۹۱)، فقرہ(۲۲)،"ہود"کی آیت(۹۱)، فقرہ(۱۲)۔

● الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِىْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ، اَلرَّحْمٰنُ فَسْئَلْ بِهٖ خَبِيْرًا(۵۹)۔

الف۔"بِهٖ" ب "اَسْئَلْ" سے متعلق اور خَبِيْر مفعول به۔

تقدیر:فَسْئَلْ عَنْهُ خبِيْرًا عَالِمًا بِكُل شىءٍ وهو اللّٰه۔

الضمير المجرور يعودِ إلى ماذكرْ من خلق الأرض والاستواء على العرش یعنی ضمیر مجرور کامرجع"أمر الخلق"؛پڑھنے میں عرش پر وقف ہوگا۔

توضیح:

اللہ نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے چھ دنوں میں پیدا کیا پھر عرش پر ٹھہرا، وہ اللہ ہی ہے جو نہایت ہی مہربان ہے پیدائش اور اللہ کے عرش پر ٹھہرنے کی بات، اللہ خبردار ہی سے پوچھو (وہی ہر بات کا جاننے والا ہے)۔

"بِهٖ"= بالرحمان، با بمعنى عن۔

تقدیر:فاسْئَلْ عَن الرحمان خَبِيْراً يعنى رجلاً عارِفاً يخبرك۔

خبیر سے مراد بروایت جبرئیل۔

رحمان کی بابت جبرئیل سے پوچھو یا بروایت دیگر۔

مَنْ وَجَدَ ذالكَ فِى كتب المنزلة۔

یعنی اللہ کے بارے میں کسی ایسے شخص سے پوچھو جو من جانب اللہ نازل شدہ کتابوں سے واقف ہو۔

خبیر سے مراد محمد ﷺ بھی ہو سکتے ہیں۔

تخاطب ہر انسان سے ہے، اس لحاظ سے معنی کچھ اس طرح ہوں گے:

اے انسان اللہ اور اس کی صفتوں کے متعلق تو جو کچھ جاننا چاہتا ہے وہ ہمارے رسول محمد ﷺ سے پوچھ:۔

۲۶۔شعراء

- فَاَلْقٰی عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ ثُعْبَانٌ مُّبِیْنٌ (۳۲)۔

دیکھئے: اعراف، آیت (۱۰۷)، فقرہ (۱۳)۔

- وَّنَزَعَ یَدَهٗ فَاِذَا هِیَ بَیْضَآءُ لِلنّٰظِرِیْنَ (۳۳)۔

دیکھئے: اعراف، آیت (۱۰۸)، فقرہ (۱۴)۔

- "قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ، اِنَّهٗ لَكَبِیْرُكُمُ الَّذِیْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ......" (۴۹)۔

دیکھئے: سورۂ طٰہٰ کی آیت (۷۱)، فقرہ (۷)۔

- وَبُرِّزَتِ الْجَحِیْمُ لِلْغٰوِیْنَ (۹۱)۔

"جَحِیْم" مؤنث سماعی ہے۔

توضیح:

اور دوزخ گمراہوں کے آگے نمایاں کردی جائے گی۔

- فَكُبْكِبُوْا فِیْهَا هُمْ وَالْغَاوٗنَ (۹۴)۔

"فِیْهَا" = فِی الْجَحِیْمِ۔

توضیح:

پس وہ اور اس کے ساتھ دوسرے گمراہ بھی دوزخ میں اوندھے منہ ڈال دیئے جائیں گے۔

یادداشت:

جَحِیْم مؤنث کے لئے دیکھئے:

(نازعات/۳۶،۳۹۔ تکویر/۱۲،انفطار/۱۴،۱۵،تکاثر/۷)۔

- وَمَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ(۱۰۹)۔

دیکھئے:انعام آیت(۹۱)،فقرہ(۲۲)اور"ہود" آیت(۹۱)،فقرہ(۱۲)،یہی آیت اس سورۃ میں مزید چار مقامات پر جن کے نشان یہ ہیں:(۱۲۷،۱۴۵،۱۶۷،۱۸۰)۔

- فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ یَوْمِ الظُّلَّةِ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ(۱۸۹)۔

"كَذَّبُوْهُ"= كَذَّبُوْا شُعَیْبًا، "اِنَّهٗ"= اِنَّ عَذَابَ یَوْمِ الظُّلَّةِ۔

اصحاب لئیکۃ کی قوم نے شعیبؑ کی تکذیب کی تو سائبان کے عذاب نے ان کو آدبوچا اور وہ سائبان والے یادگار دن کا عذاب تھا۔

"اِنَّهٗ"= إن الشان۔

حقیقت یہ ہے کہ وہ ایک یادگار دن کا عذاب تھا۔

- وَاِنَّهٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ(۱۹۲،۱۹۳)۔

"وَاِنَّهٗ"= إن القرآن گو قرآن لفظاً مذکور نہیں ہوا، فحوائے کلام سے ظاہر ہے۔

توضیح:

یہ قرآن پروردگار عالم کا اتارا ہوا ہے اس قرآن کو ایک امانت دار فرشتہ لے کر اترا ہے۔

- وَاِنَّهٗ لَفِیْ زُبُرِ الْاَوَّلِیْنَ(۱۹۶)۔

"اِنَّهٗ"= إن القرآن۔

توضیح:

اور یہ قرآن گزرے ہوئے لوگوں کی کتابوں میں بھی موجود ہے۔

تشریح:

خدائے واحد کی بندگی انفرادی ذمہ داری حیات بعد موت، جواب دہی اور انبیاء کی پیروی یہ سب تعلیم ان ساری کتابوں میں تھی جو خدا کی طرف سے نازل ہوئی تھیں۔

- اَوَلَمْ یَكُنْ لَّهُمْ اٰیَةً اَنْ یَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ(۱۹۷)۔

"لَهُمْ"= الكافرون "يَعْلَمَهُ عُلَمَاء بَنى اسرائيل"= يعلم القرآنَ عُلَمَاءُ بَنِىْ اسرائيل۔

- وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِیْنَ(۱۹۸)۔

"نَزَّلْنٰهُ"= نزّل القرآن۔

- فَقَرَاَهٗ عَلَیْهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِیْنَ(۱۹۹)۔

"فَقَرَاَهُ"= فقراء الرسول القرآن "بِهٖ"= بالقرآن۔

- كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ فِیْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِیْنَ(۲۰۰)۔

"سَلَكْنٰهُ"= سلكنه القرآن۔

یادداشت:

اس سلسلہ میں سورۂ حجر کی آیت (۱۲)، فقرہ (۵) بھی ملاحظہ ہو۔

- لَایُؤْمِنُوْنَ بِهٖ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ (۲۰۱)۔

"بِهٖ" = بالقرآن۔

کیا رسالت کا انکار کرنے والوں کے لئے یہ سند نہیں ہے کہ بنی اسرائیل کے علماء قرآن کو جانتے ہیں۔

تشریح:

قرآن جانتے ہیں یعنی اہل مکہ خود قرآنی تعلیم سے ناواقف سہی مگر بنی اسرائیل کے علماء موجود تھے جو جانتے تھے کہ قرآن میں وہی سب کچھ کہا جارہا ہے جو پہلے کی آسمانی کتابوں میں کہا گیا تھا۔

- وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِيْنَ (۱۹۸)۔

توضیح:

اگر ہم اس قرآن کو کسی غیر اہل زبان پر اتارتے اور رسول ان منکرین رسالت کو پڑھ کر سناتا تو یہ لوگ اس قرآن پر ایمان نہیں لاتے، اس طرح ہم نے اس قرآن کو مجرموں کے دلوں سے گزار دیا ہے وہ جب تک دردناک عذاب دیکھ نہ لیں گے قرآن پر ایمان نہیں لائیں گے۔

ملحوظہ:

"اِنَّهٗ" کی ضمیر منصوب کا مرجع بعضوں نے رسول اللہ ﷺ بتایا ہے، لیکن کلام

مبین میں تناسق الضمائر بشئ واحد واضح ہے۔

"سَلَکْنٰهُ" کی ضمیر منصوب کی تفصیل سورۂ حجر کی آیت (۱۲) فقرہ (۵) میں گزر چکی ہے، یہاں اس ضمیر کی تشریح استہزاء کی بجائے لفظ "کفر" یا "تکذیب" سے کی جاسکتی ہے۔

- وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ (۲۱۰)۔

"بِهٖ" = بالقرآن۔

اس کتاب کو شیاطین لے کر نہیں اترے ہیں۔

۲۷- نمل

- يٰمُوْسٰٓى اِنَّهٗٓ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ(۹)۔

"إِنَّهُ"= إن الشان۔

توضیح:

اے موسیٰ واقعہ یہ ہے کہ میں ہی خدائے زبردست ودانا ہوں۔

"اِنَّهٗ"= إنَّ الرَّب، انا برائے تاکید۔

اے موسیٰ پروردگار میں ہوں اللہ زبردست اور دانا ہے۔

"اِنَّهٗ"= إن المتكلم فحوائے کلام سے ظاہر ہے۔

اے موسیٰ تم سے جو مخاطب ہے وہ میں اللہ ہوں زبردست دانا۔

- "وَاَلْقِ عَصَاكَ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ"(۱۰)۔

دیکھئے: اعراب کی آیت(۱۰۷)، فقرہ(۱۳)۔

- "وَاَدْخِلْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ"(۱۲)۔

دیکھئے: اعراف کی آیت(۱۰۸)، فقرہ(۱۴)۔

- "فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ

نِعْمَتَكَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ"(١٩)۔

"تَرْضٰهُ"= تَرْضٰی العمل، تقدیر: رَبِّ اَوْ زِعْنِیْ أن أعمل عملاً صالحاً ترضاه، مفعول محذوف ہے۔

توضیح:

سلیمانؑ چیونٹی کی بات پر ہنس پڑے اور کہا، اے پروردگار مجھے توفیق دیجئے کہ جو احسان آپ نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کئے ہیں ان کا شکر کروں اور ایسا نیک کام کروں کہ اس کام سے آپ خوش ہو جائیں اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں داخل فرمائیں۔

- "اِنَّهٗ مِنْ سُلَیْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ"(٣٠)۔

"اِنَّهٗ مِنْ سُلَیْمٰنَ"= اِنَّ الْکِتٰبَ مِنْ سُلَیْمٰنَ۔

"وَاِنَّهٗ"= وَاِنَّ الکلام المضمون، مضمون الکتاب۔

توضیح:

یہ نامہ گرامی سلیمان کی طرف سے ہے، اور اس میں یہ لکھا ہے کہ میں خدا کا نام لے کر شروع کرتا ہوں۔

- وَاِنِّیْ مُرْسِلَةٌ اِلَیْهِمْ بِهَدِیَّةٍ فَنٰظِرَةٌ بِمَ یَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ(٣٥)۔

"اِلَیْهِمْ"= اِلٰی سُلَیْمَانَ وَاَصْحَابِه۔

ضمیر کا مرجع لفظوں میں مذکور نہیں ہے۔

توضیح:

میں سلیمانؑ اوران کے مشیروں کو کچھ تحفہ بھیجتی ہوں اور دیکھتی ہوں کہ قاصد کیاجواب لاتے ہیں۔

- اِرْجِعْ اِلَيْهِمْ فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَا اَذِلَّةً وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ (۳۷)۔

"اِلَيْهِمْ"= اِلٰی اَهْلِ سباء "بِهَا"= بالجنود "منها"= من القرية،من أرض سباء۔

توضیح:

سلیمانؑ نے اہل سبا کے قاصد سے کہا، تم واپس ملک سباء جاؤ، ہم ان پر ایسے لشکر لے کر حملہ کریں گے کہ اس لشکر کے مقابلہ کی اہل سباء میں طاقت نہ ہوگی اور ہم اہل سباء کو ان کی سرزمین سے بے عزت کر کے نکال دیں گے اور وہ ذلیل ہوں گے۔

- قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ(۳۹)۔

"بِهٖ"= بعرش الملكة"عَلَيْهِ"= عَلَى الْاِتْيَانِ" أتی کے مصدر سے ظاہر ہے۔

توضیح:

جنات میں سے ایک قوی ہیکل جن نے کہا: قبل اس کے کہ آپ اپنی جگہ سے اٹھیں میں ملکہ سباء کے تخت کو آپ کے پاس لاحاضر کرتا ہوں اور مجھے اس کے لانے میں قدرت حاصل ہے اور میں امانت دار بھی ہوں۔

- "قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ

يَرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ،فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ"(۴۰)۔

"عِنْدَهٗ"= عِنْدَ سلیمان "بِہٖ"= بالعرش "رَاٰہُ"= رَاٰء سلیمان العرش۔

اسم لفظوں میں مذکور نہیں ہے،فحوائے کلام سے ظاہر ہے۔

توضیح:

ایک شخص جس کو اللہ کی کتاب میں سے کچھ علم تھا کہنے لگا میں آپ کی آنکھ جھپکنے سے پہلے اس تخت کو آپ کے پاس حاضر کئے دیتا ہوں۔

جب سلیمانؑ نے تخت کو اپنے سامنے رکھا ہوا دیکھا تو کہا: یہ میرے پروردگار کا فضل ہے۔

- فَلَمَّا جَآءَ تْ قِيلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ، قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ وَ اُوْتِيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِيْنَ(۴۲)۔

اُوْتِيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا۔

الف۔ اگر یہ امرأۃ سباء کا قول ہو تو:

تقدیر:أوتینا العلم بصحۃ نبوۃ سلیمان من قبل هٰذِهِ الْاٰيَةِ فِي العرش۔

توضیح:

جب وہ سباء کی عورت آپہنچی تو پوچھا گیا، کیا آپ کا تخت بھی اسی طرح کا ہے تو اس عورت نے کہا یہ تو گویا ہو بہو وہی ہے اور ہم کو اس تخت کے مشاہدہ سے پہلے ہی سلیمانؑ کے نبی ہونے کی حیثیت کا علم ہو چکا تھا اور ہم مسلم ہو چکے تھے۔

ب۔ اگر یہ سلیمانؑ کا قول ہو تو:

تقدیر:أوتینا العلم بقدرۃ اللّٰہ من قبل هذه المرأۃ۔

توضیح:

جب سباء کی عورت آ پہنچی...... اور اس نے کہا یہ تو گویا ہو بہو وہی ہے تو سلیمانؑ نے کہا: ہم نے قدرت خدا کا یہ مشاہدہ پہلی بار ہی نہیں کیا (کہ سباء سے تخت پل مارے ہمارے پاس آ موجود ہو گیا) اللہ نے ہمیں اس واقعہ سے پہلے ہی علم عطا فرمایا تھا اور ہم مسلم ہو چکے تھے۔

ج۔ اور اگر یہ قول سلیمانؑ کے اصحاب کا ہو تو:

تقدیر: **ماسلامها و مجيئها طائعةً من قبل مجيئها۔**

توضیح:

جب سباء سے...... وہی ہے تب سلیمانؑ کے اصحاب نے کہا ہمیں تو اللہ نے امرأۃ سباء کے اطاعت گزارانہ آمد سے پہلے اپنے علم سے یعنی ہدایت سے نوازا تھا اور ہم مسلم ہو چکے تھے۔

- **وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ، اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ (۴۳)۔**

الف۔ **"صَدَّهَا" = صَدَّ سليمان عليه السلام امرأة سباء۔**

توضیح:

اور جو خدا کے سواء اور کی پرستش کرتی تھی سلیمانؑ نے اس کو اس غیر اللہ کی پرستش سے منع کیا اور اس سے پہلے تو وہ کافروں میں سے تھی۔

ب۔ صد الله إمرأة سباء اور وہ جو خدا کے سوا اور کی پرستش کرتی تھی اللہ نے اس کو اس پرستش سے روک دیا، اس واقعہ سے پہلے وہ کافروں میں سے تھی۔

● قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ(۴۹)۔

الف۔نبيتنهٗ "اَهْلَهٗ وَلِيِّهٖ وأهْلِهٖ" جملہ واحد غائب ضمیروں کا مرجع صالحؑ ہیں۔

توضیح:

کہنے لگے خدا کی قسم کھاؤ کہ ہم صالحؑ کے گھر پر اور اس کے گھر والوں پر شبخون ماریں گے، پھر صالحؑ کے وارث سے کہہ دیں گے کہ ہم صالحؑ کے گھر والوں کے موقع پر ہلاکت پر گئے ہی نہیں تھے اور ہم سچ کہتے ہیں۔

ب۔"مَهْلِكَ أهْلِهٖ" = مهلك أهل الولي۔

کہنے لگے خدا کی قسم کھاؤ کہ ہم صالحؑ کے گھر پر اور اس کے گھر والوں پر شبخون ماریں گے پھر صالحؑ کے وارث سے کہیں گے کہ ہم تو وارث کے گھر والوں کے موقع ہلاکت پر گئے ہی نہیں اور ہم سچ کہتے ہیں۔

● "اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ، مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا"(۶۰)۔

"شَجَرَهَا" = شَجَرَ الحدائق۔

توضیح:

آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا اور تمہارے لئے کس نے آسمان سے بارش برسائی پھر ہم نے اس پانی کے ذریعہ سبز باغ اگائے، یہ تمہارا کام تو نہ تھا کہ تم اپنے باغوں کے درخت اگاتے۔

● "اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ بِحُكْمِهٖ......"(۷۸)۔

الف۔ "بِحُکْمِہٖ" = بحکم الرب۔

توضیح:

قیامت کے روز تمہارا پروردگار ان کافروں میں اپنے حکم سے فیصلہ کر دے گا۔

ب۔ "بِحُکْمِہٖ" = بحکم القُرْآن۔

تمہارا پروردگار ان کافروں میں قرآن کے مطابق فیصلہ کر دے گا یعنی قرآن میں جو جو حکم جس طرح بیان کئے گئے ہیں اس کے مطابق۔

۲۸۔ قصص

- وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّیْ وَلَكَ، لَاتَقْتُلُوْهُ، عَسٰٓی اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّهُمْ لَايَشْعُرُوْنَ(۹)۔

الف۔"وَهُمْ لَايَشْعُرُوْنَ" فرعون والِ فرعون هذا ابتداء كلام من اللّٰه۔

اگر یہ نیا جملہ ہو تو:

توضیح:

فرعون کی بیوی نے کہا یہ میرے اور تمہارے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، اس کو مت قتل کرو، کیا تعجب کہ یہ ہمارے لئے مفید ہو یا ہم اسے بیٹا ہی بنالیں اور فرعون کی بیوی وغیرہ انجام سے بے خبر تھے۔

ب۔ اگر یہ قول فرعون کی بیوی کا ہو تو:

"هم"= بنو إسرائيل، تقدیر: لايشعرون بنو إسرائيل "إنا اَلتَقَطْنَاهُ" التقطنا موسیٰ۔

فرعون کی بیوی نے کہا...... اور بنو اسرائیل اس بات سے ناواقف رہیں گے کہ ہم نے اس بچے (موسیٰ) کو دریا سے اٹھالیا ہے۔

- وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسیٰ فٰرِغًا، اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِیْ بِهٖ لَوْلَآ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰی قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ(۱۰)۔

الف۔ "بِہٖ" = بموسیٰ۔

توضیح:

اور موسیٰؑ کی ماں کادل بے قرار ہو گیا، اگر ہم اس کے دل کو مضبوط نہ کردیتے تو قریب تھا کہ وہ موسیٰ کی شناخت کرادیتی (اس کے دل کو مضبوط کرنے کی غرض یہ تھی) کہ موسیٰ کی والدہ مومنوں میں رہے۔

ب۔ "بِہٖ" = بالوحی، تقدیر: إن کانت لتبدی بالوحی الذی اوحَینَاہُ اِلَیْھَا أن نردہ عَلَیْھَا۔

اور موسیٰ کی ماں...... قریب تھا کہ موسیٰ کی والدہ یہ بات ظاہر کردیتی کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ دریا میں ڈالا ہوا بچہ بھی میرے پاس لوٹا دیا جائے گا۔

یہ تاویل بعید از صواب معلوم ہوتی ہے۔

- وَقَالَتْ لِاُخْتِہٖ قُصِّیْہِ فَبَصُرَتْ بِہٖ عَنْ جُنُبٍ وَّھُمْ لَایَشْعُرُوْنَ(۱۱)۔

"وَھُمْ لَایَشْعُرُوْنَ" = ال فرعون لایشعرون۔

ضمیر کا مرجع لفظوں میں مذکور نہیں سیاق وسباق سے ظاہر ہے۔

- "اِنَّہٗ عَدُوٌّ مُضِلٌّ مُبِیْنٌ"۔

توضیح:

موسیٰؑ کی والدہ نے موسیٰؑ کی بہن سے کہا اس کے پیچھے پیچھے انجان طور سے جا۔ چنانچہ موسیٰؑ کی بہن دیکھتی رہی اور آل فرعون کو پتہ نہیں چلا کہ بچہ سے (موسیٰ سے) اس کا کوئی تعلق ہے۔

- وَحَرَّمْنَا عَلَیْہِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ ھَلْ اَدُلُّکُمْ عَلٰٓی

اَهْلِ بَیْتٍ یَّکْفُلُوْنَهٗ لَکُمْ وَهُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ (۱۲)۔

الف۔ ”وَهُمْ له نٰصحون“= هم أی اَهْلِ بیت ”لَهٗ“= موسیٰ۔

توضیح:

اور ہم نے پہلے ہی سے موسیٰؑ پر لناؤں کے دودھ حرام کردیئے تھے تو موسیٰؑ کی بہن نے فرعون اور اس کی بیوی سے کہا میں تمہیں ایسے گھر والے بتاتی ہوں کہ تمہارے اس بچہ کو پالیں اور گھر والے اس بچہ کی خیر خواہی سے پرورش کریں۔

ب۔ ”وهم له ناصحون“= هم: فرعون اور اس کی بیوی کے مشیر۔

”له“= لفرعون۔

اور ہم نے...... موسیٰ کو بہن نے کہا میں تمہیں ایسے گھرانے کا پتہ بتاتی ہوں جو تمہارے لئے اس بچہ کی پرورش کریں اور یہ اس وقت کی بات ہے جب کہ فرعون اور اس کی بیوی کے مشیر فرعون کی خیر خواہی کرتے ہوئے بچہ کی بابت مشورہ کررہے تھے۔

اس توجیہ میں سراسر تکلف ہے ایسی توجیہوں کے بارے میں یہ کلیہ یاد رہنا مناسب ہے کہ:۔

”متی اَمْکَنَ حَمْلُ الْکَلَام علی ظاهرهٖ مِنْ غَیْرِ حذف وفصل کان أحسن۔

مطلب یہ کہ کلام کی توجیہ حذف کے بغیر لفظوں سے واضح ہو رہی ہو تو پھر اس حذف یا فصل فرض کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔

بطور تاکید یہاں کلام مبین کا اصول دہرانا مناسب ہے۔

تناسق الضمائر لشی واحد أوضح۔

- ”وَدَخَلَ الْمَدِیْنَةَ عَلٰی حِیْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِیْهَا رَجُلَیْنِ یَقْتَتِلٰنِ هٰذَا مِنْ شِیْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِیْ مِنْ شِیْعَتِهٖ عَلَی الَّذِیْ مِنْ عَدُوِّهٖ فَوَکَزَهٗ مُوْسٰی

فَقَضٰی عَلَیۡهِ قَالَ هٰذَا مِنۡ عَمَلِ الشَّیۡطٰنِ“......الخ(۱۵)۔

یہاں رجلین میں ایک کوقبطی اور دوسرے کو بنی اسرائیل میں سے ایک فرض کیا گیا ہے۔ ”شیعہ“ اول ودوم اور ”عدوہ“ اول ودوم میں ضمیر واحد غائب کا مرجع موسٰی۔

”وَکَزَهٗ“= وَکَزَ مُوۡسٰی القبطیَ۔

”قَضٰی عَلَیۡهِ“= قضی موسیٰ علی القبطی۔

توضیح:

موسیٰؑ ایسے وقت شہر میں داخل ہوئے کہ شہر کے باشندے بے خبر سو رہے تھے تو موسیٰؑ نے دیکھا وہاں دو شخص لڑ رہے تھے ایک تو موسیٰ کی قوم کا ہے اور دوسرا موسیٰ کے دشمنوں میں سے تو جو شخص موسیٰ کی قوم میں سے تھا (اسرائیلی) اس نے دوسرے (مصری قبطی) کے مقابلہ میں جو موسیٰ کے دشمنوں میں سے تھا مدد طلب کی تو موسیٰ نے اس قبطی کے گھونسا مارا اور اس کا کام تمام کر دیا۔ موسیٰ کہنے لگے یہ کام شیطان کے اغواء سے ہوا۔ بے شک شیطان انسان کا دشمن اور اس کو کھلم کھلا بہکانے والا ہے۔

ب۔”قضٰی علیه“= قضی الوکز علی المصری۔

موسیٰ نے قبطی کے گھونسا رسید کیا تو اس گھونسے نے قبطی کا کام تمام کر دیا۔

اس توجیہ کا تکلف ظاہر کرنا ضروری معلوم نہیں ہوتا۔

”قَضٰی“ کی ضمیر مستتر کو اللہ کی طرف راجع کرنا بھی کچھ اسی نوعیت کا ہے۔

- فَاَصۡبَحَ فِی الۡمَدِیۡنَةِ خَآئِفًا یَّتَرَقَّبُ فَاِذَا الَّذِی اسۡتَنۡصَرَهٗ بِالۡاَمۡسِ یَسۡتَصۡرِخُهٗ، قَالَ لَهٗ مُوۡسٰۤی اِنَّکَ لَغَوِیٌّ مُّبِیۡنٌ(۱۸)۔

”اِسۡتَنۡصَرَهٗ وَیَسۡتَصۡرِخُهٗ“ کی ضمیر واحد مذکر منصوب کا مرجع موسیٰ۔

توضیح:

موسیٰ صبح سویرے ڈرتے ڈرتے شہر میں داخل ہوئے کہ دیکھیں کیا ہوتا ہے ناگہاں وہی شخص جس نے گذشتہ روز موسیٰ سے مدد مانگی تھی پھر موسیٰ کو پکار رہا ہے۔ موسیٰ نے اس پکارنے والے سے کہا تو تو کھلی گمراہی میں ہے۔

- **فَلَمَّآ اَنْ اَرَادَ اَنْ يَّبْطِشَ بِالَّذِیْ هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا قَالَ يٰمُوْسٰٓى اَتُرِیْدُ اَنْ تَقْتُلَنِیْ كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا بِالْاَمْسِ اِنْ تُرِیْدُ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا فِی الْاَرْضِ وَمَا تُرِیْدُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِیْنَ (١٩)۔**

الف۔ "اَنْ اَرَادَ اَنْ يَّبْطِشَ" = فَلَمَّا اَنْ اَرَادَ مُوْسٰى اَنْ يَّبْطِشَ۔

پھر موسیٰ نے ارادہ کیا کہ اس آدمی پر حملہ کرے جو دونوں کا دشمن تھا (یعنی مصری قبطی) تو قبطی نے کہا کیا تو آج مجھے اسی طرح قتل کرنے چلا ہے جس طرح کل ایک شخص کو قتل کر چکا ہے بس تم زمین میں اپنی دھاک جمانا چاہتے ہو اور صلح کروانا نہیں چاہتے۔

ب۔ اَرَادَ اَنْ يَّبْطِشَ الإسرائيلي بالقبطي فنهاه موسٰى فخاف الإسرائيلي منه فقال أتريد أن تَقْتُلَنِیْ الخ۔

پھر جب اسرائیلی نے ارادہ کیا کہ اس آدمی (مصری قبطی) پر حملہ کرے جو دونوں کا (موسیٰ اور خود اس اسرائیلی کا) دشمن تھا تو موسیٰ نے اس اسرائیلی کو سختی سے منع کیا اس پر اسرائیلی نے کہا کیا تم مجھے بھی اسی طرح قتل کرنا چاہتے ہو جس طرح کل تم نے ایک آدمی کو قتل کر ڈالا۔

- **اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ یُؤْمِنُوْنَ (٥٢)۔**

الف۔ "قَبْلِهٖ" = قبل القرآن "بِهٖ" بالقرآن۔

توضیح:

جن لوگوں کو ہم نے اس قرآن سے قبل کتاب دی تھی وہ اس قرآن پر ایمان لے آئے ہیں۔

ب۔ "قبلہ" قبل محمد ﷺ اسی طرح "بہ" کی ضمیر مجرور کا مرجع ہے۔

جن لوگوں کو ہم نے محمد ﷺ سے قبل کتاب دی تھی وہ محمد ﷺ پر ایمان لاتے ہیں۔

- وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْآ اٰمَنَّا بِهٖ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ(۵۳).

"عليهم"= على أهل الكتب العالية المنزلة من اللّٰه۔

الف۔ "بِهٖ"= بالقرآن "اِنَّهٗ"= إن القرآن "قَبْلِهٖ"= قبل نزول القرآن بحذف مضاف۔

توضیح:

اور جب اہل کتاب قوموں کو قرآن پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو وہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اس قرآن پر ایمان لائے بیشک وہ قرآن ہمارے پروردگار کی طرف سے حق ہے اور ہم تو اس قرآن کے نازل ہونے سے پہلے ہی مسلم تھے۔

ب۔ "بِهٖ"= بمحمد "با" سببيه "قَبْلِهٖ"= قبل محمد۔

اور جب اہل کتاب قوموں کو قرآن پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو وہ لوگ کہتے ہیں ہم محمد کی وجہ سے ایمان لے آئے بے شک قرآن ہمارے پروردگار کی طرف سے حق ہے اور ویسے ہم تو محمد کی بعثت سے پہلے بھی مسلم تھے۔

- "وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا

رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا"(۵۹)۔

"اُمِّهَا"= اُمّ القری "عَلَيهم"= عَلٰی اَهْلِ القری مضاف محذوف۔

توضیح:

اور تمہارا پروردگار بستیوں کو ہلاک نہیں کرتا جب تک کہ ان بستیوں کے صدر مقام میں کوئی پیغمبر نہ بھیجدے جو وہاں کے باشندوں کو ہماری آیتیں سنائے۔

● وَقِيْلَ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَرَاَوُا الْعَذَابَ لَوْ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَهْتَدُوْنَ (۶۴)۔

الف۔ "دَعَوْهُمْ"= دعا المشركون شركاءَ هُم "لَمْ يَسْتَجِيْبُوا لهم" لَمْ يَسْتَجِبِ الشُرَكاء و مُشْرِكيهم "رَأَوُا"= الداعيون والمدعوون "أنهم"= الداعيون والمدعوون۔

توضیح:

اور یوم قیامت مشرکوں سے کہا جائے گا تم اپنے اپنے شریکوں کو بلاؤ، تو مشرک اپنے شریک کاروں کو پکاریں گے اور وہ اپنے پکارنے والوں کو جواب نہ دے سکیں گے اور پکارنے والے اور پکارے جانے والے دونوں ہی عذاب کو دیکھ لیں گے دونوں گروہ تمنا کریں گے کہ کاش وہ ہدایت یاب ہوتے۔

ب۔ "رَأَوُا"= الداعون "اَنَّهُمْ"= أن الداعين۔

اس صورت میں پکارے جانے والوں سے بے جان اشیاء مراد لینا شاید نامناسب نہ رہے۔

مطلب یہ کہ: جب مشرکوں سے کہا جائے گا کہ بلاؤ اب اپنے اپنے معبودوں کو تو وہ کچھ بھی جواب نہیں دے سکیں گے، اور پکارنے والے عذاب دیکھ لیں گے تو یہ پکارنے

والے مشرک تمنا کریں گے کاش وہ ہدایت یاب ہوتے۔

- وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ(۷۳)۔

الف۔"تَسْكُنُوْا فِيْهِ"= فِي اللَّيْلِ "فَضْلِهٖ"= فضل الله۔

توضیح:

اور اللہ نے اپنی رحمت سے تمہارے لئے رات اور دن بنائے تاکہ تم رات میں آرام کرو اور دن میں اللہ کا فضل رزق تلاش کرو۔

ب۔"لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ"= فِيْ اللَّيْل وَالنهار أى فى الزمان۔

"فَضْلِهٖ"= فضل النهار۔

اور اللہ نے اپنی رحمت سے تمہارے لئے دن اور رات بنائے تاکہ تم ان میں آرام کرو اور دن میں کام کر کے دن کی برکت تلاش کرو۔

پہلا قول: اقرب الى الصواب معلوم ہوتا ہے۔

- قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ اَوَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّاَكْثَرُ جَمْعًا وَلَا يُسْئَلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ(۷۸)۔

الف۔"اُوْتِيْتُهٗ" أو تيت "ما" موصول "قَبْلِهٖ"= قبل قارون۔

"مِنْهُ"= من قارون "ذُنُوْبِهِمْ"= ذنوب القرون أى ذنوب من هلك من القرون۔

توضیح:

تقدیر: لَايُسْئَلُ غيرهم ممن! جرم ولا ممن لم يجرم عما أهلكه الله بل

كُلّ نفسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ وَلَاتَزِرُوْا زوةٌ وِزرا أُخرى۔

قارون نے کہا: جو کچھ مجھے ملا وہ میری دانش کے زور سے ملا ہے کیا قارون نہیں جانتا کہ خدا نے اس سے (قارون سے) پہلے بہت سی امتوں کو ہلاک کر ڈالا۔ ایسے لوگوں کو جو اس قارون سے قوت میں بہت بڑھے ہوئے تھے، اور ان کا جتھا بھی بہت زیادہ تھا اور یہ سب تباہ ہو چکے ہیں۔

جو امتیں تباہ ہو چکی ہیں ان کے گناہوں کا دوسرے گناہ گاروں سے کوئی سوال نہ ہوگا جس کسی نے جیسا کیا وہ ویسا ہی بھگتے گا۔ ایک کے گناہ کی جواب دہی دوسرے کے ذمہ ہر گز نہیں ہوگی۔

ب۔ "ذُنُوْبِهِمْ" = ذنوب الناس أى ذنوب المجرمين۔

گناہ گاروں سے ان کے گناہوں کے بارے میں پوچھنے کی ضرورت نہیں ہوگی، گناہ گاری ان کے چہروں ہی سے ظاہر ہوگی۔ ان کی بد اعمالیوں کے بارے میں نہ تفتیش کی ضرورت، نہ ان بد بختوں کو چوں وچرا کی گنجائش، ان کو سزا بھگتنی پڑے گی۔

- وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا، وَلَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ(۸۰)۔

الف۔ "لَا يُلَقّٰهَا" = الإثابة أى ثواب بمعنى اَثابة۔

یہ از روئے عربیت بالکل درست ہے۔

توضیح:

اور جن لوگوں کو علم دیا گیا تھا انہوں نے دولت مندی کی آرزو کرنے والوں سے کہا تھا: افسوس تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ ایمان لانے والوں اور نیکو کاروں کے لئے دنیا اور آخرت میں اللہ کی دین اس قارون کی دولت سے کہیں بہتر ہے، اور وہ کسی اور کو نہیں صرف صبر کرنے والوں کو ملے گی۔

ب۔ "یُلَقّٰھَا" کی ضمیر منصوب مؤنث کسی نے کلمہ کی طرف یہ کہہ کر پھیری ہے کہ یہ "العلماء" سے ماخوذ ہے۔

بعض معرب اس کو اعمال صالحہ کی طرف لے گئے ہیں اور بعضوں نے اس سے حکمت یا معرفت مراد لی ہے۔

يلقى الكلمة: يلقى أعماله الصالحة، يلقى الحكمة، يلقى المعرفة۔

راقم الحروف کو پہلا قول اقرب الی الصواب معلوم ہوتا ہے: وَالْعِلْمُ عِنْدَ الخبير۔

● "تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَايُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا" (۸۳)۔

"نَجْعَلُهَا" = نَجْعل الدار الأخرة۔

دار مونث سماعی ہے۔

توضیح:

وہ جو قیام گاہ آخرت ہے ہم نے وہ جائے قیام ان لوگوں کے لئے تیار کر رکھی ہے جو ملک میں ظلم اور بگاڑ کا ارادہ نہیں رکھتے۔

سورۂ فاطر میں ہے:

"اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرٌ، نِ الَّذِيْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ، لَايَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ وَّلَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ" (۳۵،۳۴)۔

بے شک ہمارا پروردگار بخشایندہ وقدر دان ہے جس نے ہم کو اپنے فضل سے ہمیشہ رہنے والی قیام گاہ میں اتارا۔ اس قیام گاہ میں ہم کو کوئی رنج نہیں پہنچے گا اور اس جگہ ہمیں تکان بھی نہیں ہوگی۔

یادداشت:

الدَّارُ الْاٰخِرَۃ: صفت موصوف جن مقاموں پر آیا ہے ان کے حوالے مندرجہ ذیل ہیں:

☆ (بقرہ/۹۴)=قُلْ اِنْ کَانَتْ لَکُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَۃُ عِنْدَ اللّٰہِ خَالِصَۃً، الخ.

☆ (انعام/۳۲)"وَالدَّارُ الْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ"۔

☆ (اعراف/۱۶۹)"وَالدَّارُ الْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ"۔

☆ (قصص/۷۷)"وَابْتَغِ فِیْمَا اٰتَاکَ اللّٰہُ الدَّارَ الْاٰخِرَۃَ"۔

☆ (قصص/۸۲) "تِلْکَ الدَّارُ الْاٰخِرَۃُ نَجْعَلُھَا لِلَّذِیْنَ لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا، وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ" (۸۳)۔

☆ (عنکبوت/۶۴)"وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَۃَ لَھِیَ الْحَیَوَانُ"۔

☆ (احزاب/۲۹)"وَاِنْ کُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَۃَ"۔

۲۹- عنکبوت

- فَاَنْجَیْنٰهُ وَاَصْحٰبَ السَّفِیْنَةِ وَجَعَلْنٰهَآ اٰیَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ (۱۵)۔

"اَنْجَیْنٰهُ"= أنجینا نوحاً، جَعَلْنٰهَا= جَعَلْنَا السَّفِیْنَةَ۔

توضیح:

اور ہم نے نوح کو اور کشتی نشینوں کو نجات دی اور کشتی کو اہل علم کے لئے نشانی بنادیا۔

- "فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ، وَقَالَ اِنِّیْ مُهَاجِرٌ اِلٰی رَبِّیْ الخ" (۲۶).

الف۔ "لَهٗ"= لإبراهیم، "قال اِنِّیْ مهاجرٌ"= قال لوط اِنِّیْ مهاجر۔

توضیح:

پھر ابراہیمؑ پر لوطؑ ایمان لے آئے اور (لوطؑ نے) کہا میں اپنے پروردگار کی طرف ہجرت کرنے والا ہوں۔

ب۔ "قَالَ اِنِّیْ مهاجِرٌ"= قال إبراهیم اِنِّیْ مُهَاجِرٌ۔

پھر ابراہیم پر لوط ایمان لائے اور ابراہیم نے کہا میں الخ۔

- اِنَّا مُنْزِلُوْنَ عَلٰٓی اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا کَانُوْا یَفْسُقُوْنَ، وَلَقَدْ تَّرَکْنَا مِنْهَآ اٰیَةً بَیِّنَةً لِّقَوْمٍ

يَعْقِلُوْنَ(۳۴،۳۵)۔

"مِنْهَا"= مِنَ القريَةِ۔

توضیح:

ہم اس بستی کے رہنے والوں پر اس سبب سے کہ یہ بدکرداری کرتے رہے ہیں عذاب نازل کرنے والے ہیں اور ہم نے سمجھنے والے لوگوں کے لئے اس بستی سے ایک کھلی نشانی چھوڑ دی ہے۔

ضمیر مونث منصوب کا مرجع "عقوبة یا فعلة" بتانا قرین صواب نہیں معلوم ہوتا۔

- "فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْبِه"(۴۰)۔

دیکھئے: سورۂ فرقان آیت(۳۹)۔

- وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِه مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا الَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ(۴۸)۔

"قبله"= قبل إنزال الكتٰبِ، مرجع فحوائے کلام سے ظاہر ہے۔

اسی طرح "تخطه" سے "تخط الكتب" نمایاں ہے۔

توضیح:

اے محمدؐ تم ہماری کتاب نازل ہونے سے پہلے کوئی کتاب نہیں پڑھتے تھے، اور نہ کوئی کتاب اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے اگر ایسا ہوتا تو شاید باطل پرست شک میں پڑ سکتے تھے۔

- "بَلْ هُوَ اٰيٰتٌ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ"(۴۹)۔

"هُوَ"= الكتاب، اس سے پہلے کی آیت: "اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الْكِتٰبَ" الخ سے ظاہر ہے مراد قرآن۔

توضیح:

یہ قرآن روشن آیتیں ہیں جن لوگوں کو علم دیا گیا ہے ان کے سینوں میں محفوظ ہے۔

- "وَقَالُوْا لَوْلَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ"(۵۰)۔

"عَلَيْهِ"= عَلی محمد۔

دیکھئے: یونس کی آیت(۲۰)، فقرہ(۲)۔

- اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ، اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ(۶۲)۔

"لَهٗ"= للعبد "مِنْ عباده"= مِنْ بَعْضِ عِباد اللّٰه مضاف محذوف۔

توضیح:

خدا ہی اپنے بندوں میں سے جس بندے کے لئے چاہتا ہے اس کی روزی فراخ کر دیتا ہے اور جس بندہ کے لئے چاہتا ہے اس کی روزی تنگ کر دیتا ہے۔

۳۰-روم

● اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ کَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَآ اَکْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَجَآءَ تْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ، فَمَا کَانَ اللّٰهُ لِیَظْلِمَهُمْ وَلٰکِنْ کَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ(۹)۔

"قَبْلِهِمْ"= قبل مخاطبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اسی طرح مجرور "مِنْهُمْ"۔

"جَآء تهم، رُسُلُهُمْ، یَظْلِمَهُمْ، اَنْفُسَهُمْ"= جمع مذکر ضمیروں کا مرجع محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مخاطبوں سے پہلے کی قومیں ہیں۔

توضیح:

کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا انکار کرنے والے لوگ زمین میں اِدھر اُدھر چلے پھرے نہیں کہ انہیں ان قوموں کا انجام نظر آتا جو اِن منکرین رسالت محمدیؐ سے پہلے گزر چکی ہیں وہ قومیں ان منکرین سے زیادہ طاقتور تھیں اور انہوں نے زمین کو بہت کچھ کھودا تھا اور اس کو اتنا آباد کیا تھا جتنا کہ ان منکروں نے آباد نہیں کیا، ان گزری ہوئی قوموں کے پاس ان کے رسول کھلی نشانیاں لے کر آئے تھے، پھر اللہ ان پر ظلم کرنے والا نہیں تھا مگر وہ خود اپنے آپ پر ظلم کر رہے تھے۔

● اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ(۱۱)۔
"يُعِيْدُهٗ"= يعيد الخلق، "اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ"= اِلى اللّٰهِ ترجعون۔

توضیح:

خدا ہی خلقت کو پہلی بار پیدا کرتا ہے، خدا ہی خلقت کو دوبارہ پیدا کرے گا پھر تم اللہ ہی کی طرف لوٹ جاؤ گے۔

● وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً، اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ(۲۱)۔
"اِلَيْهَا"= دیکھئے: اعراف آیت(۱۹۸)، آخری فقرہ۔

● "وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ"(۲۷)۔
"هُوَ الَّذِيْ"= اَللّٰهُ الَّذِيْ "يُعِيْدُهٗ"= يُعِيْدُ الْخَلْقَ "هُوَ اَهْوَنَ"= العود اَهون۔
الف۔"عَلَيْهِ" عَلَى اللّٰه۔

توضیح:

اور وہ اللہ ہی تو ہے جو خلقت کو پہلی دفعہ پیدا کرتا ہے پھر اسی خلق کو دوبارہ پیدا کرے گا اور یہ عود(دوبارگی) اللہ پر آسان ہے۔

ب۔"عَلَيْهِ"= عَلَى الخلق۔
اور وہ......اور یہ دوبارہ ہمیشگی کی زندگی کی طرف لوٹنا مخلوق پر آسان ہے۔

● اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوْا بِهٖ يُشْرِكُوْنَ(۳۵)۔
"هُوَ"= السُّلْطٰن۔

توضیح:

کیا ہم نے ان پر کوئی سلطان، (دلیل وحجت) نازل کی ہے جو ان مشرکوں کو خدا کے ساتھ شریک کرنا بتاتی ہے۔

- "فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ يَوْمَئِذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ"(۴۳)۔

"لَهٗ"= لِيَوْم القيامة۔

توضیح:

تو اس روز (قیامت کے وقت) سے پہلے جو خدا کی طرف سے آکر رہے گا اور وہ وقت رک نہیں سکے گا تم دین کے سیدھے رستہ پر رخ کئے جرأت مندانہ چلے چلو اس روز سب لوگ منتشر ہو جائیں گے۔

- اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ كَيْفَ يَشَآءُ وَيَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ، فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ(۴۸)۔

"يَبْسُطُهٗ"= يَبْسُطُ اللّٰهُ السحاب. "يَجْعَلُهٗ"= يَجْعَلُ اللّٰهُ السحاب، "مِنْ خِلَالِهٖ"= مِنْ خلال السحاب، "أصاب بِهٖ"= اَصَابَ اللّٰه بالودق۔

توضیح:

خدا ہی تو ہے جو ہواؤں کو چلاتا ہے اور ہوائیں بادل کو ابھارتی ہیں پھر خدا جس طرح چاہتا ہے بادل کو آسمان میں پھیلاتا ہے اور پھر بادل کے لکوں کو تہہ بتہہ کر دیتا ہے،

پھر تم دیکھتے ہو کہ بادل کے درمیان سے مینہ نکلنے لگتا ہے پھر جب اللہ اپنے بندوں میں سے جن پر چاہتا ہے وہ مینہ برسادیتا ہے تو بندے خوش ہو جاتے ہیں۔

یادداشت:

دیکھئے: سورۂ نور کی آیت (۴۳)، فقرہ (۱۱)۔

- وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِيْنَ (۴۹)۔

"مِنْ قَبْلِهٖ" = مِنْ قبل تنزيل الغيث۔

یہ غالبًا "مِنْ قَبْلِ اَنْ الخ" کی تاکید ہے۔

توضیح:

اگرچہ لوگ بارش برسنے سے پہلے اس کے برسنے سے ناامید ہو رہے تھے۔

- وَلَئِنْ اَرْسَلْنَا رِيْحًا فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظَلُّوْا مِنْ بَعْدِهٖ يَكْفُرُوْنَ (۵۱)۔

"رَاَوْهُ" = رَاَوْ النبات۔

یہ اسم سیاق کلام سے ظاہر ہے لفظوں میں مذکور نہیں ہے۔

"مِنْ بَعْدِهٖ" = مِنْ بَعْدِ الإصفراء یہ لفظ مصفراً سے ظاہر ہے۔

توضیح:

اور اگر ہم ایسی ہوائیں بھیجیں کہ وہ اس ہوا کی وجہ سے کھیتی کو دیکھیں کہ وہ زرد ہو گئی ہے تو کھیتی کی زردی دیکھنے کے بعد وہ ناشکری کرنے لگ جاتے ہیں۔

یادداشت:

معربین قرآن نے غالباً ٹھیک بتایا ہے کہ "رأوہ" کی ضمیر منصوب کا مرجع "ریح" یا "سحاب" یا اثر احتمالی ہے اسی طرح "مِنْ بَعْدِہٖ" کی ضمیر مجرور کا مرجع ارسال یا "مِنْ بَعْدِ کَونھم رَاجِیْنَ" احتمالی تخریج ہے۔

تقدیر: یکفرون مِنْ بَعْدِ کَوْنِهِمْ راجین۔

مطلب غالباً یہ کہ:

بادلوں کو دیکھ کر بارش کی توقع کرتا مگر جب ہوا بادلوں کو اڑا لے گئی بارش نہیں ہوئی زردی مائل غبار چھا گیا تو بارش سے مایوس ہو کر اللہ کی ناشکری کرتا۔

پہلا قول قرین اصوب معلوم ہوتا ہے۔ والعلم عند الخبیر۔

۳۱-لقمان

- "وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّیَتَّخِذَهَا هُزُوًا....."(٦)۔

الف۔"یَتَّخِذَهَا"= یَتَّخِذَ السَّبِیْل۔

دیکھئے: آل عمران آیت (۹۹)، فقرہ(١٦)۔

توضیح:

اگر لوگوں میں بعض ایسا ہے جو بے جانے بے سمجھے بے ہودہ داستانیں خرید تا ہے، تا کہ لوگوں کو بے جانے بوجھے خدا کے راستہ سے گمراہ کرے اور خدا کے راستے کا استہزاء کرے۔

ب۔"یَتَّخِذَهَا"= یتخذ الأحادیث حدیث بمعنی احادیث۔

سبیل سے آیت کے معنی واضح ہیں، اس لئے مذکور الصدر تاویل کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔

ج۔"یتخذها"= یتخذ الآیات۔

اس کو ضمیر کی تخریج کی بجائے تفسیر کہنا زیادہ مناسب ہے۔

- "خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا......الخ"(١٠)۔

دیکھئے: سورۂ رعد دوسری آیت پہلا فقرہ۔

- "یٰبُنَیَّ اِنَّهَآ اِنْ تَکُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَکُنْ فِیْ صَخْرَةٍ اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ اَوْ فِی الْاَرْضِ یَاْتِ بِهَا اللّٰهُ......"(١٦)۔

الف۔"اِنَّهَا"= الفعلة=اسی طرح اسم کان اِنْ تَکُ= اِنْ تَکُ الفعلة۔

توضیح:

لقمان نے کہا: بیٹا! اگر کوئی عمل خواہ اطاعت میں ہو یا معصیت میں اور وہ وزن میں رائی کے دانے کے برابر ہی کیوں نہ ہو اور وہ خواہ کسی پتھر کے نیچے ہو یا آسمانوں میں چھپایا ہوا ہو یا زمین میں ہو تب بھی خدا اس عمل کو قیامت کے دن جزاء و سزاء کے لئے لا حاضر کرے گا۔

ب۔ "اِنَّھَا" = إن القصة أو إن الحقيقة۔

اسم "کان" اس صورت میں بھی "فعلة یا مسللة" جیسا کوئی اسم مونث ہی ہوگا۔

لقمان نے کہا بیٹا حقیقت یہ ہے کہ کوئی بات کوئی چیز بھی خواہ وہ وزن میں رائی کے دانہ کے برابر ہی الخ۔

ملحوظہ:

فعل ناقص کائت مونث باعتبار معنی درست ہے "کأنه قال إنْ تَكُ حَبَّةٌ مِنْ خَرْدلٍ"۔

دیکھئے: انبیاء کی آیت (۴۷)، فقرہ (۹)۔

◉ "وَلَوْ اَنَّمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ" (۲۷)۔

"يَمُدُّهٗ" = يمد البحر ما في الأرض الخ۔

"بَعْدِهٖ" = بعد نفاذ ما في البحر مرجع فحوائے کلام سے ظاہر ہے۔

توضیح:

اور اگر یوں ہو کہ زمین میں از قسم درخت جو کچھ ہے وہ سب کے سب قلم ہوں اور سمندر کا تمام پانی بطور سیاہی اس کے ساتھ ہو پھر مزید سات سمندر اس کو ایسی ہی سیاہی مہیا کریں تب بھی خدا کی باتیں لکھنے میں ختم نہ ہوں۔

۳۲- سجدہ

- يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِىْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗۤ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ(۵)۔

الف۔"اِلَيْهِ" = إلَى الله، "مِقْدَارُهٗ" = مقدار اليوم۔
مقدار بمعنی عرض مدت، دورِ زماں۔

توضیح:

اللہ آسمان سے زمین کے ہر کام کی تدبیر کرتا ہے پھر وہ کام اللہ کی طرف سے عروج کرتا ہے۔ ایک دن میں، اس دن کی مقدار تمہارے حساب سے ہزار برس کے برابر ہوگی۔

ب۔"اِلَيْهِ" = اِلَى السَّمَآء، "مِقْدَارُهٗ" = مقدار التدبير۔

تقدیر: كَانَ مِقْدَار ذالك التدبير الف سنةٍ مِنْ سنة الدنيا. يا. مِقْدَارُهٗ مقدار العروج۔

وہ آسمان سے زمین تک کے ہر کام کی تدبیر کرتا ہے، پھر وہ تدبیر آسمان کی طرف ایک دن میں اوپر جاتی ہے، اس تدبیر کی مقدار (یا اوپر جانے کی مقدار) تمہارے شمار کے مطابق ہزار برس ہوگی۔

راقم الحروف کی نظر میں یہ آیت از قسم متشابہات معلوم ہوتی ہے۔ والعلم عند اللّٰہ۔
"یدبر" کی ضمیر مستتر کا مرجع کسی نے اسم جلالہ اور کسی نے فرشتہ بتایا ہے اور

"یعرج" کی ضمیر مستتر اور "الیہ" کی ضمیر مجرور کے متعلق ایک قول "السحاب" اور دوسرا "قول المکان" بھی نقل کیا گیا ہے۔

میں نے تفسیریں دیکھیں اور ان میں دونوں قول درج ہیں۔

- كُلَّ شَىْءٍ خَلَقَهُ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ (۷)۔

دیکھئے طٰہٰ آیت (۵۰)، فقرہ (۳)۔

- فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِىَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ، جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (۱۷)۔

"لَهُمْ" = جميع الأنفس، النكرة فى سياق المنفى يعم الجميع۔

توضیح:

آنکھوں کی جو ٹھنڈک انسانوں کے لئے پوشیدہ رکھی گئی ہے اس کو کوئی متنفس نہیں جانتا، جو در حقیقت ان کے اعمال کا بدلہ ہے۔

- وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِىْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِىْٓ اِسْرَآئِيْلَ (۲۳)۔

الف۔ "لِقَآئِهٖ" = لِقَآءِ الكِتٰب، مصدر کی اضافت مفعول کی طرف۔

تقدیر: لقاء موسیٰ الکتاب، "جعلناه" = جَعَلْنَا الكتب۔

توضیح:

اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تو تم موسیٰ پر کتاب نازل ہونے میں شک نہ کرو اور ہم نے اس کتاب کو بنی اسرائیل کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنایا۔

ب۔ لِقَائِهٖ = لِقَاءِ موسیٰ، مصدر کی اضافت فاعل کی طرف مفعول بِهٖ محذوف۔

تقدیر:

(۱)فَلَاتَکُنْ فی مرية من لقاء موسٰی الکتٰب۔

اور ہم نے موسٰی کو کتاب دی تو تم اس بات میں شک نہ کرو کہ اس نے کتاب لی اور ہم نے الخ۔

(۲)تقدیر:فَلَاتَکُنْ فِی مِرْیَۃٍ مِنْ لقاء موسٰی ایَّاكَ۔

اور ہم نے موسٰی کو کتاب دی، تم اس بات میں شک نہ کرو کہ موسٰی تم سے ملیں گے۔

(۳)تقدیر:مِنْ لِقَائِكَ موسٰی۔

ج۔ "لِقَائِہٖ"= لقاء مُوْسٰی رَبَّہٗ،مصدر فاعل کی طرف مضاف اور مفعول محذوف موسٰی اپنے رب سے ملیں گے۔

د۔لِقَائِہٖ= لقاء مالا فی موسٰی۔

تقدیر:فلاتکن فی مریۃٍ مِنْ لقاء مالا فی موسٰی من إنکار من قومہ۔

آپ کی قوم آپ سے ویسے ہی مخالفانہ برتاؤ کرے گی جیسی کہ موسٰی کی قوم موسٰی سے کرچکی تھی۔

- "اَوَلَمْ یَهْدِلَهُمْ کَمْ اَهْلَکْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ یَمْشُوْنَ فِیْ مَسٰکِنِهِمْ"(۲٦)۔

دیکھئے:طٰہٰ آیت(۱۲۸)،فقرہ(۱۷)۔

- اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَی الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْکُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَاَنْفُسُهُمْ، اَفَلَایُبْصِرُوْنَ(۲۷)۔

"بِہٖ"= بالماء، مِنْہُ= مِنَ الزرع هُمْ= لوگ۔

توضیح:

کیالوگوں نے نہیں دیکھا کہ ہم بنجر زمین کی طرف پانی رواں کر دیتے ہیں پھر اس پانی سے کھیتی اگاتے ہیں، اس پانی سے ان کے چوپائے بھی کھاتے ہیں اور خود یہ لوگ بھی کھاتے ہیں، پھر اس پر غور کیوں نہیں کرتے۔

۳۳-احزاب

- وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا(۱۴)۔

الف۔"اَقْطَارِهَا"= اَقطار البيوت، "اٰتُوْهَا"= اتوا الفتنة، "بِهَا"= بالفتنة۔

توضیح:

اور اگر فوجیں گھروں کے چاروں طرف سے ان پر آداخل ہوں پھر ان سے آزمائش (جنگ) کے لئے کہا جائے تو وہ اس جنگ میں آتو جائیں گے مگر زیادہ دیر جم کر مقابلہ نہیں کریں گے، بلکہ دشمن کے مقابلہ میں برائے نام ہی ٹھہریں گے۔

ب۔"اَقْطَارِهَا"= اقطار يثرب. "بِهَا"= بالفتنة۔

اور اگر فوجیں مدینۃ الرسول کے اطراف سے ان پر آداخل ہوں، پھر ان سے مقابلہ کے لئے کہا جائے تو وہ مقابلہ تو کریں گے مگر ثابت قدم نہیں رہیں گے، مقابلہ پر برائے نام ہی ٹھہریں گے۔

- مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَاعَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ، فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ، وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا(۲۳)۔

"مِنْهُمْ"= مِنَ المصدقين اول ودوم دونوں۔

توضیح:

مومنوں میں کتنے ہی ایسے شخص ہیں کہ جو اقرار انہوں نے اللہ کا کیا تھا اس کو اپنے قول و فعل سے سچ کر دکھایا، ان لوگوں میں سے بعض تو ایسے ہیں جو میدان جنگ میں جان دے کر اپنی نذر پوری کر کے فارغ ہو گئے اور انہیں میں ایسے بھی ہیں، جو نذر پوری کرنے کا انتظار کر رہے ہیں انہوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا اس سے ذرا بھی نہیں پھرے۔

(اپنے قول و قرار میں کوئی تبدیلی نہیں کی)۔

- وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا(٢٦)۔

"ظَاهِرُوْهُمْ"= ظَاهِرُوا الَّذِيْنَ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ الأحزاب۔

احزاب سے مراد قریش اور ان کے وہ مددگار ہیں جنہوں نے مدینۃ النبی پر حملہ کیا۔

توضیح:

اور اہل کتاب میں سے جنہوں نے کافروں کی مدد کی تھی اللہ نے انہیں ان کے قلعوں سے اتار دیا اور ان کے اہل کتاب منافقوں کے دلوں میں دہشت ڈال دی کہ آج تم ان کے ایک گروہ کو قتل اور دوسرے کو قیدی بنا رہے ہو۔

- وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ، وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰهُ، فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَايَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا وَكَانَ

اَمْرُ اللّٰہِ مَفْعُوْلًا (۳۷)۔

"عَلَیْہِ"= زید دونوں جگہ۔

"زَوْجَکَ"= اِمْرَاء تک۔

زوج کا لفظ تذکیر و تانیث کا فرق کئے بغیر جوڑہ میں سے کسی ایک کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے مثلاً شوہر یا بیوی میں سے کسی ایک کے لئے تنزیل میں دو جگہ آیا ہے: "یٰٓاٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الخ" بقرہ (۳۵) اور اعراف آیت (۱۹) "مِنْهَا"= مِنَ الزوج= من الزوجة= سیدہ زینبؓ۔

زَوَّجْنَاکھا: زوجناک زینب۔

توضیح:

اور جب تم اس شخص سے (یعنی زید سے) جس پر خدا نے احسان کیا اور تم نے بھی احسان کیا، یہ کہتے تھے کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس رہنے دو، اور خدا سے ڈرو اور تم اپنے دل میں وہ بات پوشیدہ رکھتے تھے جس کو خدا ظاہر کرنے والا تھا اور تم لوگوں سے اندیشہ کرتے تھے حالانکہ خدا ہی اس کا مستحق ہے کہ اس سے ڈرا جائے۔

پھر زید نے اپنی بیوی سے کوئی سروکار نہیں رکھا اس کو طلاق دے دی تو ہم نے اس عورت کا نکاح تم سے کر دیا تا کہ مومنوں کے لئے ان کے منہ بولے بیٹوں کی بیوی کے ساتھ نکاح کرنے کے بارے میں جب وہ ان سے اپنی حاجت مطلق نہ رکھیں یعنی طلاق دے دیں کچھ تنگی نہ رہے اور خدا کا حکم واقع ہو کر رہنے والا ہے۔

- "تَحِیَّتُهُمْ یَوْمَ یَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِیْمًا (۴۴)۔

الف۔ "یَلْقَوْنَهٗ"= یَلْقَوْنَ اللّٰہ۔

جس روز مومنین اللہ سے ملیں گے اس وقت ان کے لئے تَحِیَّة و سلم ہوگا، یعنی ان پر سلام بھیجا جائے گا۔

ب۔ "یَلْقَوْنَهٗ"= یَلْقَوْنَهٗ ملک الموت۔

جس روز مومنین اللہ سے ملیں گے اس وقت الخ۔

یہ بعید از قیاس ہے، کیوں کہ اس صورت میں کنایہ عن غیر مذکور ہوگا یعنی مذکور کا گردوپیش کہیں نہ کہیں ہونا ضروری ہے، اور یہاں سیاق وسباق سے اس کا قرینہ بھی نہیں پایا جاتا۔

● اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا، خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا لَايَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا (۶۵،۶۴)۔

"فِيْهَا" = فی السعیر أی فی جَهَنَّمْ۔

دیکھئے: فرقان آیت (۱۱) فقرہ (۴)۔

۳۴- سبا

- "يَعْلَمُ مَايَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا" (۲)۔

"يَخْرُجُ مِنْهَا"= مِنَ الأرض "يَعْرُجُ فِيْهَا"= يَعْرُج فِي السَّمَآءِ ضمیر سے قریب ترین اسم۔

توضیح:

اللہ جانتا ہے جو کچھ زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو کچھ زمین سے نکلتا ہے اور جو آسمان سے اترتا ہے اور جو آسمان میں چڑھتا ہے۔

- "اَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ" (۸)۔

"بِهٖ"= بالنبی، سابق آیت "نَدُلُّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ يُنَبِّئُكُمْ" سے ظاہر ہے۔

توضیح:

یا تو اس نے خدا پر جھوٹ باندھ لیا ہے یا اسے جنون دیوانگی ہے۔

- "وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ" (۱۲)۔

"غُدُوُّهَا"= دیکھئے: آل عمران آیت (۱۱۷)، فقرہ (۱۸)۔

- وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ، وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ

عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ (۱۲)۔
"مِنْهُمْ"= مِنَ الجنِّ جن کاواحد جِنّی (بالکسر)۔

توضیح:

اور جنوں میں بعض وہ تھے جو سلیمانؑ کے پروردگار کے حکم سے سلیمانؑ کے آگے کام کرتے تھے، ان جنوں میں سے جو ہمارے حکم سے سرتابی کرے گا ہم اس کو دوزخ کا عذاب چکھادیں گے۔

- "فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَادَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّادَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ"(۱۴)۔

"عَلَيْهِ"= علٰى سليمان "هُمْ"= الجن "مَوْتِهٖ"= موت سليمان، "مِنْسَاَتَهٗ"= مِنْسَاَةَ سليمان۔

توضیح:

پھر جب ہم نے سلیمان کے لئے موت کا حکم صادر کیا تو کسی چیز سے سلیمان کا مرنا معلوم نہیں ہوا معلوم ہوا تو گھن کے کیڑے سے معلوم ہوا جو سلیمان کی لاٹھی کھا تا رہا تھا۔

- "لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ"(۱۵)۔

"مَسْكَنِهِمْ"= مسكن أهل سباء۔

توضیح:

اہل سبا کے لئے ان کے مقام بود و باش میں ایک نشانی تھی۔

اسی طرح اس کے بعد کی آیتوں میں اکیسویں آیت تک جملہ جمع مذکر غائب ضمیریں یعنی ان سب کا مرجع اہل سبا۔

● وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ(۲۰)۔

"عَلَيْهِمْ"= على الكافرين والمشركين فحوائے کلام سے ظاہر ہے کہ یہاں اہل سبا مراد ہیں، البتہ دوسری آیتوں سے جوڑیئے تو حکم عام معلوم ہوتا ہے۔

"اِتَّبِعُوْهُ"= اِتَّبع المشركون إبليس۔

اور شیطان نے کافروں اور مشرکوں کے متعلق اپنا خیال سچ کر دکھایا کہ انہوں نے اس (شیطان) کی پیروی کی لیکن مومنوں کے گروہ نے اس کی پیروی نہیں کی۔

ملحوظہ:

سورۂ حجر کی آیت (۳۹)"وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ" میں ہے:

شیطان نے کہا پروردگار جیسا تو نے مجھے راستہ سے الگ کیا ہے میں بھی زمین میں لوگوں کے لئے گناہوں کو آراستہ کر کے دکھاؤں گا اور سب کو بہکاؤں گا۔

اور سورۂ ص کی آیت (۸۲) میں یوں ہے:

شیطان نے کہا، پروردگار مجھے تیری عزت کی قسم میں ان سب انسانوں کو بہکاتا رہوں گا لیکن تیرے مخلص بندوں کو نہیں بہکاؤں گا۔

● قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ، لَايَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَالَهُمْ فِيْهِمَامِنْ شِرْكٍ وَّمَالَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ(۲۲)۔

"لَهُمْ وَمِنْهُمْ"= اٰلِهَة المشركين "فيها"= فِي السَّمٰوٰتِ وَالأرْض "لَهٗ"= لِلّٰهِ۔

توضیح:

کہہ دو کہ تم جن کو خدا کے سوا معبود کارساز خیال کرتے ہو ان کو بلاؤ وہ آسمانوں اور زمین میں ذرہ بھر چیز کے بھی مالک نہیں ہیں اور نہ آسمانوں اور زمین میں ان کی کوئی کثرت ہے اور نہ ان میں سے کوئی خدا کا مددگار ہے۔

- وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ حَتّٰٓى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا، قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ (۲۳)۔

"عِنْدَهٗ"= عِنْدَ اللّٰهِ، "لَهٗ" لِمَنْ "قُلُوْبِهِمْ"= قُلُوْبِ النَّاسِ۔

"قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ"= قَالُوْا النَّاسِ، "قَالُوا الْحَقُّ"= قَالَ الَّذِيْنَ اُذِنَ لَهُمُ الشفاعة۔

توضیح:

اور خدا کے یہاں روز قیامت کسی کے لئے کسی کی سفارش فائدہ نہیں دے گی مگر اس کو فائدہ دے گی جس کے بارے میں خدا سفارش کی اجازت دے گا۔

جب روز رستخیز لوگوں کے دلوں سے گھبراہٹ دور کردی جائے گی تو لوگ شفاعت کی اجازت پانے والوں سے پوچھیں گے، تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا، وہ کہیں گے اللہ نے ٹھیک بات ہی کہی ہے اللہ ہی بزرگ و برتر ہے۔

توضیح:

مومن و مشرک سب ہی پر واضح ہو جائے گا کہ جو کچھ رسولوں نے فرمایا تھا وہ بالکل درست تھا۔

● قُلْ اَرُوْنِیَ الَّذِیْنَ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ شُرَكَآءَ كَلَّا، بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ(۲۷)۔

"بِهٖ"= باللّٰہِ۔

توضیح:

آپ کہئے! ذرا مجھ کو وہ ہستیاں تو دکھاؤ جن کو تم نے شریک بنا کر خدا کے ساتھ ملا رکھا ہے، کوئی نہیں بلکہ خدا ہی زبردست اور حکمت والا ہے۔

● قُلْ لَّكُمْ مِّیْعَادُ یَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ(۳۰)۔

"عَنْهُ"= عَنْ مِیْعَادِ یَوْمٍ۔

توضیح:

کہہ دو کہ تمہارے لئے ایک وقت کی میعاد مقرر ہے اس معیاد سے نہ ایک گھڑی پیچھے رہو گے اور نہ آگے بڑھو گے۔

● قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ و یَقْدِرُ لَهٗ، وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗ، وَهُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ(۳۹)۔

"عِبَادِهٖ"= عباد اللّٰہ، "یُخْلِفُهٗ"= یُخْلِفُ اللّٰهُ مَا أنفقتُمْ۔

"هُوَ"= اللّٰہ، یُخْلِفُهٗ= یُخْلِفُ اللّٰهُ مَا اَنْفَقْتُمْ۔

توضیح:

آپ کہئے میرا پروردگار اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے فراخ روزی دیتا ہے

اور جس کو چاہتا ہے نپا تلا دیتا ہے اور تم جو جو خرچ کرو گے سو اللہ اس کی جگہ تم کو اس میں اور زیادہ کر کے دیتا ہے۔

- وَّقَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖ، وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ(۵۲)۔

الف۔ "بِهٖ" = بالقرآن، اسم لفظوں میں مذکور نہیں ہے، فحوائے کلام سے ظاہر ہے۔

توضیح:

جب کافر و مشرک پکڑے جائیں گے تو کہیں گے ہم اب قرآن پر ایمان لائے حالانکہ دور نکلی ہوئی چیز کہاں ہاتھ آسکتی ہے۔

دنیا سے نکل کر بہت دور آخرت میں پہنچ چکے ہیں۔

ب۔ "بِهٖ" = باللّٰه۔

ہم اللہ پر ایمان لائے۔

ج۔ "بِهٖ" بالبعث۔

ہم مرنے کے بعد دوبارہ حساب دہی کی زندگی پر ایمان لے آئے۔

ملحوظہ:

قول اول میں جامعیت ہے اور ضمیر کی یہ تخریج غالبًا اقرب الی الصواب ہے، اسی طرح اس کے بعد کی آیت:

- وَّقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ وَيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ(۵۳)۔

"بِهٖ" = بالقرآن۔

یہاں وہ احتمالات بھی ہیں جو اس آیت سے پہلے کی آیت میں بیان ہوئے۔

۳۵-فاطر

- مَايَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا،وَمَايُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْ بَعْدِهٖ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ(۲)۔

"لَهَا"= للرّحمة= لَهٗ= لِمَا يُمْسِكْ، بَعْدِهٖ= بعد الإمساك۔ یہ مسک باب افعال مصدر سے ظاہر ہے۔

توضیح:

خدا انہیں کوئی رحمت عطا کرنا چاہے تو کوئی اس رحمت کو روکنے (بند کرنے) والا نہیں اور جو کچھ بند کردے (روک دے) تو اس بندش کو کوئی کھولنے والا نہیں اور وہ غالب حکمت والا ہے۔

- اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ،اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ(۸)۔

"رَاٰهُ"= راء عمله= راء العَمَلَ. "عَلَيْهِمْ"= عَلَى الْمُضلّيْنَ۔
فحوائے کلام و قرینہ لفظیہ دونوں سے مراجع ظاہر ہیں۔

توضیح:

بھلا جس شخص کو اس کا بُرا کام خوش نما کر کے دکھایا جائے اور وہ شخص بھی اپنے کام کو اچھا سمجھنے لگے تو کیا خود فریبی میں مبتلا ایسا شخص نیکوکار جیسا ہو سکتا ہے؟ بے شک خدا جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے، لہٰذا اے محمد تمہاری جان ان گمراہوں کی خاطر غم و افسوس میں نہ گھلے، یقیناً اللہ تعالیٰ ان کے سارے کرتوتوں سے باخبر ہے۔

- **وَاللّٰهُ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ الرِّیٰحَ فَتُثِیْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰی بَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَحْیَیْنَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا، كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ(٩)۔**

دیکھئے: اعراف کی آیت (٩٧)، فقرہ (٧)۔

- **"مَنْ كَانَ یُرِیْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِیْعًا اِلَیْهِ یَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّیِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُهٗ"(١٠)۔**

الف۔ "اِلَیْهِ" = اِلَی اللّٰهِ "یَرْفَعُهٗ" = یَرْفَع الكلم، کلم اگرچہ جمع ہے تاہم بمعنی کلام بھی کثیر الاستعمال ہے، مثلاً اقسام الکلام ثلاثۃ کہنا فصیح ہے۔

کلموں کی تین قسمیں ہیں نہ کہ ایک ہی کلام کی تین قسمیں ہیں۔

یَرْفَع کی ضمیر مستتر کا اسم "العمل الصالح" ہے۔

مطلب یہ کہ: العمل الصالح یرفع الكلم الطیب۔

توضیح:

جو کوئی عزت چاہتا ہے تو عزت تو سب خدا ہی کے لئے ہے، پاکیزہ کلمے اللہ کی طرف جاتے ہیں اور اچھے عمل ان پاکیزہ کلموں کو بلند کرتے ہیں۔

ب۔ العمل الصالح معطوف علی الكلام الطیب یصعدون إلی اللّٰه۔

"یَرْفَعُهٗ" = یَرْفع اللّٰه ذالك۔

اس صورت میں "ھما"، تثنیہ کی بجائے واحد مذکر منصوب قائم مقام اسم اشارہ "ذَالِكَ" ہوئی۔

مطلب یہ کہ :العمل الصالح یرفع الکلم الطیب۔

توضیح:

جو کوئی عزت چاہتا ہے تو سب خدا ہی کے لئے ہے، پاکیزہ کلمے اللہ کی طرف جاتے ہیں اور اچھے عمل ان پاکیزہ کلموں کو بلند کرتے ہیں۔

ب۔العمل الصالح معطوف علی الکلام الطیب یصعدون الی اللہ۔

"یَرْفَعُهٗ" یَرْفع اللّٰہ ذالك۔

اس صورت میں "ھما"، تثنیہ کے بجائے واحد مذکر منصوب قائم مقام اسم اشارہ "ذٰلِكَ" ہوئی۔

مطلب یہ کہ :پاکیزہ باتیں اور نیک کام اللہ تک پہنچتے ہیں اور اللہ ان کو قبول فرماتا ہے قول وفعل کا انتہائی درجہ ان کو اللہ کا قبول فرمانا ہے۔

انتباہ:

دوسری تخریج تکلف سے خالی تو نہیں تاہم باعتبار معنی بالکل درست معلوم ہوتی ہے۔

ج۔وَالْعَمَلُ الصالِحُ یَرْفَعُهٗ= یَرْفع الْعَمَلُ الصالِحُ صاحِبَهٗ،بحذف مضاف۔
مطلب یہ کہ: عمل صالح عامل صالح کو بلند مرتبہ بخشتا ہے۔

- وَمَا یُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا یُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ، اِنَّ ذٰلِكَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیْرٌ (۱۱)۔

الف۔"عُمُرِهٖ"= عمر المعمر۔

توضیح:

کسی بڑی عمر والے کو زیادہ عمر دی جاتی ہے اور نہ اس بڑی عمر والے کی عمر کم کی جاتی ہے لیکن عمر کی خواہ کمی ہو یا زیادتی دونوں ہی کتاب میں لکھی ہوتی ہے، یہ سب کچھ اللہ کے لئے نہایت آسان ہے۔

ب۔ "مِنْ عُمُرِہٖ"= مِنْ عمر غیر المعمر، لِاَنَّ ذکر المعمر یَدُلُّ عَلٰی غَیر المعمر تقابلهما، ان لاینقص الأخر من عمره إلا فی کتاب فالکنایة فی عمرہٖ ترجع إلٰی اخر غیر أول۔

دو شخص ہیں ایک کو اللہ مثلاً سو سال کی عمر دیتا ہے اور دوسرا پیدا ہوتے ہیں مر جاتا ہے، مطلب یہ کہ:

کسی لمبی عمر والے کو لمبی عمر دی جاتی ہے اور کسی چھوٹی عمر والے کو چھوٹی عمر دی جاتی ہے خواہ کسی کی عمر کی طوالت ہو یا کسی کی عمر کی قصارت دونوں ہی کتاب میں لکھی ہوتی ہیں، اللہ کا کسی کی عمر کو دراز کرنا یا کسی کی عمر میں کوتاہی کرنا دونوں ہی آسان ہیں۔

- وَمَا یَسْتَوِی الْبَحْرٰنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَ هٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ، وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِیًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْیَةً تَلْبَسُوْنَهَا، وَتَرَی الْفُلْكَ فِیْهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ(۱۲)۔

"شَرَابُهٗ"= شراب البحر الفرات البحر الحلو۔

"تَلْبَسُوْنَهَا"= تَلْبَسُوْنَ الحلیة، "فِیْهِ"= مِنْ كُلِ البحرِ اَوْ مِنْ کل بحارٍ فَضْلِهٖ= فضل اللّٰه۔

آیت میں بحران تثنیہ ہے ضمیر واحد باعتبار لفظ کُل کی طرف راجع ہے۔

توضیح:

اور دونوں سمندر مل کر یکساں نہیں ہو جاتے ایک میٹھا پیاس بجھانے والا ہے اس کا پانی خوشگوار اور دوسرا سمندر کھارا کڑوا ہے تم سب سمندروں سے تازہ گوشت کھاتے ہو اور زیور نکالتے ہو تم یہ زیور پہنتے ہو اور تم سمندروں میں کشتیوں کو دیکھتے ہو کہ اس کو پھاڑتی ہوئی چلی آتی ہیں تاکہ تم اللہ کے فضل سے جو چاہو تلاش کرو اور اللہ کی شکر گزاری کرو۔

- "وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ"(۲۸)۔

"مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ"= اَلْوَان الخلق، اسم لفظوں میں مذکور نہیں ہے فحوائے کلام سے ظاہر ہے "من" بعضیہ سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

بعضوں نے "مَا" محذوف مانا ہے، یعنی "ومن الناس...... مَا هُوَ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ"، لیکن کسی کلام میں حذف مانے بغیر معنی میں کوئی اشکال نہ ہو تو حذف کا نہ ماننا اولیٰ ہے۔

توضیح:

انسانوں اور جانوروں اور چوپایوں جیسی مخلوق کے بھی کئی طرح کے رنگ ہیں۔

- اَلَّذِیْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ، لَا یَمَسُّنَا فِیْهَا نَصَبٌ وَّلَا یَمَسُّنَا فِیْهَا لُغُوْبٌ(۳۵)۔

"فِیْهَا"= فِی دار المقامة=

دیکھئے: قصص کی آیت (۸۳)، فقرہ (۱۵)۔

- اِنَّ اللّٰهَ یُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ اِنَّهٗ كَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا(۴۱)۔

الف۔"مِنْ بَعْدِهٖ"= مِنْ بَعْدِ الإمساك، مِنْ برائے غایت۔

اسم لفظوں میں مذکور نہیں ہے، فعل یمسك کے مصدر سے ظاہر ہے۔

توضیح:

خدا ہی آسمانوں اور زمین کو تھامے رکھتا ہے کہ وہ دونوں اپنے مقام سے سرک نہ جائیں اور اگر اللہ ان دونوں کو تھامے رکھنا ترک کر دے تو اس کے بعد خدا کے سوا کوئی اور ایسا نہیں ہے کہ ان دونوں کو تھامے رکھے۔

ب۔ "مِنْ بَعْدِهٖ" = من بعد الزوال، مصدر فعل "تزولا" سے ظاہر ہے۔

خدا ہی...... تھامے رکھتا ہے اگر وہ دونوں اپنے مقام سے سرک جائیں تو خدا کے سوا کوئی اور ایسا نہیں ہے کہ ان دونوں کو اپنے اپنے مقام سے سرک جانے سے روک رکھے۔

- اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَكَانُوْآ اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً، وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا (۴۴)۔

دیکھئے: روم کی آیت (۹)، فقرہ (۱)۔

- "وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَاتَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ" (۴۵)۔

"عَلٰى ظَهْرِهَا" = علی ظهر الأرض۔

توضیح:

اگر خدا لوگوں کے اعمال کے سبب پکڑنے لگتا تو روئے زمین پر کسی بھی چلنے پھرنے والے کو نہ چھوڑتا۔

۳۶- یٰسٓ

- اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ(۸)۔

الف۔"هِيَ"= اغلال بروزن انبار دوسر دار، غُل بالضم کی جمع ہنسلی یا ہتھکڑی۔

یہاں غل سے مراد غالبًا ایسا شکنجہ ہے جس میں طوق اور ہتھکڑی کو ایک دوسرے سے ملا کر مجرم کی گردن تسمے سے کس دی جاتی ہے، اس طرح کس دیئے جانے کی وجہ مجرم چل سکتا ہے مگر گردن یا منہ نیچے نہیں کر سکتا۔

توضیح:

ہم نے کافروں کی گردنوں میں طوق ڈال دیئے ہیں حال یہ ہے کہ طوق ان کی تھوڑیوں تک پھنس گئے ہیں اب یہ کافر الاڑے ہوئے ہیں ان کے سر الکی رہے ہیں وہ جکڑے ہوئے ہیں۔

ب۔"هِيَ"= الأيدى، ید کی جمع، هِيَ عَائِدٌ إلى الأيدى وإنْ لَمْ يتقدم لها ذكرٌ لو ضوح مكانها من المعنى وذلك أن الغُل إنَّما يكون فى العنق مع اليدين وفى الكلام حذف۔

تقدیر: إنَّا جعلنا فى أعناقهم وفى أيديهم أغلالاً فهى إلى الأذقان لأن الغل إذا كان فى العنق فلا بُدَّ أن يكون إليه ولا سيما۔

ہم نے ان کافروں کی گردنوں میں شکنجے اس طرح ڈال دیئے ہیں کہ ان میں پھنسے ہوئے ہاتھ ان کی تھوڑیوں سے اڑ گئے، اب یہ لوگ الاڑے ہوئے ہیں (اس طرح کہ آگے یا نیچے جھک نہیں سکتے)۔

"أیــد" کا ذکر لفظوں میں اس لئے نہیں ہے کہ لفظ قمح اور سیاق دونوں سے عرب سامع بے تکلف سمجھ لیتا ہے کہ "ھِیَ" سے مراد ہاتھ ہیں۔

● اَلَـمْ يَـرَوْا كَـمْ اَهْـلَـكْـنَـا قَـبْـلَـهُـمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَيْهِمْ لَايَرْجِعُوْنَ (۳۱)۔

"قُرُوْن" = (ق، اور ر، پر پیش) جمع ہے، واحد قرن قاف پر زبر اور ر پر سکون پیڑھی۔

الف۔ "قَبْـلَـهُـمْ" = قبل الَّـذِيْـنَ لم يروا الخ، رسالت و آخرت کا انکار کرنے والے کافر۔

"اَنَّهُمْ" = أن القرون، "اِلَيْهِمْ" = إلى الكافرين۔

توضیح:

کیا ہمارے رسول کا انکار کرنے والے غور نہیں کرتے کہ ہم نے ان سے پہلے بہت سی نسلیں ہلاک کر دیں جو ان منکرین کی طرف نہیں لوٹیں گے۔

ب۔ "اَنَّهُمْ" = أن الهالكين۔

کیا رسالت کا انکار کرنے والے اتنا نہیں سوچتے کہ ہم نے ان سے پہلے بہت سی نسلیں ہلاک کر دیں وہ ہلاک ہونے والے ان کافروں کی طرف توجہ بھی نہیں کر سکتے، کیونکہ دونوں کا تعلق بالکل کٹ چکا ہے۔

● وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ اَحْيَيْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ (۳۳)۔

"وَاٰيَةٌ لَّهُمْ" = وأية لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا "اَحْيَيْنَاهَا" = اَحْيَيْنَا الْاَرْضَ۔

"مِنْهَا"= مِنَ الْاَرْضِ، "مِنْهُ"= مِنَ الحَب، "هم"= اللہ کا انکار کرنے والے، کیوں کہ حجت اللہ کا انکار کرنے والوں پر قائم کی جارہی ہے۔

توضیح:

اللہ کا انکار کرنے والوں کے لئے مردہ زمین نشانی ہے جس کو ہم نے زندہ کیا اور پھر اس سے اناج نکالا اور وہ اس اناج سے کھاتے ہیں۔

- **وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ(۳۴)۔**

"فِيْهَا"، دونوں جگہ = فِي الأرض۔

- **لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ(۳۵)۔**

الف۔"ثَمَرِهٖ"= ثَمَرِ الْمَآءِ= مِنْ ثَمَرِ عیون الماء مضاف محذوف مانا جائے گا۔

توضیح:

ہم نے زمین میں نخلستان اور تاکستان لگائے، ان میں نہریں جاری کیں تا کہ لوگ نہروں کے پانی سے نشوونما پائے ہوئے پھل کھائیں۔

ب۔"ثَمَرِهٖ"= ثمر النخل۔

...... تا کہ لوگ درخت خرما کے پھل کھائیں۔

ج۔"ثَمَرِهٖ"= ثَمَر التفجير، ف ج ر کے باب تفعیل کا مصدر نہریں نکالنا،...... تا کہ لوگ ہمارے نکالے ہوئے چشموں سے فائدہ اٹھائیں۔

یادداشت:

ضمیر سے قریب ترین فعل ف ج ر ہی ہے اور ثمر سے مرادی معنیٰ سود

بھی آتے ہیں، جیسے "ثمرۃ التجارۃ" = الربح یعنی فائدہ، تجارت کا پھل ہے۔

د۔ ثَمَرِہٖ" = ثَمَرۃ الشیٔ، عام وغیر متعین، تقدیر: ہوگی: لِیاکُلُوْا مِنْ مثل ماذکرنا" مضاف محذوف۔

......تا کہ لوگ کھجور انگور نیز وہ سب پھل کھائیں جو ہم نے پیدا کئے ہیں۔

● "وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ اَفَلَا يَشْكُرُوْن"۔

الف۔ ماموصول تقدیر: لِیاکُلُوْا الذی عملته اَيْدِيْهِمْ۔

تا کہ کھائیں وہ چیزیں جو ان کے اپنے ہاتھوں نے تیار کی ہیں، یعنی وہ غذائیں جو انسان قدرتی پیداوار سے خود تیار کرتا ہے تو پھر کیا یہ شکر نہیں کرتے۔

ب۔ "ما" نافیہ۔

اور یہ اشیاء خوردونوش ان کے ہاتھوں نے تو نہیں بنائے ہیں تو پھر کیا یہ شکر نہیں کرتے۔

● لَاالشَّمْسُ يَنْبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ، وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ (۴۰)۔

شمس کی تانیث دیکھئے: بقرہ کی آیت (۲۹۸) فقرہ (۴۵)۔

● وَاٰيَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ، وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَايَرْكَبُوْنَ (۴۱،۴۲)۔

"مِثْلِهٖ" = مثل الفلک۔

فلک، تذکیر و تانیث کے لئے۔

دیکھئے: ہود کی آیت (۴۰) فقرہ (۱۰)۔

● وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِيْ لَهٗ، اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّ قُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ (۶۹)۔

الف۔ "عَلَّمْنٰهُ" = عَلَّمْنَا الرَّسُوْلَ۔

لَہٗ= للرسول، اِنْ ھُوَ= ان القرآن۔

اِن= نافیہ۔

یہاں اسم مذکور نہیں ہے، سیاق سے اسم یعنی ''الرسول'' ظاہر ہے۔

توضیح:

اور ہم نے رسول کو شعر نہیں سکھایا اور رسول کے لئے زیبا نہیں ہے کہ وہ ہماری طرف سے لوگوں کو شعر سنایا کریں وہ جو کچھ سناتے ہیں وہ صرف نصیحت دلانے (مرتب و مربوط) اور صاف پڑھا جانے والا کلام ہے۔

ب۔ ''لَہٗ''= للقرآن۔

...... وہ شعر نہیں ہے اور قرآن کے لئے شعر سکھانا پڑھانا مناسب نہیں وہ تو صرف نصیحت دلانے اور مرتب و مربوط و صاف و واضح کلام ہے نہ کہ کچھ اور۔

● لَایَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَھُمْ وَھُمْ لَھُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ(۷۵)۔

الف۔ ''لَایَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَھُمْ''= لَایَسْتَطِیْعُوْنَ الاٰلِھَۃُ نَصرَ عَابِدِیھم والعابدون لِاٰلِھَتِھِمْ جُنْدٌ مُحْضَرون۔

توضیح:

پوجے جانے والے (معبود) اپنے پجاریوں کی کوئی مدد نہیں کرسکتے بلکہ پجاری روز قیامت الٹے ان پوجے جانے والوں کے خلاف گواہی دینے حاضر ہوں گے۔

ب۔ لَایَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَھُمْ= لَایَسْتَطِیْعُوْنَ الْعَابِدُوْنَ نَصرَ مَعْبُوْداتھم ومعبوداتھم لعابدھم جُنْدٌ محضرون۔

پجاری اپنے دیوتاؤں کی کوئی مدد نہیں کرسکتے بلکہ روز رستخیز یہ دیوتا خود اپنے پجاریوں کے خلاف گواہی دینے حاضر ہوں گے۔

اس سیاق میں سورۃ الانبیاء کی (۹۸) ویں آیت دیکھئے: إِنَّكُمْ وَمَا تعبدون الخ تم اور تمہارے وہ معبود جنہیں تم پوجتے تھے دوزخ کا ایندھن ہیں وہیں تم کو جانا ہے (صحیح البخاری کتاب التفسیر، سورۂ یٰسین)۔

- اَوَلَيْسَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلٰى وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ (٨١)۔

الف۔ "مِثْلَهُمْ" = مثل السموٰتِ و الأرض۔

توضیح:

کیا اللہ جس نے زمین اور آسمان پیدا کیے کیا وہ اس طرح کے اور آسمان و زمین نہیں پیدا کر سکتا؟ کیوں نہیں وہی تو پیدا کرنے والا اور جاننے والا ہے۔

ب۔ "مِثْلَهُمْ" = مثل الناس المنکرین بالبعث۔

کیا اللہ جس نے زمین و آسمان پیدا کیے اس پر قادر نہیں کہ وہ ان لوگوں کے جیسے جو حیات بعد موت کا انکار کرتے ہیں اور لوگوں کو پیدا کرے، کیوں نہیں الخ۔

۳۷- صٰفّٰت

- فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ(۱۱)۔

"فَاسْتَفْتِهِمْ"= فَاسْتَفْتِ الناس لوگوں سے پوچھو۔

"خَلَقْنٰهُمْ"= خَلَقْنَا النَّاسَ ہم ہی نے انسانوں کو پیدا کیا۔

یہاں ضمیر کا مرجع لفظوں میں مذکور نہیں ہے، سیاق سے ظاہر ہے کہ اس کا مرجع انسان ہے، اگر اس کے بعد کی آیتوں پر غور کریں اور ضمیر کا مرجع خاص طور پر اللہ اور اس رسول کا انکار کرنے والے مراد لیں تو بھی صحیح ہوگا۔

توضیح:

اب ان سے پوچھو ان کی پیدائش زیادہ کٹھن ہے یا ان چیزوں کو جو ہم نے پیدا کر رکھی ہیں، انسانوں کو تو ہم نے لیسدار گارے سے پیدا کیا۔

- يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ(۴۵)۔
- لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ(۴۷)۔

فِيْهَا= فِي الكاس کاس، جام شراب، یہاں ظرف کا ذکر ہے اس سے مراد مظروف ہے عربی میں شراب، خمر مونث سماعی ہے۔

"عَنْهَا"= عَنِ الْخَمْرِ۔

توضیح:

شراب کے چشموں سے ساغر بھر بھر کر ان کے درمیان گردش کرائے جائیں گے چمکتی ہوئی شراب جو پینے والوں کے لئے لذت ہوگی، ان کے جسم کو اس سے کوئی ضرر ہوگا اور نہ اس سے ان کی عقل جاتی رہے گی۔

- قَالَ قَآئِلٌ مِّنهُمْ اِنِّیْ کَانَ لِیْ قَرِیْنٌ (۵۱)۔

"مِنْهُمْ" = قَالَ قَائِلٌ من أهل الجنة۔

توضیح:

جنتیوں میں سے ایک شخص کہے گا: دنیا میں میرا ایک ہم نشین تھا جو کہا کرتا تھا کہ......۔

- قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ (۵۴)۔

الف۔ "قَالَ" = قال اللّٰه هل الخ۔

توضیح:

اللہ نے فرمایا تم سب لوگ دیکھنا چاہتے ہو؟

ب۔ قَالَ = قَائِلٌ مِنْ اَهْلِ الْجَنْةِ = اہل جنت میں سے جو باہم ایک دوسرے کے حالات پوچھ رہے تھے ان میں سے ایک نے کہا:

کیا تم سب لوگ دیکھنا چاہتے ہو؟

- فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِیْ سَوَآءِ الْجَحِیْمِ (۵۵)۔

"فَاطَّلَعَ" = فاطلع السائلُ عَلٰی قَرِينهٖ فَرَاٰءَ قرينه فی سواء الجحيم۔

توضیح:

جو شخص اپنے دنیا کے ساتھی کی بات پوچھ رہا تھا دیکھنے کے لئے جھکا تو اس نے اپنے ساتھی کو دوزخ کے بیچ میں دیکھ لیا۔

- قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ(۵٦)۔

توضیح:

جو شخص اپنے دنیا کے ساتھی کی بابت پوچھ رہا تھا اس نے کہا خدا کی قسم تو تو مجھے تباہ ہی کر ڈالنے والا تھا۔

- طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ(٦۵)۔

"طَلْعُهَا"= طلع شجرة الزقوم، "كَاَنَّهٗ"= كأن الطلع۔

توضیح:

اس کے شگوفے ایسے ہیں جیسے شیطان کے سر۔

- فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِئُوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ(٦٦)۔

"مِنْهَا"= (دونوں جگہ) مِنْ شَجرة الزَّقُوْم۔

توضیح:

سو اہل دوزخ زقوم کے جھاڑ سے کھائیں گے اور اس سے اپنے پیٹ بھریں گے۔

- ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ(٦٧)۔

"عَلَيْهَا"= علىٰ ماكلة شجرة الزقوم مضاف محذوف۔

توضیح:

پھر زقوم کے جھاڑ کی غذا (خوراک) پر ان جہنمیوں کو پینے کے لئے گرم پانی ملا کر دیا جائے گا۔

- ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَا اِلَى الْجَحِيْمِ (۶۸)۔

"هُمْ" = اَهْلِ جَهَنَّمَ ای اَهْلِ النَّارِ = الكافرين = المجرمين۔

ترجمانی:

پھر ان کی واپسی آتش دوزخ کی طرف ہو گی (تفہیم)۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دوزخی جب بھوک پیاس سے بے تاب ہونے لگیں گے تو انہیں زقوم کے درخت اور کھولتے پانی کی طرف ہانک دیا جائے گا، کھا پی کر پیٹ بھر لیں گے تو پھر دوزخ میں ڈھکیل دیئے جائیں گے۔ (حاشیہ تفہیم کی تلخیص)۔

- اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَ هُمْ ضَآلِّيْنَ (۶۹)۔

"اِنَّهُمْ" = اِن الكافرين، "اٰبَآءَ هُمْ" = اٰباء الكافرين۔

ملحوظہ:

یہاں سے تقریر کا رخ بظن غالب محمد ﷺ کے مخاطب ہیں۔

توضیح:

یہ کافر جو محمد ﷺ اور قرآن کا انکار کر رہے ہیں انہوں نے اپنے باپ دادا کو گمراہ پایا اس لئے:

- فَهُمْ عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ يُهْرَعُوْنَ (۷۰)۔

"هُمْ"=(دونوں جگہ)، اہل کفر، مراد غالبًا عام اہل عرب، خصوصاً قریش کے سردار ہیں۔

توضیح:

یہ لوگ اپنے باپ دادا ہی کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔

- وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ الْاَوَّلِيْنَ(۷۱)۔

"قَبْلَهُمْ"= قبل منكري القرآن۔

توضیح:

قرآن کے ان منکروں سے پہلے بہت سی قومیں بھی (اپنے باپ دادا کی اندھی تقلید کی وجہ سے) گمراہ ہو چکی ہیں۔

- وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا فِيْهِمْ مُّنْذِرِيْنَ(۷۲)۔

"فِيْهِمْ"= فِي الأوَّلين۔

توضیح:

حالانکہ ان منکرین قرآن سے پہلے کی قوموں میں ہم نے آخرت کے انجام بد سے متنبہ کرنے والے کئی نبی بھیجے تھے۔

- اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ(۸۱)۔

"اِنَّهٗ"= اِنَّ نُوْحًا مِنْ الخ نوح درحقیقت ہمارے مومن بندوں میں تھا۔

- وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ(۸۳)۔

الف۔ "مِنْ شِيْعَتِهٖ"= مِنْ شيعَةِ نوح= اور نوح ہی کے طریقہ پر چلنے والے ابراہیمؑ تھے۔

ب۔ ''مِنْ شِيْعَتِهٖ''= مِنْ شِيْعَةِ محمد۔

اور نوح بھی اسی طریقہ پر چلنے والے تھے جس پر محمد ﷺ چلتے ہیں۔

- فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ (۱۰۲)۔

''فَلَمَّا بَلَغَ''= فَلَمَّا بَلَغَ ابنُ إبراهيم مَعَ اَبِيْهِ إبراهيم السَّعْىَ الخ۔

توضیح:

جب ابراہیمؑ کا لڑکا اپنے والد کے ساتھ دوڑ دھوپ کرنے کی عمر کو پہنچ گیا تو ایک روز ابراہیمؑ نے اپنے لڑکے سے کہا: اے میرے بیٹے میں خواب میں دیکھ رہا ہوں کہ میں تم کو اللہ کے حکم سے ذبح کر رہا ہوں، سو تم بھی سوچ لو کہ تمہاری کیا رائے ہے، تو وہ بولے ابا جان جو آپ کا حکم ملا ہے، آپ اس کو بلا تامل بجالائے آپ مجھ کو انشاءاللہ صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔

- فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ (۱۰۳)۔

''فَلَمَّا اَسْلَمَا''= فَلَمَّا اَسْلَمَا اِبْرَاهِيْم وَاِبْنَهٗ وَتَلَّ اِبْرَاهِيْمُ اِبْنَهٗ۔

توضیح:

اور جب ابراہیمؑ اور ان کے لڑکے نے سر تسلیم خم کر دیا اور ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے کو ماتھے کے بل گرادیا الخ۔

- ''وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ'' (۱۰۷)۔

''فَدَيْنٰهُ''= فَدَيْنَا ابنَ اِبْرَاهِيْمَ بِذِبْحٍ عظيم۔

ہم نے ایک بڑی قربانی فدیہ میں دے کر ابراہیم کے لڑکے کو چھڑا لیا۔

• وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ (۱۰۸)۔

الف۔ "وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ" = تَرَكْنَا على إبراهيم فى الاخرين (اور ابراہیم کی تعریف بعد کی پیڑھیوں میں چھوڑ دی)۔

ب۔ "وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ" = وَتَرَكْنَا عَلٰى ابن إبراهيم فى الأخرين۔

اور ابراہیمؑ کے لڑکے کی تعریف بعد کی نسلوں میں چھوڑ دی۔

• اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ (۱۱۱)۔

"اِنَّهٗ" = اِنَّ إبراهيم۔

اور ابراہیم ہمارے مومن بندوں میں تھے۔

• وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ (۱۱۲)۔

توضیح:

اور ہم نے ابراہیمؑ کو اسحاقؑ کی بشارت دی کہ وہ نبی اور نیکوکاروں میں سے ہوگا۔

• وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰى اِسْحٰقَ، وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ (۱۱۳)۔

"عَلَيْهِ" = عَلٰى إبراهيم "ذُرِّيَّتِهِمَا" = ذُرِّيَّةِ إبراهيم وإسحاق۔

توضیح:

اور ہم نے ابراہیمؑ اور اسحاقؑ کو برکت دی اور اب ان دونوں کی ذریت میں کوئی محسن ہے الخ۔

• وَنَصَرْنٰهُمْ فَكَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ (۱۱۶)۔

وَنَصَرْنَاهُمْ = وَنَصَرْنَا موسٰى وهارونَ و مَنْ اتبع هُمَا۔

توضیح:

ہم نے موسیٰؑ وہارونؑ نیز جس نے ان کی پیروی کی ان سب کی مدد کی جس کی وجہ سے وہی غالب رہے۔

- وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ، وَبِالَّيْلِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ(۱۳۷،۱۳۸)۔

ان دو آیتوں سے پہلے کی آیتوں میں فرمایا ہے:

لوطؑ بھی پیغمبروں میں سے تھے ہم نے لوطؑ اور لوطؑ کے گھرانے کے سب افراد کو بچالیا، البتہ ایک بڑھیا جو پیچھے رہ گئی تھی وہ عذاب سے نہیں بچی پھر ہم نے "ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخرین"(۱۳۶) پھر ہم نے اوروں کو ہلاک کر دیا۔

"تَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ"= تمرون علی مدمرین۔

مضاف محذوف یعنی=عَلٰی اٰثار المدمرین۔

مطلب غالباً یہ ہے:

اے اہل قریش تم تو بغرض تجارت صبح شام آتے جاتے لوط کے منکروں کی بستیوں کے کھنڈروں پر سے گزرتے ہوئے دیکھتے ہی ہو کہ ان کا کیسا انجام ہوا، تم کیوں ان سے سبق حاصل نہیں کرتے؟ ذرا سوچو تو سہی۔

- فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُوْنَ(۱۴۹)۔

"فَاسْتَفْتِهِمْ"= فَاسْتَفْتِ الْمُشْرِكين۔

- وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا، وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ(۱۵۸)۔

"وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ"=وَجَعَلَ الْمُشْرِكُوْنَ بَيْنَ اللّٰه الخ۔

توضیح:

مشرکوں نے اللہ اور جن کے درمیان نسب کا رشتہ بنالیا ہے۔

- فَاِنَّکُمْ وَمَاتَعْبُدُوْنَ، مَآ اَنْتُمْ عَلَیْهِ بِفَاتِنِیْنَ (۱۶۱، ۱۶۲)۔

الف۔ "عَلَیْهِ" = عَلَی اللّٰهِ۔

تم اور تم جن کو پوجتے ہو اللہ سے کسی کو نہیں پھیر سکتے، روگردانی نہیں کرا سکتے۔

ب۔ "عَلَیْهِ" = عَلٰی مَا۔

تم اور تمہاری یہ عبادت کسی کو آزمائش میں نہیں ڈال سکتی۔

- وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ (۱۶۴)۔

"لَهٗ" = لِاَحَدٍ = تقدیر: وَمَا مِنَّا اَحَدٌ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَعْلُوْم، یا، وَمَا مِنَّا اِلَّا مَنْ لَهٗ مَقَامٌ مَعْلُوْمٌ۔

وَمَا مِنَّآ مَلَکٌ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَعْلُوْم۔

"اَحَدٌ" سے غالباً ملائکہ مراد ہیں۔

مطلب یہ معلوم ہوتا ہے:

فرشتے کہتے ہیں کہ اللہ کی اولاد ہونا تو ناممکن ہے، ہم کو اتنی بھی قدرت نہیں کہ جس کا جو درجہ مقرر ہے اس سے بال برابر بھی ہٹ سکیں۔

- فَکَفَرُوْا بِهٖ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ (۱۷۰)۔

الف۔ "کَفَرُوْا بِهٖ" = کَفَرُوْا بِالذِّکْرِ و الذکر = القرآن۔

توضیح:

جب قرآن نازل ہوا تو انہوں نے اس کا انکار کر دیا۔

ب۔ "کَفَرُوْا بِهٖ" = کَفَرُوْا بِالرَّسُوْل۔

جب ہم نے رسول بنا کر بھیجا تو انہوں نے اس کا انکار کر دیا۔

۳۸-ص

- "ءَاُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْ بَيْنِنَا،بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِيْ" الخ(۸)۔

"عَلَيْهِ"= عَلٰی محمد سیاق سے صاف ظاہر ہے گو لفظوں میں مذکور نہیں ہے۔

توضیح:

کیا ہم سب میں سے اسی شخص پر نصیحت کی کتاب اتری ہے؟ بلکہ یہ لوگ خود ہی میری وحی کی بابت شک میں مبتلا ہو گئے ہیں۔

- وَوَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ، نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗ اَوَّابٌ(۳۰) اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ(۳۱) فَقَالَ اِنِّيْ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ، رُدُّوْهَا عَلَيَّ فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ(۳۲،۳۳)۔

"اِنَّهٗ"= إن سليمان "عَلَيْهِ"= عَلٰى سليمان۔

الف۔"تَوَارَتْ"= توارت الصّٰفِنٰتِ۔

ب۔"تَوَارَتْ"= توارتِ الشَّمْس۔

"رُدُّوْهَا"= رُدُّوا الخيْل۔

توضیح:

اور ہم نے داؤد کو سلیمان عطا کیا وہ بہت خوب بندہ تھا، سلیمان خدا کی طرف رجوع کرنے والا تھا۔

جب سلیمانؑ کے سامنے شام کو خاصے کے گھوڑے پیش کئے گئے تو کہنے لگا میں نے اپنے پروردگار کی یاد سے غافل ہو کر مال کی محبت اختیار کی یہاں تک کہ گھوڑے پردے کے پیچھے کر دیئے گئے۔

توارت کا فاعل شمس ہو تو:

تا آنکہ سورج چھپ گیا، آفتاب غروب ہو گیا۔

سلیمانؑ نے کہا ان گھوڑوں کو میرے یہاں واپس لاؤ، پھر ان کی ٹانگوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنے لگے۔

- وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ (۴۰)۔

"لَهٗ" = لسلیمان اسم چار آیتوں پہلے آیا ہے۔

ترجمہ: اور بے شک سلیمان کے لئے ہمارے ہاں قرب اور عمدہ مقام ہے (فتح محمد)۔

- وَوَهَبْنَا لَهٗ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُولِى الْاَلْبَابِ (۴۳)۔

دیکھئے: سورۂ انبیاء آیت رقم (۸۴)۔

- اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَالَهٗ مِنْ نَّفَادٍ (۵۴)۔

"لَهٗ" = للرزق = لرزقنا۔

توضیح:

یہ ہمارا رزق ہے یہ رزق کبھی ختم نہیں ہوگا۔

● هٰذَا فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ وَّغَسَّاقٌ (۵۷)۔

الف۔ "لِيَذُوْقُوْهُ" = لِيَذُوْقوا رزقنا وَهُوَ حَمِيْم وغساق، يا۔ منه حميم وغساق۔

توضیح:

یہ ہے جہنمیوں کے لئے ہمارا رزق۔

ب۔ "لِيَذُوْقُوْهُ" = لِيذوقوا العذاب۔

هٰذَا عَذابٌ ذُوْقُوْهُ خبر محذوف۔

یہ عذاب ہے، اس کو چکھو، هٰذَا حميمٌ وغساقٌ۔

● وَّ اٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖ اَزْوَاجٌ (۵۸)۔

الف۔ "شَكْلِهٖ" = شكل العذاب۔

تخریج باعتبار معنی ہے۔

تقدیر: واخر من كل شكل ما ذكرنا۔

اور اسی طرح کے بہت سے عذاب ہوں گے۔

ب۔ "شَكْلِهٖ" = شكل حميم۔

اور حمیم کی طرح کا اور دوسرا (گرم، بدمزہ اور بدبودار) پانی۔

● اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا، فَبِئْسَ الْقَرَارُ (۶۰)۔

"قَدَّمْتُمُوْهُ" = قَدَّمْتُمُوْا العذاب فحوائے کلام سے مرجع ظاہر ہے۔

تم ہی نے تو یہ عذاب ہمارے سر لایا۔

انتباہ:

آیت (۵۹) سے (۶۴) تک پانچ آیتوں میں خدا کے سامنے دوزخیوں کے باہمی جھگڑے کا ذکر ہے، ان میں جو حاضر غائب ضمیریں آئی ہیں ان کے مراجع واضح ہیں۔

● قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيْمٌ، اَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُوْنَ(٦٨،٦٧)۔
الف۔"هُوَ"= الإنذار "عَنْهُ"= عَنِ الانذار ضمیر سیاق سے صاف ظاہر ہے۔

توضیح:

کہہ دو کہ یوم حساب کا ڈراوا بڑی اہم خبر ہے، اس خبر پر تم توجہ نہیں کر رہے ہو۔
مطلب یہ کہ:
اس بے توجہی کا بڑا بُرا انجام ہو گا۔
ب۔"هُوَ"= القرآن، "عَنْهُ"= عن القرآن۔
یہ قرآن ایک عظیم الشان خبر ہے تم اس سے روگردانی کر رہے ہو۔

● قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ(٧٧)۔
"مِنْهَا"= مِنَ الْجَنَّةِ۔
دیکھئے: اعراف آیت (١٣، ١٤)، فقرہ (٤)۔
نیز "حجر" کی آیت (٣٤، ٣٩) فقرہ (١٣، ١٤)۔

● قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّ مَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ(٨٦)۔
"عَلَيْهِ"= على التبليغ على الإنذار۔
دیکھئے: "ہود" کی (٢٩، ٩١) اور فقرہ (٨، ١٢)۔

● اِنْ هُوَ اِلاَّ ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ، وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ(٨٨،٨٧)۔
"هُوَ"= القرآن، "نَبَاَهٗ"= نَبَاء الذكر = نباء الإنذار۔

توضیح:

یہ قرآن بے کار قول نہیں ہے، یہ سارے جہانیوں کے لئے نصیحت ہے اور تم کو ایک وقت اس کی حقیقت یقیناً معلوم ہو جائے گی۔

۳۹-زمر

- "وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ"(۷)۔

"يَرْضَهُ"= يَرْضَ الشكر مرجع"ان تَشْكُرُوْا" سے ظاہر ہے۔

توضیح:

اللہ اپنے بندوں کے لئے ناشکری سے راضی نہیں ہوتا اور اگر تم شکر کرو تو وہ تمہاری شکر گزاری پر خوش ہوتا ہے۔

- وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْٓا اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا، اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ(۸)۔

"رَبَّهٗ"= رَبَّ الإنسان، "إليه"= اِلٰى رَبِّه، "لَهٗ"= للإنسان۔

"مِنْهُ"= مِنَ الرَّب، "إِلَيْهِ"= اِلٰى مَايَدْعو "سَبِيْلِهٖ"= سَبِيْل اللّٰهِ۔

توضیح:

اور جب انسان کو کوئی مصیبت آجکڑتی ہے تو وہ اپنے پروردگار کو پکارتا اور اس کی طرف دل سے رجوع ہوتا ہے پھر جب اس کا پروردگار اس کو اپنی نعمت سے نواز دیتا ہے تو وہ

اس کو بھول جاتا ہے جس پر وہ پہلے پکار رہا تھا اور دوسروں کو خدا کا ہمسر ٹھہرانے لگتا ہے تاکہ لوگوں کو خدا کے راستہ سے ہٹا دے (اور انہیں گمراہ کردے) اے پیغمبر آپ ایسے کافر نعمت سے کہہ دیجئے کہ ناشکری کرتے ہوئے تھوڑا سا فائدہ اٹھالے یقیناً تو دوزخ میں جانے والا ہے۔

● "اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِى الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهٗ حُطَامًا" (۲۱)۔

"سَلَكَهٗ"= سلك الماء "بِهٖ"= بالماء "ألوانُهٗ"= ألوان الزرع، "تراهُ"= ترى الزرع "يَجْعَلُهٗ"= يَجْعَل اللّٰه الزرع حطاماً۔

توضیح:

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ خدا آسمان سے پانی برساتا ہے، پھر اس بارش کو زمین میں چشمہ بنا کر جاری کرتا پھر اس پانی سے کھیتی اگاتا ہے، اس کھیتی کے رنگ طرح طرح کے ہوتے ہیں پھر وہ کھیتی سوکھ جاتی ہے، تم اس کھیتی کو دیکھتے ہو کہ زرد ہوگئی ہے پھر اللہ اس کو چُورا چُورا کردیتا ہے۔

● اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِىَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ، ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِىْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَالَهٗ مِنْ هَادٍ (۲۳)۔

"مِنْهُ"= مِن اَحْسن الحديث= من القرآن اور اسی طرح "بہ"= باَحسن الحديث= بالقرآن۔

توضیح:

خدا نے نہایت اچھی باتیں نازل فرمائیں ہیں (یعنی) کتاب جس کی آیتیں باہم ملتی جلتی ہیں، اور دہرائی جاتی ہیں، جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں، اس قرآن کے سننے پڑھنے سے ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، پھر ان کے دل اور بدن نرم ہو کر خدا کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں، یہی خدا کی ہدایت ہے، وہ اس کتاب قرآن کے ذریعہ جس کو چاہتا ہے زندگی کا صحیح راستہ دکھاتا ہے، اور جس کو خدا گمراہ کرے اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔

- وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ (۳۳)۔

الف۔ "بِهٖ" = بالرَّسول، صَدَّقَ المؤمنون بالرسول۔

توضیح:

اور جو شخص سچی بات لے کر آیا اور جس نے سچی بات لانے والے کی تصدیق کی وہی لوگ متقی ہیں۔

ب۔ "بِهٖ" = بِاللّٰه، اس آیت سے پہلے کی آیت کے لفظ "مَنْ کَذَّبَ عَلٰی اللّٰهِ" سے ماخوذ ہے۔

مطلب یہ کہ: جو شخص سچی بات لے کر آیا اور جس نے سچی بات والے یعنی اللہ کی تصدیق کی الخ۔

یہ ضمیر کی تخریج سیاق سے بے جوڑ و بے تعلق معلوم ہوتی ہے۔

اور "اَلَّذِیْ" سے مراد جبرئیل اور "صَدَّقَ" کا فاعل محمد ﷺ کا کہنا بھی بالکل ہی بے ربط ہے۔

- "وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ،

قُلْ اَفَرَءَ يْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ، قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ"(۳۸)۔

توضیح:

"هُنَّ" دونوں جگہ "تدعون من دون اللّٰه" كـلات والعزى والمنات وغيرها۔

اگر تم ان سے پوچھو کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو وہ کہہ دیں گے کہ خدا نے، دیکھو تو سہی تم جن دیویوں کو پکارتے ہو اگر خدا مجھ کو کوئی تکلیف پہنچانی چاہے تو کیا وہ دیویاں مجھ سے وہ تکلیف دور کر سکتی ہیں یا اگر خدا مجھ پر مہربانی کرنا چاہے تو کیا وہ دیویاں خدا کی مہربانی کو روک سکتی ہیں؟ آپ کہیے مجھے تو خدا کافی ہے۔

- "وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَافِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ" الخ (۴۷)۔

"مِثْلَهٗ مَعَهٗ" = دیکھیے: مائدہ کی آیت (۳۶)، فقرہ (۶) اور رعد کی آیت (۱۸) فقرہ (۸)۔

- فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ، بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَايَعْلَمُوْنَ (۴۹)۔

"اُوْتِيْتُهٗ" = أوتيت "ما" موصول۔

"هِيَ" = النعمة، "اَكْثَرَهُمْ" = أكثر الناس۔

توضیح:

جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو ہمیں پکارنے لگتا ہے، پھر جب ہم اس کو اپنی طرف سے نعمت بخشتے ہیں تو کہتا ہے جو کچھ مجھے دیا گیا ہے وہ مجھے میرے علم و فن کی وجہ سے

ملا ہے (اس کا ایسا سمجھنا غلط ہے) ایسا نہیں ہے بلکہ جو نعمت دی گئی تھی وہ ایک آزمائش تھی کہ دیکھیں وہ ہمارا شکر گزار ہوتا ہے یا نہیں لیکن اکثر لوگ یہ بات نہیں جانتے۔

یادداشت:

جب قارون سے کہا گیا تھا کہ اللہ نے تجھ سے اچھا سلوک کیا ہے تو تو بھی دوسروں سے بھلائی کر تو اس نے بھی یہی کہا تھا: اِنَّمَا اُوْتِیْتُہٗ عَلٰی عِلْمٍ عندی" (قصص ر ۷۸)۔

حَسَنَات وَسَیِّئَات کی طرح خیر وشر بھی آزمائش کا سبب ہوتے ہیں جس طرح خدا خوش حالی و تونگری سے آزماتا ہے اسی طرح بے توانائی اور ناداری سے بھی آزماتا ہے نعمت و زوال نعمت دونوں ہی آزمائش کا ذریعہ ہیں۔

دیکھئے: اعراف آیت (۱۶۸) اور انبیاء آیت (۳۵)۔

- قَدْ قَالَهَا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَآ اَغْنٰی عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ (۵۰)۔

"قَالَهَا"= قال المقالة سابق آیت "قال" سے ظاہر ہے۔

"قَبْلِهِمْ"= قَبْلِ منکری نِعْمَةِ اللّٰہِ۔

توضیح:

جو لوگ ایسے کافر نعمتوں سے پہلے گزر چکے ہیں وہ بھی ایسی ہی بات کہا کرتے تھے (کہ جو کچھ ملا وہ ہماری دانش و بینش سے ملا) تو جو کچھ وہ کیا کرتے تھے وہ روزِ قیامت ان کے کچھ بھی کام نہ آیا۔

۴۰- غافر (مومن)

- وَهَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍ بِرَسُوْلِهِمْ لِيَاْخُذُوْهُ وَجَادَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ فَاَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ (۵)۔

"لِيُدْحِضُوْا بِهِ"= بالجدال أو بالباطل۔

دیکھئے: کہف آیت (۵٦) فقرہ (۱۵)۔

- ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ (۱۲)۔

"اِنَّهٗ"= اِنَّ الشان۔

اللہ کی کافروں سے بےزاری اس لئے ہے کہ:

واقعہ یہ تھا کہ جب تنہا خدا ہی کو پکارا جاتا تھا تو تم اللہ کا انکار کر دیتے تھے الخ۔

- اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ كَانُوْا مِنْ قَبْلِهِمْ، كَانُوْا هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ (۲۱)۔

"قَبْلِهِمْ"= قبل المدعوئين إلى الإسلام اور اسی طرح مِنْهُمْ۔

"هُمْ"= اَلَّذِيْنَ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ المدعوئين اسی طرح اَخَذَهُمْ وَذُنُوْبِهِمْ وَلَهُمْ کی جمع مذکر غائب ضمیرین۔

اِنَّهُمْ، تَاْتِیْهِمْ، رُسُلُهُمْ اور اَخَذَهُمْ۔

دیکھئے: روم کی آیت (۹) فقرہ (۱)۔

- اِنَّ الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِ اللّٰهِ بِغَیْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰهُمْ اِنْ فِیْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّاهُمْ بِبَالِغِیْهِ"......الخ(۵۶)۔

الف۔ بِبَالِغِیْهِ= بالغی الدفع یعنی دفع الآیات المفهوم من المجادلة سے ماخوذ ہے۔

توضیح:

جو لوگ کسی عقلی، نقلی یا الہامی سند کے بغیر خدا کی آیات میں جھگڑتے ہیں وہ ان آیتوں کے خلاف اپنی مدافعت نہیں کر سکتے، ان کے دلوں میں اپنی بڑائی ہے اس پندار باطل کی وجہ سے وہ اللہ و رسول کے آگے جھکنا نہیں چاہتے۔

ب۔ "مَا"= نافیہ "بَالِغِیْهِ"= بالغی أکبر۔

حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ بغیر کسی دلیل کے جو ان کے پاس آئی ہو خدا کی آیتوں میں جھگڑتے ہیں ان کے دلوں میں اور کچھ نہیں، کبر ہے اور وہ اس کبر کو نہیں پہنچ سکتے۔

- اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ، كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِی الْاَرْضِ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ(۸۲)۔

دیکھئے: روم آیت (۹) فقرہ (۱)۔

- فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ(۸۳)۔

جَآءَتْهُمْ، رُسُلُهُمْ، عِنْدَهُمْ اور بِهِمْ ان سب میں جمع غائب ضمیروں کا مرجع ہلاک شدہ قومیں۔

اسی طرح اس کے بعد والی آیت کی ضمیروں کے مراجع بھی ہلاک شدہ قومیں ہیں
اسی طرح: "يَنفَعُهُمْ اِيمَانُهُمْ" اس کے بعد والی آیت کی ضمیروں کے مراجع بھی ہلاک شدہ قومیں ہیں۔

توضیح:

جب ان کے رسول ان کے پاس کھلی آیتیں لے کر آئے تو وہ اسی علم میں مگن رہے جو ان کے پاس تھا اور پھر اسی چیز کے پھیر میں آگئے جس کی وہ ہنسی اڑاتے تھے جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا تو پکارنے لگے ہم اللہ واحد پر ایمان لے آئے اور ہم ان سب چیزوں کا انکار کرتے ہیں جنہیں ہم اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں۔
مگر ہمارا عذاب دیکھ لینے کے بعد ان کا ایمان ان کے لئے کچھ سود مند نہیں ہو سکتا۔

۴۱۔ فصلت (حٰمٓ سجدہ)

- فَقَضٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا"......الخ (۱۲)۔

"هُنَّ"= سَمَاوات۔

سماء جب چھت کے معنی میں ہو تو مذکر یا مونث دونوں طور پر استعمال ہوتا ہے یہاں بطور تانیث ہے مذکر ہوتا تو سبعۃ سماوات ہوتا۔

مطلب یہ ہے کہ:

اللہ نے دو دن کے اندر سات آسمان بنادیئے اور ہر آسمان میں اس کا قانون وحی کردیا۔

- فَاِنْ يَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ، وَاِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِيْنَ (۲۴)۔

لَهُمْ= لِاَعْدَاءِ اللّٰهِ، "مَاهُمْ"= مَا اعتداء اللّٰهِ۔

توضیح:

اب اگر یہ کافر صبر کریں یا نہ کریں ان کا ٹھکانا تو دوزخ ہی ہے اور اگر یہ کافر اب توبہ کرنا چاہیں تو انہیں اس کا موقع نہیں دیا جائے گا۔

اسی طرح اس آیت کے بعد والی آیت کی جملہ جمع مذکر غائب ضمیروں کا مرجع

منکرین خدا ہی ہے۔

● وَلَاتَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ، اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِيْمٌ(۳۴)۔

"هِیَ"= الكلمة۔

دیکھئے: مومنون آیت(۹۶) فقرہ(۱۳)۔

● وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْحَظٍّ عَظِيْمٍ(۳۵)۔

دیکھئے: قصص کی آیت(۸۰) فقرہ(۱۴)۔

● وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَاتَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ(۳۷)۔

"خلَقَهُنَّ"= خَلَقَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ۔

توضیح:

اور رات اور دن اور سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں، تم لوگ نہ تو سورج کو سجدہ کرو اور نہ چاند کو بلکہ خدا ہی کو سجدہ کرو جس نے دن ورات اور چاند سورج پیدا کئے، اگر تم خدا کی عبادت کرتے ہو۔

● وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ، ءَاَعْجَمِیٌّ وَّعَرَبِیٌّ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ، وَالَّذِيْنَ لَايُؤْمِنُوْنَ فِیْ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى اُولٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ(۴۴)۔

"جَعَلْنٰهُ"= جَعَلْنَا الذکر، آیت(۴۱) سے ظاہر ہے۔

هُوَ (دونوں جگہ) الذکر = القرآن۔

توضیح:

اگر ہم اس قرآن کو غیر زبان عرب میں نازل کرتے تو اے رسول تمہارے یہ اوّلین مخاطب اہل عرب کہتے کہ اس کی آیتیں ہماری زبان میں کیوں کھول کر بیان نہیں کی گئیں، کیا خوب قرآن تو عجمی اور مخاطب عربی، کہہ دو کہ جو ایمان لاتے ہیں ان کے لئے یہ قرآن ہدایت اور شفا ہے، اور جو ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں گرانی ہے یعنی بہرا پن اور ان کے حق میں یہ ذکر یعنی قرآن موجب نابینائی ہے۔ گرانی کے سبب ان کو گویا دور سے آواز دی جاتی ہے۔

ملحوظہ:

بعض معربوں نے کہا ہے: ہو سکتا ہے کہ "ھو" کی ضمیر کا مرجع "وقرء" ہو یہ ضمیر سے قریب ترین اسم ہے۔

مطلب شاید یہ ہو:

کافر سنتے نہیں دیکھتے بھی نہیں، توجہ نہیں تو سوجھ بوجھ نہیں۔

- وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِیْهِ، وَلَوْلَا کَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّکَ لَقُضِیَ بَیْنَهُمْ وَاِنَّهُمْ لَفِیْ شَکٍّ مِّنْهُ مُرِیْبٍ(۴۵)۔

دیکھئے: ہود، آیت (۱۱۰) فقرہ (۱۶)۔

- وَیَوْمَ یُنَادِیْهِمْ اَیْنَ شُرَکَآئِیْ قَالُوْٓا اٰذَنّٰکَ مَامِنَّا مِنْ شَهِیْدٍ، وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا کَانُوْا یَدْعُوْنَ مِنْ قَبْلُ وَظَنُّوْا مَالَهُمْ مِّنْ مَّحِیْصٍ (۴۷،۴۸)۔

"یُنَادِیْهِمْ"= يناد اللّٰهُ الْمُشْرِكِیْنَ، "عَنْ هُمْ"= عَنِ الْمشركِين۔
"لَهُمْ"= لِلْمُشْرِكِیْنَ۔

توضیح:

اور جس دن اللہ مشرکوں کو پکارے گا اور کہے گا میرے شریک کہاں ہیں جن کو تم میری بجائے پکارا کرتے تھے تو یہ مشرک کہیں گے ہم تجھ سے عرض کر چکے ہیں کہ آج ہم میں سے کوئی ان کی گواہی دینے والا نہیں ہے۔

اور جن جن کو یہ مشرکین خدا کے سوا پکارا کرتے تھے وہ سب ان سے غائب ہو جائیں گے اور یہ مشرکین یقین کرلیں گے کہ ان کے لئے پناہ لینے کی کوئی جگہ نہیں ہے۔

- قُلْ اَرَءَ يْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِیْ شِقَاقٍ بَعِیْدٍ(۵۲)۔

"بِهٖ"= بالقرآن اسم فحوائے کلام سے ظاہر ہے۔

توضیح:

کہو کہ بھلا دیکھو تو اگر یہ قرآن خدا کی طرف سے ہو پھر تم اس قرآن سے انکار کرو تو اس سے بڑھ کر اور کون گمراہ ہے جو حق کی پرلے درجہ کی مخالفت میں ہو۔

- سَنُرِیْهِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْۤ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ اَوَلَمْ یَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ(۵۳)۔

الف۔ "اَنَّهُ الْحَقُّ"= أن القرآن حق، اَنَّهٗ الخ= أن رَبَّكَ۔

توضیح:

ہم عنقریب ان کو اطراف عالم میں بھی اور خود ان کی ذات میں بھی اپنی نشانیاں

دکھائیں گے یہاں تک کہ ان پر ظاہر ہو جائے گا کہ قرآن حق ہے۔

کیا تم کو یہ کافی نہیں ہے کہ تمہارا پروردگار ہر چیز پر شاہد ہے۔

ب۔ "اَنَّہٗ" = اَنَّ الرّسول، بحذف حرف جر یعنی اَنَّ الرَّسُوْلَ عَلَی الْحَقِّ۔

مطلب یہ کہ:

عنقریب...... کافروں پر ظاہر ہو جائے گا کہ محمد ﷺ حق پر تھے (اور اے نبی تم کافروں کے انکار سے دل گیر کیوں ہو) کیا تم کو یہ الخ۔

۴۲۔ شوریٰ

- جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّ مِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ(۱۱)۔

الف۔ "فِيْهِ" = فِي الخلق یہ لفظ "جَعَلَ" سے ظاہر ہے مصدر بمعنی مفعول۔

توضیح:

اللہ نے تمہارے ہی جنس سے جوڑے بنائے اور چارپایوں کے بھی جوڑے بنائے، وہ تم کو مخلوق میں پھیلاتا بڑھاتا رہتا ہے۔

ب۔ "فِيْهِ" = فی الزوج، ج، فِيْهِ = فِي الْبَطْنِ۔

د۔ "فِيْهِ" = فی الرحم۔

ھ۔ تم کو اور چوپایوں کو جوڑوں میں بڑھاتا ہے، بہت سے جوڑے بناتا ہے۔

و۔ تم کو اور چوپایوں کو پیٹ میں بڑھاتا ہے۔

ز۔ تم کو اور چوپایوں کو رحم میں پھیلاتا ہے۔

آخری تخریج تو صحیح نہیں کہ رحم مونث سماعی ہے۔

دوسری تخریج کا احتمال ہے، اور تیسری تخریج بعید از صواب۔

- شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا

الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ، كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَاتَدْعُوْهُمْ
اِلَيْهِ، اَللّٰهُ يَجْتَبِىْ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِىْ اِلَيْهِ مَنْ
يُّنِيْبُ(۱۳)۔

الف۔"فِيْهِ"= فِي الدين، "تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ"= إلى الدين "يَجْتَبِىْ، اِلَيْهِ"= يَجْتَبِي إلى الدين، "يهدى إلَيْه"= يهدى الدين۔

توضیح:

اللہ نے تمہارے دین کا وہی راستہ مقرر کیا ہے جس کے اختیار کرنے کا نوح کو حکم دیا تھا، اور جس کی اے محمد ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی اور جس کا ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو حکم دیا تھا وہ یہ کہ دین کو قائم رکھنا اور دین میں فرقہ بندی نہ کرنا۔ جس چیز کی طرف تم مشرکوں کو بلاتے ہو وہ ان کو دشوار گزرتی ہے۔

اللہ جس کو چاہتا ہے دین کے لئے چن لیتا ہے اور جو اللہ سے رجوع ہو اسے دین کے رستے (راہ حق) پر ڈال دیتا ہے۔

ب۔"فِيْهِ"= فِي الدين، "تدعوهم إلَيْهِ"= تَدْعون إلى الدين۔

"يَجْتَبِىْ اِلَيْهِ وَيَهْدِىْ اِلَيْهِ"= يَجْتَبِي اِلى اللّٰه ويَهْدِي اِلى اللّٰهِ۔

......دشوار گزرتی ہے اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی بارگاہ میں برگزیدہ کرتا ہے اور جو اس سے رجوع ہو اسے اپنی طرف رستہ دکھا دیتا ہے۔

- وَمَا تَفَرَّقُوْآ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَاجَآءَ هُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ، وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ، وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ(۱۴)۔

الف۔جَآءَ هُمْ= بَيْنَهُمْ، مِنْ بَعْدِهِمْ= أمم الانبياء والرجع امة موسٰى=

بنی اسرائیل= مِنۡہُ= مِنَ الۡکِتٰبِ وَالمراد الإنجیل۔

توضیح:

اور یہ لوگ جو الگ الگ ہوئے ہیں تو اللہ کی جانب سے پیغمبر کے ذریعہ علم حق (دین حق)، آچکنے کے بعد آپس کی ضد سے ہوئے ہیں۔اور اگر تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک وقت مقرر تک کے لئے بات نہ ٹھہر چکی ہوتی تو ان اختلاف کرنے والوں میں فیصلہ کردیا جاتا۔

دین حق میں تفرقے پیدا کر کے الگ الگ ہو جانے والوں (بنواسرائیل یہودیوں) کے بعد جو لوگ کتاب الٰہی کے وارث ہوئے وہ شبہہ کی الجھن میں پھنسے ہوئے ہیں (کہ ایا انجیل میں محمد ﷺ کے بارے میں جو پیش گوئی کی گئی ہے وہ آپ ﷺ ہی پر صادق آتی ہے یا نہیں)۔

ب۔"مِنۡہِ"= مِنَ القرآن۔

"مِنۡہُ" سے مِنۡ محمد ﷺ کہیں تب بھی ضمیر زیر غور کی تخریج میں کوئی تکلف نہیں ہوگا، کیونکہ قرآن اور محمد ﷺ علاحدہ ہونے کے باوصف لازم وملزوم ہیں۔

اس لحاظ سے "الذین" سے مراد عام اہل عرب اور خصوصاً قریش ہوں گے کہ عیسیٰ کے بعد نبی عربی محمد ﷺ ہی ہیں۔

البتہ "مِنۡہُ" سے "مِنَ الذین" مراد لینا بعید از صواب بلکہ از روئے عربیت صحیح معلوم نہیں ہوتا۔

ملحوظہ:

اِنَّ الَّذِیۡنَ اُوۡرِثُوا الکتب مِنۡ بَعۡدِھِمۡ لَفِیۡ الخ مِن قبل مشرکی العرب۔

اس صورت میں "اَلَّذِیۡنَ" سے مراد عام اہل کتاب ہوں گے خواہ وہ کوئی ہوں

کہیں کے ہوں۔

"من" برائے ابتداء غایت قبل کا مترادف گویا "من" از لغات اضداد۔

کلام عرب میں "من" بمعنی قبل کے استعمال کی سند مل جاتی ہے اگرچہ ایسا استعمال عام نہیں۔

مطلب یہ کہ:

محمد ﷺ کے مخاطب قرآن کی طرف سے شبہ کی الجھن میں پڑے ہوئے ہیں مگر یہ کوئی نئی بات نہیں، ان لوگوں سے پہلے وہ لوگ بھی جن کی طرف پیغمبر بھیجے گئے تھے اپنے اپنے زمانہ کے پیغمبروں کی کتاب کی طرف سے شبہ کی الجھن میں پھنسے ہوئے تھے جس طرح قرآن کے مخاطب اس کے بارے میں شک وشبہ میں پڑے ہوئے ہیں۔

اس کے بعد کی آیت ہے "فَلِذَالِكَ فَادْعُ وَاسْتَقِمْ كَمَا اُمِرْتَ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاءَ هُمْ" چونکہ یہ حالت پیدا ہو چکی ہے اور آپ کی مخالفت ہو رہی ہے اس لئے اے محمدؐ تم اسی دین کی طرف دعوت دو جس طرح حکم دیا گیا ہے الخ۔

"مِنْ" بمعنی قبل والی توجیہ نہ ہو تو "مِنْ بعدهم" اپنے اصلی معنی ہی میں یعنی مِنْ بعد اهل الكتاب کی ضمیر مجرور کی تخریج غلط نہیں معلوم ہوتی، والعلم عند اللہ۔

- "تَرَى الظّٰلِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا كَسَبُوْا وَهُوَ وَاقِعٌ بِهِمْ" (۲۲)۔

"هُوَ" = جَزَاء كسبهِمْ = مضاف محذوف۔

توضیح:

تم دیکھو گے کہ ظالم اپنے اعمال کے وبال سے ڈر رہے ہوں گے اور وہ وبال ان پر پڑ کر ہی رہے گا۔

- "قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى" (۲۳)۔

"عَلَيْهِ" = عَلَى التبليغ۔

دیکھئے: ہود آیت (۲۹)۔

- وَمِنْ اٰیٰتِہٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَابَثَّ فِیْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ وَهُوَ عَلٰی جَمْعِهِمْ اِذَا یَشَآءُ قَدِیْرٌ (۲۹)۔

مِنْ برائے بیان جنس "فِیْهَا" = فِی السَّمٰوٰتِ و الأرض۔

سماوات جمع ہے سماء کی مگر یہاں بطور واحد آیا ہے۔

اور اللہ ہی کی نشانیوں میں سے ہے آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا، اور ان جانوروں کا جو اس نے ان دونوں میں پھیلا رکھے ہیں اور وہ جب چاہے سب کو اکٹھا کرنے پر قادر ہے۔

۴۳-زخرف

- اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ(۳)۔

دیکھئے:سورۂ یوسف کی آیت(۲)فقرہ(۱)۔

- وَاِنَّهٗ فِیْ اُمِّ الْکِتٰبِ لَدَیْنَا لَعَلِیٌّ حَکِیْمٌ(۴)۔

"اِنَّهٗ"= إن القرآن أُمُّ الكِتٰبِ وہ کتاب جس میں سب نبیوں پر اتاری ہوئی کتابیں یا صحیفے مندرج ہیں۔

توضیح:

اور یہ قرآن "اُم الکتٰب" میں ثبت ہے۔

- وَجَعَلُوْا الْمَلٰٓئِکَةَ الَّذِیْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا، اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ سَتُکْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَیُسْئَلُوْنَ(۱۹)۔

"جَعَلُوْا الخ"= جَعَلَ المشرکون الملٰئِکة اناثاً۔

"خَلَقَهُمْ"= خَلَق الملئکة شَهَاداتهم= شهادة المشرکین۔

توضیح:

مشرکوں نے فرشتوں کو کہ وہ بھی خدائے رحمٰن کے بندے ہیں عورتیں قرار دے لیا، کہا یہ ان فرشتوں کی پیدائش کے شاہد ہیں (کیا یہ مشرکین فرشتوں کی پیدائش کے

وقت حاضر تھے؟) ان مشرکوں کی گواہی (یہ بیہودہ بات) لکھ لی جائے گی اور انہیں اس کی جواب دہی کرنی پڑے گی۔

- وَقَالُوْا لَوْشَآءَ الرَّحْمٰنُ مَاعَبَدْنٰهُمْ، مَالَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ، اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ(۲۰)۔

"مَاعَبَدْنَاهُمْ"= مَاعَبَدْنَا الْملٰئِكَةَ، "اِنْ هُمْ"= إن المشركون۔

توضیح:

یہ مشرک کہتے ہیں کہ اگر خدائے رحمٰن چاہتا کہ ہم ان فرشتوں کی عبادت نہ کریں تو ہم کبھی ان فرشتوں کو نہیں پوجتے، یہ مشرکین حقیقت سے بالکل ناواقف ہیں محض اٹکل مار رہے ہیں۔

- اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ(۲۱)۔

"مِنْ قَبْلِهٖ"= مِنْ قبل الكتب= والمراد مِنْ قبل نزول القرآن= بحذف مضاف۔

توضیح:

یا ہم نے ان مشرکوں کو قرآن نازل ہونے سے قبل کوئی کتاب دی تھی کہ اس پہلے والی کتاب سے یہ اپنی فرشتہ پرستی کی سند پکڑتے ہیں۔

- وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ، اِلَّا الَّذِيْ فَطَرَنِيْ فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ،وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ(۲۶،۲۷،۲۸)۔

"جَعَلَهَا"= جَعَلَ إبراهيم الْكلِمة باقِيةً۔

توضیح:

یاد کرو وہ وقت جب ابراہیمؑ نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا تھا کہ تم جن کی بندگی کرتے ہو میرا ان سے کوئی تعلق نہیں میرا تعلق اسی سے ہے جس نے مجھے پیدا کیا وہی میری راہ نمائی کرے گا، اور ابراہیمؑ یہی کلمہ اپنی اولاد میں چھوڑ گیا تاکہ وہ اس کی طرف رجوع کریں۔

توضیح:

"کَلِمَة"= کلمة توحید۔

- وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ، **وَقَالُوْا ءَاٰلِهَتُنَا خَيْرٌ اَمْ هُوَ، مَاضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ** قَوْمٌ خَصِمُوْنَ(۵۷،۵۸)۔

الف۔"مِنْهُ"=، من مثال عیسٰی بحذف مضاف "هُوَ"= عیسٰیؑ۔

"ضَرَبُوْهُ"= ضربُوا مثال عیسٰی مضاف محذوف۔

توضیح:

جب مریمؑ کے بیٹے کی مثال دی گئی تو تمہاری قوم اس مثال پر چلا اٹھی اور قوم کے لوگ کہنے لگے بھلا ہمارے معبود بہتر ہیں یا عیسٰی ابن مریم؟

یہ لوگ عیسٰی بن مریمؑ کی مثال محض جھگڑے کے لئے بیان کر رہے ہیں دراصل یہ لوگ ہیں ہی ٹنٹے باز۔

ملحوظہ:

آیت کا مطلب غالبًا یہ ہے: عیسٰیؑ کے بے باپ پیدا ہونے کو اہل مکہ نے حجت

گردانااور بولے کہ جب مخلوق سے ابن اللہ ہے تو بنات اللہ کیادور ہے حالانکہ ہمارے معبود عیسیٰؑ سے بہتر ہیں کہ ان کی تو والدہ تھیں اور وہ دونوں حوائج بشری سے مبراء نہیں تھے اور ہمارے معبود تو کسی کے محتاج نہیں (مستفادتفسیر فتح محمد)۔

ب۔ بعض معربوں نے "ھُوَ" ضمیر مرفوع منفصل کا مرجع محمد ﷺ بتایا ہے۔

یہ تخریج غالباً قرین صواب نہیں ہے۔

- وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ، هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ(٦١)۔

الف۔"اِنَّهٗ"= القرآن۔

توضیح:

اور یہ قرآن کہ آخری وحی ہے قیامت کی نشانی ہے اس کے بعد کوئی اور وحی نہیں آئے گی، اس کے بعد قیامت ہی ہے۔

اے نبی کہہ دیجئے کہ لوگو! قیامت کے بارے میں شک نہ کرو اور میری پیروی کرو یہی رستہ سیدھا ہے۔

ب۔"اِنَّهٗ"= إنَّ عیسٰی۔

اور ابن مریم عیسیٰؑ قیامت کی نشانی ہے تو کہہ دو کہ اے لوگو قیامت کے بارے میں شک نہ کرو، اور میری پیروی کرو یہی رستہ سیدھا ہے۔

- اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ، لَايُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ(٧٤،٧٥)۔

"عَنْهُمْ"= عَنِ المجرمین۔

"فِيْهِ"= فی عذاب جهنم۔

توضیح:

مجرمین ہمیشہ دوزخ کے عذاب میں مبتلا رہیں گے ان مجرموں کے عذاب میں کمی نہیں ہوگی، اور وہ اس عذاب میں بے آس و بے سہارا پڑے رہیں گے۔

- وَقِيْلِهٖ يٰرَبِّ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُوْنَ (۸۸)۔

"قِيْلِهٖ" = قِيْل الرسول۔

توضیح:

اور بسا اوقات پیغمبر کہا کرتے ہیں اے پروردگار یہ ایسے لوگ ہیں کہ ایمان نہیں لاتے۔

یہ اس وقت ہوتا ہے جب پیغمبر کے مخاطب بار بار تنبیہوں پر بھی کان نہیں دھرتے اور پیغمبر بربنائے رحمت و رافت چاہتا ہے کہ یہ ایمان لے آئیں اور ہلاکت ابدی سے بچ جائیں۔

۴۴-دخان

- "وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَآءَهُمْ رَسُوْلٌ كَرِيْمٌ"(۱۷)۔

"قَبْلَهُمْ"=نبی محمد ﷺ کے مخاطبوں سے پہلے۔

"جَآءَهُمْ"= جاء الى قوم فرعون۔

اے محمد تمہارے ان مخاطبوں سے پہلے ہم نے فرعون کی قوم کی آزمائش کی اور ان کے پاس ایک عالی قدر پیغمبر آئے۔

- وَاتْرُكِ الْبَحْرَرَهْوًا، اِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ(۲۴)۔

"إنَّهُمْ"= إن فرعون وجنده=فرعون اور اس کالشکر۔

اے موسیٰ! دریا خشک ہو رہا ہوگا پار ہو جاؤ، تمہارے پیچھے فرعون اور اس کالشکر ڈبو دیا جائے گا۔

- اَهُمْ خَيْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ وَّالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ اَهْلَكْنٰهُمْ اِنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ(۳۷)۔

"هُمْ"= نبی محمد ﷺ کے مخاطبین: "قَبْلِهِمْ"= قبل قوم تبّع۔

الف۔اَهْلَكْنٰهُمْ وإنهم= قوم تبّع الذين كانوا قبل تبّع۔

توضیح:

کیا قریش اور ان کے ساتھی اچھے ہیں یا تبّع کی قوم اور تبّع سے پہلے کی قومیں ہم نے

تبع کی قوم اور اس سے پہلے کی سب ہی نافرمان قوموں کو ہلاک کر دیا۔

ب۔ "اَهۡلَكۡنٰهُمۡ وَ إنهم"= أهلكنا القوم الذين كان قبل تبّع۔

...... ہم نے تبع سے پہلے والی نافرمان قوموں کو بھی ہلاک کر دیا۔

- اِنَّ يَوۡمَ الۡفَصۡلِ مِيۡقَاتُهُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ(۴۰)۔

"مِيۡقَاتُهُمۡ"= ميقات الناس۔

توضیح:

اس میں کچھ شک نہیں کہ فیصلہ کا دن سب انسانوں کے اٹھنے کا وقت ہے۔

- خُذُوۡهُ فَاعۡتِلُوۡهُ اِلٰى سَوَآءِ الۡجَحِيۡمِ، ثُمَّ صُبُّوۡا فَوۡقَ رَاۡسِهٖ مِنۡ عَذَابِ الۡحَمِيۡمِ(۴۷،۴۸)۔

"خُذُوۡهُ"= خذوا الأثيم، آیت (۴۴) میں طعام الأثيم سے ظاہر ہے۔

توضیح:

حکم دیا جائے گا: اس گناہ گار کو گرفتار کر لو، اس کو کھینچتے ہوئے دوزخ کے بیچوں بیچ لے جاؤ، پھر اس کے سر پر کھولتا ہوا پانی انڈیل دو کہ عذاب پر عذاب ہو۔

- فَاِنَّمَا يَسَّرۡنٰهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمۡ يَتَذَكَّرُوۡنَ(۵۸)۔

"يَسَّرۡنٰهُ"= يسرنا القرآن اسم صراحتاً مذکور نہیں۔

"لَعَلَّهُمۡ"= لَعَلَّ مخاطبي القرآن۔

توضیح:

ہم نے اس قرآن کو تمہاری زبان میں آسان کر دیا تاکہ اس قرآن کے مخاطبین نصیحت حاصل کریں۔

۴۵- جاثیہ

- وَسَخَّرَلَكُمْ مَّافِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ، اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ(۱۳)۔

"مِنْهُ"= من اللّٰه۔

توضیح:

اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اللہ نے اپنے حکم سے ان سب کو تمہارے کام میں لگایا۔

- مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ، وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ(۱۵)۔

دیکھئے: انعام کی نمبر آیت(۱۰۴) فقرہ(۲۵)۔

- اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَآءَ مَايَحْكُمُوْنَ(۲۱)۔

اَمْ حَسِبَ الكفار أن نجعلهم كالمؤمنين فى حال استواء محياهم مماتهم ليسوا كذلك بل هم فتوفون في الحاملين۔

حاصل معنی:

جس طرح بینا و نابینا مساوی نہیں ہو سکتے اور نہ فاسق و مومن برابر ہو سکتے ہیں، اسی طرح برائیاں کمائے ہوئے اور ایماندار نیک کردار مساوی نہیں ہو سکتے۔

باعتبار زبان و بیان: "مَحۡيَاهُمۡ وَمَمَاتُهم" کی ضمیر مجرور کے مراجع کی تخریج کے تین چار احتمال ہیں۔

الف۔ "محیاهم، محیا الذین اجترحوا السَّيِّات، "مَمَاتُهُمۡ"= ممات الذین اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوۡا الصّٰلِحٰتِ۔

توضیح:

اہل ایمان کا یہ ایقان ہے کہ اگر دنیوی زندگی میں ان کو فلاکت و بدحالی کا سامنا ہو تو اس کی کوئی پرواہ نہ کرنی چاہئے بلکہ ایمان اور نیک عمل کو دنیوی زندگی میں کبھی نہ چھوڑنا چاہئے، اس کی جزاء موت کے بعد کی زندگی میں ان کو جنت کی صورت میں ملے گی، جہاں راحت اور آسودگی کے سواء کچھ نہیں، بُرے کام کرنے والے سمجھتے ہیں کہ دنیا میں تو ان کی زندگی مکرمت اور عزت کے ساتھ گذر گئی اور آخرت میں بھی ان کی زندگی ویسی ہی ہوگی جیسی کہ ایمان والے اپنے لئے بیان کرتے ہیں، یہاں ان کے اس زعم باطل کی تردید کی جارہی ہے کہا جارہا ہے کہ جن لوگوں نے گناہ کئے کیا وہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان کو اہل ایمان اور نیکوکاروں کے برابر کردیں گے کہ ان کی زندگی ایمان والوں کی موت کے بعد کی زندگی کے مساوی ہو جائے ایسا ہرگز نہ ہوگا، یہ لوگ کیا ہی بُرا حکم لگاتے ہیں۔

ب۔ "مَحۡيَاهُمۡ وَمَمَاتُهُمۡ"= مَحۡيَا الَّذِيۡنَ آمنوا وَعَمِلُوۡا الصّٰلِحٰتِ وَمَمَاتهم۔

جن لوگوں نے گناہ کئے ہیں، کیا وہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان کو ایمان اور نیک عمل کرنے والوں کی طرح کردیں گے کہ ایمان والوں اور نیکوکاروں کی زندگی اور موت ان کے مساوی ہو جائے۔

ج۔ "مَحۡيَاهُمۡ وَمَمَاتُهُمۡ"= مَحۡيَا الَّذِيۡنَ اجۡتَرَحُوۡا السَّيِّاٰتِ وَمَمَاتهم۔

جن لوگوں نے گناہ کئے ہیں کیا وہ سمجھتے ہیں، ہم ان کی موت اور زندگی کو اہل ایمان اور نیک عمل کرنے والوں کے برابر کردیں گے۔

د۔ "مَحۡيَاهُمۡ وَمَمَاتُهُمۡ"= مَحۡيَا الَّذِيۡنَ اجۡتَرَحُوۡا السَّيِّاٰتِ وَمَمَاتهم وَمَحۡيَا الَّذِيۡنَ آمَنُوۡا وَعَمِلُوۡا الصّٰلِحٰتِ وَمَمَاتهم۔

جن لوگوں نے گناہ کیا وہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان کی زندگی اور موت کو ایمان والوں اور نیک عمل کرنے والوں کی زندگی اور موت کے برابر کر دیں گے۔

● وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزٰی كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَايُظْلَمُوْنَ(۲۲)۔

"هُمْ"= النفوس المدلول عَلَيْهَا بِكُلِّ نَفْسٍ۔

توضیح:

اور خدا نے آسمانوں اور زمین کو حکمت سے پیدا کیا تاکہ ہر شخص اپنے اعمال کا بدلہ پائے اور ان نفوس پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

● "وَقَالُوْا مَاهِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَايُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ" الخ (۲۴)۔

"هِيَ"= الحياة، تقدير: ماالحياة شئٌ ولكنها حياتنا في الدنيا ويُهْلكنا شئٌ ولكن يهلكنا الدهر۔

توضیح:

اور منکرین آخرت کہتے ہیں کہ ہماری زندگی تو صرف دنیا ہی کی ہے، اسی میں مرتے ہیں اور جیتے ہیں مرنے کے بعد کوئی زندگی نہیں ہے اور ہمیں تو کوئی اور ہلاک نہیں کرتا زمانہ ہلاک کرتا ہے۔

● وَقِيْلَ الْيَوْمَ نَنْسٰكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا وَمَاْوٰكُمُ النَّارُ وَمَالَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ(۳۴)۔

ترجمہ: اور کہا جائے گا جس طرح تم نے اس دن کے آنے کو جھٹلا رکھا تھا اسی طرح آج ہم تمہیں جھٹلا دیں گے اور تمہارا ٹھکانا دوزخ ہے اور کوئی تمہارا مددگار نہیں (فتح محمد)۔

● ذٰلِكُمْ بِاَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّغَرَّتْكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا، فَالْيَوْمَ لَايُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ(۳۵)۔

"مِنْهَا"= من النار، یہ اسم اس آیت سے پہلے کی آیت میں موجود ہے، نار سے مراد دوزخ ہے۔

توضیح:

یہ اس لئے کہ تم نے خدا کی آیتوں کو مذاق بنار کھا تھا، اور دنیا کی زندگی نے تم کو دھوکے میں ڈال رکھا تھا اور آج یہ لوگ آگ سے نکالے جائیں گے نہ ان کی توبہ قبول ہوگی۔

۴۶-احقاف

- وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ(۵)۔

یہاں "مَنْ" پہلے بطور واحد، لایستجیب، پھر بطور جمع "هُمْ" آیا ہے۔

"لَايَسْتَجِيْبُ لَهٗ"= لایستجیب المدعو للداعی، "هُمْ"= المدعون۔

الف۔"دُعَاءِ هِمْ"= دعاء الداعین مضاف الی الفاعل۔

توضیح:

آخر اس شخص سے زیادہ گمراہ اور کون ہوگا جو اللہ کو چھوڑ کر اس کو پکارے جو قیامت تک اس کو (پکارنے والے کو) کوئی جواب نہیں دے سکتا بلکہ مدعو تو داعیوں کی دعا سے بھی بے خبر ہیں۔

ب۔"دُعَآءِ هِمْ"= دعاء المدعوین مضاف الی المفعول۔

......بلکہ مدعو تو اس دعاء سے بھی بے خبر ہیں جو ان سے کی جاتی تھی۔

انتباہ:

دوسری توجیہ میں تکلف ہے لیکن باعتبار معنی پہلی توجیہ سے مختلف نہیں۔

- وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ

كُفِرِيْنَ(٦)۔

"لَهُمْ"= للداعين، أى اَلْمُشْرِكِيْنَ۔

الف۔"عِبَادَتِهِمْ"= عبادة الداعين المشركين مضاف الى الفاعل۔

توضیح:

اور جب تمام انسان جمع کیے جائیں گے اس وقت مدعوین اپنے پکارنے والوں کے دشمن اوران کی پرستش کے منکر ہوں گے۔

ب۔"عبادتهم"= عبادة المدعويين، مضاف الى المفعول۔

...... پکارنے والوں کے دشمن ہوں گے اور پکارنے والے جوان کی پرستش کرتے تھے اس کا انکار کریں گے (کہ یہ ان مشرکوں کی کسی حرکت سے واقف ہی نہیں ہوں گے)۔

یادداشت:

یہ تخریج بھی اس آیت سے پہلے والی آیت کی دوسری تخریج جیسی ہے۔

- وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَ هُمْ، هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ(٧)۔

"عَلَيْهِمْ"= عَلى الكافرين۔

ترجمہ: اور جب ان کے سامنے ہماری کھلی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو جن لوگوں نے قرآن کے من جانب اللہ ہونے کا انکار کیا وہ کہتے ہیں جب کہ ان کے پاس حق آچکا: یہ تو کھلا جادو ہے۔

- اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰهُ، قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِيْ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا، هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ كَفٰى بِهٖ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ(٨)۔

"اِفْتَرٰهُ"= افتر محمدٌ القرآن، "كفٰى بِهٖ"، كَفٰى باللّٰهِ۔

الف۔ "فِيْهِ"= فِيْ ما "ما" موصولہ۔

توضیح:

کیا یہ کہتے ہیں کہ اس شخص نے قرآن خود بنالیا ہے؟ کہدو اگر میں نے قرآن بنایا ہے تو تم خدا کے سامنے میرے بچاؤ کے لئے کچھ اختیار نہیں رکھتے، وہ اس بات سے خوب واقف ہے جس میں تم مشغول ہو، میرے اور تمہارے درمیان اللہ کی گواہی کافی ہے۔

ب۔ "فِيْهِ"= في القرآن "ما" مصدریہ۔

تقدیر: اللّٰه أعلم بإفاضتكم في القرآن۔

......قرآن کے بارے میں تمہاری باتیں بنانے سے اور ان میں مشغول رہنے سے اللہ اچھی طرح واقف ہے۔

● قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ، اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ(۱۰)۔

إن كان القرآن من عند اللّٰه۔

"بِهٖ"= بالقرآن "مِثْلِهٖ"= مثل القرآن۔

توضیح:

اے محمد تم ان سے کہو کیا تم نے یہ بھی سوچا کہ اگر یہ کلام اللہ ہی کی طرف سے ہو اور تم نے اس حقیقت سے انکار کیا اور بنواسرائیل کا ایک گواہ اسی کی طرح ایک کتاب کے من جانب اللہ ہونے کی گواہی دے چکا اور اب اس قرآن کے بھی من جانب ہونے پر ایمان لے آیا اس کے باوجود تم نے سرکشی کی تو پھر تمہارے ظالم ہونے میں کیا شبہہ ہے، بے شک خدا ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔

انتباہ:

"بِہ" کی ضمیر سے رسول اور "مثلہ" کی ضمیر سے قرآن مراد لینے سے معنی میں کوئی خوبی نہیں پیدا ہو رہی ہے، اس طرح کی بے وجہ تفکیک غیر مستحسن سمجھی گئی ہے۔

- وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ، وَاِذْ لَمْ يَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَيَقُوْلُوْنَ هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ (١١)۔

اِلَيْهِ= إلى القرآن، بِہ= بالقرآن۔

یہاں بھی پہلی ضمیر مجرور کا مرجع قرآن اور دوسری کا رسول بتانا کلام مبین کے مغائر ہے، البتہ بطور شرح یہاں قرآن کو دین، دین اسلام سے تعبیر کرنے میں محاورہ عرب سے تجاوز سمجھنا درست نہیں ہوگا۔

توضیح:

جن لوگوں نے قرآن کو اللہ کا کلام ماننے سے انکار کر دیا وہ اس پر ایمان لانیوالوں کے متعلق کہتے ہیں اگر اس قرآن پر ایمان لانا کوئی اچھی بات ہوتی تو یہ ادنی درجہ کے لوگ اس کو ماننے میں ہم سے سبقت نہ لے جاتے، ہم جیسے دانا و فرزانہ قرآن پر ایمان لانا اچھا نہیں سمجھتے، اس لئے اس سے دور ہیں۔

اسی طرح اس کے بعد کی آیت:

- وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً، وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَبُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ (١٢)۔

"قَبْلِهٖ"= قبل القرآن، قبل نزول القرآن مضاف محذوف۔

توضیح:

اور قرآن نازل ہونے سے پہلے موسیٰ کی کتاب لوگوں کے لئے راہ نمائی تھی اور اب یہ کتاب عربی زبان میں ہے موسیٰ کی کتاب کی تصدیق کرنے والی تاکہ ظالموں کو ڈرائے اور نیکوکاروں کو خوش خبری سنائے۔

• وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖٓ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ، اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ(۲۱)۔

"بَيْنَ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ"۔

بمعنى يدى أخي عاد ومن خلف أخي عاد۔

توضیح:

اور قوم عادؑ کے بھائی ہودؑ کو یاد کرو جب کہ اس نے اپنی قوم کو سرزمین احقاف میں ہدایت کی اور ہود سے پہلے اور ہود کے بعد بھی ہدایت کرنے والے گزرے ہیں کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔

• فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ(۲۴)۔

الف۔"رَاَوْهُ"= رَاَوْمَا وعد اخو عاد قومه۔

توضیح:

اس سے پہلے کی آیتوں میں ہے:"اِنِّیٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ" مجھے

تمہارے بارے میں بُرے دن کے عذاب کاڈر لگتا ہے، تو قوم عاد نے کہا:"فَأتِنَا بِمَا تَعِدُنَا" اگر تم سچے ہو تو ہمیں جس چیز سے ڈراتے ہو وہ لے آؤ، اس طرح "رَاَوْهُ" کے لحاظ سے آیت کا مفہوم ہو گا:

پھر جب قوم عاد نے اس عذاب کو اپنی وادیوں کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا جس سے ان کے پیغمبر نے انہیں ڈرایا تھا تو کہنے لگے یہ تو گھٹا چھا رہی ہے یہ ہم پر برسے گی۔

یہ سیراب کرنے والا بادل نہیں ہے، یہ وہ چیز ہے جس کے لئے تم جلدی کرتے تھے سخت آندھی جس میں درد دینے والا عذاب ہے۔

ب۔"رَاَوْهُ"= رَاؤ أصحاب الثقال المركوم۔

یہ تخریج ان آیتوں سے ظاہر ہے، جہاں قوم عاد کی تباہی کا ذکر ہے۔

مطلب یہ کہ:

پھر جب قوم عاد نے گہرا بادل وادیوں کی طرف آتا دیکھا تو کہا یہ بادل برسے گا اور ہماری وادیوں کو سیراب کرے گا۔

- وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ، فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا فَلَمَّا قُضِىَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ(۲۹)۔

الف۔"حَضَرُوْهُ"= حضروا محمداً عِنْد تلاوة القرآن۔

یہ تخریج قرینہ حالیہ سے ظاہر ہے۔

توضیح:

اور ہم نے جنوں میں سے کئی شخص تمہاری طرف لے آئے تاکہ قرآن سنیں تو جب وہ بوقت تلاوت محمد ﷺ کے پاس آئے تو انہوں نے آپس میں کہا خاموش رہو (اور توجہ سے سنو)۔

ب۔ "حَضَرُوْهُ"= حضروا القرآن، حَضَرُوا القرآن واستماعه۔

مطلب یہ کہ:

...... تو وہ قرآن سننے آئے اور قرآن کی تلاوت ہوئی تو کہا الخ۔

- قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ(۳۰)۔

"بَيْنَ يَدَيْهِ"= بين يدى القرآن۔

توضیح:

کہنے لگے، اے قوم ہم نے ایک کتاب سنی جو موسیٰؑ کے بعد نازل ہوئی، اور یہ کتاب جو ہم نے سنی وہ موسیٰؑ کی کتاب کی تصدیق کرتی ہے جو اس سے پہلے تھی۔

- يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ(۳۱)۔

الف۔ "بِهٖ"= باللّٰہِ۔

اے قوم خدا کی طرف بلانے والے کی دعوت قبول کرو اور اللہ پر ایمان لاؤ وہ تمہارے گناہ بخش دے گا، اور تمہیں سخت عذاب سے بچا دے گا۔

ب۔ "بِهٖ"= بداعی اللّٰہ ضمیر سے قریب ترین اسم ہے۔

اے قوم خدا کی طرف بلانے والے کی بات قبول کرو اور اس داعی پر ایمان لاؤ، خدا تمہارے گناہ بخش دے گا الخ۔

۴۷- محمد

- اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ، دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا(١٠)۔

"قَبْلِهِمْ"= قبل مخاطبی الرسول "عَلَيْهِمْ"= عَلَى الَّذِيْنَ كَانُوْا قبل مخاطبی الرسول "أمثالُها"= أمثال العاقبة۔

تقدیر: لِلْكٰفِرِيْنَ من العرب أمثال عاقبة تكذيب الأمم السابقة إن لم يُؤْمنوا۔

توضیح:

کیاان لوگوں نے ملک میں سیر نہیں کی تاکہ دیکھتے کہ جولوگ ان سے پہلے تھے ان کا انجام کیسا ہوا؟ خدا نے ان پر تباہی ڈال دی اور اس طرح کا انجام ان کافروں کا ہوگا اگر وہ قرآن پر ایمان نہ لائیں۔

- وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِىَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِىْٓ اَخْرَجَتْكَ اَهْلَكْنٰهُمْ فَلَانَاصِرَ لَهُمْ(١٣)۔

"اَهْلَكْنٰهُمْ"= اَهْلَكْنَا أهل القرى الظالمة۔

توضیح:

اور بہت ساری بستیاں جو تمہاری اس بستی یعنی مکہ سے جہاں کے باشندوں نے تمہیں اپنے یہاں سے نکال دیا زور قوت میں کہیں بڑھ کر تھیں ہم نے ان بستیوں کا ستیاناس کر دیا۔

۴۸- فتح

● اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا، لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَتُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ، وَتُسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا(۸،۹)۔

الف۔ ''تُعَزِّرُوْہُ، تُوَقِّرُوْہُ، وَتُسَبِّحُوْہُ'' تینوں منصوب ضمیروں کا مرجع ''اللہ'' ہے۔

توضیح:

اور ہم نے اے محمدتم کو حق ظاہر کرنے والا اور خوشخبری سنانے والا اور خوف دلانے والا بھیجا ہے تا کہ اے لوگوں تم خدا پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، اور اللہ کی مدد کرو اس کو بزرگ سمجھو اور صبح وشام اس کی پاکی بیان کرتے رہو۔

ب۔ ''تُوَقِّرُوْہُ'' پر وقف تام کیا جائے تو!

تُعَزِّرُوْہُ، وَتُوَقِّرُوْہُ کی ضمیر منصوب کا مرجع ''رسول'' ہوگا۔

توضیح:

اور ہم نے...... بھیجا ہے تا کہ تم خدا پر اور اس کے رسول پر ایمانُ لاؤ اور رسول کی مدد کرو اور اس کو بزرگ سمجھو۔

اور دوسری تخریج میں ضمائر کی تفکیک ہے، جس کی یہاں کوئی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔

● وَّاُخْرٰی لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَیْھَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰہُ بِھَا، وَکَانَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرًا(۲۱)۔

''عَلَیْھَا وَبِھَا''= المغانم۔

تقدیر: عَجَّلَ لَکُمْ ھٰذِہٖ المغانم، أخری لم تقدروا علیھا الخ۔

توضیح:

خدا نے تمہیں غنیمتیں جلد دیں اور ان کے علاوہ دوسری غنیمتیں بھی تھیں جن پر تم قدرت نہیں رکھتے تھے اور وہ غنیمتیں خدا ہی کی قدرت میں تھیں۔

- هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ، وَكَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا(۲۸)۔

الف۔"یُظْهِرَهٗ"= یظهر دین الحق۔

تقدیر:لِیُظْهِرَ دین الحق علی الدین کله یعنی علی الأدیان الأخری۔

"اَلدِّیْنَ"=اسم بمعنی مصدر۔

توضیح:

وہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اللہ دین حق کو پوری جنس دین پر غالب کر دے۔

ب۔"لِیُظْهِرَهٗ"= لِیُظْهِرَ رسوله علی الدین کله۔

......دین حق کے ساتھ تا کہ اللہ اپنے رسول کو دوسرے ہر قسم کے دین پر غالب کر دے۔

- "ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰةِ وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْاَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِهٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ"(۲۹)۔

"مَثَلُهُمْ"= مثل الذین کانوا مع الرسول، شَطْئَهٗ= شطاء الزرع ازرَهٗ= أزَرَ الزرع شطأ سُوْقِهٖ= سوق الشطء۔

توضیح:

محمد ﷺ کے اصحاب:

ان کے یہی اوصاف توارۃ میں (مرقوم) اور یہی اوصاف انجیل میں ہیں (وہ) گویا ایک کھیتی ہیں جس نے (پہلے زمین سے) اپنی سوئی نکالی پھر اس کو مضبوط کیا پھر موٹی ہوئی اور پھر اپنی نال پر سیدھی کھڑی ہو گئی اور لگی کھیتی والوں کو خوش کرنے تاکہ کافروں کا جی جلائے (فتح محمد)۔

اور انجیل میں ان کی مثال یوں دی گئی ہے کہ گویا ایک کھیتی ہے جس نے پہلے کونپل نکالی پھر اس کو تقویت دی، پھر وہ گدرائی، پھر اپنے تنے پر کھڑی ہو گئی، کاشت کرنے والوں کو وہ خوش کرتی ہے تاکہ کفار ان کے پھلنے پھولنے پر جلیں (تفہیم)۔

۴۹- حجرات

- وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضاً ، اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ، وَاتَّقُوا اللّٰهَ، اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ(۱۲)۔

الف۔"كَرِهْتُمُوْهُ"= كرهتموا الأكل۔

توضیح:

اے لوگو جو ایمان لائے ہو ایک دوسرے کے حال کا تجسس نہ کیا کرو اور نہ کوئی کسی کی غیبت کرے کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے؟ ایسے کھانے سے تم ضرور نفرت کروگے۔

ب۔"كَرِهْتُمُوْهُ"= كرهتموا اللحم۔

...... گوشت کھائے ایسے گوشت سے تو تم ضرور ہی نفرت کروگے۔

ج۔"كَرِهْتُمُوْهُ"= كرهتموا الاغتياب۔

...... گوشت کھائے؟ اسی طرح کسی کے پیٹھ پیچھے اس کی بُرائی کرنے سے نفرت کروگے۔

۵۰-ق

- وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ(۱۰)۔

دیکھئے:انعام کی آیت(۹۹)فقرہ(۲۴)۔

- رِزْقًا لِّلْعِبَادِ، وَاَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا، كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ(۱۱)۔

"بِهٖ"= بالماء۔

توضیح:

اور پانی سے ہم نے مردہ شہر زندہ کر دیا، اور اسی طرح مُردوں کا روز قیامت زمین سے جی اٹھنا ہے۔

- "وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَاتُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ" الخ(۱۶)۔

الف۔"بِهٖ"= بِمَا"ما" موصولہ۔

توضیح:

اور ہم نے انسان کو پیدا کیا، اور اس کا نفس اس کو جو وسواس میں ڈالتا ہے ہم وہ وسواس بھی جانتے ہیں۔

ب۔"بِهٖ"= بالإنسان"ما" مصدریہ۔

باء برائے تعدیہ۔

معنی:إن النفس تجعل الإنسان قائماً بِه الوسواس۔

فالمحدث هو الإنسان، لأن الوسواس بمنزله الحديث۔

توضیح:

اور ہم جانتے ہیں کہ انسان میں اس کا نفس کیا کیا وسوسے ڈالتا ہے۔

- وَقَالَ قَرِيْنُهٗ هٰذَا مَالَدَىَّ عَتِيْدٌ(۲۳)۔

"قَرِيْنُهٗ"= قرين الكافرين۔

اس کے ساتھی نے عرض کیا یہ جو میری سپردگی میں تھا حاضر ہے (تفہیم)۔

- اَلْقِيَا فِىْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ(۲۴)۔

حکم ہو گا کہ ہر سرکش ناشکرے کو دوزخ میں ڈال دو۔

- قَالَ قَرِيْنُهٗ رَبَّنَا مَآ اَطْغَيْتُهٗ وَلٰكِنْ كَانَ فِىْ ضَلٰلٍ بَعِيْدٍ(۲۷)۔

"قَرِيْنُهٗ"= قرين الكافرين، مَآاَطْغَيْتُهٗ= ما اَطْغَيْتُ الكافر۔

توضیح:

کافر کا ساتھی شیطان کہے گا کہ اے ہمارے پروردگار میں نے اس کو گمراہ نہیں کیا تھا بلکہ یہ خود ہی رستہ سے بھٹکا ہوا تھا۔

- يَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا، ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيْرٌ(۴۴)۔

"عَنْهُمْ"= عَنِ الناس، وَإن لم يتقدم لهم الذكر الصريح۔

توضیح:

جب زمین پھٹے گی تو لوگ قبروں سے نکل کر تیز بھاگ رہے ہوں گے یہ حشر ہمارے لئے بہت آسان ہے۔

۵۱-ذاریات

● اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ، وَّاِنَّ الدِّیْنَ لَوَاقِعٌ، وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُکِ، اِنَّکُمْ لَفِیْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ، یُّؤْفَکُ عَنْہُ مَنْ اُفِکَ(۵تا۹)۔

الف۔ ”عَنْہُ“= عن الدین۔

توضیح:

دین سے وہی برگشتہ ہوتا ہے جوخود ہی برگشتہ ہو۔

ب۔ ”عَنْہُ“= ما توعدون۔

انسانوں سے جووعدہ کیا گیا ہے اس سے وہی شخص برگشتہ ہوتا ہے جوخود ہی برگشتہ ہو۔

ج۔ ”عَنْہُ“= عن القرآن۔

قرآن سے وہی پھیرا ہوا ہوتا ہے جوخود پھرا ہوا ہو۔

د۔ ”عَنْہُ“= عن الرسول۔

رسول سے وہی برگشتہ ہوتا ہے جوخود ہی برگشتہ ہے۔

انتباہ:

آخری دوقول تخریج سے زیادہ ضمیر کی تشریح کہلانے کے مستحق ہیں۔

● ”وَفِی السَّمَآءِ رِزْقُکُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ، فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّہٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّکُمْ تَنْطِقُوْنَ(۲۲،۲۳)۔

"اِنَّهُ"= إن ما توعدون۔

توضیح:

تمہارارزق اور جوتم سے وعدہ کیا جاتا ہے آسمان میں ہے۔

تو آسمانوں اور زمین کے مالک کی قسم جو وعدہ تم سے کیا جاتا ہے وہ ایسا ہی قابل یقین ہے جس طرح تمہارا بات کرنا یقینی ہے۔

● فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (۳۵)۔

"فِيْهَا"= فی قری قومِ لوط، ولم یجر ذکرها الفرط شهرتها۔

توضیح:

تو قوم لوط کے جن بستیوں میں مومن تھے ہم نے ان سب کو وہاں سے نکل کر محفوظ مقام پر پہنچادیا۔

یادداشت:

اس کے بعد کی دونوں آیتوں میں "فِيْهَا"= فی قری قوم لوط۔

● فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ، اِنِّیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ (۵۰)۔

الف۔ "مِنْهُ"= من اللّٰه۔

توضیح:

تم لوگ خدا کی طرف دوڑو میں اس کی طرف سے تم کو صاف صاف خبردار کرنے والا ہوں۔

ب۔ "مِنْهُ"= من عذاب اللّٰه۔

......میں اس کے عذاب سے تم کو صاف صاف خبردار کرنے والا ہوں۔

● وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ، اِنِّیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ (۵۱)۔

"مِنْهُ"= اس سے پہلی آیت والی دونوں تخریجوں کے علاوہ یہاں ایک تیسرا احتمال یہ ہے:

"مِنْهُ"= من الشرک۔

یہ آیت کے پہلے جز یعنی قرینہ لفظی سے ظاہر ہے۔

......اور اللہ کے ساتھ کسی اور کو الٰہ نہ بناؤ، میں تم کو شرک کی بدانجامی سے صاف صاف آگاہ کرنے والا ہوں۔

● كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ (۵۲)۔

توضیح:

پہلے بھی رسولوں کو دیوانہ وجادوگر کہا جاتا رہا ہے، چنانچہ ان عربوں سے پہلے کی قوموں کے پاس بھی کوئی رسول ایسا نہیں آیا جسے اس کی قوم نے یہ نہ کہا ہو کہ یہ جادوگر یا دیوانہ ہے۔

● اَتَوَاصَوْا بِهٖ، بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ (۵۳)۔

"بِهٖ"= **بتكذيب الأنبياء، وإن لَمْ يجر له الذكر الصحيح.**

توضیح:

کیا ان سب کافروں نے انبیاء کی تکذیب کرنے پر کوئی سمجھوتہ کرلیا ہے؟

۵۲-طور

- يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا كَاْسًا لَّالَغْوٌ فِيْهَا وَلَا تَاْثِيْمٌ (۲۳)۔

الف۔"فِيْهَا" = فی الجنة، وإن لم يتقدم لها ذكرٌ۔

توضیح:

متقی لوگ جنت میں ایک دوسرے سے جام لے رہے ہوں گے، جنت میں بد کلامی ہوگی اور نہ بد مستی و بد کاری۔

ب۔"فِيْهَا" = (ثانی) گاس = کأس شراب۔

عربی میں کأس و شراب دونوں ہی مونث سماعی ہیں۔

...... لے رہے ہوں گے کاسہ شراب لڈھانے والوں میں باہم وہاں بدگوئی ہوگی اور نہ بدمستی۔

- اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ (۳۰)۔

"بِهٖ" = بالشاعر۔

توضیح:

کیا یہ منکرین قرآن کہتے ہیں کہ یہ شخص شاعر ہے اس کے بارے میں ہم گردش ایام سے آس لگائے رہتے ہیں کہ:

ایک نہ ایک دن اس پر آفت آئے گی یا یہ خود ختم ہو جائے گا۔

- اَمْ يَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ بَلْ لَّا يُؤْمِنُوْنَ (۳۳)۔

"تَقَوَّلَهٗ"= تقوّل القرآن۔

توضیح:

کیا یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص قرآن خود ہی گھڑلایا ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ ان کو ایمان لانا نہیں ہے۔

- فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖٓ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ (۳۴)۔

"مِثْلِهٖ"= مثل القرآن۔

توضیح:

اگر یہ اپنے قول میں سچے ہیں تو قرآن جیسا کلام بنالائیں۔

- اَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَّسْتَمِعُوْنَ فِيْهِ، فَلْيَاْتِ مُسْتَمِعُهُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ (۳۸)۔

"فِيْهِ"= في السلم۔

توضیح:

یا ان منکرین خدا کے پاس کوئی جانی پہچانی سیڑھی ہے جس پر چڑھ کر آسمان سے باتیں سن آتے ہیں؟

۵۳۔ نجم

- اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی(۴)۔

”هُوَ“= القرآن، وإن لم يجرلها ذكرٌ صريح ولكنّهُ وحيٌ أوحه: وما ينطق عن الهوى ”إن“ نافيه۔

تقدير:إن القرآن شيءٌ عن نفس النبي و لكنه ظاهر عن اللّٰه على النبي۔

توضیح:

یہ قرآن تو اللہ ہی کا کلام ہے جو اس نے اپنے نبی پر نازل کیا، نبی اپنے جی سے کوئی بات نہیں سنا رہا ہے۔

- وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی(۷)۔

”هُوَ“= جبرئیلؑ، یہ فحوائے کلام سے ظاہر ہے۔

توضیح:

اور جبرئیل آسمان کے اونچے کنارہ پر تھے۔

- اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰی مَا یَرٰی(۱۲)۔

”تُمَارُوْنَهٗ“= تمارون محمدًا۔

توضیح:

کیا محمد جو کچھ دیکھے ہیں تم اس میں ان سے جھگڑتے اور اس کا انکار کرتے ہو؟۔

- وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی(۱۳)۔

الف۔ "رَآءَ هُ"= رأء جبرئیل۔

توضیح:

اور انہوں نے جبرئیل کو ایک اور بار بھی دیکھا۔

ب۔ "رَآء ه"= رأء اللّٰه۔

اور انہوں نے اللہ کو ایک بار اور دیکھا۔

- اَلَکُمُ الذَّکَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰی(۲۱)۔

لَهُ= لِلّٰهِ۔

توضیح:

مشرکو! کیا تمہارے لئے تو بیٹے ہیں اور خدا کے لئے بیٹیاں۔

- اِنْ هِیَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّیْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُکُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ،اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَاتَهْوَی الْاَنْفُسُ، وَلَقَدْ جَآءَ هُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰی(۲۳)۔

"هِیَ"= الأصنام، "سمّیتموها"= سَمَّیْتُمُوْا الأصنام، "بها"= الأصنام۔

توضیح:

وہ تو صرف نام ہی نام ہیں خدا نے تو ان کی کوئی سند نازل نہیں کی (فتح محمد)۔

یہ دراصل کچھ نہیں ہیں مگر بس چند نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لئے ہیں، اللہ نے ان کے لئے کوئی سند نازل نہیں کی (تفہیم)۔

- "وَمَالَهُمْ مِنْ عِلْمٍ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ" (۲۸)۔

"بِہٖ" = بالقول۔

توضیح:

حالانکہ انہیں ایسا کہنے کے لئے کوئی علم نہیں ہے۔

۵۴- قمر

● وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْبَآءِ مَافِيْهِ مُزْدَجَرٌ (۴)۔

"هُمْ"= کافرین والمراد، قوم محمد ﷺ یہ دوسری ہی آیت: "وَاِنْ يَرَوْا اٰيَةً يعرضون وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُسْتَمِرٌّ" یعنی "يَرَوْا" کی ضمیر مستتر سے بالمعنی ظاہر ہے۔

ترجمانی: اور اگر کافر کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو وہ کافر منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں یہ جادو تو بار بار ہوتا رہتا ہے۔

توضیح:

ان لوگوں، (کافروں) کو پچھلی قوموں کے وہ حالات معلوم ہو چکے ہیں جن میں احکام خداوندی سے سرکشی کی بدانجامی سے عبرت حاصل کرنے کا سامان موجود ہے۔

● وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَآ اٰيَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ (۱۵)۔

الف۔ "ها"= ذات ألواح وَدُسُرٍ= سفینة۔

توضیح:

اس کشتی کو ہم نے ایک نشانی بنا کر چھوڑ دیا۔

ب۔ "ها"= العاقبة= العقوبة۔

اس سزا یا تنگی کو ہم نے ایک نشان عبرت بنا دیا۔

● وَلَقَدْ رَاوَدُوْهُ عَنْ ضَيْفِهٖ فَطَمَسْنَآ اَعْيُنَهُمْ فَذُوْقُوْا عَذَابِىْ وَنُذُرِ(۳۷)۔

"رَاوَدُوْهُ"= راودوا لوط، "ضَيْفِهٖ"= ضيف لوط۔

توضیح:

پھر ان لوگوں نے لوط کو اس کے اپنے مہمانوں کی حفاظت سے باز رکھنے کی کوشش کی۔

۵۵-رحمٰن

- وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَاٰتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ (۲۴)۔

"لَهُ" = لِلّٰهِ، فحوائے کلام سے ظاہر ہے۔

توضیح:

اور کشتیاں بھی اللہ کی ہیں جو سمندر میں جھنڈوں کی طرح اونچی اٹھی ہوئی ہیں۔

- كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ، وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُوالْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ (۲۶،۲۷)۔

"عَلَيْهَا" = عَلَى الْاَرْضِ۔

توضیح:

ہر چیز جو زمین پر ہے فنا ہونے والی ہے۔

- يَسْئَلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ (۲۹)۔

"يَسْئَلُهٗ" = يَسْئَل الرب، هُوَ، اللّٰه = الرَّبّ۔

توضیح:

زمین اور آسمان جو بھی ہے ہر ایک اپنی اپنی حاجتیں اپنے رب سے مانگ رہا ہے، اللہ ہر آن نئی شان میں ہے۔

- فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْئَلُ عَنْ ذَنْبِهٖٓ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ(۳۹) يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ"(۴۱)۔

"ذَنْبِهٖ"= ذنب الإنس۔

تقدیر: لَايُسْئَلُ اِنْسٌ عَنْ ذَنْبِهٖ وَلَا جِنٌّ عَنْ ذَنْبِهٖ۔

توضیح:

اس روز کسی انسان سے اس کے گناہوں کے بارے میں پوچھنے کی ضرورت ہو گی اور نہ کسی جن سے، گناہ گار اپنے چہرہ سے ہی پہچان لئے جائیں گے۔

- فِيْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ(۵٦)۔

الف۔"فِيْهِنَّ"= في الفرش، قَبْلَهُمْ قبل أهل الجنة۔

توضیح:

ان میں نیچی نگاہ والیاں ہیں، جن کو اہل جنت سے پہلے نہ کسی انسان نے ہاتھ لگایا اور نہ کسی جن نے۔

ب۔"فِيْهِنَّ"= في منازل الجنة۔

اور جنت کی منزلوں (اور مقاموں) میں نیچی نگاہ والیاں ہوں گی الخ۔

- وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ(٦٢)۔

"دُوْنِهِمَا"= دون الجنتين جنتان۔

توضیح:

ان دو باغوں کے علاوہ باغ اور ہوں گے۔

- فِيْهِنَّ خَيْرٰتٌ حِسَانٌ(۷۰)۔

"فِيْهِنَّ"= فی منازل الجنتين مضاف محذوف۔

ان دونوں جنتوں کے متعدد مقاموں میں نیکو سیر وزیباتر بیویاں ہوں گی۔

۵۶-واقعہ

- يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ، بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِيْقَ، وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ، لَّايُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ (۱۷تا۱۹)۔

"عَنْهَا" = عَنْ الكاْس، الكاْس المملومن الشراب۔

کاس عربی میں مؤنث سماعی ہے۔

توضیح:

اہلِ جنت کے لئے ہمیشہ حاضر رہنے والے (خدمت گار) موجود ہوں گے وہ آبخورے اور کوزے اور نتھری شراب کے ساغر لئے اہل جنت کے ارد گرد گھومتے رہیں گے، اس شراب کے پینے سے ان کا سر چکرائے گا اور نہ ان کی عقل میں فتور آئے گا۔

- لَايَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيْمًا (۲۵)۔

"فِيْهَا" = فی الجنة = فحوائے کلام سے ظاہر ہے۔

توضیح:

مقربین خدا جنت میں کوئی ناشائستہ بات کہیں گے اور نہ بیہودہ گفتگو سننے میں آئے گی۔

- اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً، فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا (۳۵،۳۶)۔

الف۔"هُنَّ"= المؤمنات، وإن لم يجر لها ذكر صريح۔

توضیح:

مومن عورتوں کو ہم خاص طور پر نئے سرے سے پیدا کریں گے اور انہیں باکرہ بنادیں گے۔

ب۔"هُنَّ"= الحور کیوں کہ ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

توضیح:

ہم نے ان سب حوروں کو بہت ہی خوب اور کنواری بنایا ہے۔

ج۔هُنَّ فَرْشٍ مرفوعة۔

مطلب شاید یہ ہو کہ

ایسے اونچے اونچے فرش جو ہر حیثیت سے ملتے ہوں۔

انتباہ:

آخری تخریج بعید از صواب معلوم ہوتی ہے والعلم عند الخبیر۔

- **ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ، لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ، فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ، فَشٰرِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ(۵۱تا۵۴)۔**

"مِنْهَا"= من شجرة الزقوم "عَلَيْهِ"= عَلَى الاٰكِلِ۔

توضیح:

پھر تم اے جھٹلانے والے گمراہو تھوہر کے درخت سے کھاؤگے اور اسی کی

خوراک سے پیٹ بھروگے اور اس غذا پر کھولتا ہوا پانی پیوگے۔

● وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ، اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ(٧٦،٧٧)۔

تقدیر: أُقْسِمُ بمواقع النجوم إن هذا الوحی القرآن الكريم لَيْس بسحرٍ۔

یہ ایک عظیم الشان وحی ہے یہ بلند پایہ قرآن ہے (ساحری نہیں ہے)۔

توضیح:

میں قسم کھاتا ہوں تاروں کے مواقع کی اگر تم سمجھو تو یہ بہت بڑی قسم ہے کہ یہ ایک بلند پایہ قرآن ہے ایک محفوظ کتاب میں ثبت ہے۔

● وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ(٨٥)۔

"اِلَيْهِ"= إلى المحتضر = مرنے کے قریب شخص۔

توضیح:

قریب مرگ شخص سے بہ نسبت تمہارے ہم زیادہ قریب ہیں۔

● تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ(٨٧)۔

"هَا"= النفس أی الروح۔

توضیح:

اگر تم کسی کے محکوم نہیں ہو اور اپنے اسی خیال میں سچے ہو تو مرنے والے کی نکلتی ہوئی جان کو واپس کیوں نہیں لاتے؟

۵۷-حدید

● مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗۤ اَجْرٌ كَرِیْمٌ(۱۱)۔

دیکھئے: بقرہ(۲۴۵) آیت۔

● یَوْمَ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ قِیْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا، فَضُرِبَ بَیْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ بَاطِنُهٗ فِیْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ(۱۳)۔

الف۔"لَهٗ"= للسور، "بَاطِنُهٗ"= باطن الباب، "فِیْهِ"= فی الباطن، "ظاهِرُهٗ" ظاهر الباب، "قِبَلِهِ"= قبل الظاهر۔

توضیح:

اس روز منافق مردوں اور عورتوں کا یہ حال ہوگا کہ وہ مومنوں سے کہیں گے: ذرا ہماری طرف دیکھو تاکہ ہم تمہارے نور سے فائدہ اٹھائیں، مگر ان سے کہا جائے گا پیچھے ہٹ جاؤ اپنا نور کہیں اور تلاش کرو، ان کے درمیان ایک دیوار حائل کردی جائے گی، دیوار میں ایک دروازہ ہوگا، دروازہ کے اندر کی جانب رحمت ہوگی اور دروازہ کے باہر کی جانب عذاب ہوگا۔

ب۔ "بَاطِنُہٗ" = باطِنُ السور، ظاهِرُ السُّورِ۔
......ان کے درمیان ایک دیوار حائل کردی جائے گی دیوار میں ایک دروازہ ہوگا،
دیوار کے اندر کی جانب رحمت ہوگی، اور دیوار کے باہر کی جانب عذاب ہوگا۔

● "وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ، وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ، لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ......"(١٩)۔

الف۔ والشُّهَدَاء کا واو عاطفہ، صِدِّيْقُوْنَ معطوف علیہ، رَبِّهِمْ وَلَهُمْ وَاَجْرُهُمْ، وَنُوْرُهُمْ جملہ ضمیروں کا مرجع صدیق و شهداء ہے۔

اور جو لوگ اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہیں وہی اپنے رب کے نزدیک صدیق و شہید ہیں ان سب کے لئے ان کا اجر ہے اور ان کا نور ہے۔

ب۔ اگر صدیقین پر وقف کیا جائے تو:

والشهداء نیا جملہ ہوگا "شهداء مبتداء، عند رَبِّهِمْ" خبر اور لهم "اَجْرُهُمْ مبتداء" اور خبر، یہ جملہ شهداء کی خبر، اس صورت میں جملہ مجرور ضمیروں کا مرجع صرف شہداء ہوگا۔

مطلب یہ کہ: جو لوگ اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے وہی پورے پکے سچے ہیں یعنی انتہائی پختہ یقین رکھنے والے ان سے بڑھ کر اور کوئی قوی الایمان نہیں ہوتا اور جو شہداء ہیں حق کی گواہی دینے والے ہیں ان کے رب کے یہاں ان کا اجر ہے اور ان کا نور ہے۔

● مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا، اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ (٢٢)۔

"نَبْرَاَهَا" = نَبْرَءَ الْمُصِيْبَةَ۔

توضیح:

مصیبت خواہ زمین میں آئے خواہ تمہاری جان پر پڑے غرض کوئی مصیبت ایسی

نہیں ہوتی کہ ہمارے اس کو پیدا کرنے سے پہلے ہی ایک کتاب میں درج نہ ہو۔

انتباہ:

یہاں زمین اور نفس کا ذکر ضمناً ہے، اس لئے ضمیر کا مرجع "النفس" یا "ارض" بتانا بعید از صواب ہے، البتہ لفظوں کا خیال کئے بغیر معنی کے لحاظ سے "نَبْرَاْھا" سے تبراء المخلوقات سمجھنا درست نہیں معلوم ہوتا۔

- "ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰى اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ وَجَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّرَحْمَةً" الخ(۲۷)۔

"اٰثَارِهِمْ" = اثار ذریّةِ نُوْحٍ وإبراهيم۔

الف۔اِتَّبِعُوْهُ = اِتَّبِعُوْا عيسٰى ابن مريم۔

توضیح:

پھر نوحؑ وابراہیمؑ کی آل واولاد کے بعد ہم نے پے در پے کئی پیغمبر بھیجے اور ان کے بعد مریمؑ کے بیٹے عیسیٰؑ کو بھیجا اور عیسیٰؑ کو انجیل عطا کی اور جن لوگوں نے عیسیٰؑ ابن مریمؑ کی پیروی کی ہم نے ان کے دلوں میں رافت ورحمت ڈال دی۔

ب۔ "اِتَّبِعُوْهُ" = اِتَّبِعُوْا الإنجيل۔

...... اور جن لوگوں نے انجیل کی پیروی کی ہم نے ان کے دلوں میں رافت ورحمت ڈال دی۔

۵۸- مجادلہ

- اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَآدُّوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ کُبِتُوْا کَمَا کُبِتَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِہِمْ وَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰیٰتٍ بَیِّنٰتٍ وَلِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ مُّہِیْنٌ(۵)۔

"قَبْلِہِمْ"= قبل محادی اللّٰہ ورسولہ۔

توضیح:

جو لوگ خدا اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں اسی طرح ذلیل کئے جائیں گے جس طرح ان مخالفوں سے پہلے کے ان لوگوں کو ذلیل کیا گیا جو انہیں کی طرح خدا اور اس کے رسول کے مخالف تھے۔

- یَوْمَ یَبْعَثُہُمُ اللّٰہُ جَمِیْعًا فَیُنَبِّئُہُمْ بِمَا عَمِلُوْا اَحْصٰہُ اللّٰہُ وَنَسُوْہُ، وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَہِیْدٌ(۶)۔

"یَبْعَثُہُمْ"= یَبْعَثُ الناس، "یُنَبِّئُہُمْ"= یُنبا الناس۔

توضیح:

جس دن خدا مومنوں، مشرکوں و کافروں سب کو دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے گا اور ان کو وہ سب کچھ بتادے گا جو وہ کر چکے تھے، وہ بھول گئے ہیں، مگر اللہ نے ان کا سب کیا کرایا محفوظ رکھا ہے اور اللہ ہر چیز پر شاہد ہے۔

۵۹- حشر

- "وَالَّذِيْنَ جَآءُ وْ مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا"(۱۰)۔

"مِنْ بَعْدِهِمْ"= من بعد المهاجرين تبؤء الدار۔

توضیح:

اور جو مال خدا نے اپنے پیغمبر کو قریوں کے باشندوں سے دلوایا ہے، وہ ان لوگوں کے لئے بھی ہے جو ان اگلوں (مہاجرین وانصار) کے بعد آئے ہیں جو دعاء کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں گناہ معاف فرما اور مومنوں کی طرف سے ہمارے دل میں کینہ نہ پیدا ہونے دے۔

٦٠- ممتحنہ

● يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَاتَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ، يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ، اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ، وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ، وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ(١)۔

"يَفْعَلْهُ"= يفعل اتّخاذ عدو اللّٰهِ وَليًا= سیاق وسباق سے ظاہر ہے۔

توضیح:

اے لوگو جو ایمان لائے ہو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ، تم ان کے ساتھ دوستی کی طرح ڈالتے ہو حالانکہ جو حق تمہارے پاس آیا ہے وہ ان کے ماننے سے انکار کر چکے ہیں وہ رسول کو اور تم کو اس بناء پر جلاوطن کرتے ہیں کہ تم اپنے رب پر ایمان لائے ہو، تم ان کو پوشیدہ طور پر دوستی کا پیغام بھیجتے ہو جو کچھ تم مخفی طور پر اور کھلے طور پر کرتے ہو وہ مجھے معلوم ہے تم میں سے جو کوئی اللہ کے اور اپنے دشمنوں کو دوست بنائے گا وہ سیدھے رستہ سے بھٹک گیا۔

● لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهِمْ اُسْوَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ

الْاٰخِرَ، وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ(٦)۔

"فِيْهِمْ"= في إبراهيم وأصحابه اس سے پہلی کی عبارت "كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي ابراهيم وَالَّذِيْنَ مَعَهُ" سے ظاہر ہے۔

توضیح:

ابراہیمؑ اور اس کے ساتھیوں کے طرز عمل میں تمہارے لئے اور ہر اس شخص کے لئے اچھا نمونہ ہے جو اللہ اور روز آخرت کے آنے پر امید رکھتا ہے۔

- "عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً" (٧)۔

"مِنْهُمْ"= من معاندي المومنين۔

توضیح:

اے مومنو! بعید نہیں کہ اللہ کبھی تمہارے اور ان لوگوں کے درمیان محبت پیدا کردے جن سے آج تم ایمان کی خاطر دشمنی رکھتے ہو۔

۶۱- صف

- هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ(۹)۔

دیکھئے:سورۂ فتح کی آیت (۲۸) فقرہ (۳)۔

- وَاُخْرٰی تُحِبُّوْنَهَا، نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِیْبٌ، وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ(۱۳)۔

توضیح:

ب۔ "تُحِبُّوْنَهَا"= تحبون التجارة اگر اس سے پہلے کی دسویں آیت "هَلْ اَدُلُّكُمْ علی تجارةٍ" میں آئے ہوئے لفظ "تجارت" پر معطوف ہو تو:

مومنو! تم کو ایسی تجارت بتاؤں جو تم کو عذاب سے نجات دے، نیز ایک اور تجارت بتاؤں جس کو تم پسند کرو، یعنی:

اللہ کی حمایت و نصرت بشرطیکہ تم بھی اس کی نصرت کرو، "إِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ"۔

الف۔ "تحبُّوْنَهَا"= تحبون الخصلة و الخلّة۔

یہ اس صورت میں کہ واؤ مستانفہ ہو۔

اور وہ دوسری چیز جو تم چاہتے ہو اللہ تمہیں وہ بھی دیدے گا۔

یعنی اللہ کی نصرت، اور عنقریب حاصل ہونے والی فتح۔

۶۲- جمعہ

● هُوَالَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ، وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ(۲)۔

توضیح:

وہی تو ہے جس نے ان پڑھوں میں انہیں میں سے محمد ﷺ کو پیغمبر بنا کر بھیجا جو ان کے سامنے اس کی آیتیں پڑھتے اور ان کو پاک کرتے ہیں اور خدا کی کتاب اور دانائی سکھاتے ہیں اور اس سے پہلے یہ ان پڑھ لوگ کھلی گمراہی میں تھے۔

● وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ، وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ(۳)۔

"مِنْهُمْ"= مِنَ الاُمِّیّٖنَ المؤمنین، "بِهِمْ"= بِالْاُمِّیّٖنَ پہلی آیت سے مربوط ہونے کی وجہ سے مرجع صاف ظاہر ہے۔

توضیح:

اور ان امیوں میں سے اور لوگوں کی طرف بھی انہیں (محمد) کو پیغمبر بنا کر بھیجا ہے جو ابھی مومنوں سے نہیں ملے، اور اللہ عزیز و حکیم ہے۔

● وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْلَهْوَا نِ انْفَضُّوْٓا اِلَیْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا،

قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ، وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ(١١)۔

"اِنْفَضُّوْا اِلَيْهَا"= إلى التجارة،اگرچہ یہ پیغمبر سے قریبی اسم نہیں ہے۔

توضیح:

اور جب انہوں نے تجارت یا کھیل تماشہ ہوتے ہوئے دیکھا تو تجارت (سوداگری) کی طرف دوڑ پڑے اور تمہیں کھڑا کا کھڑا چھوڑ دیا۔

٦٣-منافقون

● وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا، وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ(١١)۔

"اَجَلُهَا"= اَجَل النفس۔

توضیح:

اور جب کسی نفس (جان) کا وقت آجاتا ہے تو خدا اس کو ہرگز ڈھیل نہیں دیتا۔

تشریح:

اس کو یہ بھی خبر ہے کہ اگر بالفرض تمہاری موت ملتوی کردی جائے یا محشر سے پھر دنیا کی طرف واپس کریں، تب تم کیسے عمل کرو گے، وہ سب کی اندرونی استعدادوں کو جانتا ہے اور سب کے ظاہری و باطنی اعمال سے پوری طرح خبردار ہے، اسی کے موافق ہر ایک سے معاملہ کرے گا۔

(مولانا شبیر احمد عثمانی)۔

٦٤- تغابن

- ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا، فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ، وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ(٦)۔

"اِنَّهٗ"= إن انسان۔

توضیح:

کافروں کو عذاب دیا گیا اور اس لئے کہ:

حقیقت حال یہ تھی کہ ان کے پاس ان کے رسول کھلی کھلی دلیلیں اور نشانیاں لے کر آتے رہے تھے، مگر انہوں نے کہا: کیا انسان ہمیں ہدایت دیں گے؟ اس طرح انہوں نے ماننے سے انکار کر دیا، اور منہ پھیر لیا، تب اللہ بھی ان سے بے پرواہ ہو گیا اور اللہ تو ہے ہی بے نیاز۔

٦٥- طلاق

- "فَإِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْفَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ" الخ (٢)۔

"اَجَلَهُنَّ" = اَجَلَ المطلقات۔

توضیح:

پھر جب مطلقہ عورتیں انقضائے عدت کے قریب پہونچ جائیں تو یا تو ان کو اچھی طرح زوجیت میں رہنے دو یا اچھی طرح سے علاحدہ کرو۔

- اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ، وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ، فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ، فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ،وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗ اُخْرٰى (٦)۔

"لَهٗ" = للولد، و إن لم يجرله الذكر الصريح۔

توضیح:

طلاق شدہ عورتوں کو ان کی عدت کے زمانے میں ایسی جگہ رکھو جہاں تم رہتے ہو

جیسی کچھ بھی جگہ تمہیں مل جائے اور انہیں تنگ کرنے کے لئے انہیں نہ ستاؤ اور اگر وہ حاملہ ہوں تو ان پر اس وقت تک خرچ کرتے رہو جب تک کہ ان کا وضع حمل نہ ہو جائے، پھر اگر وہ تمہارے لئے نو مولود کو دودھ پلائیں تو ان کو ان کی دودھ پلائی کی اجرت دو، اور بھلے طریقہ سے دودھ پلانے کا معاملہ طے کر لو، لیکن اگر تم نے ایک دوسرے کو مشکلوں میں ڈالا تو نو مولود کو کوئی دوسری عورت دودھ پلائے گی۔

- "لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا مَآاٰتٰھَا" الخ(۷)۔

"ھَا"= النفس۔

توضیح:

اللہ نے جس نفس کو جتنا کچھ دیا ہے اس سے زیادہ کا اس نفس پر بار نہیں ڈالتا۔

٦٦- تحریم

● وَاِذْا اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِہٖ حَدِیْثًا، فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِہٖ وَاَظْھَرَہُ اللّٰہُ عَلَیْہِ عَرَّفَ بَعْضَہٗ وَاَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ، فَلَمَّا نَبَّاَھَا بِہٖ قَالَتْ مَنْ اَنْبَاَکَ ھٰذَا، قَالَ نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ(٣)۔

"نَبَّاَتْ بِہٖ"= بِالْحَدِیْثِ "اَظْھَرَہٗ"= اَظْھَرَ الْحَدِیْث "عَلَیْہِ"= عَلٰی محمد "بَعْضَہٗ"= بعض الحدیث، "نَبَّاَھَا بِہٖ"= نَبَّاَ النبی زوجتہ بالحدیث۔

توضیح:

اور یاد کرو جب پیغمبر نے اپنی ایک بیوی سے ایک راز کی بات کہی تو بیوی نے وہ راز کی بات دوسری بیوی کو بتادی؛ جب اس نے اس راز کی بات کو افشا کی تو خدا نے اس افشا راز سے اپنے پیغمبر کو آگاہ کر دیا تو پیغمبر نے اس بیوی کو کچھ بات بتائی اور کچھ نہ بتائی، در گذر سے کام لیا تو جب پیغمبر نے اسے افشاء راز کی بات بتائی تو وہ پوچھنے لگیں کہ آپ کو اس بات کی کس نے خبر دی؟ پیغمبر نے کہا مجھے اس نے بتایا جو خوب جاننے والا اور خبر دار ہے۔

● اِنْ تَتُوْبَآ اِلَی اللّٰہِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُکُمَا، وَاِنْ تَظٰھَرَا عَلَیْہِ فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ مَوْلٰہُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ بَعْدَ ذٰلِکَ ظَھِیْرٌ(٤)۔

"عَلَیْہِ"= عَلَی النبی محمد، مولٰہُ= مَوْلَی النبی محمد ﷺ۔

توضیح:

اگر تم دونوں اللہ سے توبہ کرتی ہو تو تمہارے لئے یہ بہتر ہے کیوں کہ تمہارے دل سیدھی راہ سے ہٹ گئے ہیں اور اگر نبی کے مقابلہ میں تم نے مظاہر کیا تو جان رکھو کہ یقیناً اللہ ہی پیغمبر کا والی ہے اور جبرئیل اور سب مومنین صالحین بھی، نیز ان کے علاوہ جملہ فرشتے بھی پیغمبر کے مددگار ہیں۔

- عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا(۵)۔

"رَبُّهٗ"= رب النبی، يُبْدِلَهٗ= يُبْدل النبی۔

توضیح:

اگر پیغمبر تم کو طلاق دیدیں تو عجب نہیں کہ پیغمبر کا پروردگار تمہارے بدلے ان کو تم سے بہتر بیبیاں دیدے۔

٦٧- ملک

- وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِاجْهَرُوْا بِهٖ، اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (۱۳)۔

"بِهٖ"= بالقول، اِنَّهٗ= إن اللّٰه۔

توضیح:

اگر تم لوگ بات چپکے چپکے پوشیدہ طور پر کرو یا بآواز بلند کرو اللہ دل کے بھیدوں سے خوب واقف ہے۔

- هُوَ الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِىْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ، وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ (۱۵)۔

"رِزْقِهٖ"= رزقِ اللّٰهِ، "إلَيْهِ"= إلى اللّٰه۔

توضیح:

اللہ ہی تو ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو نرم کیا تو زمین کی راہوں میں چلو پھرو اور خدا کا دیا رزق کھاؤ اور تم کو اسی کے پاس جانا ہے۔

- اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّيَقْبِضْنَ، مَايُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ، اِنَّهٗ بِكُلِّ شَىْءٍۢ بَصِيْرٌ (۱۹)۔

"اِنَّهٗ"= اِن اللّٰه۔

توضیح:

کیا انہوں نے اپنے سروں پر اڑتے جانوروں کو نہیں دیکھا جو پروں کو پھیلائے رہتے ہیں اور ان کو سکیڑ بھی لیتے ہیں، رحمٰن کے سوا انہیں کوئی نہیں تھام سکتا، بے شک اللہ ہر چیز کو بخوبی دیکھ رہا ہے۔

- اَمَّنْ هٰذَا الَّذِیْ یَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ، بَلْ لَّجُّوْا فِیْ عُتُوٍّ وَّنُفُوْرٍ(۲۱)۔

"رِزْقَهٗ"= رزق اللّٰه۔

توضیح:

اگر اللہ اپنا رزق روک لے تو وہ کون ہے جو تم سب کو رزق دے، مگر یہ لوگ اس سے بھی متاثر نہیں ہوتے بلکہ نفرت اور سرکشی پر جمے ہوئے ہیں۔

- فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِیْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَقِیْلَ هٰذَا الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ(۲۷)۔

"رَاَوْهُ"= راوا ما وعدوا من الحشر، اسی طرح "به"= بالوعد۔

آیت(۲۴)"ذرأ کم فی الأرض وإلیه تحشرون" سے ظاہر ہے۔

توضیح:

جب لوگ وہ وعدہ دیکھ لیں گے کہ قریب آ گیا ہے تو قرآن کا انکار کرنے والوں کے چہرے بُرے ہو جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا یہ وہی وعدہ ہے جس کے تم خواستگار تھے اور پوچھتے تھے کہ کب آئے گا؟۔

۶۸۔ قلم

- اِنَّا بَلَوْنٰھُمْ كَمَا بَلَوْنَآ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ، اِذْ اَقْسَمُوْا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ، وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ، فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ نَآئِمُوْنَ (۱۷تا۱۹)۔

"بَلَوْنٰھُمْ"= بلونا أهل مكة ومن حولها، "يَصْرِمُنَّهَا" يصر من الجنة طاف عليها، طاف على الجنة۔

توضیح:

ہم نے اہل مکہ کی اسی طرح آزمائش کی جس طرح باغ والوں کی آزمائش کی تھی جب باغ والوں نے قسمیں کھا کر کہا کہ صبح ہوتے ہم اس باغ کا بار اُتار لیں گے انہوں نے اپنے گروہ میں کسی اور کو ثمرہ کی تقسیم میں شامل نہیں کیا، سو وہ ابھی سو ہی رہے تھے کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے راتوں رات اس پر ایک آفت پھر گئی۔

- اَنْ لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مِّسْكِيْنٌ (۲۴)۔

"لایدخلنها الیوم"= لایدخلن الجنة۔

توضیح:

آج یہاں اس باغ میں تمہارے پاس کوئی مسکین نہ آنے پائے۔

• عَسٰى رَبُّنَآ اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَآ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ(۳۲)۔

"مِنْهَا"= من الجنة۔

توضیح:

امید ہے کہ ہمارا پروردگار ہمیں اس باغ سے بہتر باغ عنایت فرمائے۔

• سَلْهُمْ اَيُّهُمْ بِذٰلِكَ زَعِيْمٌ(۴۰)۔

توضیح:

اے نبی ان کافروں اور مشرکوں سے پوچھو اتم میں کون اس کا ضامن ہے کہ انہیں وہ کچھ ملے گا جس کا وہ حکم لگائیں۔

یہاں سے آگے آیت (۴۷) تک ہر جگہ ضمیر مذکر غائب کا مرجع رسول و قرآن ہے۔

• وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ(۵۱)۔

"اِنَّهٗ"= اِنَّ محمداً۔

توضیح:

اور جب یہ کافر لوگ نصیحت کی بات سنتے ہیں تو تمہیں ایسی نظروں سے دیکھتے ہیں گویا وہ تمہیں اپنی نظروں سے تم کو اپنی جگہ سے پھسلادیں اور کہتے ہیں یہ شخص ضرور دیوانہ ہے۔

• وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ(۵۲)۔

"هُوَ"= الذکر یعنی قرآن۔

توضیح:

یہ بے تکی بات نہیں ہے، بلکہ یہ قرآن تو سارے عالم کے لئے ایک نصیحت و آگاہی ہے۔

۶۹- حاقّہ

- وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ(٦) سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ، حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ(٧)۔

"سَخَّرَهَا"= سخر اللّٰه الريح۔

الف۔"فِيْهَا"= في تلك الأيام و الليالي۔

توضیح:

قوم عاد کا تیز طوفانی آندھی کے ذریعہ ستیاناس کردیا گیا، خدا نے اس تیز طوفانی آندھی کو ان لوگوں پر سات رات اور آٹھ دن تک مسلط کئے رکھا،تم وہاں ہوتے تو دیکھتے کہ وہ لوگ ایک مدت سے اس طرح بچھڑے ہوئے مرے پڑے ہیں جیسے کھجور کے کھوکھلے تنے ہوتے ہیں۔

ب۔"فِيْهَا"= في ديارها۔

......دیکھئے کہ وہ لوگ اپنی بستیوں میں اس طرح بچھڑے الخ۔

ج۔"فيها"= في الجهات۔

......وہ لوگ طوفانی ہواؤں کے جھکڑ سے بکھر کر اِدھر اُدھر پڑے ہیں۔

د۔"فيها"= في الريح۔

......وہ لوگ ہوا میں الخ۔

آخری تخریج بعید از قیاس و قریب از خطاء ہے۔

● اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِی الْجَارِیَةِ لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّتَعِیَهَآ اُذُنٌ وَّاعِیَةٌ(۱۱،۱۲)۔

الف۔"نَجْعَلَها"= نجعل الفعلة الحادثة، تَعِيَهَا تعی الفعلة۔

توضیح:

اور جب پانی طغیانی پر آیا تو ہم نے نوح اور اس کے ساتھیوں کو کشتی میں سوار کرایا تاکہ اس واقعہ کو تمہارے لئے یادگار بنائیں اور یاد رکھنے والے کان اس واقعہ کو یاد رکھیں اور اس سے عبرت حاصل کریں۔

"نَجْعَلها"= نعجل کی تخریج "الجارية" یعنی "السفينة" سے کرنے میں ضمائر میں تفکیک لازم آتی ہے اور یہ اس سیاق میں اقرب الی الصواب نہیں معلوم ہوتی۔

مقابلہ کیجئے سورۂ قمر کی آیت (۱۵) فقرہ (ا)۔

● وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِیَ یَوْمَئِذٍ وَّاهِیَةٌ، وَّالْمَلَكُ عَلٰۤی اَرْجَآئِهَا وَیَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ یَوْمَئِذٍ ثَمٰنِیَةٌ(۱۶،۱۷)۔

"اَرْجَآءِ هَا"= أرجاء السماء، فَوْقَهُمْ= الملك يعنى الملائكة۔

الملک یہاں غالباً بطور اسم جنس استعمال ہوا ہے۔

توضیح:

روز قیامت آسمان پھٹ پڑے گا اور اس کی بندش ڈھیلی پڑ جائے گی، فرشتے آسمان کے اطراف میں ہوں گے اور آٹھ فرشتے اس روز تمہارے رب کا عرش اپنے اوپر اٹھائے ہوئے ہوں گے۔

"على أرجائها" سے مراد "على أرجاء الأرض" لینا اور یہ کہنا کہ فرشتے زمین پر اتر کر اس کو ہر طرف سے سنبھالے رکھیں گے اور فوقهم سے فوق اہل القیامہ کہنا مشابہ

آیت کومحکم آیت میں تبدیل کرنے کی کوشش معلوم ہوتی ہے۔
اگر یہ بات صحیح ہوتو اس سے ع

این سخن را نیست پایاں وفراغ

اور بالآخر ع

ہر دلیلے بے نتیجہ ہر سخن بے اثر

- یٰلَیْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِیَةَ (۲۷)۔

الف۔ "لَیْتَهَا" = لَیتَ الموتۃ۔

توضیح:

اے کاش موت ابدالآباد کے لئے میرا کام تمام کر چکی ہوتی۔
ب۔ ھا، الحالۃ۔
اے کاش میری پچھلی حالت ہی ہمیشہ رہتی اور میں دوبارہ زندہ نہ ہوتا۔
ج۔ھا: الحیاۃ الدنیا۔
اے کاش میری دینوی زندگی ہمیشہ رہتی۔

- اِنَّهٗ كَانَ لَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ (۳۳)۔

"اِنَّهٗ" = إن من أُوتِیَ کتابه بشماله۔

توضیح:

وہ شخص جس کا نامہ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں دیا گیا اللہ پر ایمان نہیں لاتا تھا۔

- فَلَیْسَ لَهُ الْیَوْمَ هٰهُنَا حَمِیْمٌ (۳۵)۔

"لَهٗ" = لمن لم یؤمن باللّٰه۔

توضیح:

وہ شخص جو اللہ پر ایمان نہیں لایا آج یہاں اس کا کوئی دوست نہیں۔

- وَلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِیْنٍ (۳٦)۔

توضیح:

یہاں اس کے لئے صرف گندی بدبودار دھوون ہے۔

- لَا يَاْكُلُهٗٓ اِلَّا الْخَاطِئُوْنَ(۳۷)۔

"يَاْكُلُهٗ"= يَاْكُلُ الغسلين۔

توضیح:

یہ دھوون خطاکار ہی کھائیں گے۔

- اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ(۴۰)۔

"إِنَّهٗ"= إن القرآن۔

توضیح:

بے شک یہ قرآن رسول کریم کا قول ہے۔

نسبت القول إلى الرسول، لِاَنَّهٗ تاليه ومُبلّغهٗ والعامل بِهٖ۔

- وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ، قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ(۴۱)۔

"هُوَ"= القرآن۔

توضیح:

اور یہ قرآن کسی شاعر کا قول نہیں ہے۔

- لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ(۴۵)۔

"مِنْهُ"= مِنَ الرَّسولِ۔

توضیح:

اگر یہ شخص ہمارے طرف سے کوئی جھوٹ بات بنالاتا تو ہم اس شخص کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے۔

- ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ (۴۶)۔

"مِنْهُ"= من الرسول۔

پھر اس کی گردن کی رگ کاٹ ڈالتے۔

- فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ (۴۷)۔

"عَنْهُ"= عن الفعل وهو القتل۔

توضیح:

پھر تم میں سے کوئی ہمیں ایسا کرنے، (اس کو قتل کرنے) سے روکنے والا نہ ہوتا۔

- وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ (۴۸)۔

"اِنَّهٗ"= إن القرآن۔

توضیح:

اور قرآن تو پرہیزگاروں کے لئے ایک نصیحت ہے۔

- وَاِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِيْنَ، وَاِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ (۴۹،۵۰)۔

"اِنَّهٗ"= إن التكذيب مرجع فحوائے کلام سے صاف عیاں ہے۔

توضیح:

اور ہم جانتے ہیں کہ تم میں سے بعض قرآن کا انکار کرتے اور اس کو جھٹلاتے ہیں یہ جھٹلانا یوم قیامت کافروں کے لئے موجب حسرت ہوگا۔

- وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ (٥١)۔

"اِنَّهٗ"= إن القرآن۔

توضیح:

اس میں کوئی شبہہ نہیں کہ یہ قرآن برحق اور قابل یقین ہے۔

۷۰- معارج

- تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ(۴)۔

"اِلَيْهِ"= اِلى اللّٰه، مِقْدَارُهٗ= مقدار اليوم۔

توضیح:

فرشتے اور روح صاحب درجات کی طرف ایک دن کی مدت میں چڑھیں گے جس کی مقدار (تمہارے حساب سے) پچاس ہزار برس ہو گی۔

انتباہ:

ضمیر زیرغور کا مرجع "المکان الذی هو محل الملآئکة" بتانا یا"إلی عرش اللّٰه" بتانا غیرضروری تکلف معلوم ہوتا ہے عربی مبین میں اس کی گنجائش نظر نہیں آتی، والعلم عند الخبیر۔

- اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا(۶)۔

إن الكافرون يرون يوم القيامة بعيداً ضمیر منصوب کا اسم مذکور نہیں ہے، لیکن بیان صاف بتا رہا ہے کہ اس کا مرجع "يوم القيامة" ہے۔

توضیح:

قیامت کے دن کا آنا کافروں کی نگاہ میں دور ہے۔

- يُبَصَّرُوْنَهُمْ،يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِیْ مِنْ عَذَابِ يَوْمَئِذٍ بِبَنِيْهِ(۱۱)۔

"هُمْ"= الناس۔

يُبَصَّرون بصیغہ مجہول ہے،"ھم"ایسا مفعول ہے جس کا فاعل لفظوں میں مذکور نہیں۔

تقدیر:يُبَصِّر اللّٰه الناس۔

روز قیامت سب انسان کو اللہ تعالیٰ ایک دوسرے کو دیکھائے گا۔

تشریح:

ایسا نہ ہوگا کہ لوگ ایک دوسرے کو نہیں دیکھ رہے ہوں گے،اس لئے وہ ایک دوسرے کو نہیں پوچھ رہے ہوں گے،ہر ایک دیکھ رہا ہوگا کہ دوسرے پر کیا گزر رہی ہے مگر ہر ایک کو اپنی ہی پڑی ہوگی۔

انتباہ:

ضمیر ہر چند کے عام ہے مگر سیاق وسباق سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حالت کافروں اور مشرکوں کی ہوگی یا پھر گناہ گاروں کی،واللہ اعلم۔

- كَلَّا اِنَّهَا لَظٰى(۱۵) نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى(۱٦)۔

الف۔"اِنَّهَا"= اِنَّ جَهَنَّمَ، وَاِنْ لم يتقدم لها ذكر، يفسر مابعد حرف "اِنَّهَا"۔

توضیح:

دوزخ ایک بھڑکتی ہوئی آگ ہے۔

ب۔ "اِنَّهَا" = إن الحقيقة۔

حقیقت یہ ہے کہ لظی بھڑکتی ہوئی آگ، کھال ادھیڑ دینے والی ہے۔

۷۱-نوح

● قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِیْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ یَزِدْهُ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗٓ اِلَّا خَسَاراً(۲۱)۔

"اِنَّهُمْ"= إن منكرى رسالتى، إن الكافرين مرجع لفظوں میں مذکور نہیں فحوائے کلام سے صاف ظاہر ہے۔

توضیح:

نوح نے کہا: میری رسالت کا انکار کرنے والے میرے کہنے پر نہیں چلے اور ایسے کی پیروی کی جس کو اس کے مال نے کچھ نفع دیا اور نہ اس کی اولاد نے اس کو کوئی فائدہ پہنچایا بلکہ الٹا اس کو نقصان پہنچایا اور اس کے گھاٹے میں اضافہ ہی کرتے رہے۔

۷۲- جن

● قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا(۱)۔

"أنه"= أن الشان۔

توضیح:

اے پیغمبر لوگوں سے کہہ دو کہ میرے پاس وحی آتی ہے کہ فی الحقیقت جنوں کے ایک گروہ نے سنا تو کہا ہم نے ایک عجیب قرآن سنا۔

● یَّهْدِیْٓ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ، وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا(۲)۔

"بِهٖ"= بالقرآن۔

توضیح:

قرآن بھلائی کا رستہ بتاتا ہے سو ہم اس قرآن پر ایمان لے آئے۔

● وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰی جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا(۳)۔

"اَنَّهٗ"= ان الشان۔

توضیح:

حقیقت یہ ہے کہ ہمارے پروردگار کی عظمت بہت بڑی ہے۔

- وَّ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا(۴)۔

"أَنَّهُ"= أن الشان۔

توضیح:

اور یہ بھی واقعہ ہے کہ خدا کے بارے میں ہمارے بے وقوف افترا پردازی کرتے تھے۔

- وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا(٦)۔

"أَنَّهُ"= أن الشان۔

الف۔زادوهم= أن الإنس زاد والجن طغياناً بهذا التعوذ۔

توضیح:

اور یہ بھی واقعہ ہے کہ انسانوں میں سے کچھ لوگ جنوں میں سے کچھ لوگوں کی پناہ مانگا کرتے تھے تو اس طرح انسانوں نے جنوں کا غرور اور زیادہ بڑھادیا۔

ب۔زادوهم= زاد الأجنة الإنس خطيئةً وإثماً۔

انسانوں میں سے کچھ لوگ جنوں میں سے بعضوں کی پناہ مانگا کرتے تو جنوں نے ان انسانوں کی خطاؤں میں اور ان کے گناہوں میں اضافہ کیا۔

- وَّاَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا(۷)۔

الف۔"أنهم"= أن رجالاً من الإنس۔

توضیح:

بیشک انسانوں نے بھی وہی گمان کیا جیسا تمہارا گمان تھا کہ اللہ کسی کو رسول بنا کر نہیں بھیجے گا۔

ب۔ "إِنَّهُمْ" = إن نفراً مِنَ الْجِنِّ۔

بیشک جنوں میں سے ایک گروہ نے وہی گمان کیا جیسا تمہارا گمان تھا الخ۔

- وَّاَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰى اٰمَنَّا بِهٖ، فَمَنْ يُّؤْمِنْ بِرَبِّهٖ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا (۱۳)۔

الف۔ "بِهٖ" = بالهدى، الهدى يعني القرآن۔

توضیح:

اور جب ہم نے ہدایت سنی تو اس ہدایت قرآن پر ایمان لے آئے۔

ب۔ "بِهٖ" = بالله۔

اور جب ہم نے ہدایت سنی تو ہم اللہ پر ایمان لے آئے۔

ج۔ "بِهٖ" = بمحمد ﷺ۔

اور جب ہم نے ہدایت سنی تو ہم محمد ﷺ پر ایمان لے آئے۔

- وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا (۱۹)۔

"عَلَيْهِ" = على عبدالله۔

توضیح:

واقعہ یہ ہوا کہ جب اللہ کا بندہ اس کو پکارنے کے لئے کھڑا ہوتو بہت سے اس کے گرد ہجوم کر لینے کو تھے۔

- "عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا (۲۶) اِلَّا مَنِ

ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا(٢٧)۔

"اِنَّهٗ"= اِن اللّٰه، يَدَى الرسول، خَلْفِهٖ= خَلْفِ الرسول۔

توضیح:

اللہ غیب کا جاننے والا ہے (تم سے جو کچھ چھپا ہوا ہے وہ سب جانتا ہے) اللہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا، اس غیب سے اس رسول کو مطلع کرتا ہے جسے اس نے غیب کا کوئی علم دینے کے لئے پسند کر لیا ہو، اللہ اس کے آگے اور اس کے پیچھے محافظ مقرر کر دیتا ہے۔

- لِّيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَاَحَاطَ بِمَالَدَيْهِمْ وَاَحْصٰى كُلَّ شَىْءٍ عَدَدًا(٢٨)۔

"لِيَعْلَمَ"= ليعلم اللّٰه، "رَبِّهِمْ"= رَبُّ الرسول، لَدَيْهِمْ= لَدى الرسل۔

توضیح:

تاکہ اللہ جان لے کہ رسولوں نے اپنے رب کے پیغام پہنچا دیئے اور یوں تو رسولوں کے پاس جو کچھ ہے اللہ اس کو ہر طرف سے اپنے قابو میں رکھتا ہے اور اللہ نے ایک ایک چیز گن رکھی ہے۔

۷۳-مزمل

- قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا، نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا، اَوْزِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيْلًا(۲تا۴)۔

"نِصْفَهٗ"= نِصْفَ الَّيْلِ، "مِنْهُ"= مِنَ النِّصْفِ، "عَلَيه"= عَلَى النِّصْفِ۔

توضیح:

تم رات کو نماز میں تھوڑا کھڑے رہو، رات کے آدھے حصہ تک یا اس آدھے حصہ سے بھی کچھ کم یا اس پر کچھ زیادہ۔

- فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا(۱۷)۔

توضیح:

اگر تم نہ مانو گے تو اس دن سے کیوں کر بچو گے جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا۔

- نِالسَّمَآءُ مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ، كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا(۱۸)۔

الف۔ "بِهٖ"= باليوم، فی اليوم با برائے ظرف زماں۔

توضیح:

اس روز، اس وقت آسمان پھٹا جا رہا ہوگا، اس کا وعدہ پورا ہوگا۔

ب۔ به بحصول اليوم، مضاف محذوف، با برائے سبب۔

جس دن کی ہولناکی سے آسمان پھٹا جا رہا ہوگا۔

ج۔ "بِهٖ" = بأمر اللّٰهِ، مضاف محذوف، با برائے الحاق۔

آسمان اللہ کے حکم سے پھٹا جا رہا ہوگا۔

د۔ "وَعْدُهٗ" = وعد اللّٰهِ، اسم کی اضافت فاعل کی طرف۔

اور اللہ کا کیا وعدہ پورا ہو کر ہی رہے گا۔

ہ۔ "وعده" = وعد ذالك اليوم اسم کی اضافت مفعول کی طرف۔

اللہ کا اس روز کا وعدہ واجب الوقوع ہے وہ تو پورا ہو کر ہی رہے گا۔

- اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ، وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ، عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَاتَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ، عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى، وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِى الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ، وَاٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ الخ (۲۰)۔

نصفه= نصف اليل، ثلثهٗ، ثلث اليل، تُحْصُوْهُ= تحصوا القيام، قَامَ کا مصدر، منه= من القرآن یہ فحوائے کلام سے نمایاں ہے۔

توضیح:

اے رسول تمہارا پروردگار جانتا ہے کہ تم کبھی دو تہائی رات کے قریب اور کبھی

آدھی رات اور کبھی ایک تہائی رات عبادت کے لئے کھڑے ہوتے ہو۔
اور تمہارے ساتھیوں میں سے بھی ایک گروہ ایسا ہی کرتا ہے۔

اللہ ہی رات اور دن کی مدت مقرر کرتا ہے اللہ کو معلوم ہے کہ تم کبھی بھی اپنے قیام عبادت کا ٹھیک ٹھیک تعین نہیں کر سکتے، اسی لئے اس نے تم پر مہربانی کی، لہذا قرآن جتنا آسانی سے جتنی دیر پڑھ سکتے ہو پڑھا کرو، اسے معلوم ہے کہ تم میں کچھ بیمار ہوں گے اور کچھ اور لوگ اللہ کے فضل کی تلاش میں سفر پر نکل جاتے ہیں اور کچھ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں، لہذا جتنا قرآن آسانی سے پڑھا جا سکے پڑھ لیا کرو۔

۷۴- مدثر

- "وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ، وَمَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ" (۳۱)۔

الف۔"هی" = الجنود، یہ اسم ضمیر سے قریب ترین ہے، جنود جمع ہے اس کا واحد جند بالضم تنزیل میں کئی بار آیا ہے۔

توضیح:

تمہارے پروردگار کے لشکروں کو صرف پروردگار ہی جانتا ہے کوئی اور نہیں جانتا اور مخلوق کے ان دیکھے لشکر انسان کے لئے نصیحت ہے۔

ب۔"هِیَ" = السقر أی النار، اس سے پہلے کی آیتوں میں ہے: "سأصليه سَقَرْ وما أدرک ماسَقَر"۔

- وَمَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ (۳۱)۔

اور اس دوزخ کا ذکر اس لئے کیا گیا ہے کہ لوگوں کو اس سے نصیحت ہو۔

- اِنَّهَا لَاِحْدَى الْكُبَرِ (۳۵)۔

الف۔"إِنَّهَا" = إن السقر۔

توضیح:

اور یہ دوزخ بھی بڑی چیزوں میں سے ایک ہے۔

ب۔"إنَّهَا"= إن الساعة أى القيامة۔

اور قیامت بھی بڑی چیزوں میں سے ایک ہے۔

- كَلَّآ اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ (۵۴) فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ (۵۵)۔

"اِنَّهُ"= إن القرآن، "ذَكَرَهُ"= ذكرَ القرآن۔

توضیح:

یہ قرآن ایک نصیحت ہے جس کا جی چاہے اس سے نصیحت حاصل کرے۔

۷۵- قیامہ

● بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ لِيَفْجُرَ اَمَامَهٗ (۵)۔

الف۔ ''أمامه''= أمام الإنسان۔

توضیح:

انسان چاہتا ہے کہ آئندہ بھی بداعمالی کرتا رہے۔

مطلب شاید یہ کہ:

بداعمالی کرنے والا توبہ کرنے میں کاہلی وسستی کرتا ہے۔

ب۔ ''أمامه''= أمام القيامة۔

بداعمال شخص یوم قیامت میں بھی اپنی ضد پر قائم رہے گا اور ڈھٹائی کرتے ہوئے جھوٹ بولے گا۔

ج۔ ''اَمَامَهٗ''= أمام الله۔

بداعمال شخص اللہ کے سامنے میں بھی جھوٹ بولے گا اور نہیں شرمائے گا۔

یادداشت:

فجور، دروغ کے معنی میں شاذ نہیں ہے، قاموس میں اس کے شواہد نقل ہوئے ہیں۔

● لَاتُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ، اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ

وَقُرْاٰنَهٗ، فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ، ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ (۱۶تا۱۹)۔

"بِہٖ"= بالوحی، بالقرآن۔

توضیح:

اے رسول اس وحی کو جلد یاد کر لینے کے لئے اپنی زبان کو حرکت نہ دو، اس قرآن کو یاد کرا دینا اور جمع کرا دینا ہمارا کام ہے، لہذا جب ہم اسے پڑھ رہے ہوں، اس وقت تم اس قرآن کی قرأت توجہ سے سنتے رہو، اس قرآن کا واضح مطلب سمجھا دینا بھی ہمارے ہی ذمہ ہے۔

- وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ، اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ، وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ بَاسِرَةٌ تَظُنُّ، اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ (۲۲تا۲۵)۔

جملہ مؤنث ضمیروں کا مرجع "وجوہ" اصحابُ الوجوہ، جملہ چار آیتیں۔

توضیح:

روز قیامت کچھ چہرے تروتازہ ہوں گے، یہ لوگ اپنے پروردگار کی طرف دیکھ رہے ہوں گے، اور کچھ چہرے اُداس ہوں گے، یہ سمجھ رہے ہوں گے کہ ان کے ساتھ کمر توڑ برتاؤ ہوگا۔

- وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ (۲۸)۔

"اَنَّهٗ"= أنَّ الوقت۔

توضیح:

آثار موت کے احساس پر انسان خیال کرے گا کہ اب جسم سے روح کے رخصت ہونے کا وقت آ گیا ہے۔

● فَجَعَلَ مِنۡهُ الزَّوۡجَیۡنِ الذَّکَرَ وَالۡاُنۡثٰی (۳۹)۔

"مِنۡهُ" = من المنی۔

توضیح:

یعنی نطفہ سے جمے ہوئے خون کی شکل میں آیا، پھر اللہ نے اس کی پیدائش کے سب مراتب پورے کر کے انسان بنادیا اور تمام ظاہری اعضاء اور باطنی قوتیں ٹھیک کر دیں۔ ایک نطفۂ بیجان سے انسان عاقل بن گیا، پھر اسی نطفہ سے عورت اور مرد دو قسم کے آدمی پیدا کیے۔ جن میں سے ہر ایک قسم کی ظاہری و باطنی خصوصیات جُدا گانہ ہیں۔ کیا وہ قادر مطلق جس نے اولاً سب کو ایسی حکمت وقدرت سے بنایا، اس پر قادر نہیں کہ دوبارہ زندہ کر دے؟ "سبحانک اللّٰھُمَّ فبلٰی" پاک ہے تیری ذات اے خدا! کیوں نہیں، تو بیشک قادر ہے۔

٧٦-دھر

- اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا(٥)۔

"مِزَاجُهَا"= مزاج الشراب، مراجع لفظ شراب سے ظاہر ہیں۔
شراب مونث سماعی ہے۔

توضیح:

نیک لوگ جنت میں شراب کے ایسے جام پئیں گے جن میں عرق کافور کی آمیزش ہوگی اور آگے اسی سورت کی آیت(١٧) دیکھئے:

- عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا(٦)۔

"بِهَا"= بالعين، "يُفَجِّرُوْنَهَا"= يفجرون العين، عین بمعنی چشمہ مونث سماعی، یہ لفظ جن سورتوں میں آیا ہے وہ یہ ہیں:
(کہف/٨٦۔ طہ/٤٠۔ قصص/١٣۔ مطففین/٢٨۔ غاشیہ/٥+١٢ اور اسی سورت کی آیت(١٨))۔

توضیح:

یہ ایک بہتا چشمہ ہوگا جس کے پانی کے ساتھ اللہ کے بندے شراب نوشی کریں گے اور جہاں چاہیں گے اس کی شاخیں نکالیں گے۔

● وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا (۸)۔

دیکھئے: بقرہ کی آیت (۱۷۷) فقرہ (۳۴)۔

● وَجَزٰهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا، مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ، لَايَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا، وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا (۱۲ تا ۱۴)۔

"جَزٰهُمْ" = جزاء الأبرار، "فِيْهَا" = (اول ودوم) فی الجنة۔

"ظِلٰلُهَا" = ظلال الجنة، "قُطُوْفُهَا" = قطوف الجنة۔

توضیح:

نیک لوگوں کو اللہ ان کے صبر کے بدلہ میں جنت اور ریشمی لباس عطا کرے گا، جنت میں وہ اونچی مسندوں میں تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے، جنت میں انہیں دھوپ کی گرمی تکلیف دے گی نہ جاڑے کی ٹھر، جنت کی چھاؤں اور ان پر جھکی ہوئی ٹہنیاں سایہ کررہی ہوگی اور جنت کے پھل ہر وقت ان کے دست رس میں ہوں گے۔

● وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا (۲۴)۔

"مِنْهُمْ" = من الناس یعنی مِنَ الأثمین و الکافرین۔

آثما اُو کفوراً سے "ھم" کی عمومیت باقی نہیں رہی۔

توضیح:

اور اے رسول! تم لوگوں میں سے کسی بدعمل یا حق کا انکار کرنے والے کی بات پر توجہ مت کرو۔

۷۷-مرسلات

- إِنَّهَا تَرْمِيْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ (۳۲)۔

"إِنَّهَا"= النار، لفظ لہب چنگاری سے ظاہر ہے۔

توضیح:

وہ آگ محل جیسی بڑی بڑی چنگاریاں پھینکے گی۔

- كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ (۳۳)۔

"كَاَنَّهٗ"= كَاَنَّ القصر۔

توضیح:

وہ محل گویا زرد رنگ کے اونٹ ہیں۔

یعنی ہر چنگاری ایک قصر جیسی بڑی ہو گی اور جب یہ بڑی بڑی چنگاریاں اٹھ کر پھٹیں گی تو یوں محسوس ہو گا جیسے پیلے پیلے اونٹ اوچھل کود رہے ہیں (تفہیم القرآن حاشیہ)۔

۷۸-نبا

- إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مَفَازًا حَدَآئِقَ(۱) وَأَعْنَابًا(۲)، وَّكَوَاعِبَ(۳) أَتْرَابًا(۴)، وَّكَأْسًا دِهَاقًا(۵)، لَايَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَّلَا كِذَّٰبًا(۳۲تا۳۵)۔

"فِيهَا"= فی الحدائق أی فِیْ حَدَائِقِ الجنة مضاف محذوف۔

توضیح:

بے شبہ متقیوں کی کامرانی کا ایک مقام ہے، باغ اور انگور اور نوخیز کم سن لڑکیاں اور چھلکتے ہوئے ساغر، وہاں ان باغوں میں وہ کوئی لغو اور جھوٹی بات نہیں سنیں گے۔

---

(۱) حَدَائِقَ: باغات، حدیقہ کی جمع، جس کے معنی اس باغ کے ہیں، جس کے گرد چاردیواری کھنچی ہو، باغ کا نام حدیقہ اس مناسبت سے رکھا گیا کہ وہ اپنی ہیئت وشکل میں حدیقہ یعنی آنکھ کی پتلی کے مشابہ ہے، جس طرح وہ گھری ہوئی اور بارونق اور باآب وتاب ہوتی ہے اسی طرح حدیقہ ہوتا ہے، (لغات القرآن جلد دوم صفحہ ۲۷۴)۔

(۲) أَعْنَابًا: واحد عِنَبٌ، انگور، امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں "عنب" انگور کو بھی کہتے ہیں، اور اس کے درخت کو بھی۔ علامہ فیومی نے مصباح میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب تک وہ تازہ رہتا ہے عِنَبْ کہلاتا ہے، اور جب خشک ہو جاتا ہے تو "زبیب" بولتے ہیں، (لغات القرآن جلد چہارم صفحہ ۳۶۶)۔

(۳) كَوَاعِبَ: جمع، كَاعِبٌ واحد، نوخیز شباب لڑکیاں جن کے پستان خوب ابھر آئے ہوں (راغب)، كَعَبَتِ الْجَارِيَةُ كُعُوْبًا وَكُعُوْبَةً وَكِعَابَةً (لازم نصر، ضرب) لڑکی کے پستان ابھر آئے۔

(۴) أَتْرَابًا: ہم سن عورتیں تِرْبٌ کی جمع۔

(۵) دِهَاقًا: بھرا ہوا، چھلکتا ہوا، دَهَقَ سے جس کے معنی لبالب، پر ہونے اور چھلکنے کے ہیں، دَهَقَ الْكَأْسَ دَهْقًا وَدِهَاقًا پیالہ یا گلاس بھرنا، جام کو چھلکانا، (القاموس الوحید صفحہ ۵۴۸ جلد اول)۔

۷۹-نازعات

● فَاَرٰہُ الْاٰیَۃَ الْکُبْرٰی (۲۰)۔

"اَرٰاہُ"= أری فرعون۔

توضیح:

موسیٰؑ نے فرعون کو بہت بڑی نشانی دکھائی۔

● ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ، بَنٰھَا، رَفَعَ سَمْکَھَا فَسَوّٰھَا، وَاَغْطَشَ لَیْلَھَا وَاَخْرَجَ ضُحٰھَا (۲۷تا۲۹)۔

"بَنٰھَا"= بنی السماء اسی طرح اس آیت کے بعد کی دونوں آیتوں کی جملہ ضمیر واحد مونث غائب کا مرجع "سماء" ہے۔

کیا تم لوگوں کو پیدا کرنا زیادہ سخت کام ہے یا آسمان پیدا کرنا؟ اللہ ہی نے آسمان بنایا پھر اس کی چھت خوب اونچی کی پھر اس کا توازن قائم کیا، اس کی رات ڈھانکی اور اس کا دن نکالا (تفہیم)۔

● کَاَنَّھُمْ یَوْمَ یَرَوْنَھَا لَمْ یَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِیَّۃً اَوْ ضُحٰھَا (۴۶)۔

"اَنَّھُمْ"= اَنَّ النَّاسَ، یَرَوْنَھَا= یرون الساعۃ "ضُحٰھَا"= ضُحَی الْعَشِیَّۃِ۔

توضیح:

جب لوگ وہ بڑا ہنگامہ دیکھیں گے تو ایسا خیال کریں گے کہ گویا دنیا میں صرف ایک شام یا شام کی صبح تک ہی رہے۔

تشریح:

صرف ایک رات یا ایک دن۔

۸۰۔ عبس

● عَبَسَ وَتَوَلّٰی(۱) اَنْ جَآءَ هُ الْاَعْمٰی(۲) وَمَایُدْرِیْكَ لَعَلَّهٗ یَزَّکّٰی(۳) اَوْ یَذَّکَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّکْرٰی(۴)۔

"جَآءَ هُ"= جَاءَ إلی رسول اللّٰه "لَعَلَّهٗ"= لَعَلَّ الاعمیٰ تَنْفَعَهٗ= تَنْفَعُ الْاَعْمٰی۔

توضیح:

ترش رو ہوئے اور بے رخی برتی کہ وہ اندھا اس کے پاس آگیا، تمہیں کیا خبر کہ وہ اندھا شاید سدھر جائے، یا نصیحت پر توجہ کرے اور نصیحت اس اندھے کو نفع دے۔

● کَلَّآ اِنَّهَا تَذْکِرَةٌ(۱۱) فَمَنْ شَآءَ ذَکَرَهٗ(۱۲)۔

الف۔"إنَّهَا"= إن الدعوة، ذَکَره= ذکر الدعاء۔

توضیح:

یہ دعوت، (بلاوا) ایک نصیحت ہے، جو چاہے یہ دعاء (پکار) یاد رکھے۔

ب۔"إنَّهَا"= المعاتبة، "ذَکَرہ"= ذکر العتاب۔

یہ خفگی ایک نصیحت ہے جو چاہے یہ توجہ دہانی یاد رکھے (اور آئندہ احتیاط برتے)۔

ج۔"إنَّهَا"= إن الموعظة، "ذَکَرَهٗ"= ذکر القرآن۔

یہ موعظت ایک نصیحت ہے جو چاہے قرآن یاد رکھے۔

۸۱- تکویر

- اِنَّهٗ لَقَوۡلُ رَسُوۡلٍ كَرِيۡمٍ(۱۹)۔

"إِنَّهٗ"= إن القرآن۔

توضیح:

بے شک قرآن رسول کریم کا قول ہے۔

دیکھئے: حاقہ کی آیت (۴۰) فقرہ (۷)۔

یہاں رسول کریم سے جبریلؑ مراد ہیں جیسا کہ آگے مذکور ہے "وَلقد رأہ بالأفق المبین" (۲۳)، یعنی محمد ﷺ نے پیغامبر کو روشن افق پر دیکھا۔

- وَمَا هُوَ عَلَى الۡغَيۡبِ بِضَنِيۡنٍ(۲۴)۔

"هُوَ"= محمد ﷺ۔

اور محمدؐ غیب کے اس علم کو اپنے ہی تک یا اپنے ہی پاس رکھنے والے نہیں ہیں، دوسروں تک پہنچاتے رہتے ہیں۔

- وَمَا هُوَ بِقَوۡلِ شَيۡطٰنٍ رَّجِيۡمٍ(۲۵)۔

"هُوَ"= قرآن۔

توضیح:

اور یہ قرآن پھٹکارے ہوئے شیطان کا کلام نہیں ہے۔

● اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ (۲۷)۔

توضیح:

قرآن کی نسبت جو احتمالات تم پیدا کرتے ہو، سب غلط ہیں، اگر اس کے مضامین وہدایات میں غور کرو تو اس کے سوا کچھ نہ نکلے گا کہ یہ سارے جہان کے لئے ایک سچا نصیحت نامہ اور مکمل دستور العمل ہے جس سے ان کی دارین کی فلاح وابستہ ہے۔

۸۲-انفطار

- وَّ اِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ، یَّصْلَوْنَهَا یَوْمَ الدِّیْنِ، وَمَاهُمْ عَنْهَا بِغَآئِبِیْنَ (۱۴تا۱۶)۔

"یَصْلَوْنَهَا"= یصلون جحیم، جحیم=دوزخ کاایک نام،مؤنث سماعی ہے۔

هُمْ فجار= "عنها"= عن جحیم۔

توضیح:

بدکارلوگ دوزخ میں ہوں گے، جزا کے دن یہ بدکارلوگ دوزخ میں داخل ہوں گے اور یہ وہاں سے ہرگز غائب نہ ہوسکیں گے۔

- وَمَآ اَدْرٰکَ مَایَوْمُ الدِّیْنِ، ثُمَّ مَآاَدْرٰکَ مَایَوْمُ الدِّیْنِ، یَوْمَ لَاتَمْلِکُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَیْئًا، وَالْاَمْرُ یَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ (۱۷تا۱۹)۔

"یَوْمُ الدِّیْنِ"= یوم الحساب، یوم القیامة۔

توضیح:

یعنی کتنا ہی سوچو اور غور کرو، پھر بھی اس ہولناک دن کی پوری کیفیت سمجھ میں نہیں آسکتی، بس مختصراً اتنا سمجھ لو کہ اس دن جتنے رشتے ناطے خویشی اور آشنائی کے ہیں سب نیست ونابود ہو جائیں گے، سب نفسی نفسی پکارتے ہوں گے، کوئی شخص بدون حکم مالک الملک کے کسی کی سفارش نہ کرسکے گا، عاجزی، چاپلوسی اور صبر واستقلال کچھ کام نہ دے گا "اِلا من رحم اللّٰه"۔

۸۳- مطففین

- یُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِیْقٍ مَّخْتُوْمٍ، خِتٰمُهٗ مِسْکٌ، وَفِیْ ذٰلِکَ فَلْیَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ، وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِیْمٍ (۲۵ تا ۲۷)۔

"خِتٰمُهٗ"= ختام الرحیق، "مِزَاجُهٗ"= مزاج الرحیق۔

توضیح:

نیک لوگوں کو سربند خالص شراب پلائی جائے گی، اس شراب پر مُشک کی مہر ہوگی تو نعمتوں میں ایک دوسرے سے بڑھ جانے کا شوق رکھنے والوں کو چاہئے کہ وہ ان کو حاصل کرنے کی کوشش کریں اور اس شراب میں تسنیم کی آمیزش ہوگی۔

- عَیْنًا یَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ (۲۸)۔

دیکھئے: دَهْرَ کی آیت (۶)، فقرہ (۲)۔

- اِنَّ الَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا کَانُوْا مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یَضْحَکُوْنَ، وَاِذَا مَرُّوْا بِهِمْ یَتَغَامَزُوْنَ، وَاِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓی اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَکِهِیْنَ، وَاِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْٓا اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَضَآلُّوْنَ، وَمَآ اُرْسِلُوْا عَلَیْهِمْ حٰفِظِیْنَ (۲۹ تا ۳۳)۔

"بِهِمْ"= بالمؤمنین، "عَلَیْهِمْ"= علی المؤمنین۔

توضیح:

جن لوگوں نے کفر کا ارتکاب کیا وہ ان لوگوں پر جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے ان کے ایمان دار ہونے پر ہنسا کرتے تھے اور جب اہل ایمان پر ان کافروں کا گزر ہوتا تو وہ مومنوں پر حقارت سے چشم زنی کرتے گزرتے اور جب اپنے گھر لوٹتے تو اتراتے ہوئے لوٹتے اور جب کبھی مومنوں کو دیکھتے تو کہتے یہ بھٹکے ہوئے لوگ ہیں حالانکہ یہ کافر مومنوں پر نگراں بنا کر نہیں بھیجے گئے تھے۔

۸۴-انشقاق

- يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ[1] اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ(٦)۔

الف۔ "مُلٰقِيْهِ" = مُلَاقِ الْكدح مضاف محذوف جزاء الكدح۔

توضیح:

اے انسان تو اپنے پروردگار کی طرف پہنچنے میں خوب کوشش کرتا ہے، سو تو اس کوشش کی جزاء سے جا ملے گا۔

مطلب یہ کہ جیسا عمل کر رہا ہے ویسا بدلہ دیا جائے گا۔

ب۔ "مُلٰقِيْهِ" = ملاق رَبِّكَ۔

اے انسان..... سو تو اپنے پروردگار سے ملنے والا ہے۔

تشریح:

رب تک پہنچنے سے پہلے ہر آدمی اپنی استعداد کے موافق مختلف قسم کی جدوجہد کرتا ہے کوئی اس کی طاعت میں محنت و مشقت اٹھاتا ہے، کوئی بدی اور نافرمانی میں جان کھپاتا ہے، پھر خیر کی جانب میں ہو یا شر کی، طرح طرح کی تکلیفیں سہہ سہہ کر آخر پروردگار سے ملتا اور اپنے اعمال کے نتائج سے دوچار ہوتا ہے۔

---

(۱) كَادِحٌ: اسم فاعل واحد مذکر، كَدْحٌ مصدر و اسم مصدر (باب فتح) لفظ كَدَحَ لازم بھی ہے، اور متعدی بھی، اول صورت میں کوشش کرنے اور مشقت اٹھانے کے معنی ہوں گے كَدَحَ فِي الْعَمَلِ اس نے کام کرنے میں کوشش کی، مشقت اٹھائی، كَدَحَ لِعَيَالِهٖ اہل وعیال کے لئے کوشش کی، اگر متعدی ہو تو چھیلنے اور خراش پیدا کرنے کے معنی ہوں گے، كَدَحَ وَجْهَهٗ اس کے چہرے کو چھیل دیا، آیت میں اول معنی مراد ہے دوڑنے والا، کوشش کرنے والا۔

۸۵- بروج

- وَّاللّٰهُ مِنۡ وَّرَآئِهِمۡ مُّحِيۡطٌ (۲۰)۔

الف۔ "وَرَآئِهِمۡ" = وَراء الکافرین۔

توضیح:

اور اللہ کافروں کو گھیرے ہوئے رکھا ہے۔

ب۔ "وَرَآئِهِمۡ" = وراء الناس۔

اللہ انسانوں کو گھیرے ہوئے رکھا ہے۔

- بَلۡ هُوَ قُرۡاٰنٌ مَّجِيۡدٌ، فِىۡ لَوۡحٍ مَّحۡفُوۡظٍ (۲۱،۲۲)۔

"هُوَ" = قرآن عظیم۔

"فِىۡ لَوۡحٍ" = هو فی الهواء فوق السمآء السابعة۔

توضیح:

اس بَلۡ سے پہلے بھی بر بنائے وضاحت قرینہ کچھ محذوف ہے، اس کو کھول دیجئے تو پوری بات یوں ہوگی کہ یہ قرآن جس انجام سے تمہیں ڈرا رہا ہے۔
یہ ایک حقیقت ہے، یہ ایک بزرگ و برتر کلام ہے، یہ شاعروں اور کاہنوں کے کلام کی طرح کوئی ہوائی چیز نہیں ہے بلکہ یہ خدا کی نازل کردہ وحی ہے، اور اس کا منبع لوح محفوظ ہے، جس تک کسی جن وانس کی رسائی نہیں ہے۔ (تدبر القرآن جلد ششم صفحہ ۲۹۴)۔

۸۶-طارق

- اِنَّهٗ عَلٰی رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ (۸)۔

"اِنَّہٗ"= إن اللّٰه، "رَجْعِهٖ"= رجع الإنسان يعنی اللّٰه قادرٌ علی بعث الإنسان بَعْدَ موته۔

توضیح:

الف۔ بیشک خدا انسان کے اعادے، (دوبارہ پیدا کرنے) پر قادر ہے۔

ب۔ "رَجْعِهٗ"= رجع الماء الدافق، رد الماء فی الإحليل۔

خوب یادر کھو! اللہ اُچھلتے پانی (منی) کے اعادے یعنی اس کے روکنے پر قادر ہے۔

- فَمَالَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ (۱۰)۔

"فَمَالَهٗ"= فَمَا لِلْاِنْسان، ماله= مالإنسان۔

روز قیامت انسان کی کچھ پیش نہ چل سکے گی، اور نہ کوئی اس کا مددگار ہوگا۔

- اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ (۱۳) وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ (۱۴)۔

"إِنَّهٗ"= إن القرآن، هُوَ= قول الفصل۔

توضیح:

یہ قرآن کو باطل سے جدا کرنے والا ہے اور یہ قول بے تکی اوٹ پٹانگ بات نہیں ہے۔

۸۷-اعلیٰ

- وَالَّذِیْٓ اَخْرَجَ الْمَرْعٰی(۴) فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰی(۵)۔

"جَعَلَهٗ"= جَعَلَ الْمَرْعٰی۔

توضیح:

اللہ ہی ہے جس نے چارہ اگایا پھر اس کو سیاہ رنگ کا کوڑا کر دیا...... جس نے نباتات کو سبز رنگ میں اگایا پھر اس کو سیاہ کوڑا بنا دیا۔

- فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰی(۹) وَيَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَی(۱۱)۔

"يَتَجَنَّبُهَا"= یتجنب الذکری۔

توضیح:

جب تک نصیحت کے سود مند ہونے کی توقع ہو نصیحت کئے جا۔

جو خوف رکھتا ہے (اور مآل اندیش ہے) وہ نصیحت قبول کرے گا اور بے وقوف بد بخت نصیحت قبول کرنے سے گریز کرے گا۔

۸۸-غاشیہ

● لَیۡسَ لَهُمۡ طَعَامٌ اِلَّا مِنۡ ضَرِیۡعٍ(۶)۔

"لَهُمۡ"= لأصحاب النار دوسری آیت "وُجُوۡهٌ یَّوۡمَئِذٍ خاشعة" سے ظاہر ہے، "وجوه" جمع ہے اس کا واحد وجه ہے، مراد شخص۔

توضیح:

دوزخیوں کو کوئی غذا نہیں ملے گی اگر کوئی ملی بھی تو مرجھائی ہوئی گھاس پات ہوگی۔

● لَسۡتَ عَلَیۡهِمۡ بِمُصَیۡطِرٍ (۲۲)۔

"عَلَیۡهِمۡ"= علی الناس۔

توضیح:

اے رسول تم نصیحت کئے جاؤ، تم لوگوں کو زبردستی ایمان لانے پر مجبور کرنے والے نہیں ہو۔

● اِنَّ اِلَیۡنَاۤ اِیَابَهُمۡ، ثُمَّ اِنَّ عَلَیۡنَا حِسَابَهُمۡ (۲۶،۲۵)۔

توضیح:

بے شک لوگوں کو ہمارے پاس لوٹ کر آنا ہے، پھر ہم ان سے باز پرس کرنے (حساب لینے) کے ذمہ دار ہیں۔

۸۹- فجر

• اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ، اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ، الَّتِىْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِى الْبِلَادِ، وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوْا الصَّخْرَ بِالْوَادِ، وَفِرْعَوْنَ ذِى الْاَوْتَادِ، الَّذِيْنَ طَغَوْا فِى الْبِلَادِ، فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ، فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ (۶ تا ۱۳)۔

الف۔ "مِثْلُهَا" = قبيلہ، "قوم" = قوم عاد، "فِيْهَا" = فى البلاد، "عَلَيْهِمْ" = على قوم عاد وثمود وفرعون۔

توضیح:

اے محمد آپ نے نہیں دیکھا کہ قوم عاد کے ساتھ کیا گیا، ان کی نافرمانی پر انہیں کیسی سخت سزا دی اور ان جیسا کوئی قبیلہ (کوئی قوم) کسی اور ملک میں پیدا نہیں کیا گیا تھا، اور ثمود کے ساتھ کیا کیا، انہوں نے وادی میں چٹانیں تراشی تھیں اور میخوں والے فرعون کے ساتھ کیا کیا، یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے اپنے اپنے ملکوں میں سرکشی کی تھی اور ان میں بہت فساد برپا کیا تھا، آخرکار تمہارے رب نے ان سب پر عذاب کا کوڑا برسا دیا۔

ب۔ "مِثْلُهَا" = مثل مدينة عاد ارم يامثل عاد صاحبة ارم مضاف محذوف "ارم" اسم مؤنث معرفہ۔

توضیح:

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے پروردگار نے عاد ارم کے باشندوں سے کیا کیا،
ان کے الخ۔

- فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ(۲۵)۔

الف۔"عَذَابَهٗ"= عَذَاب اللّٰه۔
تقدیر:لَایُعَذِب کَعَذَاب اللّٰه اَحَد۔

توضیح:

پھر یوم قیامت کوئی کسی کو ایسا عذاب دینے والا نہیں ہوگا جیسا کہ خدا دے گا۔
ب۔"عَذَابَهٗ"= عذاب الكافر۔
تقدیر:لَایُعَذِّبُ اَحَدٌ اَحَدًا مثل تعذیب هٰذا الکافر۔
روز قیامت کوئی کسی کو ایسا عذاب دینے والا نہیں ہوگا جیسا کہ کافر کو دیا جائے گا۔

- وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗٓ اَحَدٌ(۲۶)۔

حسب سابق یعنی۔
الف۔لایوثق کوثاق اللّٰهِ اَحَدٌ۔

توضیح:

اور اس دن اللہ جیسا باندھے گا ویسا باندھنے والا کوئی اور نہیں۔
ب۔لَایُوْثِق اَحَدٌ اَحَدًا مثل وثاق هذا الکافر۔
اور اس دن کوئی کسی کو ایسا باندھنے والا نہیں ہوگا جیسا کہ کافر کو باندھا جائے گا۔

۹۱- شمس

- فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْبِهِمْ فَسَوّٰهَا(۱۴)۔

الف۔"سَوّٰهَا"= سوى الأمة۔

سوى الأمة في إنزال العذاب بهم۔

قوم ثمود پر عذاب نازل کرنے میں سب کو برابر کر دیا۔

مطلب شاید یہ کہ:

عذاب عام تھا، بچے، بوڑھے زن و مرد مال دار اور بے مایہ حتیٰ کہ نیک و بد سب زمین کے برابر ہو گئے۔

ب۔"سَوّٰهَا"= سوّى الدمدمة، دمدمة، عقوبة۔

ثمود کے پروردگار نے ان کے (ثمود کے) گناہوں کی وجہ سے ان پر عقوبت نازل کی اور اس عقوبت کو ثمود پر برابر کر دیا۔

مطلب یہ کہ:

اس عذاب سے قوم ثمود کا کوئی شخص نہیں بچا۔

ملحوظہ:

نتیجہ کے لحاظ سے پہلی اور دوسری تخریج میں کوئی اہم فرق نہیں معلوم ہوتا۔

- "وَلَا يَخَافُ عُقْبَاهَا"(۲۵)۔

الف۔ "عقباها"= عقبی الدمدمة۔

سوّی الدمدمة غیر خالف عاقبتها۔

اللہ نے ثمود کو الٹ مار کر پیوند خاک کر دیا اور اللہ کو اپنے نازل کئے ہوئے اس دمدمہ پر کسی بُرے نتیجہ کا اندیشہ نہیں ہے۔

ب۔ "عُقْبٰهَا"= عقبی الفعلة۔

لَایخاف اللّٰه عقبی فعلته مضاف محذوف۔

اللہ نے ثمود کے لوگوں کو ان کے گناہوں کی وجہ سے اُلٹ مارا اور اس کو اپنے اس فعل کے کسی بُرے نتیجہ کا خوف نہیں تھا۔

ج۔ "عُقباها"= عقبی إهلاك الامة۔

لایخاف اللّٰه عاقبة إهلاكهم۔

اللہ کو ثمود کے ہلاک ہو جانے کے نتیجہ کا کوئی خوف نہیں تھا۔

مطلب یہ کہ:

لا یسئل مایفعل: اللہ سے کوئی باز پرس کرنے والا نہیں اس پر کوئی حاکم نہیں۔

۹۷-قدر

- اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ(۱)۔

الف۔"اَنْزَلْنٰهُ"= أنزلنا القرآن فحوائے کلام سے اسم نمایاں ہے۔

توضیح:

ہم نے قرآن قدر کی رات نازل کیا۔

ب۔"اَنْزَلْنَاہ"= أنزلنا جبرئیل۔

ہم نے جبرئیل کو قدر کی رات اتارا۔

انتباہ:

دوسری توجیہ کی بنیاد غالباً تفسیری اقوال ہیں۔

۱۰۰- عادیات

فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا، فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا، فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا(۳تا۵)۔

"بِهٖ نَقْعًا وَبِهٖ جَمْعًا"= وبه بالصبح بابرائے ظرفیت مرجع لفظ "صبحاً" سے ظاہر ہے۔

توضیح:

گھوڑے صبح سویرے چھاپا مارتے ہیں، پھر اس وقت گرد اڑاتے ہیں، پھر اس وقت کسی مجمع میں جا گھستے ہیں۔

وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ(۸)۔

"إِنَّهٗ"= إن الانسان۔

"لِحُبِّ"=الحب له فيبخل به۔

توضیح:

یعنی حرص وطمع اور بخل وامساک نے اس کو اندھا بنا رکھا ہے، دنیا کے زر و مال کی محبت میں اس قدر غرق ہے کہ منعم حقیقی کو بھی فراموش کر بیٹھا، نہیں سمجھتا کہ آگے چل کر اس کا کیا انجام ہونے والا ہے۔